اس کتاب کے تمام حق حقوق ترجمہ بموجب ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۱۴ء کے روسے محفوظ ہیں

سلسلہ تصوف نمبر ۱۲۳

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن سوم و رکن چہارم

از

تصنیف جناب خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد
بن شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ
بن حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم ربانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

رکن سوم

در احوال قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی حجت اللہ معہ احوال فرزندان
و خلفائے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

رکن چہارم

در احوال قیوم رابع حضرت سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ محمد زبیر معہ احوال فرزندان و
خلفائے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

جسے
ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی
منزل نقشبندیہ
کوچہ ککے زئیاں ——— بازار کشمیری
لاہور نے
بصرف زر کثیر با محاورہ اردو ترجمہ کرا کر
سٹیم پریس لاہور میں باہتمام گوکل چند پرنٹر کے چھپوایا

قیمت ——— ہر دو رکن ——— ۳ روپے

تصوف کی سراپا رحمت اور بے نظیر کتابوں کا لاجواب سلسلہ

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے۔ اور اس کے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے طالب مولا کیلئے نعمت غیر مترقبہ قیمت ۴ر

اردو ترجمہ ہشت شرائط حضرات خواجگان نقشبندیہ

یعنی بزرگان عالیہ نقشبندیہ کے ہشت شرائط قابل دید نسخہ ہے درخوش قلم اعلےٰ درجہ کا کاغذ قیمت ۲ر

اردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بے نظیر کتاب حضرت مولنا عبد الرحمن جامی نقشبندی رح کی تصنیف میں سے ہے حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ اسمیں اکثر اولیا اور خاتونان باصفا کا جو اولیاء اللہ میں سے گذری ہیں ذکر ہے قیمت ملنے

اردو ترجمہ کتاب ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا برکت اور رحمت ہے خدا سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنیوالوں کو اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اسمیں نہ آیا ہو طالبان مولا کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے صوفیان صفا کیش اس کو حرز جاں بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں کتاب قابل دید ہے قیمت عہ ۱۲ر

اردو ترجمہ لطائف خمسیہ یا مقامات مظہریہ

سید غلام علی شاہ صاحب قدس سرہٗ نے مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مقامات و ملفوظات و مکتوبات کو جمع فرمایا ہے۔ جو اٹھارہ فصلوں پر مشتمل ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ عہ ۴ر

اردو ترجمہ کتاب تذکرۃ الواعظین

عربی سے اردو ترجمہ کرایا گیا ہے مولوی محمد جعفر علی قریشی حنفی المذہب کی تصنیف ہے واعظین اور عام مسلمانوں کیلئے مفید ہے قیمت ۱۲ر عہ

Marfat.com

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در بیان احوال قیوم ثالث حضرت خواجہ نقشبند حجت اللہ رضی اللہ عنہ

ذکر ولادت باسعادت آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و احوال ایام طفولیت و شباب و تربیت یافتن در علم ظاہر و باطن از والدہ ماجدہ خود و بیان بشارات کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ در حق حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ اند و مشرف شدن آنحضرت بہ قطب الاقطابی و قیومیت

بیا اے سخن ور ز من یاد گیر | حدیث عجب از امام کبیر
خدا نام آں نامدار بلند | نہادہ شہ عارفاں نقشبند
بہ محبوبیت حق گواہی دہند | بہ قیومیت آسماں سر نہند
نگین ید خاتم انبیاء | کنوں دار دایں خسرو اولیاء

آنجناب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں جناب کی ولادت باسعادت بروز جمعہ ۷ رمضان ۱۰۳۴ھ ہجری کو ہوئی۔ اس سال کو حضرات قیوم رابع کے طریق میں قیومیت کا سال مطلق کہتے ہیں کیونکہ ایک قیوم کا وصال ہوا۔ دوسرا قیومیت کی

Marfat.com

مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوا اور تیسرا قیوم پیدا ہوا یعنی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی۔ حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقٰی مسند قیومیت پر بیٹھے اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مرض موت میں حضرت عروۃ الوثقٰی کو فرمایا۔ کہ اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو قرب الہی کے کمالات میں میرے برابر ہوگا۔

واقعہ حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے۔ کہ میں نے اپنے فرزند محمد نقشبند کی ولادت کے دن رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ ہزار ہا فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ اور اس فرزند کو بوسہ دیکر کہتے ہیں۔ کہ پروردگار کا حکم ایوں ہے۔ کہ فرشتو! آج ہمارا محبوب پیدا ہوا ہے تم اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو جاکر اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ وہ اپنے باپ اور دادا کو چھوڑ کر باقی تمام اولیائے امّت سے اشرف ہے۔ جو شخص اخلاص سے اس کی زیارت کریگا۔ بخشا جائیگا۔

واقعہ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ میرے فرزند محمد نقشبند کے پیدا ہونے کے دن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہوکر اس فرزند کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی۔ بعد ازاں مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ یہ فرزند باپ اور دادا کی طرح تمام اولیائے امّت سے افضل ہوگا۔ اور منصب قیومیت آپکے بعد اسکو نصیب ہوگا۔ پس نے آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق اس فرزند کا لقب شرف الدین کنیت ابوالقاسم اور اسم مبارک خواجہ محمد نقشبند مقرر فرمایا۔ اور بہت سا کھانا پکا کر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام پر تقسیم کیا۔

در کپن ہی میں سعادت کے آثار ولایت کے انوار قطبیت کی علامت اور قیومیت کی نشانی آنجناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھی۔ جو شخص آپ کو دیکھتا۔ بے اختیار بول اٹھتا۔ کہ یہ محبوب خدا ہے۔ اور پروردگار کا دوست ہے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے بالغ ہونے سے پہلے پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے ظاہری علم تحصیل کر لیا۔ آپ ظاہری علم میں اجتہاد کے پایہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ خاصکر تفسیر میں تو امام تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ تفسیر میں قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی رائے علیحدہ تھی۔ چنانچہ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کے وقت آیات کے

طرح طرح کے معانی بیان فرماتے تھے۔ ہر ایک آیت کی سات طرح تفسیر کرتے تھے۔ مفرد مسائل جو آنحضرت نے اپنے واسطے بیان فرمائے ہیں۔ اور آیات اور احادیث سے انہیں ثابت کیا ہے بکثرت ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حج ادا کرنے کے بعد بندے کا حق جو اس کے ذمے ہوتا ہے ساقط ہو جاتا ہے اور اسے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے۔ آنجناب نے اس قسم کے مسائل بہت بیان کئے ہیں۔ جن کا یہاں لکھنا طوالت کا باعث ہے۔

حضرت خازن الرحمۃ فرماتے تھے کہ اس بچے کی شان نہایت اعلیٰ وارفع ہوگی کشف میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اپنے باپ اور دادے کی طرح ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات عنایت کرے گا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں خواجہ جیو کہا کرتے تھے۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ ہمارے خواجہ صاحب عسکر الحق جن کی خدمت میں بہت سے بادشاہوں کے لشکر مرید ہوئے یعنی حضرت **عروۃ الوثقیٰ** فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر منکشف ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات اس فرزند کو عنایت کرے گا۔ نیز یہ کہ جب میرا فرزند خواجہ نقشبند میرے پاس آتا ہے۔ تو میرا دل اس کی تعظیم کرنیکو چاہتا ہے لیکن یہ رسم ہند میں نہیں کہ باپ بیٹے کی تعظیم کرے حضرت **قیوم ثانی** رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات وخصائص کی خوشخبری دی۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لڑکپن ہی سے اکثر بیمار رہتے تھے۔ ایک روز ایام مرض میں یہ عرضی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ کہ حضرت سلامت آجکل مجھے بعض عجیب الہامات اور غریب خطابات سے سرافراز فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے انت من اولیائی وانت من عبادی الصٰلحین انت لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون تو میرا دوست ہے۔ تو میرا نیک بندہ ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے جنہیں نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور یہ کہ جو قرب تجھے حاصل ہے اور کسی کو نہیں حضرت سلامت! ایک روز میں بالاخانے پر بیٹھا تھا۔ مرض کو کچھ افاقہ تھا۔ کعبہ مقصود پر جو نگاہ پڑی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں بارگاہ مقدس میں کسی کے وسیلے کے بغیر پہنچا ہوں۔

Marfat.com

اتنے میں آپ کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ تو میں نے اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ پھر باخیر و برکت نزول ہوا اور مجھے الہام ہوا۔ کہ آج تجھے تیرے باپ کے ساتھ ایک کر دیا ہے۔ اس قسم کی دید اس سے پہلے بھی کبھی کبھی ہوا کرتی تھی لیکن الہام نہیں ہوا تھا۔ اس روز سے آج تک یہ حالت ہے۔ کہ جب کبھی متوجہ ہوتا ہوں۔ تو اس کے خلاف ظاہر نہیں ہوتا۔ میں تصدیق کا امیدوار ہوں۔ حضرت **عروۃ الوثقیٰ** نے اس عرضی کے جواب میں لکھا۔ کہ کیا لکھوں کہ اس رقعہ شریف کے مطالعہ سے کیا کچھ خوشی و خورمی ہوئی جن میں الہامات عجیبہ اور خطابات غریبہ مندرج تھے۔ کام میں یہاں تک ترقی ہوئی ہے۔ کہ معاملات میں شراکت پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر بھی اکتفا نہ کر کے ملہم کیا۔ آپ کے مکاشفات کو میری تصدیق کی کوئی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی میں تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت **عروۃ الوثقیٰ** رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت حضرت حجۃ اللہ کو فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اعلیٰ درجے کی خلعت عنایت فرمائی ہے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ نے حضرت حجۃ اللہ کو محبوبیت ذاتی کی خوشخبری دیکر فرمایا۔ کہ آپ میری محبوبیت پر نظر باطنی کریں۔ آپ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی محبوبیت کی طرف توجہ کی۔ تو عرض کیا۔ کہ آنجناب کی محبوبیت حضرت سید المرسلین رضی اللہ عنہ کی محبوبیت ہے۔ جو سوائے حضرت مجدد **الف ثانی** رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ کی محبوبیت بھی اسی قسم کی ہے۔ نیز حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ کی محبوبیت کو دیکھنے کے لئے تمام انبیاء اور فرشتے آئے ہیں۔ یہ آنحضرت صلعم کی خاص محبوبیت ہے۔ اس کا شکر بجالاؤ۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت میں ان علوم وحقائق و معارف کا ذکر کیا۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ پر منکشف فرمائے تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن معارف کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ اور یہ اسرار سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کسی اور ولی پر ظاہر نہیں ہوئے۔

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ نے ۱۰۶۸ھ ہجری میں حضرت حجۃ اللہ کو خلوت

Marfat.com

میں بلا کر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تاج مجھے عنایت فرمایا تھا۔ وہ تاج اب آپ کو عنایت ہوا ہے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ وہ تاج قیومیت۔ ومحبوبیت ذاتی۔ طینت اور اصالت محمدی کا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس تاج کا بقیہ اللہ تعالیٰ نے آپکو عنایت فرمایا ہے۔ اور قیومیت۔ محبوبیت ذاتی اور اصالت محمدی آپ کو مرحمت فرمائی ہے۔ کیونکہ قیومیت اور ذاتی محبوبیت طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔

حضرت سلطان الاولیاء قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ بھائی میری قیومیت کو نہیں مانیں گے۔ تو میں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے سامنے عنایت کرتے۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام مریدوں خلیفوں اور فرزندوں کے سامنے فرمایا۔ کہ میرا فرزند خواجہ محمد نقشبند میرے برابر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات اسے عنایت فرمائے ہیں۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی جو عنایت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر تھی اپنے کسی اور فرزند پر نہ تھی۔ گو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن جو محبت قلبی آنحضرت کو حضرت مروج الشریعت سے تھی وہ کسی اور فرزند سے نہ تھی چونکہ حضرت قیوم ثالث اپنے تمام بھائیوں سے افضل تھے اسواسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا سلوک آپ سے زیادہ تھا۔ اور آپ پر صرف للہ مہربانی کیا کرتے تھے۔

اب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے سال بسال کے حالات لکھے جاتے ہیں۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے دونو حصوں میں لکھی گئی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ حضرت حجۃ اللہ اس امت کے قیوم ثالث ہیں۔ تمام قطب۔ فرد۔ ابدال غوث وغیرہ قیوم کے نائب اور پیشکار ہوتے ہیں۔ جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجہ وہی ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نائب اتم اور وزیر اعظم بھی قیوم ہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

ذکر بیان

نشستن قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ برمسند ارشاد و بیان احوال سال اوّل قیومیت آنحضرت بیعت کردن مردم آنجناب وسفر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بکابل ونکاح کردن بہ دختر میر عبد اللہ۔

۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہجری کو اشراق کے وقت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہجری کو فجر کی نماز کے بعد میں نے مراقبہ میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے معہ تمام انبیاء اور فرشتوں کے تشریف فرما ہو کر مجھے اعلیٰ درجے کی خلعت پہنائی۔ اور اپنے دست مبارک سے جواہرات اور یاقوتوں سے جڑا ہوا تاج میرے سر پر رکھا۔ اور قیومیت کی مبارکبادی دی۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں تمام مخلوقات کا قیوم بنایا ہے۔ بعد ازاں فرشتوں کو فرمایا کہ ان سے بیعت کرو۔ تمام فرشتوں نے مجھ سے بیعت کی۔ اور تمام مخلوقات نے آکر میری اطاعت کی۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر تمام آدمیوں نے آنحضرت سے بیعت قیومیت کی سب سے پہلے خواجہ محمد صدیق رضی اللہ عنہ پشاوری نے بیعت کی پھر آہستہ آہستہ اور آدمیوں نے آکر بیعت کی۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام خلفا اور مرید اطراف وجوانب اور روئے زمین کے مختلف حصوں سے آکر آپکے مرید ہوئے کیا بادشاہ کیا فقیر کیا امیر کیا غریب کیا چھوٹے کیا بڑے سبھی اپنے اپنے وطن سے سرہند آکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے حضور میں اپنے تمام مرید اور خلفا اپنے فرزندوں پر تقسیم کر دیئے تھے جیسا کہ اس کتاب کے رکن دوم کے چوالیسویں ۴۴ سال میں ذکر ہو چکا ہے۔ انہوں نے آکر آنحضرت کے دوسرے فرزندوں سے تجدید بیعت کی۔ ہندوستان۔ بدخشاں۔ ترکستان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ خطا۔ روم۔ شام۔ یمن۔ وغیرہ ولایتوں کے اکثر آدمی حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ توران۔ خراسان۔ کیچ۔ غور۔ کوہستان۔ سجستان۔ طبرستان وغیرہ کے آدمیوں نے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ کابل کے آدمی حضرت محمد صبغۃ اللہ کے

Marfat.com

مرید ہوئے۔ دکن اور پنجاب کے حضرت محمد اشرف کے اور ہند کے بہت سے امرا معہ بادشاہ حضرت شیخ سیف الدین کے۔ اور شرق و غرق اور بحرین کے بہت لوگ حضرت شیخ محمد صدیق کے مرید ہوئے۔ لیکن آخر کار سب کے سب حضرت حجۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ تمام ولایتوں کے بادشاہوں نے اپنے اپنے وکیل معہ تحف و ہدایا ہند بھیجے۔ کہ ہماری طرف سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بیعت قیومیت کرو۔ تمام وکلاء نے ایسا ہی کیا۔ جو لوگ آنحضرتؓ کے دوسرے فرزندوں کے مرید تھے انہوں نے انہیں سے تجدید بیعت کی۔ ترکستان اور دشت قبچاق کے بعض خان بذات خود حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اکثروں نے اس مطلب کے لئے اپنے وکیلوں کو بھیجا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں نے قطب الاقطابی اور اپنے والد ماجد کی ولی عہدی کا دعویٰ کیا۔ دو بڑوں یعنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت نے قطب الاقطابی اور قیومیت کا دعوے کیا اور باقی چاروں حضرت محمد صبغتہ اللہؓ حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ حضرت شیخ سیف الدینؒ اور حضرت شیخ محمد صدیقؒ نے صرف قطب الاقطابی کا دعوے کیا۔ کیونکہ ان چاروں کا خیال تھا کہ قیومیت جو اصالت یعنی خمیر طینت محمدی پر موقوف ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیؒ کے بعد کسی کو نصیب نہیں۔ حضرت قیوم ثانیؒ نے حضرت حجۃ اللہ کو قیومیت کی بشارت اور حضرت مروج الشریعت کو طینت و اصالت کی خوشخبری خلوت میں عنایت فرمائی تھی۔ لیکن اس معاملہ کی خبر دوسرے فرزندوں کو نہ تھی اسواسطے آنحضرت کے بعد قیومیت کا انکار کرتے تھے۔ مگر حضرت مروج الشریعت کا لحاظ کر کے علانیہ اپنی قطبیت کا اظہار نہ کرتے تھے۔ لیکن خلوت میں اپنے خاص مریدوں کو کہتے تھے۔ کیونکہ حضرت قیوم ثانیؓ کے حضور میں حضرت مروج الشریعتؒ ہی تمام بھائیوں پر غالب تھے۔ حضرت قیوم ثانیؒ کے تمام فرزندوں کے مرید اپنے اپنے پیر کو قطب الاقطاب سمجھتے تھے۔ اس واسطے ان مریدوں میں آئے دن جھگڑا رہتا۔ چنانچہ اخون میر محسن سیالکوٹی نے تو سرہند آنا موقوف کر دیا۔ ایک شخص نے جب آپ سے اس نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا کہ میں سرہند اسواسطے نہیں جاتا کہ وہاں شیروں کی آپس میں جنگ ہو رہی ہے۔ ڈرتا ہوں کہ کسی سے مجھے تکلیف نہ پہنچے۔

میرے (مصنفؒ) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ جب حضرت محمد صبغتہ اللہ نے

Marfat.com

سنا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اگر قطب الاقطاب کہیں تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ قیومیت کے ہم قائل نہیں۔ کسی نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی تو آنجناب نے فرمایا کہ قطب بھی جھوٹ کہتا ہے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے سنا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضہ اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو ایک روز اپنے بھائی سے ملاقات کر کے وہ کاغذ جس پر اپنی قیومیت لکھی تھی۔ پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ جب آپ اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو پھر ہمارے لئے مناسب نہیں کہ یہ منصب ہم اپنے سے منسوب کریں۔ کیونکہ کشف والہامات کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ہماری کشف میں اس معاملہ میں ضرور خطا ہوئی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ رضہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضہ نے مجھے خلوت میں قیومیت کی بشارت عنایت فرمائی۔ اور اپنی کشف سے بھی مجھے معلوم ہوا ہے۔ حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا قیوم ہونا تسلیم کر لیا۔ اسی واسطے بہت سے لوگ حضرت حجۃ اللہ رضہ کے مرید ہو گئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزندوں کے اکثر مرید حضرت حجۃ اللہ رضہ کے حلقہ ارشاد میں شامل ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ وہاں کے تمام رؤسا آنجناب کے مرید ہوئے۔ اگرچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے کابل کے آدمی حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے تھے۔ لیکن حضرت قیوم ثالث رضہ کے وہاں تشریف لے جانے پر تمام بڑے بڑے آدمی آنجناب کے مرید ہو گئے۔ اور ادنیٰ درجہ کے حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہی رہے۔

خراسان کے مشہور سید میر عبداللہ نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ اور ایک شخص آنحضرت کی گود میں بیٹھا ہے۔ جس کے سر منہ کو آنحضرت چوم رہے ہیں۔ اور فرزندوں کی طرح اس پر شفقت فرما رہے ہیں۔ پھر میر عبداللہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ یہ شخص محمد نقشبند بن محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ جسے حقتعالے نے اُسکے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل کیا ہے۔ تم جا کر ان کے مرید ہو جاؤ۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دو

Marfat.com

میر عبداللہ نے یہ خواب دیکھکر آنحضرت کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اس وقت آنجناب پیشاور میں تھے۔ میر صاحب نے شرف آستان بوسی حاصل کیا اور مرید ہو گئے۔ اور اپنی لڑکی عایشہ بیگم کا نکاح آنجناب سے کر دیا۔ یہ حضرت قیوم ثالثؒ کا دوسرا نکاح تھا۔ آنجناب کا پہلا نکاح حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بھانجی سے ہوا تھا۔ آنجناب کی اکثر اولاد پہلی بیوی سے تھی۔ اس سے صرف ایک لڑکی اس وقت زندہ ہے۔ کہتے ہیں عایشہ بیگم کا حق مہر ایک لاکھ روپیہ تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ سارا روپیہ ادا کر دیا۔ آنحضرت کا دوسرا نکاح ۲۷ ربیع الاول ۱۰۸۰ھ ہجری کو ہوا۔ اسی واسطے یہ حالات حضرت مروج الشریعت کے ارشاد کے دوسرے سال سے لکھے گئے ہیں۔ یہاں پر صرف وسط دینے کے لئے پہلے سال قیومیت میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

ذکر در بیان

سال دوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہؒ مراجعت نمودن آنجناب از کابل بہ سرہند آمدن علما و مشائخ عرب بزیارت آنحضرت و مرید شدن آنہا۔

حضرت قیوم ثالثؒ میر عبداللہ کی لڑکی سے شادی کرنے کے بعد کابل سے اپنے وطن مالوف سرہند میں واپس آئے اسی سال عرب کے بہت سے علما اور مشائخ آنحضرت کی زیارت کیلئے آئے اور مرید ہوئے۔ ان کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ شیخ عبدالوہاب نجی جو مشائخ عرب کے رئیس تھے اور اس علاقہ کے تمام علما اور مشائخ ان کے مطیع تھے۔ اور کوئی کام ان کے اذن بغیر شروع نہ کرتے تھے۔ جو کام کرتے ان کی رضامندی سے کرتے۔ عرب کے تمام امیر غریب بادشاہ فقیر چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آپکے تابعدار تھے۔ شیخ مذکور فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات آدھی رات گذری میں مسجد الحرام میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں۔ لیکن سب کے سب محو ہیں۔ صرف شیخ فخر الدین خطیب اور مولانا شمس الدین ملک العلماء عرب دونو حطیم کے قریب بیٹھے ہیں لیکن نہایت حیرت زدہ۔ مجہول الاحوال اور خبر کے منتظر آسمان کی طرف اور بام کعبہ پر ٹکٹی لگائے ہوئے ہیں میں نے انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے بہ سبب مستغرق ہونے کے جواب نہ دیا۔ میں بھی ان دونو کے پاس بیٹھ گیا۔ اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں

Marfat.com

کہ تمام آسمان آفتاب کی طرح روشن ہوگیا ہے۔ اور نورانی لوگ آسمان سے کعبہ کی چھت پر اُتر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک مرد بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ہزار ہا آدمی جنکے چہروں سے نور چمک رہا ہے اس کے ساتھ مشرق کی طرف سے نمودار ہوئے ہیں۔ اور گروہا گروہ لوگ جہاں کے اطراف و جوانب سے مسجد الحرام میں آرہے ہیں۔ اور اس مرد بزرگ کے پاس دست بستہ کھڑے ہو رہے ہیں۔ اور آسمان سے بھی اُتر رہے ہیں۔ اور تخت کے گرد و نواح بھی حلقہ باندھے کھڑے ہیں۔ اس مرد بزرگ سے ایسا نور چمک رہا ہے کہ مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اور وہ نور دم بدم ترقی پر ہے اسی اثناء میں مناد نے ندا کی۔ کہ اس تخت کے صاحب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت خواجہ محمد نقشبند ہیں انہیں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے قیومیت کی خدمت اور اپنی ذاتی محبوبیت عنایت فرمائی ہے۔ آسمانی فرشتو ازمین کے رہنے والو! اس کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ جو شخص اس کا مرید ہوگا۔ وہ نجات پائیگا۔ اور جو اس کے خلاف ہوگا۔ سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ پھر تخت کے گرد کے آدمیوں نے تخت پر بوسہ دیا۔ میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا کہ یہ تخت کے گرد و نواح کے بزرگ کون ہیں۔ کہا یہ تمام اولیائے وقت ہیں۔ اور جو مسجد پر ہیں۔ وہ فرشتے اور گذشتہ اولیا ہیں۔ جو اس مرد بزرگ کی زیارت کو آئے ہیں بعد ازاں اس مرد بزرگ نے ہر ایک پر مہربانی کر کے رخصت کیا۔ اور خود معہ ایک جماعت کے مشرق کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ یہ تینوں علماء و مشائخ عرب کے سردار تھے۔ اس واسطے ہزار ہا آدمی انکے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے کہتے ہیں عرب کے تین سو عالم حافظ قاری اور شیخ آنحضرت کی زیارت کے لئے عرب سے ہند میں آئے۔ جب منزلیں طے کر کے سرہند پہنچے۔ تو شرف ملازمت حاصل کیا۔ آنجناب نے ہر ایک پر بہت بہت مہربانی کر کے فرمایا۔ کہ تم واجب التعظیم ہو کیونکہ تمہارے ملک پر پروردگار کی خاص عنایت ہے۔ جس کا عشر عشیر بھی کسی اور ملک پر نہیں۔ علاوہ ازیں اپنے محبوب کو اسی ملک میں پیدا کیا۔ خانہ کعبہ یہیں مقرر کیا۔ پھر وہ سب کے سب نہایت صدق اعتقاد اور نیاز سے آنحضرت کے مرید ہوئے۔

Marfat.com

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضؓ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے محاذی ایک نہایت خوبصورت اور وسیع مسجد بنوائی۔

ذکر در بیان

سال سوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرتؓ بکابل خبر دادن حضرت مروج الشریعت خلق را از قیومیت حضرت حجۃ اللہؓ

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات عشا کے بعد حضرت حجۃ اللہؓ اور مروج الشریعتؓ بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ میں نے آپ دونو صاحبان کی دعوت کی ہے۔ میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیں۔ دونو صاحب سنت نبوی کے بموجب دعوت کو قبول کر کے اس کے ساتھ ہوئے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تیرا گھر کہاں ہے۔ اس نے کہا یہ رہا پاس ہی تو ہے۔ دونو بھائی بہ سبب نزدیکی مکان پیدل روانہ ہوئے۔ اس نے پھر عرض کیا کہ مجھ میں اس قدر آدمیوں کو کھانا کھلانیکی طاقت نہیں۔ صرف آپ دونو صاحب تشریف لے چلیں۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔ جب تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکے۔ تو پوچھا کہ تمہارا گھر کونسا ہے؟ عرض کیا وہ رہا سامنے حتیٰ کہ شہر کے باہر ایک کٹیا میں لے گیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پاؤں کا درد بڑی شدت سے ہو رہا تھا۔ رستہ چلنے کے سبب آپ پر ضعف طاری ہوا۔ اور سخت تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو شاید ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ ہوگی لے آیا۔ دونو صاحب اسے کھا کر واپس چلے آئے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ دعوت کنندہ جب کبھی بادشاہ حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اپنے کئی کام پیش کرتا اور آنجناب کی سفارش کراتا آنجناب بھی سفارش کر کے اس کے کام پورے کرواتے۔ اگر کوئی مہتمم اس کے کام میں ذرا دیر کرتا۔ تو وہ فوراً حضرت مروج الشریعتؓ کی خدمت میں آکر دعوت کی رات یاد دلاتا۔

اسی سال اہل کابل نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں آنجناب کے دیدار فائض الانوار کا اشتیاق اور اس ولایت میں

Marfat.com

آنحضرت کی تشریف آوری کی خواہش کا اظہار مندرج تھا۔ آنحضرت بھی اہل کابل پر نہایت مہربان تھے۔ اس واسطے کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ حضرت مروج الشریعت اپنے بھائی کے بڑے مخلص تھے اس واسطے اس سفر میں آنجناب کے ساتھ ہوئے۔ جب شہر سے تین منزل کا فاصلہ طے کر چکے تو حضرت مروج الشریعت کو تپ دق کا عارضہ ہوگیا۔ اسواسطے پھر واپس سرہند آئے۔ اور حضرت حجۃ اللہ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اہل کابل کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب کے سب سر کے بل سات منزل آگے استقبال کے لئے آئے۔ کہتے ہیں۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ شہر کابل میں آئے۔ تو اسقدر ہجوم ہوا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ بدخشان۔ خراسان۔ توران اور ترکستان کے لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس کثرت سے جیسے کوئی ٹڈی دل ہو اور اس شوق سے جیسے پروانہ شمع پر گرتا ہے۔ ان ولایتوں کے بادشاہوں نے جو اس آستانہ علیہ کے مرید تھے اپنے اپنے ایلچی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں بھیجے۔ اور خود بھی کڑی منزلیں طے کر کے حاضر خدمت ہوئے ہر روز ہزارہا لوگ آنجناب کے مرید ہوئے۔ بہت سے ترک مغل اور پٹھان شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں ہزارہا آدمی شامل ہوتے۔

مقامات نقشبندی میں لکھا ہے کہ اسی سال حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کو ماہ رمضان کابل میں آیا۔ ہر رات ہزارہا آدمی نماز تراویح کے لئے جمع ہوتے۔ آخر آدمیوں کی اس قدر کثرت ہوئی۔ کہ کابل کی مسجدیں حالانکہ اسقدر وسیع ہیں پھر بھی آدمی ان میں سما نہیں سکتے تھے۔ آنحضرت شہر کے باہر باغ میں نماز تراویح پڑھتے تھے۔ ایک رات آنجناب کے دل میں خیال آیا کہ میں کون ہوں کہ اس قدر لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی حق تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ کہ تو ہمارا معشوق ہے اور تیری قرب و منزلت ہمارے ہاں عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ اور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر ہے۔ ہم نے تجھے تیرے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔ اور تجھے قیوم زمان اور قطب جہان بنایا ہے۔ بعد ازاں تمام فرشتے اور روحانی آنحضرتؐ کے گرداگرد جمع ہوئے۔ اور آپ کو بوسہ دینے لگے۔ اور کہتے کہ حق تعالےٰ نے ہمیں آپ کا فرمانبردار بنایا ہے۔ آپ محبوب پروردگار اور

Marfat.com

قیوم روزگار ہیں۔ تمام جہان آپکے فیوض و برکات کا منتظر ہے۔ آپ ہی اہل جہان کے قبلہ توجہ ہیں۔ تمام مخلوقات الٰہی آپ کیطرف رخ کئے ہوئے ہے۔ ساری موجودات کی نیکی بدی فرحت۔ تنگی سب کچھ آپ کے ہاتھ ہے۔

کارجہاں بسر نرود بے رضائے تو ــــ در دست تست بختی نہ چرخ را مہار

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ کے مشاہدہ کے بعد یہ سارا واقعہ بلاکم و کاست اپنے پیارے بھائی حضرت مروج الشریعت کی طرف لکھا۔ جب حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکتوب حضرت مروج الشریعت کو ملا۔ اس وقت آپ نے جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر جب کہ تمام وضیع و شریف حاضر تھے۔ بلند آواز سے پڑھا۔ بعد ازاں فرمایا کہ سب سے پہلے جو شخص حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا مقر ہوتا ہے۔ وہ یہ فقیر حقیر محمد عبداللہ ہے۔ لوگو! تمہیں واضح رہے کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں۔ جو شخص دینی و دنیاوی سعادت چاہتا ہے وہ آنجناب کی قیومیت کو تسلیم کر کے مرید ہو جائے ورنہ سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ سبحان اللہ! حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھئے۔ کہ باوجود خود صاحب کمالات ہونے کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو تسلیم کیا جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت مروج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ خود حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے قائل ہیں۔ تو سب کو قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا یقین ہو گیا۔ کیونکہ تمام لوگ حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے برابر بزرگ جانتے تھے۔ جب آنجناب نے تسلیم کیا۔ تو پھر کسی کو بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت میں شک و شبہ نہ رہا۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے ایک خط حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ جس میں آنجناب کی قیومیت کا ذکر تھا۔ مکتوب کے اخیر پر اس جہان سے اپنے رخصت ہونے کی خبر درج کی۔

اسی سال آنحضرتؐ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی کو قبولیت کی خوشخبری دی۔ جب آنحضرتؐ کا وصال ہو گیا۔ تو وہی خوشخبری آنجناب کے فرزند حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پر عاید ہوئی۔

ذکر و بیان

سال چہارم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مراجعت نمودن آنجناب از کابل بہ سرہند و وفات یافتن حضرت مروج الشریعت و بیان دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ است۔

جب حضرت مروج الشریعت کا مکتوب جس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت اور دنیا سے اپنے سفر کی خبر درج تھی۔ حضرت حجۃ اللہ کو ملا۔ تو مطالعہ کرتے ہی آنجناب کابل سے سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل کابل نے بہتیری منت و سماجت کی۔ کہ چند روز اور اقامت فرمائیں کیونکہ دور دراز ملکوں کے بہت سے لوگ جناب کی زیارت کو آرہے ہیں۔ انہیں زیارت سے مشرف ہو لینے دیں۔ لیکن آنحضرت کو خط دیکھتے ہی اپنے بھائی کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا۔ کہ ان کی ایک نہ مانی جب حضرت مروج الشریعت کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو معہ تمام بھائیوں اور وضیع و شریف علما و مشائخ کے شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر استقبال کے لئے آئے۔ دونو بھائی ملاقات کے وقت نہایت تپاک سے ایک دوسرے کے گلے ملے اور بسبب کثرت شوق آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سارے لوگ بھی دونو صاحبوں کی موافقت سے رونے لگے۔

گرفتند مر یکدگر را کنار ۔۔۔ خروشے بر آمد ز ہر دو ہزار

کہتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ادب اس طرح کیا۔ جیسا آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا کیا کرتے تھے۔ بلکہ زبان سے بھی فرماتے تھے۔ کہ میں آپ کو بعینہ حضرت عروۃ الوثقیٰ جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ میں بھی آپ کو حضرت قیوم ثانی کی بجائے یقین کرتا ہوں۔ لوگ دونو بھائیوں کے اس طریق ملاقات سے حیران رہ گئے اور پہلے کی نسبت دونو کے زیادہ معتقد ہو گئے۔ پھر شہر میں داخل ہوئے۔ اسی اثنا میں بادشاہ ہند نے اس مضمون کی ایک عرضی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لکھی کہ سننے میں آیا ہے کہ آنجناب پر مرض کا غلبہ زیادہ ہو گیا ہے۔ تمام اطباء کی را۔۔۔

ہے۔ کہ اس مرض کے لئے سیر بہت مفید ہے۔ اگر آنجناب شاہجہان آباد تشریف لائیں امید غالب ہے۔ کہ اس تکلیف کو ضرور تخفیف ہوگی۔ اور آنجناب کے کمالات سے اں کے لوگ بھی مستفید ہوں گے۔ اور بہت سے لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل ساحل یت و نجات پر پہنچیں گے۔ ساتھ ہی اسی مضمون کا ایک خط آنجناب کی والدہ ماجدہ خدمت میں بھیجا۔ کہ جس طرح ہو سکے آپ حضرت مروج الشریعت کو شاہجہان آباد میں بھیج یں۔ آخر والدہ ماجدہ نے آنحضرت کو شاہجہان آباد جانے کی سخت تاکید فرمائی۔ تو حضرت مجبوراً شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف ری کی اطلاع ہوئی۔ تو شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر آپ کا استقبال کیا اور اپنے ں قلعہ میں آپکی قیامگاہ مقرر کی۔

حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب بادشاہ حضرت مروج الشریعت سے جہ باطنی لے چکا تو کہنے لگا۔ کہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے۔ جسے میں بیان نہیں کر کتا۔ یہ حالت کبھی کبھی حضرت **قیوم ثانی** رضی اللہ عنہ کے حضور میں ہوا کرتی تھی۔ آج سمان تلے آپ جیسا اور کوئی نہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ اگر میرے بڑے بھائی خواجہ ید نقشبند سے توجہ باطنی حاصل کرو۔ تو ان حالات سے بھی زیادہ ترقی کرو۔ کیونکہ وہ وم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔ اس دن سے بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دیدار کا اشتیاق ہو گیا۔ مختصر یہ کہ دن بدن آنجناب پر مرض غالب آتا گیا۔ اطباء نیز علاج معالجہ کرتے لیکن سب بے سود۔ کہتے ہیں جب کوئی دوائی آنجناب کی خدمت ں پیش کی جاتی۔ تو فرماتے۔ کہ یہ تو مجھے تعین ہے۔ کہ یہ دوا اثر تو نہیں کریگی۔ لیکن ماری خاطر کھالیتا ہوں۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک توب لکھا جس کے اخیر میں حسب ذیل دو شعر تحریر فرمائے۔

گر بماندیم زندہ بر دوزیم	ور بر فتیم عذر ما بہ پذیر
اے بسا آرزو کہ زیر خاک شدہ	جامۂ صبر کز دچاک شد

جب مرض حد سے زیادہ غالب ہوا۔ اور زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو دشاہ سے رخصت لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ بوقت رخصت بادشاہ کو وصیت کی کہ میری عمر کے چار دن اور رہ گئے ہیں۔ میرے بعد حضرت حجۃ اللہؒ کا مرید ہونا کیونکہ

وہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں ۔ بادشاہ یہ خبر سنکر رویا اور آنحضرت رخصت ہوئے ۔ جب سنبھالک منزل پر پہنچے جو شاہجہان آباد سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے ۔ تو اپنے تمام فرزندوں اور خلفاء کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ اب میرا آخری وقت آگیا ہے ۔ تم اب میرے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا کیونکہ وہ اس وقت قطب جہان اور قیوم زمان ہیں ۔ پھر نماز اشراق کی نیت کی ۔ عین نماز میں تھے ۔ کہ بلند آواز سے السلام علیک یا رسول اللہ کہکر اس دار فانی سے کوچ کیا ۔ آنجناب کا وصال جمعہ کے روز اشراق کے وقت ۱۹ ربیع الاول سنہ[1] کو ہوا ۔ وہیں تجہیز و تکفین کر کے نعش مبارک کو سرہند میں لائے ۔ اب حضرت مروج الشریعت کا مغسل وجہان پر آنجناب کو غسل دیا گیا ، سرائے سنبھالکہ کے جنوب مشرقی برج میں خواص و عام کی زیارت گاہ ہے ۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مروج الشریعت رضؓ کے وصال کی اطلاع ہوئی ۔ مارے غم و الم کے بیہوش ہو گئے ۔ اور بھائی کی نعش کے استقبال کو آئے ۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضؓ کے روضہ مبارک میں قبر مبارک کے محاذی مشرق کی طرف مدفون ہوئے ۔ جب آنحضرت رضؓ کو دفن کر چکے اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا ۔ تو پوچھا کہ میرا بھائی کہاں ہے ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ دفن کر دیئے گئے ہیں ۔ یہ سنتے ہی پھر بیہوش ہو گئے ۔ اسی طرح کئی دفعہ بیہوش ہوئے ۔ آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے صبح و شام کا حلقہ و مراقبہ اپنے گھر میں ترک کر دیا اور حضرت مروج الشریعت کے محل میں صبح و شام حلقہ و مراقبہ کرتے ۔ اور دوسرے بھائیوں کو دلاسا دیتے ۔

ذکر دربیان

سال پنجم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رجوع نمودن وارادت آوردن فرزندان حضرت مروج الشریعت رضؓ بآنحضرت و برفع برروئے اندا ختن حضرت ابو العلی بسبب شرف صحبت پیغمبر خدا ۔

حضرت مروج الشریعت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے بموجب اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے ۔ میرے مصنفؒ جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں ۔ کہ حضرت مروج الشریعت کے ارتحال کے بعد ایسے غم و الم

[1] جو قلمی نسخے ملے ہیں ان میں کوئی سنہ کی تعداد نہیں ۔

Marfat.com

میں گرفتار رہا۔ کہ ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ صبح شام حلقہ میں بیٹھتا لیکن طبیعت ہرگز باطن کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔ اچانک ایک روز صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں یاروں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر بیہوشی طاری ہوئی تو اس حالت غیب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ امام معصوم ایک تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ رض بھی آنجناب کے برابر بیٹھے ہیں۔ حضرت امام معصوم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر ملکر فرمایا۔ کہ اسقدر غمگین کیوں ہو۔ محمد نقشبند تمہارے باپ ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کیونکہ انہیں قرب الٰہی بدرجہ اتم حاصل ہے۔ میرے سینے پر ہاتھ ملنے اور یہ فرمانے سے وہ شدت غم زائل ہو گئی۔ بعد ازاں میں نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر توجہ باطنی حاصل کی۔ واقعی آنجناب نے مجھ پر باپ سے بھی زیادہ شفقت فرمائی بعدازاں دوسرے بھائی حضرت خواجہ محمد پارسا۔ شیخ محمد سالم اور حضرت مروج الشریعت کے تمام خلفاء اور مرید حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ اور آنحضرت کی خدمت کو لازم سمجھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حضرت مروج الشریعت کے فرزندوں میں اس طرح مشغول تھے۔ کہ کوئی باپ بھی اپنے بیٹوں میں مصروف نہ ہوتا ہوگا۔ ان کے آئے بغیر کھانا نہ کھاتے۔ جہاں تشریف لے جاتے۔ انہیں ساتھ لیجاتے اور کوئی کام ان کے مشورے کے بغیر نہ کرتے۔ باوجود اس قدر شفقت و محبت کے فرماتے کہ مجھ سے ان کی کماحقہ دلداری نہیں ہو سکتی۔ اگر میں مرجاتا اور میرے بھائی حضرت مروج الشریعت زندہ ہوتے۔ تو اپنے تمام کام چھوڑ کر ہاتھ میں عصا لے کر صبح شام میرے فرزندوں کے پیچھے پیچھے پھرتے۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی نے اپنے چہرہ پر نقاب لیا۔ اور لوگوں کی ہمنشینی کو ترک کیا۔ حضرت ابوالعلی کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے حضرت ابوالعلی سے پوچھا کہ آپ نے چہرے پر نقاب کیوں لیا؟ عرض کیا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ میں اب کسی اور طرف نگاہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ کسی سے بات کر سکتا ہوں۔ اس واسطے میں نے برقعہ اوڑھ لیا ہے۔ تاکہ کسی اور پر نگاہ نہ پڑے۔ پھر آنحضرت نے پوچھا کہ کیا اب بھی حضرت صلعم آپ کے سامنے ہیں۔ عرض کیا موجود ہیں۔ حضرت

Marfat.com

قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ میرے باپ کے دانت میں درد ہے۔ کب آرام ہوگا۔ آپ نے ایک گھڑی بعد جواب دیا کہ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ آج سے تیسرے دن ایک پہر دن نکلے آرام ہو جائیگا۔ واقعی تیسرے روز ٹھیک اسی وقت بالکل آرام ہو گیا۔ گویا کبھی درد تھا ہی نہیں۔ حضرت حجۃ اللہ نے جو حضرت ابوالعلی سے اس قسم کے سوال جواب کئے یہ لوگوں کے یقین کو زیادہ کرنے کے واسطے تھے ورنہ آنجناب کو تو پہلے ہی خبر تھی کہ حضرت ابوالعلی ہر وقت جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ آٹھ سال تک حضرت ابوالعلی برقعہ پوش رہے۔ اس عرصے میں کسی سے گفتگو نہ کی۔ صرف اپنی والدہ ماجدہ سے یا حضرت حجۃ اللہ سے بعض ضروری امور کے لئے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ سے بہتیرا چاہا کہ ہمکلام ہو لیکن میسر نہ ہوا۔ اس آٹھ سال میں آپ کبھی نہ سوئے۔ نہ تکیہ لگاکر بیٹھے۔ ہر وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے صرف نماز کے لئے کھڑے ہوتے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ایک گھڑی بھی آنحضرت صلیلم سے جدا نہ ہوئے۔ آپ نے ظاہری آنکھوں سے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کو دیکھا۔ اسی واسطے آپ نے برقعہ اوڑھ لیا جب چہرہ مبارک سے برقعہ اُٹھایا۔ تو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ حضرت ابوالعلی سے وجود میں آئے۔ معلوم ہوا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم جو حضرت ابوالعلی کی تربیت فرما رہے تھے وہ اسی خاطر تھی۔ کہ ان سے حضرت رابعؓ جیسا موتی پیدا ہو جو حقیقت محمدی کا مظہر اتم اور کمالات احمدی کا مہتمم ہو۔ چنانچہ انشاء اللہ حسب موقعہ اسے مفصل بیان کیا جائیگا۔ ایک روایت ہے۔ کہ قیومیت کے دوسرے سال آپ نے برقعہ پہنا۔ اور قیومیت کے بارھویں سال تک اوڑھے رہے۔

ذکر در بیان

سال ششم از قیومیت حضرت قیوم ثالثؓ رجوع کردن وارادت آوردن فرزندان حضرت خازن الرحمۃ بآنحضرت وخطاب یافتن آنجناب از درگاہ حضرت وہاب حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

اس سال حضرت خازن الرحمت کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید ہوئے۔ حضرت خازن الرحمت کے پانچویں فرزند شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد ہم حضرت مروج الشریعت کے مرید ہوئے اور انہوں نے رحلت کے وقت وصیت کی کہ تمام فرزند اور باطنی یار حضرت خواجہ محمد نقشبند کے مرید ہونا اور انہیں سے فیض اخذ کرنا۔ میں نے حضرت مروج الشریعت کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت بڑے دریا میں ایک عالیشان محل کے اندر سرخ یاقوت کے تخت پر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں اور گرد و نواح فرشتے صفیں باندھیں دست بستہ کھڑے کہ رہے ہیں۔ کہ حقتعالیٰ نے اس عزیز کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب اور اپنی رحمت کا تقسیم کنندہ بنایا ہے۔ یہ قرب الٰہی میں اپنے باپ دادا کے برابر ہے۔ یہ واقعہ دیکھکر میں آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں میں سے سب سے پہلے شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ میرے (مولفؒ) والد ماجد شیخ عبدالاحد کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک روز فجر کی نماز کے بعد حلقہ میں بیٹھا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان باغ کے اندر زمرد کے بنے ہوئے محل میں ایک تخت پر تین بزرگ بیٹھے ہیں۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت عروۃ الوثقیٰ تیسرے حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ۔ ایک شخص کہتا ہے کہ پروردگار عالم نے ان تینوں کو تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ پھر اول الذکر دونو بزرگ نظر سے غائب ہو گئے اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی صورت و شکل حضرت مجدد الف ثانی کی سی ہو گئی۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث کے معتقد اس حد تک تھے کہ اس بارے میں لاثانی تھے۔ اکثر اوقات سواری میں آنجناب کی نعلین مبارک کو بغل میں لئے پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جاتے۔ میرے (مصنفؒ) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں بہت عرصہ حضرت امام معصوم کی خدمت میں رہا ہوں۔ اور آنجناب کی خدمت بھی بہت کی ہے۔ لیکن جو باتیں ذات و صفات کی تحقیق میں حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ فرماتے ہیں۔ میں نے پہلے کسی سے نہیں سنیں۔

Marfat.com

بلکہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ کلمات عالی جو میں نے پہلے سنی ہیں۔ وہ گم ہو جائیں۔ ہم حضرت خواجہ محمد نقشبند کو تمام اولیائے امت سے افضل جانتے ہیں ہم کسی کو بھی آپ سے افضل نہیں جانتے۔ حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ پر فضیلت نہیں دے سکتے بلکہ حضرت قیوم ثالث۔ قیوم ثانی اور قیوم اول رضی اللہ عنہم کمالات الٰہی میں ایک ہی ہیں۔ شیخ عبدالاحد نے حضرت قیوم ثالث کی شان میں بہ سبب کمال اعتقاد کے حسب ذیل نظم رکھی ہے۔ ؎

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم | بلبل از بوئے تو جو شد خبر یافتہ ایم
سرو پا سوختہ یکداغ دل افروختہ ایم | ابر ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ میکند از تربت فرہاد ہنوز | باز شیریں دہاں طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہر نقش نہ بندیم برنگ وحدت | نقشبندیست کز فیض نظر یافتہ ایم

حضرت قیوم ثالثؒ بھی شیخ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے دوسرے مریدوں پر اتنے مہربان نہ تھے جتنے شیخ صاحب پر تھے۔ آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی کے سلوک باطنی کے تمام مقامات کی خوشخبری شیخ صاحب کو عنایت فرمائی۔

حضرت خازن الرحمت کے چوتھے فرزند شیخ سعد الدین فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت امام معصوم کی وفات کے بعد حضرت مروج الشریعت کا مرید ہوا۔ جو کچھ میرے نصیب سے تھا۔ آنحضرت سے ملا۔ لیکن آنحضرت نے اپنے وصال کے وقت وصیتاً اپنے یاروں کو فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ جو قسمت کا تھا مل گیا ہے۔ پیر کا حق مرید پر بہت ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو مجھ سے کوئی خلاف ادب حرکت ظہور میں آئے۔ اور پہلی حاصل شدہ چیز برباد ہو جائے۔ اسواسطے مجھے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے توجہ لینے میں تامل تھا۔ اسی اثناء میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں۔ کہ سعد الدین! تم حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو بھول گئے۔ خواجہ محمد نقشبند وہ شخص ہے۔ جسے پروردگار نے اس امت محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت دی ہے جسطرح مجھے کمالات الٰہی میں بزرگ جانتے ہو اسی طرح خواجہ محمد نقشبند کو جاننا اگر قرب الٰہی بدرجہ انتہا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے مرید بن جاؤ۔ ورنہ جو کچھ پہلے حاصل کر چکے ہو۔ وہ بھی برباد جائیگا۔ یہ خواب

Marfat.com

دیکھنے کے بعد میں حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ بعد ازاں حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثالث رضؓ کے مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو جناب الٰہی سے حجۃ اللہ کا خطاب عطا ہوا۔ جس کی تفصیل یوں ہے جسے میرے (مصنف) جد شریف نے کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ جب میں نے کواکب دریہ کے تیسرے دفتر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حالات لکھنے شروع کئے۔ دکواکب دریہ میں پانچ دفتر ہیں پہلے تین دفتروں میں قیوم ثلاثہ رضؓ کے حالات درج ہیں۔ چوتھے میں حضرت مروج الشریعت کے اور پانچویں میں حضرت مجدد الف ثانی کی باقی اولاد کے۔ تو میں نے پہلے حضرت قیوم ثالث سے عرض کیا۔ کہ میں آنجناب کے احوال مبارک کتاب کی صورت میں لکھنا چاہتا ہوں امیدوار ہوں کہ جس طرح حضرت قیوم اوّل کو جناب الٰہی سے **مجدد الف ثانی** رضؓ اور حضرت قیوم ثانی کو عروۃ الوثقیٰ، کا خطاب ہوا اسی طرح آنجناب کو بھی پروردگار سے کوئی خطاب عطا ہوا ہوگا۔ جسے میں اس کتاب میں لکھنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے نہایت کسر نفسی اور وید قصور سے فرمایا۔ کہ میرا نام ڈھونڈو۔ میں نے عرض کیا۔ کیا میں اپنے ایمان کے دفتر کو ڈھونڈوں۔ اس کے دوسرے دن فجر کے حلقہ کے بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ کل تم نے پوچھا تھا۔ کہ حقتعالےٰ نے آپ کو بھی خطاب عنایت فرمایا ہوگا۔ سو آج رات اللہ تعالےٰ نے اپنے کمال فضل وکرم سے مجھے حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ تہجد کی نماز کے بعد میں بیٹھا تھا کہ مجھے الہام ہوا "انت محبوب رب العالمین وحجۃ اللہ فی العالمین" اسی اثناء میں ایک مناد نے ندا کی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند کو جہان میں اپنی حجت بنایا ہے۔ اور انہیں ان کے باپ دادا کی طرح اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے۔ مخلوقات! تم ان کی اطاعت کرو۔ فرشتو۔ جنوں۔ آدمیو! تم سب اُن کی فرمانبرداری کرو۔ تاکہ قیامت کے دن نجات پاؤ۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے اُمت کی روحیں میرے گرداگرد صفیں باندھیں دست بستہ کھڑی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ السلام علیکم یا حجت اللہ اور میرے سر منہ کو چومتے ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

Marfat.com

ذکر ۸ بیان

سال ہفتم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ مناظرہ نمودن فرزندان حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ امام معصوم در قیومیت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ و بیان قضایا یاکہ دریں سال واقع شدہ اند۔

پہلے لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو خلوت میں قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ دوسرے بھائیوں کو اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ اسی واسطے آنجناب کے وصال کے بعد بھائیوں میں اختلاف ہوا۔ اور ہر ایک نے قطب الاقطابی کا دعوے کیا۔ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت نے قطب الاقطابی اور قیومیت دونو کا دعوے کیا۔ اور باقی چاروں حضرت محمد صبغتہ اللہ حضرت محمد اشرف۔ شیخ محمد سیف الدین اور حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ عنہ نے فقط قطب الاقطابی کا دعوے کیا۔ کیونکہ ان چاروں کا اعتقاد تھا۔ کہ اصالت محمدی یعنی طینت محمدی ضمیر پر قیومیت کا دارومدار ہے۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد کسی کو نصیب نہیں۔ اس واسطے یہ چاروں کسی کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت مروج الشریعت نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو قیوم کہتے ہیں۔ تو اسی وقت اپنا بیاض مانگا اس میں جو قیومیت کی بابت لکھا تھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لاکر پھاڑ ڈالا۔ اب دوسرے بھائی حضرت مروج الشریعت کی یہ حالت دیکھکر اپنی قطبیت کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ البتہ پوشیدہ طور پر اپنے مخصوص مریدوں کو کہتے تھے کہ ہم بھی قطب ہیں۔ کیونکہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں حضرت مروج الشریعت تمام بھائیوں پر غالب تھے۔ اس واسطے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب سے بدرجہ غایت محبت تھی جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ تو تمام بھائی مجلسوں اور محلوں میں علانیہ اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہنے لگے۔ اور ان میں باہم بڑا جھگڑا و فساد برپا ہوا۔ ایک دوسرے کے مرید آپس میں آئے دن مناظرہ کرتے۔ بلکہ ہاتھا پائی بھی کرتے۔ آخر جنگ کی نوبت پہنچی۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ میرے بھائی میری قیومیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے ہیں۔ اور آئے دن ان کے مرید بھی آپس میں دنگہ فساد

Marfat.com

کرتے ہیں۔ تو آنحضرت نے فرمایا کیا کروں حضرت عروۃ الوثقیٰ کا پاس خاطر ہے۔ آنجناب کے فرزند ہیں اور آنجناب سے ہی باطنی سلوک حاصل کیا ہے نہیں تو میں ان سے ایسا سلوک کرتا کہ یاد رکھتے۔ میرے (مصنف) والد ماجد مشائخ زمانہ مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ کی زبانی فرماتے ہیں۔ کہ کشف میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثالث رض کے منکر ہونیکی وجہ سے انکے بھائیوں کے دلوں پر کدورت عظیم ظاہر ہوتی ہے لیکن حضرت عروۃ الوثقیٰ اس کدورت کو دور کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے باطن کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دیتے۔ گویا آنحضرت کی روحانیت ان کے باطن کو تمام مکروہات سے بچائے ہوئے ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رض کے فرزندوں کی باہمی یہ نزاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے باہمی جھگڑے سے مشابہ ہے۔ جو کسی نفسانی خواہش پر مبنی نہ تھا۔ اس میں صرف اجتہادی غلطی تھی۔ اور اس میں کشفی خطا تھی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل یقین کرنا چاہیے۔ کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان چھتیوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ایک روز حضرت شیخ سیف الدین جو اہل مناظرہ کے سردار تھے۔ اور بڑے شد و مد سے اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے تھے۔ دوسرے بھائیوں سے مل کر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشورہ کیا کہ کل حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے طینت محمدی اور قیومیت کی بابت روبرو پوچھنا چاہیے۔ کہ آپ کسی دلیل سے اس منصب اعظم کا دعوے کرتے ہیں۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں مجلس قرار پائی۔ طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے مہیا و مرتب کئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یاروں نے بھی اس معاملہ سے باخبر ہو کر کہا۔

شعر
چو فردا شود آفتاب بلند   تمایم بایشاں حج ارجمند

انشاءاللہ کل جو دلیل آنحضرت کی قیومیت کے اثبات میں وہ چاہیں گے ہم از روئے عقل و نقل کہینگے۔ جب صبح ہوئی۔

شعر
روز دیگر کیں جہانِ پُر غرور   یافت از سر چشمۂ خورشید نور

تو حضرت شیخ سیف الدین معہ تمام فرزندوں اور دیگر ارکان مشیخیت مثلاً شیخ عبداللطیف اور حاجی فضل اللہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے دوہتے تھے حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں آکر بیٹھے۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بلانے کیواسطے

Marfat.com

آدمی نے بھیجے۔ کہ تشریف فرما ہو کر ما حضر تناول فرمائیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سنت نبوی کے مطابق دعوت قبول کر کے اپنے فرزندوں اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں اور دوسرے مشائخ مثلاً احمد یہ شیخ عبدالاحد اور شیخ خلیل اللہ وغیرہ محل مذکور میں تشریف لائے۔ کہتے ہیں کہ سوائے مولوی فرخشاہ کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تینوں فرزند اس مناظرہ میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے کیونکہ وہ سب آنحضرت کے مرید تھے۔ میرے (مصنف رح) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ جب مجلس منعقد ہوئی۔ تو میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام بیٹے پوتے اور بھتیجے اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد قیومیت کے اثبات کا ذکر کرنا ہی چاہتے تھے کہ ایک دوسرے کی دلیلیں سنیں کہ اتنے میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت کا ذکر ہوا یعنی آیا حضرت رسالت پناہ کا وجود مبارک قبر میں زندہ ہے یا مردہ۔ حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا۔ کہ قبر میں آنحضرت صلعم کا وجود مبارک زندہ ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بہت تکلف ہے کہ زندہ بدن قبر میں ہو۔ بلکہ بدن مردہ ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی روح مبارک کو قوت حیات دے رکھی ہے۔ جو کام لوگوں کے جسم سے ہو سکتا ہے۔ وہ آنحضرت صلعم کی روح پاک سے ہو سکتا ہے۔ حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا۔ یہ کہنا کفر ہے۔ میں نے کہا آپ مسلمان ہیں جناب سے اپنے آپ کو وہ نسبت دے سکتا ہے۔ جو قطب الاقطاب۔ قیوم زمانہ اور خلیفہ پروردگار ہے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی بزرگی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ حقتعالے نے میرے فرزند محمد نقشبند کو تمام اولیائے امت سے ممتاز فرمایا ہے۔ جب وہ میرے پاس آتا ہے تو میں اس کی تعظیم کرنی چاہتا ہوں۔ آپ نے بھی آنحضرت سے یہ بات کئی مرتبہ سنی ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں اپنے خاص کمالات حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حق میں لکھے ہیں۔ اور آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس حقیر کی تصدیق کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں آنحضرت کے مکتوبات کو دیکھو۔ **مصرعہ**

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

Marfat.com

یہ سنکر حضرت شیخ خاموش رہگئے۔ حاجی فضل اللہ جو اسوقت حضرت شیخ کے ساتھ تھا ہاتھ میں کتاب لیکر کہنے لگا۔ کہ اس کتاب میں دیکھو۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موت وحیات کا بیان کیا خوب لکھا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا اس کتاب کا مصنف کون ہے۔ کہا میں ہوں۔ لوگوں نے کہا۔ تو پھر کتاب دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ زبانی بیان کردو۔ آخر شیخ کے بعض رفیقوں نے تذکرہ شروع کیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یار شیر ژیاں کی طرح تذکرہ کے وقت جوش میں آئے۔ سخت مناظرہ ہوا۔ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہی از روئے تذکرہ علمی عقلی اور نقلی دلائل سے غالب آئے۔ اور فریق ثانی کو عاجز اور پریشان کر دیا مجلس میں عجب بے لطفی ہوئی حضرت شیخ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُٹھتے وقت شیخ صاحب کے فرزند شیخ محمد حسین نے جو حافظ تھا۔ یہ آیت پڑھی۔ ان جندنا لھم الغالبون، ہمارا لشکر واقعی غالب ہے، میرے (مصنفؒ) جد امجد نے جو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ فرمایا کہ ہمارا لشکر غالب ہے۔ کیونکہ امام برحق ہمارے ساتھ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور تمام اکابر مشائخ احمدیہ ہمارے ساتھ ہیں اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قطبیت اور قیومیت کو قبول کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس مجلس سے سخت ناراض تھے۔ اُٹھتے وقت حضرت محمد صبغتہ اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ کھانا تیار ہے کچھ کھا کر تو جائیں۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جو سخت ناراض تھے فرمایا تم نے عجب قسم کی دعوت کی ہے۔ ہمیں لڑائی کے لئے بلایا ہے ہم ایسے کھانے سے باز آئے۔ یہ فرماکر آپ اپنے گھر تشریف لے آئے۔ اور اپنے بھائیوں کا بہت کچھ گلہ کیا حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو یاد کر کے فرمایا میرے بھائی تو حضرت جیو صاحب مروج الشریعت رضی اللہ عنہ تھے۔ موجودہ بھائی تو صرف لڑنے جھگڑنے کے لئے رہ گئے ہیں۔ جس دن صبح کو یہ مناظرہ ہوا اسی دن عصر کے وقت حضرت حجۃ اللہ حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کو آئے۔ باقی بھائی بھی وہیں موجود تھے۔ آنحضرت نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ جو سلوک تم نے مجھ سے اب کیا ہے اگر حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کرتے تو میں تمہیں

Marfat.com

مرد میدان جانتا۔ بجھے حلیم سمجھ کر جو تمہارے دل میں آتا ہے کرتے ہو۔ اس مناظرہ کے چند روز بعد ایک دن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے سخت ناراض ہو کر شیخ صاحب کو فرمایا کہ جیسا سلوک تو نے مجھ سے کیا ہے اگر کوئی یہودی اور نصارے ہوتا تو کبھی مجھ سے ایسی بدسلوکی سے پیش نہ آتا۔ اتنے میں والدہ صاحبہ نے اپنا سر ننگا کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ کہ برائے خدا سیف الدین کو بچالو۔ کیونکہ وہ تمہاری غیرت کی تاب نہیں لاسکتا۔ حضرت شیخ نے بھی معافی مانگی۔ اور عرض کیا۔ کہ استغفر اللہ میں ہرگز آپ پر بد اعتقاد نہیں۔ بلکہ آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بجائے جانتا ہوں۔ صرف میں نے سنا تھا کہ آپ اپنے آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رض سے افضل کہتے ہیں۔ اس واسطے قدرے کشیدگی وقوع میں آئی۔ آنحضرتؑ نے فرمایا۔ کہ آپ سے کسی نے جھوٹ کہا ہے۔ میں نے ایسا کبھی نہیں کہا۔ اور نہ ہی میرا عقیدہ اس قسم کا ہے۔

میرے (مصنف رح) جد امجد کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں اپنے چچا حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینت و اصالت محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند جو اپنے آپ کو قیوم کہتے ہیں اور اپنے میں طینت محمدی کا ہونا بتلاتے ہیں۔ ہماری کشف اسے تسلیم نہیں کرتی۔ ہماری کشف میں بھی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن ہم اس معاملے میں اپنی کشف پر بھروسہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی سراسر مخالفت ہے۔ میں نے کہا کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینت محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں لیکن خود حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیومیت اور حضرت مروج الشریعت رض کو طینت محمدی کی خوشخبری عنایت فرمائی ہے۔ اور حضرت مروج الشریعت نے اس خوشخبری کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ چنانچہ وہ دستخط میرے پاس موجود ہیں۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ ہم حضرت حجۃ اللہ کے کشف کو تسلیم نہیں کرتے۔ خود حضرت عروۃ الوثقیٰ نے آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ آپ کے مکاشفات کو تصدیق کی ضرورت نہیں

لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔ کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسی ویسی باتیں کرتے ہو۔ پھر حضرت مروج الشریعت کے دستخط حضرت شیخ آدم کے ہاتھ منگا کر دکھائے پھر شیخ صاحب نے پوچھا کہ کیا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی قیومیت کی خوشخبری دی ہے میں نے کہا۔ ہاں۔ بعد ازاں حضرت شیخ نے پوچھا کیا شیخین بکر میں طلبت و قیومیت کے حقدار ہیں۔ ان شیخین سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت ہیں۔

حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کا انکار کریں گے۔ تو میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے روبرو عطا فرمائے۔ تاکہ اُن کا اختلاف جاتا رہتا۔ ایک روز حضرت محمد صبغۃ اللہ رضؓ نے لوگوں کو فرمایا کہ اگر میرے بھائی خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہیں۔ تو ہم ماننے کو تیار ہیں لیکن قیومیت بڑا منصب ہے اُسے ہم تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ ایک شخص نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قطب الاقطاب کہنا بھی جھوٹ ہے۔ لیکن آخر میں حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ نے لوگوں کو فرمایا کہ جو کچھ بھائی صاحب محمد نقشبند اپنے امور باطنی کی نسبت فرماتے ہیں اسے تسلیم کرنا چاہیے۔ کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو تمام اولیائے اُمت سے افضل فرمایا ہے۔

حضرت محمد صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک خاص مرید کا بیان ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک مرید سے میرا جھگڑا ہو پڑا۔ میں نے حضرت محمد صدیقؓ کو قطب الاقطاب لکھا تھا اور وہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جب میرے پیر کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو مجھے جھڑک کر فرمایا کہ قطب الاقطاب اور امام برحق حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جاؤ اس جھگڑے سے توبہ کرو۔ اور جو کچھ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسے قبول کرو۔

حضرت محمد صدیقؓ کے فرزند شیخ عبد الباقی نے مجھ (مصنفؒ) سے بیان کیا کہ ایک روز میں نے اپنے والد بزرگوار کے سامنے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا چچا کہہ کر پکارا تو میرے والد ماجد نے ناراض ہو کر میرے منہ پر وہ تھپڑ مارا۔ اور فرمایا کہ تم انہیں چچا کہتے ہو میں تو انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ اور جو کچھ

وہ اپنے کمالات باطنی بیان کرتے ہیں میں تسلیم کرتا ہوں +

حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیوم زمان تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ اپنے فرزندوں کو تربیت کے لئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا +

حضرت محمد اشرف کے فرزند شیخ محمد شافی الحال نے مجھ (مولفؒ) سے بیان کیا۔ کہ میرے والد ماجد نے ہم بھائیوں کو فرمایا کہ تم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاکر کمالات باطنی حاصل کرو۔ کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں۔ ہم سارے بھائی اپنے والد ماجد کے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر جو کچھ دیکھا سو دیکھا مقصد اعلےٰ کو حاصل کیا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد کیا چھوٹے کیا بڑے سبھی نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور آنحضرت کے مرید بنے سرہند کے بڑے بڑے شیخ آنحضرتؓ کی نعلین مبارک کو ہاتھ میں لیکر پیادہ پا آنحضرت کی سواری کے ساتھ ساتھ چلنے کو فخر سمجھتے تھے +

ذکر در بیان

سال ہشتم قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اذعان کردن حضرت شاہ جیو فرزند خورد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بر قیومیت حضرت حجۃ اللہؓ و بیان قضایائے دیگر

مقامات نقشبندیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت شاہ جیو فرماتے تھے۔ کہ ایک روز میں صبح کے وقت حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ آنحضرت نے مجھ پر ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ خواجہ محمد نقشبند اس امت کے تمام اولیا سے افضل ہیں۔ اور کمالات قرب الٰہی میں میرے برابر ہیں۔ جاکر اُن کی قیومیت کو تسلیم کرو۔ اور ان سے اپنے حق میں دعا کراؤ۔ اور توجہ باطنی کے لئے التماس کرو۔ حضرت شاہ جیو نے یہ واقعہ دیکھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حرف بحرف بیان کیا۔ اور فرمایا کہ میں آپ کو حضرت

Marfat.com

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ آپ کو طینت و اصالت محمدی حاصل ہے۔ قیوم وقت ہیں میں امید وار ہوں کہ آپ میرے حق میں دعا اور توجہ باطنی فرمائینگے حضرت شاہ جیو رضی اللہ عنہ صبح شام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ اور فیض باطنی حاصل کرنے لگے۔ جو آداب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بجالایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت حجۃ اللہ رح کی خدمت میں بجالانے لگے۔ اپنے فرزندوں کو لاکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید کرائے اور عرض کیا کہ میرے فرزند آپ کے غلام ہیں۔ ان پر نظر عنایت فرمائیں۔ آنحضرت رح نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی ہیں انشاء اللہ حتی المقدور میں ان کو مرتبہ کمال پر پہنچاؤں گا۔ آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت شاہ جیو کے فرزندوں کو تکمیل کرکے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔ حضرت شاہ جیو کی تمام اولاد حضرت حجۃ اللہ رح کی مرید ہے۔ اور آنجناب کی محبت میں بے اختیار ہے۔ حضرت شاہ جیو لوگوں کو با آواز بلند فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ اور آنجناب سے فیض باطنی حاصل کرتا ہوں۔

اسی سال حضرت شیخ محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ جس رات یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس رات حضرت حجۃ اللہ رح کو الہام ہوا۔ کہ تمہارے بھتیجے کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ کیونکہ یہ بہت عزیز الوجود ہیں آنجناب نے اس فرزند کا نام الہام کے مطابق حسن احمد رکھا اور ابو العباس کنیت اور بدر الدین لقب مقرر فرمایا۔ مولف کتاب اسی حسن احمد کا کمترین فرزند ہے۔

اسی سال شیخ عبد الاحد سعیدی نے ایک رسالہ حضرت حجۃ اللہ رح کی قیومیت کے اثبات میں تصنیف کرکے آنحضرت کی نظر فیض اثر میں گذارا۔ شیخ صاحب نے اس رسالے میں اثبات قیومیت کے لئے نہایت قوی دلائل و براہین بیان فرمائیں جنہیں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پسند فرمایا۔ اس رسالے میں پہلی دلیل یہ درج تھی۔ کہ جو لوگ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی میں طینت محمدی کے ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے بہت سے آدمیوں کے سامنے حضرت مروج الشریعت کو طینت محمدی کی خوشخبری دی۔ جو حضرت مروج الشریعت نے اپنے دست مبارک سے لکھی ہے۔ جب ایک شخص کو یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ تو مناسب اور ضروری ہے۔ کہ

Marfat.com

حقتعالے کسی اور کو بھی اپنے فضل و کرم سے اس نعمت سے سرافراز فرمائے۔ خاص کر ایسے شخص کو تو ضرور حاصل ہونی چاہیئے۔ جسے خود حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اپنے سے افضل جانتے ہوں۔ اور زبان مبارک سے اسے قطب الاقطاب اور قیوم روزگار فرماتے ہوں۔ اور جس کی نسبت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہو کہ تمہارے مکاشفات کی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں قیومیت کی خوشخبری طینت محمدی و اصالت پر موقوف ہے۔ سو وہ اس کی نعمت بھی خلوت میں آنجناب کو خوشخبری عطا ہوئی۔ پس ایسا بزرگ کیونکر جھوٹ کہہ سکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو طینت و اصالت محمدیؐ اور قیومیت عنایت فرمائی:۔

اسی سال اور آدمیوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے اثبات میں مختلف رسائل تصنیف فرمائے۔ ان میں سے ایک میرے (مولف) جدامجد نے بھی تصنیف فرمایا۔ کہتے ہیں چالیس رسالے لوگوں نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کے اثبات میں لکھے۔ جو قیومیت کے ساتویں سال سے شروع ہو کر نویں سال میں ختم ہوئے اسی واسطے اس سال میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب قیومیت کے منکروں نے یہ رسایل دیکھے۔ تو تمام دم بخود رہ گئے انکار سے باز آئے اور آنجناب کی قیومیت کے معتقد ہوئے:۔

ذکر در بیان

سال نہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن آنحضرت بسیر دامن کوہ تشریف آوردن حضرت خاتم الرسل وعنایت بے غایت نمودن برحضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ و بیان مقدمات سفر حج

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ تفریح طبع کے لئے سیر کیواسطے دامن کوہ میں تشریف لے گئے آنجناب کے چچوں کے اکثر بیٹے مثلاً شیخ عبدالاحد اور شیخ خلیل وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند آنحضرت کی سعادت انتساب رکاب کے ہمراہ تھے۔ میرے (مصنفؒ) جدامجد کو کب در بیلیں لکھتے ہیں

Marfat.com

کہ ایک روز دامن کوہ کی سیر کرتے ہوئے صبح کی نماز کے بعد دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ آج حضرت انبیاء نے تشریف لاکر مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کرکے فرمایا کہ ہم تمہاری محبوبیت دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ کیونکہ حقتعالے نے تمہیں محبوبیت ذاتی کمال انفعالی عنایت فرمائی ہے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ دامن کوہ کی سیر کی اثناء میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان دنوں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حد سے زیادہ مہربانی کرتے ہیں سفر حجاز کی سخت تاکید فرماتے ہیں اور از روئے لطف وکرم فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند میں تمہارے لینے کے لئے آیا ہوں۔ تمہیں اس سفر میں برکت و نعمت بہت نصیب ہوگی۔ کہتے ہیں۔ متواتر تین مہینے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرما ہوکر سفر حجاز کی تاکید مزید فرماتے رہے۔ اور ان دنوں دوسرے انبیاءؑ اور رسول بھی تشریف فرما ہوکر بہت بہت عنایت کرتے رہے چنانچہ ایک روز عصر کی نماز کے بعد فرمایا کہ آج حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بہت سے انبیاءؑ اور رسولوں سمیت تشریف فرما ہوکر مجھ پر بہت بہت عنایات کیں۔ اور فرمایا کہ حکم الہی یوں ہے۔ کہ آپ جلدی عرب کا رخ کریں کیونکہ وہاں پر آپ کے لئے بہت سی نعمتیں تیار ہیں۔ ان دنوں تمام اولیائے اُمت حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف فرما ہوتے۔ کیونکہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز از راہ کرم و بندہ نوازی تشریف فرما ہوتے تھے۔ اسواسطے تمام انبیاءؑ اور اولیاء بھی از راہ لطف وکرم قدم رنجہ فرماتے تھے۔ ان دنوں حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ نے اپنے ایک مخلص کے نام حسب ذیل مضمون کا ایک رقعہ لکھا الحمد للہ والسلام علےٰ رسولہ۔ آج کل یہ فقیر سیر کے لئے دامن کوہ میں آنکلا ہے یہاں پر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہوکر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی اور تاکید مزید فرمائی۔ کہ سفر حجاز اختیار کرو۔ بلکہ از راہ بندہ نوازی ہر روز تشریف فرما ہوتے ہیں۔ لاانتہا عنایات کرکے اس سفر کی بہت بہت برکتیں بیان فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کے لئے آئے ہیں۔ اس سفر کی ایک برکت تو یہی تھی۔ کہ حضرت سید المرسلین نے حضرت قیوم ثالث کو اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا جس کے سبب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جو کمالات

Marfat.com

محمدی کے مظہر اتم ہوئے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ہی ذکر کیا جائیگا القصہ بعض موانعات کی وجہ سے سفر حجاز میں توقف ہوا تو ہر روز آنحضرت صلعم سفر کے بارے میں تاکید مزید فرماتے ۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات خلاصۃ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر از راہ لطف و کرم فرمایا ۔ کہ محمد نقشبند تین مہینے سے مواتر ہر روز میں تمہارے لینے کے واسطے ہندوستان آتا ہوں ۔ جلدی سفر حجاز کی تیاری کرو ۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ دیکھکر بہت جلدی سرہند پہنچکر سفر حجاز کی تیاری کی اور حرمین الشریفین کی طرف متوجہ ہوئے ۔

ذکر و بیان

سال دہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ بیان سفر دویم حج آنحضرت و تجدید بیعت کردن سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر بجناب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

جب حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ اللہ کو سفر حجاز کی بہت تاکید کی تو آنجناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق دامن کوہ کی سیر سے سرہند واپس آکر اسباب سفر کی تیاری میں مشغول ہوئے ۔ کئی ہزار آدمی اس سفر میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوئے ۔ اگرچہ سفر کے موانعات بہت تھے ۔ مثلاً کمزوری بدن قلت زادراہ ۔ لیکن آنحضرت نے ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کی ۔ اور سفر حج کے لئے پورے طور پر کمربستہ ہو گئے ۔ اور لوگوں کو برملا کہدیا کہ جو شخص حج کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہولے ۔ اور زادراہ کی قلت کا کچھ خیال نہ کرے ۔ میں خود زادراہ دوں گا ۔ اس واسطے بے شمار لوگ آنحضرت کے ہمراہ ہوئے ۔ آنحضرت نے پہلے ارادہ کیا کہ خشکی کی راہ سفر کریں لیکن بادشاہ ہند نے خواہش کی کہ دکن کی راہ حج کو تشریف لے جائیں آنجناب نے اس کی خواہش کو قبول کر کے دکن کی راہ جانا اختیار فرمایا ۔ آنجناب نے گھر کا تمام مال اسباب بیع فروخت کر کے ان فقراء اور مساکین کو بانٹ دیا ۔ جو سفر حجاز کا ارادہ رکھتے تھے ۔ کئی ہزار روپیہ آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے دیا ۔ جو شاہ جہان آباد تک پہنچنے

Marfat.com

کے لئے کافی تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بہت سے پوتے مثلاً شیخ عبدالاحد اور شیخ خلیل اللہؒ وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمدؒ پارسا بھی اس سفر میں آنحضرتؓ کے ہمراہ ہوئے۔ کہتے ہیں کل سات ہزار آدمی تھے جن میں سے چارسو بڑے بڑے علما اور مشائخ تھے ان میں سے دو سو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے خلفاء تھے۔ جو سرہند سے سفر حج کے ارادہ سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ ہوئے جب سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر نے آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو چونکہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق پہلے ہی سے اسے آنحضرتؓ کے دیدار فائض الانوار کا اشتیاق بدرجہ غایت تھا جیسا کہ اس سے پہلے قیومیت کے چوتھے سال میں درج ہو چکا ہے۔ اس واسطے سنتے ہی اپنے بڑے بڑے امراء کو پہلے ہی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا اور خود بھی بارہ میل تک آنحضرتؓ کا استقبال کیا۔ نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاکر خاص قلعہ میں اتارا۔ بادشاہ نے پہلی ہی ملاقات میں تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہونے لگا۔ اکثر امیر اپنے تمام لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ آنجناب کے حلقہ میں صبح شام کئی ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس قدر صوفی۔ سالک اور فقرا حاضر ہوتے کہ شاہی قلعہ میں رحالانکہ وہ اس قدر وسیع ہے گنجایش نہ رہتی۔ سلطنت کے کارکن بوجہ کثرت مردم کاروبار نہ ہو سکنے سے تنگ آ گئے۔ بادشاہ نے ان کے لئے الگ خیمے نصب کرائے جہاں پر وہ عدالت کی کارروائی کرتے تھے۔ قلعہ کے اکثر محل اور کمرے آنحضرت کے خلفا اور مریدوں سے پُر تھے۔ چالیس ستونوں والے محل میں بادشاہی عام دربار ہوتا تھا اس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا۔ یہاں پر آنحضرتؓ صبح کے وقت حلقہ کرتے۔ اور قریباً دوپہر تک وہاں بیٹھے رہتے۔ تمام غربا اور مساکین آنحضرتؓ کی خدمت میں آتے۔ بادشاہ اپنے امیروں سمیت عام آدمیوں کی طرح انہیں میں بیٹھا رہتا حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حضور میں اعلےٰ ادنےٰ اور امیر و غریب بادشاہ فقیر سب یکساں تھے۔ آپ کسی بادشاہ کی تعظیم بجا نہ لاتے۔ ظہر کی نماز قلعہ کے اندر کی سنہری مسجد میں ادا کر کے حیات بخش باغ میں تشریف لے جاتے۔ یہ باغ دیوان خاص کے

Marfat.com

محاذی کا بنا ہوا ہے۔ شام کا حلقہ وہیں کرتے اور آدھی رات تک اسی باغ میں بیٹھے
رہتے۔ لیکن نمازیں نہری مسجد میں ادا کرتے۔ کیونکہ وہ مسجد باغ کے پاس ہی ہے۔
ان دنوں شاہی قلعہ گویا ایک خانقاہ تھی۔ اکثر غربا مساکین اور فقرا بلاتکلف خاص
سلطانی محلوں میں جہاں بڑے بڑے امیروں کو جانا نصیب نہیں ہوتا تھا جاتے
تھے۔ اور بادشاہ بھی انہیں کے ساتھ برابر درجے پر بیٹھتا۔ بادشاہ اور ایک عاجز
مفلس کی جائے نشست میں کوئی تمیز نہ تھی۔ ایک روز بادشاہ نے حضرت
ابوالعلی سے جنہوں نے برقعہ اوڑھا ہوا تھا خواہش ظاہر کی کہ مجھ سے ہمکلام
ہوں۔ لیکن آپ نے ذرا توجہ نہ فرمائی۔ آخر جب اس کی خواہش انتہا کو پہنچ چکی۔
اور حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا۔ کہ کوئی بات کرو۔ تو صرف
سورۂ فاتحہ پڑھی جو بادشاہ نے سنی۔ چند روز شاہجہان آباد میں رہکر عرب جانا
چاہا۔ لیکن بادشاہ حیلہ اور عذر پیش کرتا۔ آجکل کرتا رہتا حتیٰ کہ قریبًا ایک سال گذر
گیا۔ آخر آنحضرت اس کے حیلے اور عذر کو رد کر کے حرمین الشریفین کی طرف روانہ ہوئے۔

ذکر و بیان

سال یازدہم از قیومیت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرت
از شاہجہان آباد بسمت عرب و واقعاتیکہ در اثنائے راہ رو نمودہ

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے شاہجہان آباد سے عرب جانے
کا ارادہ کیا۔ تو کئی ہزار شاہی آدمیوں نے تارک الدنیا ہو کر سفر حج کا پختہ ارادہ کر لیا۔
حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ شاہجہان آباد میں حضرت **حجۃ اللہ** رض کی
خدمت میں بطور نذر و نیاز اس قدر زر و جواہر اور نقد و جنس اکٹھا ہوا کہ جس کا
اٹھانا مشکل تھا۔ بادشاہ نے ایک ہزار سوار آنجناب کے ہمراہ کئے۔ اور راستے
میں جتنے حاکم اور افسر پڑتے تھے سب کے نام احکام لکھے کہ تم سب آنحضرت کے
استقبال کے واسطے آؤ۔ اور نہایت عمدہ طور پر لوازمات مہمانداری بجا لا کر اپنی
حدود سے دوسری حد میں چھوڑ آؤ۔ اثنائے راہ میں جس گاؤں قصبہ اور شہر سے
آنحضرت کا گذر ہوتا۔ وہاں کے حاکم اپنی حد تک استقبال کے لئے حاضر خدمت ہوتے

Marfat.com

اور مہمانداری کی شرطیں بطریق احسن بجالا کر دوسری حد تک وداع کر آتے۔ ان میں سے اکثر اپنے جاہ وحشم کو چھوڑ آنجناب کے ساتھ ہو لیتے۔ اسی طرح دوسری حدود کے لوگ سلوک کرتے۔ کہتے ہیں سرہند سے لیکر سمندر کے کنارے پہنچتے تک ستائیس ہزار ۲۷۰۰۰ آدمی حج کے ارادہ سے آنحضرت کے ہمراہ ہو گئے۔ غیاث خاں والئے بندر سورت آنحضرت کا مرید ہوا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ غیاث خاں آنحضرت کی خدمت میں نیاز کے طور پر بے شمار نقد وجنس اور جواہرات لایا چنانچہ جنس اور جواہرات کو چھوڑ کر۔ ایک لاکھ اشرفی اور تین لاکھ روپیہ نقد پیش کیا بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جہاز پر سوار ہوئے۔ بادشاہ نے سات جہاز آنجناب کی نذر کئے تھے۔ چار جہاز خود آنحضرت نے کرایہ پر لئے ہندوستان کے دوسو ۲۰۰ رئیس اور امیر جن کے پاس اپنے سینکڑوں آدمی تھے آنحضرت کے ساتھ تھے۔ دو ہزار علماء و مشائخ تھے ان دو ہزار میں سے تین سو آدمی اس قسم کے تھے کہ جنکے ہزار ہا مرید صاحب باطن اور شاگرد تھے۔ کہتے ہیں اس سفر میں بہت سے رافضی دنیاوی مال کی خاطر اپنے مذہب کو چھپا کر آنحضرت کے مرید ہوئے اور سفر حج میں آپ کے ہمراہ ہوئے لیکن آنحضرت نے ان کے رفض کو نور قیومیت سے معلوم کر کے فرمایا۔ کہ اس سفر میں ہمارے ساتھ بعض خلاف مذہب آدمی بھی ہیں۔ دیکھئے ان کی وجہ سے کیا بلا پیش آتی ہے۔ واقعی مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ جب جہاز بندر سورت سے عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ تو چند روز بعد باد مخالف چلی جس نے رافضیوں کو مسقط میں جو جائے خوارج ہے پھینکدیا اور اس سے اہل سنت و جماعت کو بھی تکلیف ہوئی۔

ذکر در بیان

تباہی شدن جہاز ہائے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ و قضایا کہ در جہاز رونمودہ و رسیدن بمسقط خوارج و بیان منازعات و مناظرات کہ آنجناب را با خوارج روئے دادہ و اندوہ حادثاتیکہ در آنجا بوقوع آمدہ اند

جب حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے جہاز بندر سورت سے روانہ

Marfat.com

ہوئے۔ تو جو رافضی اپنے مذہب کو چھپا کر آنجناب کے ہمراہ ہوئے تھے۔ انکے سبب ہر روز رافضیوں اور اہل سنت وجماعت میں تکرار رہتی۔ اہل سنت انہیں رافضی کہکر گالی دیتے اور وہ اس بات سے انکار کرتے۔ حتیٰ کہ ایک روز سحر کیوقت ایک رافضی نے اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی جو ایک اہل سنت وجماعت نے سنکر اسے لعنت ملامت کی اور آنحضرت کی خدمت میں اسے لے آیا۔ اس رافضی نے آکر اپنے ایمان کی قسم غلیظ کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ ابھی یہی باتیں کر رہے تھے۔ کہ باد مخالف چلی اور سمندر میں طوفان عظیم برپا ہوا۔ لوگ رونے چلانے لگے اور ان رافضیوں کو ملامت کرتے تھے کہ تمہاری شامت اعمال سے یہ آفت ہم پر نازل ہوئی ہے۔ آنحضرتؓ کی خدمت میں آکر عاجزی کی اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے التماس کی۔ آنجناب نے ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا مانگی اور لوگوں کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں اس تکلیف سے تو بچالیگا لیکن کچھ مدت اور ایک قسم کی سختی میں مبتلا رہو گے۔ لوگوں کو اس خوشخبری سے قدرے تسلی ہوئی۔ طوفان بھی ایک گھڑی بعد تھم گیا۔ ملاح وغیرہ طوفان کی کثرت کے باعث حواس باختہ ہو رہے تھے عرب کی راہ غلط کر دی۔ جہاز وں کو ہوا اور طرف نکال لے گئی۔ جو عرب کی راہ سے بہت دور تھی۔ حتیٰ کہ دو مہینے تک جہاز ہوا کے رخ چلتا رہا لیکن اس عرصے میں کسی جزیرہ یا آبادی کا نشان تک نہ تھا۔ لوگ بہت گھبرائے۔ کہ دیکھئے جہاز کہاں جاتے ہیں اس بات کا انہیں بہت ڈر تھا۔ کہ خدانخواستہ اگر جہاز تاریکی میں جا نکلا۔ تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ جہاز کی تکلیف سے بہت سے آدمی بیمار ہو گئے۔ چنانچہ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند حضرت ابو العلیٰ بھی مریض ہوئے اور مرض کی شدت اس درجہ ہوئی کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ لوگ آپ کی موت کے منتظر تھے۔ ایک رات جب مرض کا حد سے زیادہ غلبہ ہوا۔ اور اسہال وپیچش اور قے کا زور ہوا۔ تو آدھی رات کے قریب غشی طاری ہوئی۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرزند عزیز کو گود میں لئے بیٹھے تھے اور بو علی جو اطبائے روزگار کا سردار تھا آنحضرتؓ کے ہمراہ تھا اسے بلا کر آنجناب نے فرمایا کہ جو علاج تمہیں معلوم ہے کرو۔ کیونکہ تمام دوائیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر کوئی اور دوا درکار ہو تو

Marfat.com

ملاحوں سے لو۔ بوعلی نے عرض کیا کہ اس مرض کا کوئی علاج نہیں یہ عنقریب فوت ہو جائیگا۔ آنجناب نے اسے فرمایا۔ کہ جا چلا جا ہم حکیم علی الاطلاق (اللہ تعالیٰ) سے اپنی احتیاج عرض کریں گے۔ آنحضرت نے اپنے فرزند بزرگ کے لئے توجہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے شفائے کلی عنایت فرمائی۔ مرض کا نام ونشان تک نہ رہا۔ جب بوعلی نے صبح آکر آپ کو دیکھا کہ شفائے کلی حاصل ہے۔ تو لوگوں نے بوعلی سے پوچھا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ یہ کیونکر تندرست ہوگئے کہا یہ شفا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ سے ہوئی ہے ورنہ میں تو اس فکر میں تھا۔ کہ چند روز ہوئے مقیم خاں کی ماں اسی مرض سے جہاز میں فوت ہوگئی جسے کفن بھی نصیب نہیں ہوا۔ بوریئے میں لپیٹ کر سمندر میں پھینکدی گئی انہیں بھی سمندر میں پھینک دیں گے۔ القصہ چند روز بعد جہاز یمن کے علاقے کے قریب آ گئے۔ حضرت حجۃ اللہؓ نے فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم غالباً عراق کی طرف جائیں گے۔ کیونکہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اکثر تشریف فرما ہو کر اس بات کی خواہش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے فاتحہ کے لئے آئیں۔ انشاء اللہ حج سے فارغ ہو کر اس طرف سے گذریں گے۔ ابھی ایسی گفتگو میں تھے کہ باد مخالف چلی اور طوفان عظیم برپا ہوا۔ لوگوں نے آہ وزاری اور چیخنا چلانا شروع کیا اور آنحضرت کی خدمت میں آکر عجز وزاری کی۔ آنجناب نے اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائی دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس بلا سے نجات بخشیگا۔ ابھی ایک لحہ نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ طوفان تھم گیا۔ لیکن ہوا نے جہاز کو اور طرف ڈالدیا جو راہ حجاز سے بہت دور تھا۔ چند روز بعد دو بہت ہی اونچے ستون دو کوس کے فاصلہ پر نظر آئے۔ لوگوں نے خیال کیا شاید کوئی جزیرہ ہے۔ آخر جب قریب پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ ستون پانی میں کھڑے ہیں۔ بلکہ جہاز کا راستہ بھی ان دو ستونوں کے بیچ میں سے ہو کر ہے۔ اور سارے جہاز ان ستونوں کے درمیان سے گذر گئے جب رافضیوں کا جہاز گذرنے لگا۔ تو وہ دونو ستون اس جہاز پر گرے اور اسی جہاز سمیت غرق ہو گئے۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ وہ دونو ستون جو جہاز پر گرے کسی سمندری جانوروں کے کانٹے تھے۔ چند روز بعد جہاز مسقط کے قریب پہنچے۔ لوگوں کی یہ رائے ہوئی۔ کہ کچھ دن مسقط میں ٹھیرنا چاہیئے۔ آخر بندر مذکور پر اترے۔ چونکہ مسقط عراق

و بغداد کے گرد و نواح میں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بھائی غوث الاعظم مجھے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ بعد ازاں بغداد کا رخ کر کے فاتحہ پڑھا۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ اس طوفان میں اہل جہاز پر حد سے زیادہ سختی گذری مسقط میں اتر کر اور بھی مصیبت پیش آئی۔ بہت سے بیمار ہوئے تین سو سے زیادہ تو جہاز سے اترتے ہی مر گئے بعد ازاں وبائے عظیم پھوٹ پڑی۔ ہر روز آنحضرت کے بہت رفیق مرتے تھے تاریخ مناقب نقشبندی جو حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے فرزند کلاں اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت ابو العلی کی تصنیف ہے اور جس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی ولادت سے لیکر پچیسویں سال قیومیت تک کے حالات مندرج ہیں خاصکر اس سفر حج کے حالات تو نہایت مفصل لکھے ہیں۔ اور ان مصیبتوں اور بلاؤں کا تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس کتاب میں اس سفر کے مفصل حالات کی گنجایش نہیں۔ اس تاریخ نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جب سے جہاز میں سوار ہوئے تھے فرماتے تھے۔ کہ جہاز سے اتر کر اہل جہاز پر سخت مصیبت نازل ہو گی۔ خاصکر ان دو چھوٹے بچوں کو تو مرض موت لاحق ہو گا۔ یہ بالضرور دنیا سے کوچ کر جائیں گے۔ ان کی والدہ پر بھی مصیبت کا نازل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ لوگوں پر سختی اور مصیبت نازل ہوئی۔ چنانچہ موت۔ اور بیماری لوگوں میں عام ہو گئی۔ آنحضرت کے اہل بیت کو سخت بیماری کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مصیبتوں کے علاوہ بڑی سختی یہ تھی کہ مسقط کے خارجی حد سے زیادہ تکلیف دیتے تھے۔ خرید و فروخت میں چیزیں بیچتے مہنگی اور لیتے سستی حتےٰ کہ دس گنی قیمت لیتے اور دسواں حصہ قیمت دیتے تھے۔ بیمار لوگ جب ان سے دوا لینے جاتے۔ تو مخالف مرض دوا دیتے جس سے الٹی تکلیف ہوتی۔ اسوجہ سے بھی بہت لوگ ہلاک ہوئے۔ بعض جو کسی ضروری کام کیلئے کہیں جاتے۔ تو خارجی انہیں مار پیٹ کرتے۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور حضرت علی۔ حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم کو کھلم کھلا گالی بکتے۔ اور حد سے زیادہ لعن طعن کرتے تھے۔ اس معاملے پر ہر روز اہل سنت وجماعت و خوارج میں جنگ ہوتی۔ اہل سنت و

Marfat.com

جماعت بہت سے خارجیوں کو قتل کرتے۔ اور کچھ اہل سنت وجماعت کے بھی شہید ہوجاتے۔ ایک روز آنجناب کا خاص مرید شہید ہوا۔ تو طرح طرح کے کھانے پکاکر اس کی روح کو بخشنے لگے۔ ان خارجیوں کی عادت و رسم ہے کہ ایک مقررہ دن جنگل میں حضرت امام حسین ؑ کا بُت تیار کرکے منبر پر کھڑا کرتے ہیں اور اس پر پتھر برساتے ہیں اور آنجناب پر لعن وطعن کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے ایسے بُرے عقاید سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ۔

ترسم ایں قوم کہ بادرد کشاں مے خندند ۔ بر سر کار خرابات کنند ایمان را

جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسقط میں تھے۔ تو خارجیوں کا وہ مقررہ تیوہار بھی آگیا خارجیوں نے حسب رسم و عادت وہ کام شروع کیا۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے بہ سبب حمیت اسلامی جہاد کا ارادہ کیا۔ اگرچہ اہل سنت وجماعت مقدار میں تھوڑے تھے۔ اور خارجی زیادہ کیونکہ وہ ان کا ملک تھا۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر ہمراہی بیمار تھے اور بہت سے مرچکے تھے۔ لیکن آنجناب نے ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کرکے باقی ماندہ کو ساتھ لے اس آیۂ کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت علیٰ فئۃ کثیرۃ باذن اللہ بسا اوقات تھوڑا لشکر بہت سے لشکر پر بحکم الٰہی غالب آتا ہے، پر عمل کرکے سوار ہوکر خارجیوں پر چڑھ آئے۔ یہ ملعون بھی تیر تلوار لیکر مستعد ہوئے۔ بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ہزارہا خارجی کھیت رہے۔ اور بہت سے اہل اسلام بھی شہید ہوئے لیکن اخیر میں غلبہ اہل سنت وجماعت کا ہوا۔ اور خارجی نوک دم بھاگ اُٹھے اہل سنت وجماعت نے تیس کوس تک ان کا تعاقب کیا۔ خارجیوں نے اس فاصلے تک دم نہ لیا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ فاتح و منصور ہوکر لوٹے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ پھر خارجیوں نے جمع ہوکر جنگ کرنی چاہی۔ لیکن ایسے ذلیل ہوچکے تھے۔ اور ان کے دلوں پر خوف چھاگیا تھا کہ بغیر مقابلہ کئے بھاگ اُٹھے۔ اور چپ چاپ اپنے گھروں میں جا گھسے۔ لیکن اہل سنت وجماعت کے لشکر کی رسد رسانی انہوں نے بالکل بند کردی۔ فوج اسلام میں قحط پڑگیا۔ حتےٰ کہ بڑے بڑے آدمیوں کو جَو کی روٹی بھی نصیب نہ ہوتی۔ گھوڑے۔ گائیں۔ اونٹ وغیرہ مویشی جو ساتھ تھے ذبح کرکے اُن کا گوشت قوت لایموت کے موافق کھاتے۔ بسا اوقات یہ بھی نہ ملتا مریض

Marfat.com

اور زخمیوں کے لئے دوائی بھی میسر نہ ہوتی۔ وہ بدکار رات کے وقت آکر چوری کرتے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی۔ اور اہل اسلام کا ناک میں دم آگیا۔ تو ان رافضیوں کو جو ہمراہ تھے بہت سرزنش کرنے لگے کہ تمہاری شامت اعمال کے سبب ہم اس بلا میں گرفتار ہوئے۔ حق تعالےٰ نے ان کے دلوں کے قفل کھولے۔ وہ کہنے لگے۔ کہ واقعی ہمارا مذہب بُرا ہے ہمیں اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارا مذہب باطل ہے۔ اور اہل سنت وجماعت کا مذہب برحق ہے۔ ہم اس مذہب سے توبہ کرتے ہیں۔ پھر آنحضرت کی خدمت میں آکر دل وجان سے توبہ کی۔ آنحضرتؓ نے اُنکے بارے میں فرمایا کہ اب تم صالح ہو گئے ہو۔ پھر وہ سب کے سب آنحضرتؓ کے مرید ہو گئے۔ جب مسلمانوں پر سختی حد سے بڑھ گئی۔ تو سب آنجنابؒ کی خدمت میں فریاد لیکر آئے۔ کہ برائے خدا توجہ بلیغ فرمائیں کہ مسلمانوں کو اس بلائے عظیم سے نجات ہو۔ یا سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ کیونکہ ہم زندگی سے عاجز آ گئے ہیں۔ آنجناب کو ان کے حال پر اسقدر رحم آیا کہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ تازہ وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرکے اس بلا کے دفیعہ کے لئے متوجہ ہوئے اور مراقبہ طویلہ کے بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ کہ یہ بلا تر لقمہ مانگتی ہے۔ سو ہم تمہارے عوض اپنے فرزند کو اس بلا کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ تاکہ مسلمان اس بلا سے بچ جائیں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ آنحضرترح کے فرزند خواجہ عبدالرحمن جن کی عمر سات سال کی تھی۔ مریض ہو گئے۔ اور دوسرے روز اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ لیکن وبا لوگوں میں سے پھر بھی نہ گئی۔ پھر خلق خدا آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر دادخواہ ہوئی۔ تو پھر آنحضرت نے اپنے دوسرے فرزند کو خلقت پر فدا کیا۔ چنانچہ آنحضرت کے دوسرے فرزند خواجہ عبدالرحیم جن کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اسی روز فوت ہو گئے۔ آنجناب دونو فرزندوں کو وہیں دفن کرکے شکر خدا بجا لائے۔ کہتے ہیں۔ کہ تین دن کے عرصے میں دونو مخدوم زادے فوت ہو گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو ان دونو فرزندوں سے بڑی محبت تھی۔ اگرچہ آنحضرتؓ سختی میں مبتلا تھے۔ دونو فرزند بھی گذر گئے۔ اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں لیکن بے قرار نہ ہوئے بلکہ مستقل مزاج رہکر شکر الٰہی بجا لاتے رہے۔ اور اپنے ہمراہیوں کو بھی شکر الٰہی کی تاکید کرتے تھے۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ یہ بلا ہماری

Marfat.com

شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ ورحقیقت یہ حق تعالے کا عین فضل و کرم ہے۔ ہم اس مصیبت کو اپنے درجات کی ترقی کا باعث جانتے ہیں۔ مخدوم زادوں کی وفات کے بعد بھی وبا میں تخفیف نہ ہوئی۔ تو پھر سارے مسلمان آہ وزاری کرتے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس قسم کی بیقراری ظاہر کی۔ کہ زمین و آسمان اور مرغ و ماہی سب ان کی حالت دیکھکر رونے لگے۔ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے خلق اللہ کی یہ حالت دیکھکر بارگاہ الٰہی میں بڑی عاجزی سے عرض کیا۔ کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ ان بندوں کو مارنے ہی کا ہے۔ تو میں اپنے آپ کو ان پر فدا کرتا ہوں۔ مجھے ان کے بدلے لے لے۔ اور انہیں اس بلا سے خلاصی عنایت کر۔ یہ دعا ختم ہوتے ہی آنحضرتؓ امام انام مریض ہو گئے۔ اور مرض کا دم بدم غلبہ ہوتا گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ ماجدہ بھی بیمار ہو گئیں۔ وہ تو حد درجہ لاچار ہو گئیں۔ جب لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو بیمار دیکھا تو جان گئے۔ کہ آنحضرت نے خود دعا کر کے یہ بیماری لی ہے۔ تاکہ اپنے آپ کو لوگوں پر فدا کریں۔ بہت گھبرائے اور ننگے سر آنحضرتؓ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کیا۔ کہ ہم اپنی ہلاکت پر راضی ہیں۔ لیکن آنجناب ہمارے سر پر سلامت رہیں +

یارب مباد تا بقیامت زوال تو ○ در ظل آفتاب تو آسودہ اند خلق

خواہ ہم پر ہزار ہا مصائب ہیں لیکن جب آنجناب کی زیارت کرتے ہیں۔ تو سارے رنج و غم فرحت و مسرت سے بدل جاتے ہیں۔ یہ رنج و غم اور محنت و مشقت ہمیں دل و جان سے منظور ہے۔ بشرطیکہ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کی قیومیت کا سایہ ہمارے سر پر رہے اگر واقعی حق تعالے کا ارادہ ہمیں ہلاک ہی کر دینے کا ہے۔ تو ہم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے روبرو فوت ہونے کو اپنی سعادت ابدی جانتے ہیں۔ آنجناب ہمارے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کریں اور اپنی توجہ مبارک سے ہمیں قیامت کی سختی سے نجات بخشیں۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابو العلی اور حضرت قیوم رابع رضؓ کی والدہ نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ دعا کی کہ پروردگار! ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں۔ اپنے ان بندوں کو اس آفت سے نجات دے۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو شفا بخش ہمیں ان کے بدلے لے لے۔ الہام ہوا۔ کہ تمہیں کیونکر

دنیا سے اٹھالوں۔ جبکہ تم سے ایک لڑکا ہونا ہے جو کمالات محمدی کا متمم اور منصب قیومیت کا خاتم ہوگا۔ آنحضرت کے ہر ایک مرید اور تمام خلقت نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں۔ لیکن کسی کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اور آنجناب کا مرض دمبدم زیادہ ہوتا گیا۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر گھبرائے۔ اور چیخے چلائے۔ روئے دھوئے۔ اور ان کی آہ و فریاد سے زمین و زماں کانپ اٹھے۔ چرند پرند ان لوگوں کی حالت پر روئے۔ کروبی فرشتے ان کی بیقراری سے اپنی تسبیح بھول گئے سب نے بارگاہ الٰہی میں اس مخلص گروہ کے حق میں دعا کی۔ اتنے میں رحمت حق آپہنچی۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس بلا سے رہائی دی اور تمہیں شفا۔ آنجناب نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی۔ تو شام غم صبح شادی سے بدل گئی۔ اور مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ سب نے کہا۔ یہ خوشی ہماری خلاصی کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرتؐ کی سلامتی کے لئے ہے۔ اس قدر خوشی ہم اس واسطے کرتے ہیں۔ کہ پروردگار نے اپنا بہت بڑا فضل کیا ہے۔ انشاءاللہ مسلمانوں کا اس بلا سے نجات پانا عنقریب بیان کریں گے۔

ذکر دربیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رسیدن رحمت الٰہی وبیان انعامات او سبحانہ بر آنحضرت و بشارت یافتن از جناب پروردگار کہ ہفت ہزار آدم کہ بر آنہا دوزخ واجب شدہ باشد سوائے مریدان تو بہ شفاعت تو در جنت داخل خواہند شد و خلاص شدن مسلمانان از ان بلیہ و توبہ کردن و مرید شدن خوارج مسقط بمع بادشاہ خود بجناب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ و مراجعت آنجناب از مسقط بہ حجاز

جب حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کو لوگوں کی خلاصی اور اپنی شفا کا الہام ہوا۔ تو شکر الٰہی بجالائے۔ اور لوگوں کو یہ خوشخبری دی۔ تو وہ بھی اللہ تعالے کا شکر بجالائے۔ اور اس خوشخبری پر ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے خاصکر آنحضرت کی شفا کی خبر سے ان کا وہ سب رنج و غم آرام اور خوشی سے بدل گیا۔ جو لوگ

Marfat.com

مریض تھے۔ خوشی سے ان کا مرض بھی جاتا رہا۔ علیٰ ہذا القیاس ہر قسم کا دکھ اور تکلیف اسی خوشی میں بھول گئے۔

انہیں دنوں فجر کی نماز کے بعد حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج نزول کیفیت باخیر و برکت ظہور میں آیا۔ اس خاکسار بیمقدار پر بدرجہ غایت مہربانی کر کے آہ و زاری کہ خدا تمہارے گھر آیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرتا ہے۔ تم محبوب پروردگار ہو۔ تمہیں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رح اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیاءِ امت سے افضل کیا ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص محبوبیت تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ اسی اثناء میں میرے گرد تمام انبیاء اولیاء اصفیا ساتوں آسمانوں کے فرشتے اور تمام مخلوقات الٰہی صف بستہ ہے۔ اور بڑے اشتیاق سے میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ الہام ہوا کہ یہ تمہاری محبوبیت کا نظارہ دیکھنے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اسقدر مہربانی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اس واقعہ کے دوسرے روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آج پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ تمہارے مریدوں کے علاوہ سات ہزار آدمی جن پر دوزخ واجب ہوگا۔ تمہاری سفارش سے بہشت میں داخل ہوں گے۔ پھر دوگانہ شکر ادا کیا۔ جب کھانے کا وقت ہوا۔ تو فرمایا کہ آج ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اور کھانا پکائیں۔ فرمایا آج اللہ تعالےٰ نے ہماری دعوت کی ہے۔ سب حیران رہ گئے کہ خدائی دعوت کیونکر ہوگی۔ ظہر کی نماز ادا کر کے بیٹھے تھے۔ کہ ایک عورت دسترخوان سر پر اٹھائے آئی۔ اس دسترخوان میں ایک پیالہ آش کا اور دو روٹیاں تھیں۔ وہ عورت صالح نام آنحضرت رح کی خاص مریدہ ہندوستان کی رہنے والی نہایت مشہور عورت تھی جو گھر بار ترک کر کے آنجناب کے ہمراہ حج کو آئی تھی۔ اس نے آکر عرض کیا کہ بیگم نے سلام عرض کیا ہے۔ اور یہ آش آج بہت عمدہ تیار ہوا تھا۔ اسواسطے ایک پیالہ آنجناب کی خاطر بھیجا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آج یہ دو روٹیاں ہمارے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت سے بہتر ہیں۔ پھر لوگوں سے مخاطب کر کے فرمایا کہ پروردگار کی دعوت یہی ہے۔ جب مجھے یہ الہام ہوا۔ تو میں نے

Marfat.com

انبیاء کی نسبت اللہ تعالےٰ سے طلب کی۔ چنانچہ حضرت ذکریا علیہ السلام یحیٰی علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری میں کی ہے۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ بولا اے رب مجھ کو کچھ نشانی دے کہا نشانی تیری یہ کہ نہ بات کرے تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے ۔ پ ع ۱۲

اللہ تعالیٰ نے مجھے ملہم فرمایا۔ کہ اس بشارت کا مطلب یہی ہے کہ آج فلاں نیک عورت تمہیں کچھ کھانا بھیجے گی۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ خوشخبری سچی ہے۔ بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا تناول فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر بجا لائے ۔

مناقب نقشبندی میں حضرت ابوالعلیٰ لکھتے ہیں۔ کہ عین شدت وبا میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اب وبا رو بہ تنزل ہے۔ میں حیران رہ گیا کیونکہ اس وقت وبا زوروں پر تھی۔ میں اس بھید کی کشف کے لئے متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر ان آدمیوں کی طرف رخ کر کے فرماتے ہیں "السلام علیکم یا ایھا المسلمون من اہل البلایا" پھر بالفاظ فارسی فرمایا۔ "سلام باد بر شما اے گروہ مسلمانان کہ دریں فتنہ و بلیہ ومحنت ومصیبت افتادہ اید۔ اما الحال شمارا حسن جلی و علیٰ ازیں بلا خلاص گرد و تمام گناہان شمارا آمرزیدہ و فردائے قیامت بے حساب از فضل خود در جنت داخل خواہد کرد"۔

مصیبت میں گرفتار مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ تم فتنہ و بلا اور رنج ومصیبت میں گرفتار تھے۔ لیکن اب اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس بلا سے نجات دی ہے۔ تمہارے سارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ اور قیامت کے دن اپنے فضل ورحمت سے تمہیں بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس مصیبت کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہیں وہ چیز عنایت کریگا جس سے سارا جہان قیامت تک فائدہ اٹھاتا رہیگا۔ اس سے مراد فرزند کی پیدائش ہے۔ جو اس سفر سے واپس آ کر اللہ تعالےٰ نے آپ کو عنایت فرمایا۔ جو بعد میں خاتم منصب قیومیت اور مظہر اتم کمالات محمدیؐ ہوا۔ قیامت تک لوگ انکے باطن سے سیراب ہوتے رہیں گے۔ یہ واقعہ میں نے حضرت

حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ جو لوگ اس مصیبت میں گرفتار رہے ہیں۔ سب کو اس نے بخشدیا ہے۔ انکے تمام قصور معاف کر دیئے ہیں۔ اس بلا سے بھی خلاصی عنایت فرمائی ہے۔ اور مجھے یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اس مصیبت کے بدلے تمہیں ایسی نعمت دی جائے گی جس سے لوگ قیامت تک فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ دوسرے روز وبا تھم گئی۔ لوگوں کی تکلیف بھی کم ہو گئی۔ تین روز بعد وبا کا نام ونشان تک نہ رہا۔ لیکن قحط اور گرانی اشیا بدستور تھی۔ کیونکہ خارجیوں نے اہل سنت وجماعت کا سامان رسد بند کر دیا تھا۔ تمام لوگوں نے اس بارے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی اور توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ آنجناب دیر تک ہاتھ اٹھائے دعا کرتے رہے۔ دعا سے فارغ ہوکر لوگوں کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں اس مصیبت سے بھی نجات دیگا۔ لیکن اب لڑائی کا سامان ٹھیک کر کے خارجیوں پر ہلا بول دو اللہ تعالےٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ تمام آدمی حسب الارشاد خارجیوں پر ٹوٹ پڑے حق تعالےٰ نے ان کے دلوں پر ایسا خوف طاری کیا۔ کہ اہل سنت وجماعت کو دیکھتے ہی باوجود اس کثرت اور شان کے بھاگ اُٹھے۔ سنیوں نے ان کا پیچھا کیا خارجیوں کے قدم نہ جمنے پائے تمام خارجیوں نے اپنے بادشاہ کے پاس جاکر سنیوں سے جنگ کرنیکی ترغیب اسے دی۔ بادشاہ نے انہیں بہت ملامت کر کے کہا۔ یہ لوگ تمہارے مہمان ہیں۔ ان کی حرمت کرنا اور لوازمات مہمانداری بجالانے چاہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ان کا قافلہ سالار اہل سنت وجماعت کا پیشوا اور مقتدا ہے۔ تمام سنی اس کے مرید ہیں۔ ساتوں ولائتوں کے بادشاہ اسکے حلقہ بگوش غلام اور مرید ہیں۔ بہتر یہ ہے۔ کہ تم اس کی خدمت کرو۔ اور ضیافت کی شرطیں بجالاؤ۔ اور اپنے ملک کے تحف وہدایا اس کی خدمت میں پیش کرو۔ اور جو سلوک پہلے کر چکے ہو اس کی بابت معافی مانگو۔ تاکہ تمہارے سابقہ افعال بد کی تلافی ہو جائے۔ اور وہ تم سے خوش ہوکر اس ملک سے جائے۔ اور تمہاری خوش اخلاقی کا شہرہ تمام جہان میں ہو جائے۔ ایسا کرنے سے تمام جہان کے بادشاہ تمہارے ممنون احسان ہو جائینگے۔ جو معاملہ تم نے ان سے کیا ہے عنقریب اسکا بد نتیجہ تم دیکھوگے۔ اور اس بدفعالی کا خمیازہ اٹھاؤگے۔ اور دیکھو گے کہ اس غلط اعمال

Marfat.com

کی شراب کا خمار کیونکر ہوگا کیونکہ تمہارے ملک کی ضروریات کی اکثر چیزیں غیر ملکوں سے آتی ہیں۔ یہ حالت سنکر کوئی تاجر ادھر کارخ نہیں کریگا۔ جب تم ضروریات کے لئے دوسرے ملکوں میں جاؤ گے۔ تو وہاں کے لوگ تمہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائینگے۔ جو شخص اس ملک کا پائینگے اسے ہلاک کریں گے۔ دنیاوی زندگی تمہارے لئے سخت تلخ ہو جائیگی اور زلیست دوبھر ہو جائے گی۔ جب شیخ کی تکلیف کی اور ملکوں کے بادشاہ جو اسکے مرید ہیں سنیں گے تو ضرور ہے کہ اس ملک پر چڑھائی کریں۔ اور تمہارا ناک میں دم کر دیں۔ اور یہ جو تم نے ان سے جنگ کرنیکی صلاح دی ہے سراسر بعید از عقل وقیاس ہے۔ کیونکہ پہلے تم ان سے شکست کھا چکے ہو۔ اور ان کا رعب تمہارے دلوں پر چھایا ہوا ہے۔ وہ بڑے دلیر ہیں۔ جو فوج ایک دفعہ کسی سے شکست کھا چکے دوسری دفعہ مقابلہ کی اسے جرأت نہیں پڑتی۔ جیسا کہ اب ہوا ہے۔ اس سفر میں شیخ کے تمام آدمیوں نے مرنے کی ٹھان لی ہے۔ اب تو سوائے مرنے کے اور کچھ انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ اگر بھاگیں بھی تو اس ملک میں جہاں جائیں گے قتل کئے جائیں گے۔ اسواسطے انھوں نے مرنے مارنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ تب تم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ تم ان ہزاروں آدمیوں پر جنہوں نے مرنے کی ٹھان لی ہو کامیابی حاصل کرسکو۔ اسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ تم خود ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر بفرض محال تم نے انہیں قتل بھی کیا۔ تو شیخ کے خلفا اور مرید جو روئے زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہیں سب شیخ کے قصاص پر آمادہ ہوں گے۔ اور جہاں بھر کے بادشاہ جو شیخ کے مرید ہیں تم پر حملہ کریں گے اور تمام جہان اس ملک کو نشانہ تیر بنائیگا۔ اور متفق ہو کر تم پر تیر اندازی کرے گا۔ پھر ہم تم نیست و نابود ہو جائیں گے۔ اور کتے کی موت ماریں گے۔ سارے ملک کو جلا دینگے اس کی خاکستر کو سمندر میں پھینکدیں گے۔ اور اس سرزمین کا نام ونشان تک مٹا دینگے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں۔ کہ اس کی خدمت کرو اور عمدہ طور سے لوازمات مہمان نوازی بجالاؤ۔ اور سابقہ بدسلوکی کے لئے معافی مانگو۔ تاکہ تمہارا ملک و آبرو اور تمہارا مال وجان سلامت رہے۔ نہیں تو نہ ہم تم ہوں گے نہ مال و ملک۔ نہ آبرو و عزت سب کچھ خاک میں مل جائیں گے۔

چناں بہ کہ با او مدارا کنید ‌ ‌ ‌ ‌ بنالید و عذر آشکارا کنید

تمام ارکان سلطنت اور خارجی امراء وزرا اور علما نے بادشاہ کی رائے کی تعریف کی۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ شیخ سے علمی مناظرہ و مذاکرہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون حق مذہب پر ہے۔ دوسرے روز تمام علمائے شیعہ حضرت **قیوم ثالث** رض کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سوالات کرنے شروع کئے۔ آنجناب نے تمام سوالوں کے ایسے شافی جوابات دیئے۔ کہ سب دم بخود رہ گئے۔ اور ازروئے علم کچھ جواب نہ دے سکے۔ دوسرے روز علمائے شیعہ نے پھر وہی سوالات کرنے شروع کئے جو پہلے دن کئے تھے۔ آنحضرت رض نے فرمایا یہ وہی سوالات ہیں جن کے جوابات ہم دے چکے ہیں۔ لیکن آنجناب نے پہلے دن سے بھی زیادہ قوی دلایل و براہین اہل سنت وجماعت کے مذہب کے بارے میں بیان فرمائیں۔ اور محققانہ اور مدققانہ جوابات دیئے تیسرے روز پھر انہوں نے وہی سوالات کرنے شروع کئے۔ لیکن بفضل خدا اس روز بھی مات رہے حتےٰ کہ دس روز تک برابر وہی سوال کرتے رہے اور ہر روز نیچا ہی دیکھتے رہے۔ جب آنحضرت رض کی لسانی وخوش بیانی اور سرمایہ علمی دیکھتے تو عش عش کر اٹھتے اور بے اختیار بول اٹھتے کہ واقعی شیخ صاحب عالم متبحر ہیں۔ دسویں روز بادشاہ نے علما کو بلا کر مناظرہ کی کیفیت پوچھی۔ تو انہوں نے کہا کہ شیخ کی خوش بیانی۔ لسانی تحقیق و تدقیق اس قسم کی ہے کہ ہمیں اس کے سامنے بات کرنے کی قدرت نہیں۔ واقعی اس بزرگ کو تائید غیبی حاصل ہے۔ جو کچھ کہتا ہے خدا سے کہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے پہلے ہی تمہیں کہا تھا۔ کہ یہ شیخ معظم ہے۔ اور تائید آسمانی اس کے ساتھ ہے۔ اب بہتر یہ ہے۔ کہ اس کی خدمت کرو اور سابقہ قصوروں کی معافی مانگو۔ اسی رات علمائے شیعہ کے سردار نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بہت بڑے وسیع جنگل میں یاقوت سرخ کا ایک پہاڑ ہے۔ جس کی روشنی سے سارا جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر زمرد کا ایک تخت رکھا ہوا ہے۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور گرداگرد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اصحاب رض اور اولیائے امت دست بستہ کھڑے ہیں۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ آرہے ہیں تم آنجناب کا استقبال کرو سارے آدمی جو اس وقت کھڑے تھے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے

استقبال کے لئے پہاڑ پر سے اترے۔ پہاڑ کے نیچے ایک نورانی شکل آدمی ابلق گھوڑے
پر سوار معہ بہت سے مریدوں اور خلفاء کے نمودار ہوا۔ بعد ازاں پہاڑ پر چڑھ آیا۔
جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ تو نہایت
مہربانی سے اُٹھکر بغلگیر ہوئے۔ اور اپنے پاس برابر تخت پر بٹھایا۔ اور لوگوں کو مخاطب
کر کے فرمایا کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم ثالث اور پروردگار کے خاص محبوب ہیں
اور باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جو شخص ان سے محبت کریگا
اللہ تعالےٰ دین و دنیا میں اس کی عزت کرے گا۔ اور جس کے دل میں اُن کی دوستی
نہ ہوگی۔ اس کی دنیا و آخرت دونو برباد جائینگی بعد ازاں فرمایا کہ مسقط کے خارجیوں
کو لاؤ۔ آنجناب کے حکم کے بموجب خارجی لائے گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
سخت ناراض ہو کر انہیں فرمایا کہ چونکہ تم جناب رسول صلعم کے اہل بیت سے عداوت
رکھتے ہو اسواسطے تم اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ دوسرے حق تعالےٰ نے اپنے
محبوب خاص کو جو قیوم وقت ہے۔ تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ سو تم نے اسے
سخت سخت تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ تمہیں ذرا خوف خدا نہیں آیا۔ اللہ تعالےٰ تم سے
خوش نہیں۔ اس واسطے تمہارا ایمان بھی ضائع گیا۔ پھر سخت غضبناک ہو کر خوارج
کی تنبیہ کے لئے حکم کیا۔ تو فی الفور حسب الحکم بعض کے ہاتھ پرہاتھ باندھ کر انہیں مار
پیٹ شروع کی۔ بعض جوتیوں سے پیٹے گئے۔ بعض کے پاؤں میں رسی باندھ کر
گھسیٹا گیا۔ اور شیعہ علما کے سردار کی پیٹھ اور چہرے پر زدوکوب کی گئی کہ خوارج
نے اپنے افعال سے توبہ کی۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے ان کی سفارش
کی۔ اور انہیں اس مار پیٹ سے نجات دلوائی۔ دوسرے دن علما کے رئیس نے بادشاہ
کے سامنے جب کہ تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف حاضر تھے۔ یہ سارا خواب
بیان کیا۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا ہے۔ جس وقت
لوگوں کو تکلیف دے رہے تھے۔ مجھے پتھر ارا اور رئیس العلما کو مُکے۔ فلاں کو لکڑی سے
مارا۔ اور فلاں جوتیوں سے پٹا گیا۔ رئیس العلما نے کہا واقعی مجھے مُکے اور دھپڑ لگے
جن کا درد اب تک محسوس کرتا ہوں۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی یہ واقعہ دیکھا
ہے۔ مجھے الٹا لٹکا یا کوڑے لگائے گئے تھے۔ اور دوسرے آدمیوں کو اور قسم کی

Marfat.com

مار پیٹ ہوئی۔ اسی طرح چالیس معتبر آدمیوں نے اس واقعہ کو بلاکم وکاست بیان کیا۔
بادشاہ نے کہا۔ آج رات میں نے بھی خواب میں دیکھا ہے۔ کہ نہایت عالی شان باغ
میں مروارید کے ایک محل کے اندر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت
عمرؓ اور حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہؒ دونو بیٹھے ہیں۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
نے ازروئے لطف وکرم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر بوسہ
دیا۔ اس محل کے گرد اگرد بہت سے لوگ دست بستہ کھڑے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ لوگوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ تعالےٰ کے خلیفہ اعظم
اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اتم ہیں۔ اس عزیز کی محبت تمام
مسلمانوں پر واجب ہے۔ جو اس عزیز کی محبت سے روگردانی کرے گا غضب
الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ بعد ازاں مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ نے اس عزیز
کو تمہاری سعادت اور تمہاری قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ لیکن تم نے اس کی
قدر نہ کی۔ بلکہ الٹی تکلیفیں پہنچائیں۔ تم نے خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذرا
خوف نہ کیا۔ پھر آدمیوں کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ چنانچہ مجھے کوڑے
لگائے گئے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں اس بارے میں بے گناہ ہوں۔ کیونکہ میں راضی
نہ تھا کہ لوگ انہیں تکلیف پہنچائیں۔ بلکہ جنہوں نے انہیں ستایا ہے انہیں میں نے
نصیحت کی ہے۔ پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم انکے بادشاہ
تھے۔ اگر جھڑک کر انہیں منع کرتے۔ تو کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ ان کا بال بیکا کرتا۔ میں نے
عرض کیا۔ کہ جو تقصیر مجھ سے ہوئی میں معافی کا خواستگار ہوں۔ اور توبہ کرتا ہوں
آنجناب نے فرمایا پہلے اپنے مذہب سے توبہ کرو۔ اور اہل بیت کے محب بن جاؤ
پھر اس مرد عزیز کے مرید ہو جاؤ۔ اس کی خدمت کو دین ودنیا کی سعادت سمجھو۔
میں نے یہ تمام باتیں منظور کیں۔ سو اب میں اپنے عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ اور
اس بزرگ کی خدمت میں جاکر مرید ہونا اور گناہ معاف کرانا چاہتا ہوں۔ تم میں سے
جسے یہ بات منظور ہو۔ میرے ساتھ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں
حاضر ہوکر مرید ہو جائے۔ اگر کوئی انکار کرے گا تو بے دریغ تہ تیغ کیا جائیگا۔ سب
نے کہا۔ چونکہ آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ جو کچھ آپ کو قبول ہے ہم بھی جان ودل سے

Marfat.com

سے قبول کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس مرد کی بزرگی ہم پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اسمیں شک وشبہ کی گنجایش ہی نہیں۔ بعد ازاں بادشاہ معہ تمام علما چھوٹوں بڑوں وضیع وشریف کے حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ننگے سر پگڑی گلے میں ڈال حاضر ہوا۔ پہلے سب نے اپنے مذہب سے توبہ کی۔ پھر جو تکلیفیں پہنچائی تھیں ان کی بابت معافی مانگی۔ لیکن آنجناب نے ذرا توجہ نہ کی۔ وہ بیچارے صبح سے عصر تک ننگے سر کھڑے رہے۔ جب انہوں نے حد سے زیادہ عاجزی کی۔ اور عرض کیا کہ آنجناب نے جب خواب میں تقصیرات معاف فرمائی ہیں۔ تو ہم امیدوار ہیں کہ ظاہر میں بھی ہمارے قصوروں سے درگذر فرمائیں گے۔ اور ہماری توبہ کو قبول ومنظور فرمائیں گے۔ پھر سب نے اپنے اپنے خواب عرض خدمت کئے۔ حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو بھی ان کی حالت زار پر رحم آیا۔ ان کے جرموں کو معاف فرمایا سلطان مسقط معہ تمام علما و دیگر اراکین سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔ دوسرے دن بادشاہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو معہ تمام خلفا اور مریدوں کے ضیافت کے لئے قلعہ میں مدعو کیا اور ضیافت کی تمام رسمیں کماحقہ پوری کیں۔ اور اپنے ملک کے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ اپنا تمام مال واسباب اور اندوختہ بطور نذر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پیش کیا آنجناب نے سب کچھ لے کر پھر اس کو واپس دے دیا۔ اور فرمایا کہ ہم فقیر لوگ اس قدر مال وجنس کو کیا کریں گے۔ بادشاہ نے جب بہت کچھ اصرار کیا۔ تو آنجناب نے اس میں سے قدرے قبول فرمایا۔ بادشاہ مسقط نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو تین روز اپنے خاص قلعہ میں بطور مہمان رکھا تیسرے روز آنحضرت رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے۔ بادشاہ بھی بطور وداع آنجناب کے ساتھ آیا۔ بادشاہ ہر صبح وشام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہوتا۔ مسقط کے ہزارہا آدمی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی حاصل کرکے پروردگار کی ذات وصفات کے قرب کمال سے مشرف ہوئے اور ان میں سے بہت لوگوں کو آنحضرت نے اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور وہاں کے اکثر علما کو خلافت عطا فرمائی۔ وہ سارا

Marfat.com

ملک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سلسلے سے پُر ہو گیا۔ جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا آنجناب کا مرید رہا۔ اور یہ طریقہ بھی اس ملک میں رائج رہا۔ جب بادشاہ فوت ہو گیا۔ اور ارکان سلطنت نے اس کے رشتہ داروں میں سے ایک کو تخت پر بیٹھایا۔ یہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کمالات سے چنداں باخبر نہ تھا کچھ عرصے بعد دوسرے علما اور اکابر سلطنت جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ تو جاہل خارجی جو آنحضرتؓ کے ڈر سے پہاڑوں کی چوٹیوں پہ جا چھپے تھے۔ اور گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب تک وہ نیک بادشاہ زندہ رہا ان کی مجال نہ تھی۔ کہ ملک میں داخل ہوں اب موقع پا کر اس بادشاہ سے آملے۔ اور پھر اسے خارجی مذہب کی طرف مایل کیا یہ خفیف العقل بادشاہ ان پر ایسا فریفتہ ہوا کہ جو کچھ وہ کہتے تھے۔ وہی کرتا تھا۔ ان کی آبلہ فریب باتوں میں آکر خارجیوں کے ناقص دین کو قبول کیا۔ اور لوگ بھی الناس علےٰ دین ملوکھم لوگ بادشاہ کا دین اختیار کر رہے ہیں۔ کے بموجب خارجیوں کا دین قبول کیا۔ اور پھر اس دین باطل کا پورا پورا رواج ہو گیا۔ اور یہ غیر حق مذہب دوبارہ ملک مسقط میں رائج ہوا۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ والے مستقل رہے کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ انہیں اس طریقہ سے روکے بلکہ ان سے ڈرتے تھے۔ اور اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جو فرزند اور خلفا اس ملک میں موجود تھے۔ بادشاہ ان کی بہت عزت و حرمت کرتا۔ اور اکثر ان کی زیارت کے لئے آیا کرتا۔ جو کچھ وہ فرماتے وہی مانتا۔ خانقاہ کے اخراجات کے لئے گاؤں دے رکھے تھے۔ اور دوسرے مریدوں کے لئے بڑے بڑے معقول وظیفے اور مدد معاشیں اور روزینے مقرر کئے ہوئے تھے بہت سی خانقاہیں اور مدرسے ان کی خاطر بنوائے تھے۔ جو آج تک موجود ہیں۔ اور اس وقت تک اس ملک میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ جاری ہے۔ اب ہم اصلی قصہ بیان کرتے ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو مسقط میں رہتے ہوئے قریباً ایک سال ہو گیا۔ تو پھر سفر حجاز کا ارادہ کیا۔ ماہ شعبان کے آخری حصہ میں معہ تمام لواحقین و تابعین جہاز پر سوار ہوئے مسقط

Marfat.com

کے بہت سے علما اور امیر وارکان سلطنت بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ جس قدر آنجناب کے ہمراہی وبا اور دوسری تکالیف سے مسقط میں ضایع ہوئے تھے ان سے زیادہ مسقط کے لوگ آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ شاہ مسقط نے سارے ملک کا ایک سال کا خراج بطور زاد راہ آنحضرت کی نذر کیا۔ آنحضرت نے شیخ عبد الکریم یمنی کو خلافت عنایت کر کے مسقط میں خلق خدا کی تربیت کے لئے چھوڑا۔ اور وہاں کے بعض اور آدمیوں کو بھی خلافت عنایت فرمائی۔ اور شیخ صاحب کو ان سب کا سردار مقرر کیا۔ کہتے ہیں شیخ صاحب کو وہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب نے بھی بہتیروں کو خلافت عطا فرمائی شیخ صاحب اسی ملک میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ شیخ صاحب کے ایک سال بعد وہ بادشاہ بھی جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا اس دنیا ناپایدار سے چل بسا۔ حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس احقر کو فرمایا۔ کہ نماز تراویح میں قرآن شریف ختم کرو۔ مجھے امامت کے لئے مقرر فرمایا۔ میں حسب الارشاد امام تراویح بنا۔ آنجناب پر عجیب معاملات منکشف ہوئے۔ جو لوگ آنحضرت کے خاص جہاز میں تھے۔ وہ آنجناب کے ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر سعادت حاصل کرتے تھے۔ دوسرے جہازوں کے آدمی اس بارے میں کف افسوس ملتے تھے۔ کہ ہم کیوں اس نعمت عظمےٰ سے محروم رہے۔ ایک ایک جہاز کے آدمی کشتیوں میں بیٹھ کر ہمارے جہاز میں آکر آنحضرت کے ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر چلے جاتے۔ دوسری رات دوسرے جہاز کے آدمی آتے۔ ایک رات عین نماز میں تھے۔ کہ آنجناب سے آواز ظاہر ہوئی۔ میں نے نماز سے فارغ ہو کر پوچھا۔ کہ نماز میں کیا معاملہ ہوا تھا۔ فرمایا اسکوت خیر من الکلام فی ھذا الکلام اُس مقام پر خاموشی بہ نسبت کلام کرنے کے اچھی ہے، حافظ یہ قصہ دراز ہے بخدامت پوچھو۔ جب میں نے بہت کچھ الحاح کیا تو فرمایا۔ کہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے سخت شرمسار تھا اور مارے شرم کے گھلا جاتا تھا کہ من تواضع للہ رفع اللہ القدر۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع

Marfat.com

کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے کہ مطابق قرب محبوبیت وخلوت کے اسرار سے سرافراز فرمایا جنہیں میں بیان نہیں کرسکتا - گویا مجھ سے نور ظاہر ہوا ہے جس نے سارے عالم سفلی وعلوی کو گھیر لیا ہے اور عرش سے مرکز فرش تک سرایت کر گیا ہے پھر مجھے ان حکمات سے سرافراز فرمایا ان اللہ یباھی لک الملائکۃ من احبک احب اللہ ومن ابغضک ابغض اللہ بیشک اللہ تعالےٰ تیرے وجود سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے جو تجھ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس سے پیار کرتا ہے اور جو تجھ سے دشمنی رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اس کا دشمن بنجاتا ہے - اور یہ کہ جو لوگ اس وقت تیرے ہمراہ تھے ہم نے ان سب کو اپنے دوستوں میں داخل کیا - اس سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی علو شان کا اندازہ ہوسکتا ہے - آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام مکشوفات پر ایمان لانا چاہیئے - ہر رات اسی قسم کے معاملات و واردات ظہور میں آئیں اور برکات وتجلات ہونے لگیں جن کا بیان حیطہ تحریر وتقریر سے باہر ہے - باقی جہازوں کے آدمیوں نے عرض کیا - کہ ہم امید کرتے ہیں کہ آنجناب کی صحبت کے سبب باقی عشرہ ہمیں برکات نصیب ہوں گی - اور لیلۃ القدر بھی اسی عشرے میں ہے - اگر آنحضرت ازراہ کرم توجہ فرمائیں کہ جہاز دو تین دن میں کہیں ٹھہر جائیں - تو ہم لیلۃ القدر کی برکات سے مستفیض ہو جائیں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ملاح سے پوچھا - کہ ہم کتنے روز میں مخا پہنچ جائیں گے - اس نے عرض کیا - کہ اگر باد مراد چل پڑی تو ہم ایک ماہ بعد ضرور مخا پہنچ جائیں گے - حالانکہ باد مراد چند روز سے بند تھی - اور بڑی دقت سے جہاز ایک روز کی راہ دس روز میں طے کر رہے تھے - آنحضرتؓ نے فرمایا اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ ایک ماہ کی راہ ایک دن میں طے کرادے - جب دوسرا دن ہوا - تو آنجناب فجر کے مراقبہ سے فارغ ہو کر نماز اشراق پڑھ رہے تھے کہ دور سے ایک بندرگاہ پر نظر پڑی ملاح نے کہا پہلے میں نے کبھی یہاں بندرگاہ نہیں دیکھی - یہ کہاں سے آگئی جب قریب پہنچے - تو معلوم ہوا - کہ یہ مخا کا بندرگاہ ہے - تمام حیران رہ گئے - اور جان گئے کہ یہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی کشش کا نتیجہ ہے - لوگوں کو آنحضرت پر اور بھی اعتقاد ہو گیا - جب اہل یمن کو آنحضرتؓ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی توسب کے سب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے آئے اور مرید وغلام

Marfat.com

بن گئے۔ وائے مخہ خدمتگاری اور مہمانداری کی تمام شرطیں کما حقہ بجا لایا۔ جب امام یمن نے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ آنحضرت کے قدوم میمنت لزوم ورود سے اطلاع پائی۔ تو سر کے بل حاضر خدمت ہو کر تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہونے لگا۔ اس کے ارکین سلطنت بھی معہ اپنے اپنے لشکروں کے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ کہتے ہیں لیلۃ القدر کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام آدمیوں کو جو آنجناب کے ہمسفر تھے۔ اور مسقط میں مصیبتیں اٹھا چکے تھے۔ ولایت۔ قرب حق۔ فنا و بقائے ذات و صفات پروردگار کی خوشخبری سنائی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت کرے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

ذکر در بیان

داخل شدن حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ در مکہ معظمہ

وبیان وقائع کہ آنجناب را در آنجا روئے دادہ

حضرت ابوالعلیؒ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ نے ماہ شوال مخہ میں بسر کیا اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ کو حرمین الشریفین زاد اللہ شرفاً و کرماً کی طرف متوجہ ہوئے۔ راستے میں آنجناب پر اس قدر تازہ عنایات اور بے اندازہ رحمتیں وارد ہوئیں کہ جن کا ظاہر کرنا موجب فتنہ و فساد ہے۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔ جب اہل عرب کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ تو تمام وضیع و شریف اور چھوٹے بڑے مثلاً شیخ الشائخ شیخ عبدالوہاب۔ شیخ فخرالدین خطیب۔ ملک العلما مولانا شمس الدین وغیرہ اور شریف مکہ استقبال کے لئے آئے۔ شیخ مراد شامی معہ ان تمام خلفائے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ جو شام روم اور عرب کے گرد و نواح میں رہتے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے۔ اور آنحضرت سے تجدید بیعت کی۔ خنکار روم نے بھی اپنے بڑے بڑے امیروں کو معہ تحف و ہدایا ایک لاکھ اشرفی اور تین لاکھ روپیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ اور آنجناب سے تجدید بیعت کی۔ روم شام اور عرب کے تمام امرا نے آنحضرت سے از سر نو بیعت

Marfat.com

کی - مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے - کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ مکہ میں پہنچے - تو کعبہ حسنہ آنجناب کے استقبال کے لئے آیا اور گلے ملا - آنجناب نے فرمایا - کہ میری حقیقت کو حقیقت کعبہ سے خاص طوق حاصل ہوا ہے - چونکہ کعبہ کی حقیقت صفات الٰہی کے اصول کے کمالات کا انتہائی مقام اور تمام ممکنات کے حقایق کی سجدہ گاہ ہے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت بھی اصول صفات کے انتہائی مقام تک پہنچی ہے - اور ذات بحت سے مل گئی ہے - اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ تمام مخلوقات کا مرجع و مآب ہوئے - جب آنحضرت رضی اللہ عنہ حرم میں پہنچے - تو پاؤں کے درد کی وجہ سے پیادہ نہیں جا سکتے تھے - اس واسطے آنجناب کا تخت مسجد الحرام میں لے گئے - اور تخت پر ہی بٹھا کر طواف کرایا - شیخ مراد شامی کے پاؤں بھی تسمہ کی طرح تھے - اس لئے اٹھنے کی طاقت نہ تھی - انہیں بھی آنحضرت کے طفیل سے تخت پر بٹھا کر طواف کرایا گیا - پہلے آنحضرت کا تخت مسجد الحرام میں گیا - جب آنجناب کا تخت مسجد میں پہنچ چکا - تو آنجناب کے حکم سے شیخ مراد شامی کا تخت بھی لایا گیا حرمین الشریفین میں یہ عزت و حرمت اور یہ معاملہ سوائے ان دو بزرگوں کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوا ۔

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مرید اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حرمین الشریفین میں یہ عزت و حرمت نصیب ہوئی - مکہ معظمہ - مدینہ منورہ کے تمام علما و مشائخ اور عرب کے بڑے بڑے رئیس پیادہ پا آنجناب کی سواری کے ساتھ جاتے تھے - اور صبح شام آنحضرتؓ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے تھے - مسجد الحرام میں لوگ پانچوں وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے انتظار میں رہتے جب تشریف فرما ہوتے - تو آنحضرتؓ کو امام بنا کر نماز با جماعت ادا کرتے - جب حج کے لئے عرفات میں گئے - تمام علما و مشائخ آنجناب کے ساتھ تھے - اور آنجناب سب اہل حج کے قافلہ سالار تھے - آنجناب فرماتے تھے - کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایات ربی ہوئیں - کہ جنہیں میں بیان نہیں کر سکتا - بعد ازاں الہام ہوا - کہ عنقریب حق تعالے آپ کو ایسی نعمت عظیم عطا فرمائیگا - کہ تمام جہان قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتا رہیگا - اس نعمت سے مراد حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

پیدائش ہے۔ کہ قیامت تک ان سے فیض و ہدایات لوگوں کو نصیب ہوتی رہیگی۔ جب عرفات سے واپس آئے۔ تو آنحضرت کے خزانے کا ایک اونٹ جس پر ایک لاکھ اشرفی لدی ہوئی تھی۔ چوری گیا لیکن آنجناب بیٹے کی خوشی میں اس قدر محو تھے کہ ذرا پرواہ نہ کی۔ لوگوں نے سمجھا کہ آج آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خوشی ہوئی ہے اس واسطے پرواہ نہیں کرتے۔ شریف مکہ اور اور امیر عرب چوروں کو معہ مال و اسباب پکڑ کر لے آئے۔ اور چوروں کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا بہت جلدی جیل میں بھیجدیا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو چوروں کے جیل میں جانے کی اطلاع ہوئی۔ تو والعافین عن الناس کے مطابق انہیں قید سے چھڑا دیا۔ اور وہ روپیہ بھی انہیں بخشدیا۔ دوسرے روز جب عید الضحٰے کا دن تھا۔ عین طواف کے وقت ایک مہر شدہ کاغذ قبولیت جناب پروردگار کی طرف سے آنحضرت کو عنایت ہوا۔ اور سفید رنگ کی خلعت بھی مرحمت ہوئی۔ اور آنحضرت کے فرزند اکبر حضرت ابوالعلی کو بھی اسی قسم کی خلعت عنایت ہوئی۔ مناقب نقشبندی میں حضرت ابوالعلی تحریر فرماتے ہیں کہ مکہ شریف میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر مرض کا غلبہ ہوا۔ جو ایک ماہ سے زیادہ تک رہا لیکن آنجناب کبھی نہ گھبرائے۔ ہمیشہ صبر و شکر کرتے رہے۔ یہی کلمہ ورد زبان تھا۔ کہ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں اور اپنا چہرہ اس مبارک دہلیز پر ملوں۔ تو بہت کچھ امید ہو سکتی ہے۔ اگر اسی شوق اور طلب میں جان گئی۔ تو بھی دونو جہان کی سعادت حاصل ہے۔ عین شدت مرض میں مجھ حقیر کو فرمایا۔ کہ شفائے مرض کے لئے استخارہ کرو۔ میں نے بیت العتیق کے باہر استخارہ کیا اور پھر استخارہ کے بعد کی دعا پڑھنی شروع کی۔ تو اس قدر انوار و برکات معلوم ہوئے جن کی شرح نہیں کر سکتے۔ گویا عالم اولین و آخرین آنحضرت کی شفا کے لئے دست بدعا ہیں۔ پتھر درخت زمین آسمان اور تمام مخلوقات آمین کہتی ہوئی اس دعا کے قبول ہونے کے لئے عاجزی کر رہے ہیں۔ ایک گھڑی بعد مجھے الہام ہوا۔ کہ تیری دعا ہم نے قبول کر لی ہے۔ عنقریب تیرے باپ کو شفا ہو جائے گی۔ ابھی بعض معاملات و اسرار حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے وابستہ ہیں۔ جن کے واسطے وہ اس جہان میں ہیں۔ اس خوشخبری سے فارغ ہو کر آنحضرت کے بارے میں اس قدر الطاف

Marfat.com

وعنایات معلوم ہوئیں۔ جنہیں میں بیان نہیں کرسکتا۔ گویا حق تعالےٰ از روے فخر فرشتوں کو فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میرا بندہ محمد نقشبند ایسا ہے :.

حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو مرض سے بدرجہ غایت تکلیف ہوئی۔ حتےٰ کہ بسبب ضعف مسجد الحرام میں نماز کے لئے نہیں جاسکتے تھے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ بہت حیران و نادم تھے۔ ایک روز فجر کی نماز کے بعد بیت اللہ شریف کی طرف رخ کئے ہوئے جو آنجناب کے گھر کے سامنے ہی تھا۔ بیٹھے تھے۔ طواف کے نہ حاصل ہوسکنے کا افسوس کر رہے تھے۔ اسی وقت آنحضرت پر منکشف ہوا کہ خود بیت اللہ آنجناب کی ملاقات کیلئے آکر آنجناب کے گرد اگرد اپھر رہا ہے۔ اور بغلگیر ہوکر بوسہ دے رہا ہے۔ اور حقیقت کعبہ اور آنحضرت کی حقیقت دونو آپس میں خوب مل گئی ہیں۔ اور مخفی اسرار کا اظہار ہوا ہے :.

میرے (مصنفؒ) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب عارف کی سیر جو قیوم وقت ہو حقیقت کعبہ سے ترقی کر کے ذات بحت تک ہوجاتی ہے۔ اور وہاں سے حصہ لے کر نزول کرتا ہے۔ نزول کے وقت کعبہ قیوم کی ان برکات کی وجہ سے جو اسے ذات بحت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور ان انوار و اسرار کے سبب جو وہ ساتھ لاتا ہے۔ اس کا طواف کرتا ہے۔ در اصل یہ طواف ان اسرار و برکات کا ہوتا ہے۔ جو قیوم کو حاصل ہوتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ کعبہ سے قیوم افضل ہو۔ لیکن قیوم کی حقیقت کعبہ کی حقیقت کے نیچے ہے۔ نیز کعبہ کی حقیقت کو قیوم بھی سجدہ کرتا ہے۔ بلکہ کعبہ کی حقیقت تمام حقائق بشری سے افضل ہے۔ قیوم کی یہ ترقی ذات اقدس کے سبب المرء مع من احب کے موافق ہے :.

مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے۔ جب مراقبہ کیا تو دیکھا کہ شیطان ملعون ذلیل وخوار اور ننگے سر اور بے رونق ہوکر بیت اللہ کے قریب چوروں کی طرح چھپا چھپا پھرتا ہے۔ جب آنجناب کی نگاہ اس پر پڑی تو آنحضرت کو دیکھتے ہی ڈر کر دور بھاگا۔ وہی قصہ ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی حضرت عمرؓ کے فرزند

Marfat.com

کامل تھے۔ اس واسطے آنجناب سے شیطان بھاگ اٹھا۔ کیونکہ مشہور ہے کہ بیٹا باپ کا عبید ہوتا ہے۔ جب مکہ معظمہ میں آنحضرت کی خدمت میں لوگوں کا ہجوم بکثرت ہوگیا اور ہزار ہا لوگ مرید ہونے کے لئے اطراف وجوانب سے آنے لگے۔ تو ایک روز آنجناب کے دل میں خیال آیا۔ کہ بندگان خدا پر اس قدر تصرف کرنا ٹھیک نہیں۔ یہ خیال آتے ہی جناب الٰہی سے خلعت عنایت ہوئی۔ اور الہام ہوا کہ یہ خلعت ارشاد ہے اور اپنے ان بندوں کو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ ابھی مکہ معظمہ میں تھے۔ کہ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے پروردگار سے قلمدان عنایت ہوا ہے اور الہام ہوا ہے کہ تم حق تعالےٰ کے وزیر اعظم اور نائب اتم ہو میں نے دیکھا کہ فرشتے مخلوقات کی طرح طرح کے مقاصد کے کاغذات میرے پاس لارہے ہیں۔ اور میرے دستخط کرا کر ان کاموں کو سرانجام کرتے ہیں۔ میں تمام موجودات کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں۔ اور تمام کائنات مجھ سے فیض و نور حاصل کرتی ہے۔ ۱۰ محرم الحرام کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کے اندر جانا میسر ہوا۔ آنجناب فرماتے تھے۔ کہ اس گھر کے اندر اس قدر انوار و برکات کا ظہور ہوا۔ کہ باہر اس کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ وہاں پر مجھے خلعت مرحمت ہوئی۔ پہلے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے اور بڑے بیٹے کے ساتھ اس گھر کے اندر تشریف لائے۔ اور چوتھا ان کے ساتھ کوئی نہ تھا جب آنجناب باہر تشریف لائے تو اور لوگوں کو اندر جانا نصیب ہوا اس کے بعد آنجناب پر مرض کا سخت غلبہ ہوا جس کے سبب طبیعت میں نہایت ضعف آگیا اس واسطے کمال اشتیاق کی وجہ سے مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا۔

ذکر در بیان

توجہ حضرت قیوم ثالث از مکہ معظمہ بمدینہ منورہ و واقعاتیکہ بر آنحضرت در آنجا روئے دادہ۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عین شدت مرض میں بسبب اشتیاق و محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عنایات آنجناب پر

Marfat.com

ہوئیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت فضل و کرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بغلگیر ہوکر آنجناب کی بہت کچھ تعریف کی ان میں ایک یہ ہے کہ انت فخر امتی ''تم میری امت کا فخر ہو'' علیٰ ہذا القیاس اور بھی جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اعلےٰ ادنےٰ وضیع وشریف آنجناب کے استقبال کے لیئے آئے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ اپنی والدہ ماجدہ کی زبانی فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس روز خلقت کا اس قدر ہجوم ہوگیا۔ کہ بڑے بڑے امرا اور مشائخ کو آنحضرت کی زیارت بدقت نصیب ہوتی تھی۔ آنجناب سے مصافحہ کرنے کی بہتیری کوشش کرتے لیکن میسر نہ ہوتا۔ سب نے یکزبان ہوکر کہا ھذا شیخ مثل الشیخین و مستثنا من جمیع الاولیاء امت یہ شیخ دو شیخوں کی طرح ہے اور تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ اس ملک کے ایک شیخ نے مجھے کہا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رض اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بعد تمام اولیائے امت سے حضرت غوث الاعظم رض افضل ہیں میں نے کہا۔ ان بزرگوں کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدین باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہوکر فرمایا کہ تم بھائی خواجہ بہاوالدین کو کس وجہ سے فضیلت دیتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جیسا کہ حضرات سرہند کا عقیدہ ہے۔ ہم ان دونو صاحبوں کو برابر سمجھیں گے۔ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ وسلم کا روضہ مبارک دکھائی دیا۔ ہم جاکر روضہ منورہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں اسوقت آنجناب کے ساتھ تھا آنجناب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑے ہوئے۔ دیر تک روتے رہے بعد ازاں حجرہ کے قریب بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ اور دیر تک رسالت کے بحر احسان و انعام میں مستغرق رہے اور یہ کلمہ فرماتے رہے۔ افدیت نفسی وروحی واولادی علیک یارسول اللہ یارسول اللہ! میر نفس روح اور اولاد آپ پر قربان ہو اس اثناء میں بحت رسالت کے ظہور سے اہل مجلس انوار میں مضمحل ہوگئے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال لطف وکرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

عنایات خاصہ اور تشریفات مخصوصہ سے ممتاز فرمایا۔ اور اس قسم کی مہربانی فرمائی جس کا چھپائے رکھنا ہی بہتر ہے۔ نہایت عنایت سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ برابر بٹھایا۔ اور اپنا نائب اتم بنایا۔ اور اپنی خاص خلعت آنجناب کو پہنائی ۔۔

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں عرب اور ترک وغیرہ بے شمار آدمی آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے آئے۔ تو آنجناب نے بپاس ادب جناب رسالت مآب سلسلہ ارشاد بند کر دیا۔ اور لوگوں کو ٹالتے رہے اسی اثناء میں ایک روز جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ سامنے بیٹھے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے حجرہ خاص سے قدم رنجہ فرما کر حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور اس لقب سے ملقب فرمایا کہ تم میرے اسی طرح بیٹے ہو جیسے ابراہیم تھا۔ خلعت ارشاد تمہیں مبارک ہو یہ کام تمہارے ہی متعلق ہے۔ تم میرے قائم مقام اور مسند نشین ہو۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مرض میں بُری طرح مبتلا تھے۔ چنانچہ طالبوں کو توجہ دینے کی طاقت بھی آنجناب میں نہ تھی۔ اس واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی شفا کے لئے عرض کیا۔ الہام ہوا۔ کہ جلیل القدر خدمت کیلئے چند روز تک شفا ہو گی۔ چنانچہ اس کے بعد پچیس روز تک آپ مدینہ میں رہے۔ اس عرصہ میں جناب کو کامل صحت رہی۔ اور خلعت کی طرف متوجہ رہے۔ ہزارہا آدمیوں نے آنجناب سے کامل باطنی حصہ حاصل کیا۔ کہتے ہیں ہر روز سینکڑوں نئے طالب آنجناب کی خدمت میں مرید ہوتے۔ شیخ الاسلام مدینہ اسی ملک کا سب سے بڑا عالم تھا۔ سات سو عالم اس کے مدرسے میں پڑھانے پر مامور تھے۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آج رات خواب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند میرا خلیفہ اکمل اور نائب اعظم ہے۔ تم اس کی خدمت میں جا کر مرید ہو جاؤ۔ بعد ازاں صدق اعتقاد سے اپنے تمام شاگردوں سمیت آنجناب کا مرید ہوا۔ دوسرے روز شیخ العرب نے جو اس ملک کا سب سے بڑا شیخ تھا۔ اور جس کی خانقاہ میں تقریباً ایک ہزار شیخ عالم فقیر اور صالح آدمی رہا کرتے تھے۔ اور

Marfat.com

جس سے لوگوں کو ظاہری اور باطنی فائدہ پہنچا کرتا تھا۔ آنحضرتؒ کی خدمت میں آکر عرض کیا
کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے
ہیں۔ کہ خواجہ محمد نقشبند کے پاس جاکر اس کے مرید ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ اولیائے امت
سے افضل ہے۔ پھر وہ بھی مع تمام توابع و لواحقین اور شاگردوں کے مرید ہوا۔ ان دونو
صاحبوں نے بقید تمام سلوک باطنی حاصل کیا۔ آنحضرت نے ان دونو کو ولایت کی
خوشخبری عنایت کر کے اجازت تعلیم طریقہ مرحمت کر کے اپنی خلافت سے بھی مشرف
فرمایا۔ کہتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہؒ کی خدمت میں عرب والے جس قدر مرید ہوئے
ان میں سے اکثر خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ عنہ سے خوشخبری
پاکر مرید ہوئے۔ جن کا مفصل لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔ میرے مصنفؒ ا
جد شریف کو ایک دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بہت سے
مریدوں سمیت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں داخل
ہونے کی اجازت ملی۔ اس کے اندر مع یاروں کے استغراق ہوا۔ دیر تک مراقبہ کیا
بعد ازاں بڑی عاجزی سے سرمنہ خاص پردہ کے اندر ملکر باہر تشریف لائے اور
حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ روضہ
منورہ کے اندر مجھے نہایت عالیشان خلعت عطا ہوئی۔ اور شیخین کی طرف سے بھی
دو خلعتیں مرحمت ہوئیں حسب معمول عشاء کی نماز کے بعد لوگوں کو وہاں سے دور
کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ مع مریدوں کے آدھی رات تک وہیں بیٹھے مراقبہ کرتے
رہے اور روضہ منورہ کے خادم نہایت ادب سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ
عنہ کی خدمت میں کھڑے رہے۔ ہفتے میں دو رات یعنی جمعہ اور پیر کی رات کو تمام
رات اپنے خاص مریدوں سمیت روضہ منورہ میں حلقہ اور مراقبہ کرتے تیسرے
دن آنحضرت مدینہ سے بقیع کی زیارت کو گئے اور فرمایا کہ حضرت عثمان۔ حضرت
امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت نہایت عظمت و جلالت سے ظاہر
ہوئی اور ہر ایک نے خلعت عنایت فرمائی۔ بعد ازاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
نے ظہور فرمایا۔ اور مجھے بیٹوں کی طرح گود میں لیا۔ اور نہایت مہربانی فرماکر خلعت عنایت
فرمائی۔ بقیع میں تمام صحابہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی

Marfat.com

فرمائی اور ہر ایک اپنی قبر سے نکل کر میرے آنے کا منتظر ہوا - اور میری ملاقات کو آکر مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا - میں ان بزرگوں کے درمیان حیران تھا کہ اول کس کی تواضع کروں - میں ان بزرگوں کی خدمت میں مضمحل اور متواری ہوا - کہ دیکھتا ہوں کہ ان کی نسبت کے انوار میں غرق ہوں - بعد ازاں آنحضرت سید الشہدا حمزہ وغیرہ شہداءِ احد کی زیارت کے لیئے تشریف لے گئے جو معاملہ بقیع میں ہوا تھا وہیں یہاں پیش آیا ؛

مناقب نقشبندی میں لکھا ہے - کہ ایک روز حضرت **قیوم ثالث** رضؓ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منور کے سامنے بیٹھے تھے - کہ فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ منورہ سے باہر تشریف فرما ہو کر مجھے بغل میں لیا اس وقت مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص حقیقت کا طوق نصیب ہوا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمون و بروز حاصل ہوا - کمون و بروز کا یہ مطلب ہے - کہ جب کامل شیخ اپنے کمالات اپنے مرید صادق کو القا کرنا چاہیئے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو کر نفس مرید میں ظاہر ہوتا ہے - اس وقت مرید ظاہر و باطن میں مرشد کا ہمرنگ ہو جاتا ہے - اور اس کے دقایق وحقایق سے متحقق ہو جاتا ہے - یہ معاملہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت **مجدد الف ثانی** رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی نصیب ہوا تھا - چنانچہ اس کا ذکر اس کتاب کے پہلے اور دوسرے حصے میں ہو چکا ہے - وہی معاملہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے ہوا - یہ فضل الٰہی ہے - جسے چاہے عطا فرمائے - اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے - اسی اثناء میں حضرت عروۃ الوثقیٰ نے ہزار ہا آدمیوں سمیت ظاہر ہو کر فرمایا - کہ محمد نقشبند! جسطرح تم نے مجھے اولین و آخرین میں سرخرو کیا ہے - اسی طرح اللہ تعالےٰ تمہیں سرخرو اور سربلند کرے - اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر رکھا ہے - اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ تمام اولیاء اللہ کی گردن پر تیرا قدم ہے - کواکب دریہ میں لکھا ہے - کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے حضرت حجۃ اللہ کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان اسرار سے مشرف فرمایا

Marfat.com

آنجناب کے والد بزرگوار اس وجہ سے اولین و آخرین میں سرخرو اور سربلند ہوئے۔ اگرچہ بذات خود بھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سرافراز تھے۔ خلف ارشد بھی آنجناب کی سرافرازی کا باعث ہوا۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے قریب قرآن شریف ختم کر رہے تھے۔ ختم سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ اس اثناء میں مجھ سے ایک نور ظاہر ہوا جس نے تمام عالم سفلی و علوی کو گھیر لیا۔ جب سوچ بچار کی تو معلوم ہوا۔ کہ یہ وہی معاملہ اور خلعت ہے جس نے کماحقہ ظہور کیا ہے۔ مجھ فقیر پر عجیب و غریب وقت ظاہر ہوا۔ گویا آج سے سینکڑوں خلعتیں از سر نو جلوہ گر ہیں۔ اور نہایت خوبصورتی کی حالت میں نمودار ہوئی ہیں۔ مجھے الہام ہوا۔ کہ یہ خلعت حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت سے لیکر کسی کو عطا نہیں ہوئی۔ جو تمہیں عنایت ہوئی ہے۔ تمہارے لئے یہ خلعت مبارک ہو۔ اتنے میں اس خلعت کی مبارک باد اولین و آخرین اور اہل زمین و آسمان کی طرف سے ملی۔ موجودات کے تمام ذرات اور انبیاء و فرشتے مجھے مبارکباد دیتے تھے۔ میں حیران تھا۔ کہ یہ کس قسم کی خلعت ہے۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کو نصیب ہوئی۔ اور یہ خصوصیت میرے سوا اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ الہام ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ہم نے سلیمان کا سا بیٹا دیا جو تمام جہان اور اہل جہان کا پیغمبر اور بادشاہ تھا۔ اور تمام مخلوقات اس کی مطیع و مستقار تھی۔ اس کے بعد اس قسم کی سلطنت آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ دیو پری جن وغیرہ سب اس کے فرمانبردار تھے۔ تمہیں بھی ہم نے ایسا فرزند عطا فرمایا ہے۔ جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم نائب اعظم اور خاتم کمالات ہوگا۔ تمام مخلوقات کی معنوی سلطنت اور قیومیت کا منصب اسی پر ختم ہوگا۔ اور تمام جہان اور اہل جہان قیامت تک اس سے فیض رشد اور ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔ جب تک دنیا قایم ہے جسے فیض حاصل ہوگا۔ اس کے وسیلہ سے ہوگا۔ اس دنیا میں آئندہ اس جیسا کوئی پیدا نہ ہوگا۔ اسی اثناء میں جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ مبارک سے نکلکر فرمایا کہ میں نے تمہیں ہند سے بڑی تاکید سے منگایا اور متواتر تین مہینے ہند میں تمہارے لینے کیلئے جاتا رہا۔ اور اس سفر کی برکتیں تمہیں بتلاتا رہا۔ ان ساری باتوں کی غرض یہی تھی۔ کہ میں

تمہیں بلا کر اپنی خاص نسبت کا القا کروں جس کے القا کی وجہ سے تمہارے ہاں ایک فرزند ہوگا۔ جو میرے کمالات کا خاتم اور مظہر اتم ہوگا۔ اور جس کے سبب سے تمہارے خاندان میں برکت عظیم رہیگی۔ اور لوگ قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد پھر اس جیسا کوئی پیدا نہ ہوگا۔ بعد ازاں مجھ سے بغلگیر ہو کر اپنے سینے کو میرے سینے سے ملایا اور اپنی نسبت خاصہ کا القا فرمایا۔ بعد ازاں میرے فرزند ابو العلی کو بلا کر اس سے بغلگیر ہو کر فرمایا۔ کہ وہ فرزند اس عزیز کی پشت سے ہوگا اس واسطے کئی سال اسے اپنے پاس بٹھایا میں نے اس کی تربیت کی۔ اور اس کے چہرے پر برقعہ ڈال اس کی نگاہ ہر طرف سے بند کر کے اپنی طرف متوجہ رکھا۔ تاکہ اسکے ہاں ایسا بزرگ فرزند پیدا ہو۔ پھر فرمایا کہ وہ فرزند باطنی تربیت تم سے حاصل کرے گا۔ یہ نسبت جو میں نے تمہیں دی ہے اسے دنیا مستقط میں جو اس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں تمہیں پہنچیں ان کے بدلے حق تعالے نے تمہیں یہ نعمت عظمےٰ عطا فرمائی حضرت حجۃ اللہ رضہ نے یہ خوشخبری سنکر دوگانہ ادا کیا۔ اور اس کے شکریہ میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام طعام پکا کر فقراء کو تقسیم کیا۔ تمام اہل مدینہ کو بلایا جب لوگ آئے اور مجلس منعقد ہوئی۔ ابھی کھانا نہیں چنا گیا تھا۔ کہ آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف مبداء و معاد کے بعض معارف جو پنجگانہ عالم امر کے متعلق ہیں۔ بیان کرنے شروع کئے اہل مجلس ان کے سننے میں محو تھے اتنے میں ایک اہل عناد جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے قدیمی عداوت اس واسطے تھی کہ آنحضرت نے معارف لدنیہ میں جو آنجناب کی تصنیفات سے ہے مرشدوں کے مرشد نے اس کو جو سراسر دائرہ شریعت سے خارج تھا۔ اور اس کو دین و مذہب سے سروکار نہ رکھتا تھا۔ حد سے زیادہ طعن و تشنیع کی ہے۔ اس نے مرشد بدنہاد سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے حق میں بُری بھلی باتیں بیان کیں۔ جنہیں سنکر حضرت قیوم ثالث سخت ناراض ہوئے۔ اہل مجلس نے اس ملعون کو مار پیٹ کرنی چاہی۔ لیکن آنحضرت نے بتاکید تمام منع فرمایا۔ اور خود تحمل کو کام میں لائے۔ مجلس طعام سے فارغ ہو کر اس مرد بدبخت نے گھر پہنچکر ایک رسالہ رفض و عناد کا لکھکر آنحضرت کی خدمت میں بھیجدیا۔ جب آنحضرت نے اس کا مطالعہ کیا۔ تو سر جھکا لیا۔ اور نہایت مغموم ہوئے

Marfat.com

اسے ہاتھ سے پھینک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مغموم ہو کر جا کر بیٹھے۔
جناب رسالت مآب نے ازراہ لطف و کرم ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ جو تیرا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے۔ جو کچھ چاہتے ہو اس کے حق میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ آنجناب کی عادت تھی کہ کسی سے کبھی بدلہ نہ لیتے تھے۔ جب کبھی کوئی خلاف ادب بات کرتا آپ برداشت کرتے۔ اس کا بدلہ لینے کی کوشش ہی نہ کرتے۔ اپنے طالبوں اور مریدوں کو بھی یہی نصیحت کرتے۔ کہ اگر ہم بھی بدلہ لینے پر اتر آئیں تو پھر خاص و عام میں فرق ہی کیا رہا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ افضل البشر اور دیگر انبیاء نے کفار اور منافقوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی اذیتیں سہیں لیکن انتقام نہ لیا۔ حتٰے کہ مر گئے کہتے ہیں وہ دشمن اسی رات قے اور اسہال کے سبب ہلاک ہو گیا اور داخل فی النار رہوا۔

حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حج کے قبول ہونے کی یہ تین علامتیں ہیں۔ ایک آنحضرت کا آزار بدنی دوسری وہ تکلیف جو کہ معظمہ میں حج سے فارغ ہو کر ہوئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے تیسری وہ تکلیف جو اس مرد ملعون سے پہنچی۔ یہ تینوں حج کے بعد ہوئیں بعد ازاں خطاب ہوا۔ کہ جو تیرا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے اس وقت آنجناب نے اس بد مذہب کے حق میں دعا نہ کی کیونکہ آنجناب کا طریقہ بدلہ لینے کا نہ تھا پچیس روز مدینہ منورہ میں رہکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ کا رخ کیا۔

حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث وداع ہونے کے لئے جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر آئے تو نہایت عاجزی اور زاری سے سر جھکا لیا۔ اور رونے لگے پھر اوندھے گر پڑے یہی حالت تمام مریدوں کی تھی۔ رخصت سے فارغ ہو کر آنجناب نے فرمایا کہ میں نے دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں عصا لئے ہوئے حجرہ سے تشریف فرما ہوئے اور بڑے تپاک سے مجھ سے بغلگیر ہو کر فرماتے ہیں۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور خلعت خاص مرحمت کر کے پھر حجرہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں میرے تمام یاروں اور خلفا پر بھی بہت کچھ عنایات فرمائیں۔ بادشاہ ہند نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی خدمت میں سلام عرض کر بھیجا تھا۔ آنحضرت نے وہ سلام عرض کیا۔ تو اس کے جواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ مُؤْمِنٌ مُحْسَادٌ اَنَا مُحِبُّہٗ وَسَلَامٌ جس مومن کے ساتھ حسد کیا گیا ہو مَیں اُسے دوست رکھتا ہوں اور سلام بعد ازاں بقیع میں جاکر اصحاب رضی اللہ عنہ رخصت ہوئے۔ صحابہ میں سے ہر ایک نے آنحضرت پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو مرض کا دورہ ہوا۔ کیونکہ شفا صرف اتنے دن تک تھی جتنے دن آپ شہر میں رہے۔ اسواسطے کہ آنحضرت کی ذات سے اس ملک کے لوگوں کو باطنی فائدہ پہنچے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ آنحضرت نے اس مرض میں ایک روز فرمایا کہ نزول بکیف باخیر و برکت واقع ہوا۔ اور ایسا معلوم کرایا گیا کہ میں تیری بیمار پرسی کے لئے آیا ہوں۔ بعد ازاں تمام انبیاء اولیا اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے تشریف لاکر فرماتے ہیں۔ کہ ہم سب اللہ تعالے کے حکم سے تمہاری بیمار پرسی کے لئے آئے ہیں۔ جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو کعبہ معظمہ بھر آنجناب کے استقبال کو آیا۔ جب اہل مکہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب سر کے بل آنحضرت کے استقبال کو آئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے چندروز مکہ معظمہ میں رہکر ہندوستان کا رخ کیا۔

ذکر و بیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ و مراجعت ایشاں از عرب بہ ہند و برداشتن برقع حضرت ابو العلی از روے خود و واقعاتیکہ دریں سال بوقوع پیوستہ

جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو چندروز وہاں رہکر ہندوستان جانے کا ارادہ کیا۔ عرب شام۔ روم اور یمن وغیرہ ممالک کے تمام مشائخ اور علما آنجناب کے ساتھ تھے۔ سب کو رخصت فرمایا۔ اور اپنے خلفاء مثلاً شیخ مراد شامی شیخ الاسلام مدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ کو بھی رخصت کیا اور خود ہندی آدمیوں سمیت جہاز میں سوار ہوئے۔ جہاز میں سوار ہوتے وقت جو لوگ

Marfat.com

مسقط سے حج کے واسطے آنجناب کے ساتھ آئے تھے۔ انہیں بھی رخصت فرمایا جب سمندر طے کر کے بندرگاہ سورت میں پہنچے۔ تو ہند کے تمام بڑے بڑے رئیس اور امیر آنحضرت کے استقبال کو آئے کہتے ہیں۔ کہ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر حضرت ابوالعلی نے قیومیت کے پانچویں سال میں چہرے پر برقع ڈالا پھر کسی سے گفتگو نہ کی۔ بندرگاہ سورت میں پہنچکر وہ برقعہ اٹھایا آٹھ سال تک آنجناب برقعہ اوڑھے رہے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ حضرت ابوالعلی حضرت **حجۃ اللہ** کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اور آپ کے چہرے پر نقاب تھا۔ اچانک وہ برقعہ چہرہ پر سے اٹھا دیا۔ جسے دیکھکر حاضرین دنگ رہ گئے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ چہرے پر سے نقاب دور کر دو جس کام کے لئے برقعہ پوش ہوئے تھے وہ مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ یعنی تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کی طفیل پروردگار دین و دنیا کا کارخانہ آباد رکھیگا۔ اب جلدی سے اپنا نکاح کرو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے بھی الہام ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تمہاری یہ تربیت فرمائی تو محض اس خاطر کہ تم سے ایسا فرزند پیدا ہو۔ جو کمالات محمدی کا مظہر اتم ہو۔ حضرت ابوالعلی آٹھ سال برقعہ پوش رہے۔ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ہر وقت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے بیٹھکر آپ کی تربیت میں شاغل رہتے۔ ایک روایت یہ ہے۔ کہ آپ بارہ سال تک برقعہ اوڑھے رہے۔ جب آپ نے چہرہ پر سے نقاب اٹھایا۔ تو کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔ کیونکہ جب آپ برقعہ پوش ہوئے تھے۔ تو بے ریش تھے۔ اور جب نقاب چہرے پر سے اٹھایا تو اس وقت خط آیا ہوا تھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حضرت ابوالعلی کے لئے خازن الرحمت کے بیٹے شیخ سعد الدین کی لڑکی طلب کی۔ سفر سے واپس آکر چند روز میں نکاح ہو گیا۔ القصہ جب آنحضرت بندرگاہ سورت سے ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ تو جس گاؤں یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے رہنے والے سبھی آنجناب کے استقبال کے لئے آتے۔ بادشاہ ہند نے تمام حکام کے نام احکام جاری کئے کہ اپنی حدود تک آنحضرت کا استقبال کرو اور پھر اپنی حدود سے باہر تک

Marfat.com

وداع کرو۔ اسی طرح شاہجہان آباد تک پہنچے۔ بادشاہ ان دنوں حسن ابدال میں تھا۔
اس واسطے کہ جب اس نے مسقط میں آنحضرت کو تکلیف پہنچنے کی خبر سنی۔ تو گھبرا کر
ایران کا رخ کیا۔ کیونکہ مسقط عراق ایران کے نواح میں ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ایران
کے آدمی بھی آنجناب کے دشمن ہیں۔ اس واسطے جو تکلیف آنحضرت کو پہنچی ہے
وہ شاہ ایران کے اشارہ سے پہنچی ہے۔ کیونکہ والئے مسقط عراق ایران کا باجگذار
ہے اس واسطے بادشاہ نے ایران کو تہ تیغ کرنا چاہا اور اس مطلب کے لئے ایک
جرار لشکر لیکر دریائے سندھ کے قریب حسن ابدال میں جا پہنچا۔ جب شاہ ایران نے
شاہ ہند کے آنے کی خبر سنی۔ تو آمادہ جنگ ہوا۔ لیکن ارکان سلطنت نے اسے
شاہ ہند کے دبدبہ سے بہت کچھ ڈرایا۔ اس لئے شاہ ایران نے ڈر کر زہر کھا کر
خودکشی کرلی۔ اراکین سلطنت نے اپنے عجز و انکسار کی ایک عرضی بادشاہ ہند کی خدمت
میں لکھی۔ کہ ہمارا بادشاہ فوت ہوگیا ہے۔ اب یہ بیوہ عورتیں رہ گئی ہیں۔ جنکی حالت
قابل رحم ہے۔ امید ہے کہ آپ ان شکستہ حال بڑھیوں پر رحم فرمائیں گے۔ اور ارادہ
کی باگ شاہجہان آباد کی طرف پھیریں گے۔ اسی اثناء میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ
عنہ کی تشریف آوری کی فرحت اثر خبر پہنچ گئی۔ کہ والئے مسقط اور وہاں کے اور
باشندے کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید ہو گئے ہیں اور آنجناب بخیر و عافیت
مسقط سے حرمین الشریفین کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ بادشاہ یہ خبر سنکر
از بس خوش ہوا اس لئے ایران جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ چونکہ حسن ابدال کی آب و
ہوا خوشگوار تھی اس لئے چند ماہ وہیں قیام کیا جب آنحضرت کے سمندر پار ہونے
کی خبر بادشاہ نے سنی۔ تو اسی وقت حسن ابدال سے آنحضرت کے استقبال کے لئے
شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اس سرائے فانی سے سرائے
جاودانی میں کوچ کر گئیں اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کے
مشرقی محراب میں مدفون ہوئیں۔ محراب کے دروازے کو بند کر دیا گیا اور طرف
محراب نکالی گئی۔ جب بادشاہ ہند سرہند پہنچا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے
روضہ منورہ میں آکر فاتحہ پڑھا۔ اور آنحضرت کے جو فرزند سرہند میں اس وقت موجود

Marfat.com

تھے۔ ان کی والدہ کی ماتم پرسی کی۔ اور تاکیداً حکم کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو والدہ ماجدہ کے انتقال کی خبر نہ ہونے پائے۔ اور خود جلدی شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ یہ خبر شاہجہان آباد میں سنکر غم کی صورت بنائے سرہند کی طرف آ رہے تھے۔ سرہند سے چالیس کوس کے فاصلہ پر تھانیسر میں بادشاہ نے آنحضرت کی قدمبوسی حاصل کی۔ پہلے آنحضرت کی والدہ ماجدہ کی ماتم پرسی کی۔ پھر عرض کیا کہ آنجناب میرے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لے چلیں۔ جب آنحضرت نے اس بات سے انکار کیا تو بادشاہ نے حد سے زیادہ منت سماجت کی۔ آنحضرت نے کمال لطف و کرم سے اس کی التماس کو منظور فرما کر شاہجہان آباد کا رخ کیا۔ بادشاہ نے قلعہ خاص میں آنحضرت کا قیام کروایا۔ اور صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا۔ تمام ارکین سلطنت آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے تھے۔ ہر صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع ہوا کرتا۔ آنحضرت نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عنایت کو بادشاہ پر ظاہر کیا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عنایت محض آنجناب کی طفیل سے ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے مجھے جناب کی خدمت میں پہنچایا۔ جس کی وجہ سے میں اس مرتبہ سے مشرف ہوا۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اس قدر عنایت و شفقت فرمائی ان دنوں بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمود کو بعض حاسدوں کے بہکانے سے قید کر رکھا تھا۔ اور بارہ سال سے جیل میں تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے اسے قید سے چھڑایا۔ بادشاہ کو اس سے بڑی محبت تھی اسے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا تھا۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ یہ شاہزادہ مر گیا۔ تو بادشاہ بہت ہی غمگین ہوا۔ اسے سلطان ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطین ہند کے مقابر ہیں۔ دفن کیا۔ ایک روز بادشاہ نے بیٹے کے فاتحہ کے لئے جانا چاہا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سلطان محمود کی قبر کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کام جناب کی توجہ اشرف سے ہوگا۔ امید ہے کہ میرے سینے پر تصرف فرمائیں۔ تاکہ اس کے حالات مجھ پر منکشف ہو جائیں آنحضرت نے اپنے باطن کی طرف تھوڑی سی توجہ کر کے فرمایا جاؤ بیٹے کی قبر پر انشاء اللہ لفضل

خدا اس کے حالات تم پر منکشف ہوجائیں گے۔ بادشاہ بیٹے کی قبر پر گیا جب وہاں سے واپس آیا تو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ الحمد للہ آنجناب کی توجہ شریف سے بیٹے کی قبر کے حالات میں نے معلوم کرلئے۔ جو جناب کی توجہ اور فضل خدا سے اچھے ہیں جب حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کو شاہجہان آباد میں رہتے ہوئے چند ماہ کا عرصہ ہوگیا۔ تو تمام حضرات سرہند جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت کو بھی شوق وطن بکثرت ہوا۔ بادشاہ سے رخصت چاہی۔ بادشاہ آنجناب سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا بہتیرا عرض معروض کیا لیکن آنحضرت سرہند کی طرف روانہ ہوگئے۔

ذکر و بیان

سال چہار دہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن آنحضرت از شاہجہان آباد بہ سرہند ولادت باسعادت حضرت قیوم رابع وقضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ سے رخصت ہوکر سرہند جانا چاہا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ چند روز اور توقف فرمائیں۔ تاکہ یہاں کے لوگ جناب کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کریں۔ اور مجھے بھی نجات ابدی اور سعادت سرمدی نصیب ہو۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اشتیاق وطن اب غالب ہے۔ اب میں ضرور وطن جاؤں گا۔ پھر بادشاہ نے بہت کچھ منت وسماجت کی لیکن آنجناب نے قبول نہ فرمائی اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اہل شہر کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو سر کے بل استقبال کے لئے آئے۔ حضرت قیوم ثالثؓ نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی پھر حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کی زیارت کرکے تھوڑی دیر توقف فرمایا۔ اور محل میں تشریف لے گئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث کے فرزند حضرت ابوالعلی کے ہاں بروز پیر ۵ ذیقعدہ کو فرزند پیدا ہوا۔

چہ فرزند یکہ نازو شادی اندوے　　جہاں راشد مبارکبادی از وے

جب حضرت حجۃ اللہ کو اس فرزند کے پیدا ہونے کی اطلاع ہوئی۔ تو فرزند

Marfat.com

بزرگوار کے دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور فرشتوں سمیت تشریف فرما ہوتے ہیں۔ گود میں لیکر دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہکر محمد زبیر نام۔ ابوالبرکات کنیت اور شمس الدین لقب فرمایا ہے۔ اور نہایت کرم سے فرماتے ہیں۔ کہ یہ فرزند خاتم منصب قیومیت ہوگا۔ اور جب تک دنیا ہے۔ اس کے ارشاد اور نور ہدایت سے جہان روشن رہیگا۔ اسکے بعد کوئی ایسا مقرب بارگاہ الٰہی پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پروردگار کی طرف سے کئی دفعہ معلوم ہوا تھا۔ کہ یہ فرزند ایسا بلند مرتبہ ہوگا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل ہوگا۔ چنانچہ یہ حالات اس کتاب کے چوتھے حصہ میں انشاء اللہ مفصل بیان کئے جائیں گے۔ اس بچے کی بلندی مرتبہ اس سے قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ دو فرضوں یعنی روزہ حج کے مابین واقع ہوا اور دو عیدوں کے درمیان پیدا ہوا۔ ماہ ذیقعدہ جس میں حضرت قیوم رابع پیدا ہوئے۔ ہندی میں اُسے خالی مہینہ کہتے ہیں۔ لیکن اب یہ حضرت قیوم رابع کی ولادت کے سبب پُر ہوگیا۔ اور واقعی یہ مہینہ ذیقعدۃ العمور ہوگیا۔ شعراء نے اس فرزند ارجمند کی تاریخ ولادت لکھکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی جو درج ذیل ہے۔

آں شیخ مجدد کہ بالف ثانیش ۔۔۔ نبود ثانیش در ہمہ انسان غیر

حق داد باو منصب قیومی را ۔۔۔ زو ماند بمعصوم شہے عالم سیر

معصوم چو از جرم و خطا بد معصوم ۔۔۔ زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خیر

آں خواجہ کہ بود نقشبند عالم ۔۔۔ اعلیٰ درجہ ابوالعلی ماند بخیر

فرزند چو حق داد ابوالعلی را ۔۔۔ چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر

تاریخ ولادتش چو جستم گفتند ۔۔۔ قیوم زماں قطب بادشاہ زبیر

ایک اور نے یہ تاریخ لکھی ہے مخدوم زمانہ قطب الاقطاب! امداد شاعر نے کہا۔ سروش آمد ولی قیوم رابع مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ علےٰ ہذا القیاس بہت سی تواریخ مختلف اشخاص نے کہیں۔ جو خواب مختلف اشخاص نے اس رات دیکھے وہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں انشاء اللہ درج کئے جائیں گے۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ پردہ بافصور یہاں تک

Marfat.com

غالب آئی۔ کہ شہر کے کوتوال کو بلاکر فرمایا کہ مجھ پر تعزیر کرو اور حد شرع لگاؤ اس نے کہا۔ اس نے کہا میری کیا مجال کہ آپ کو تعزیر کروں۔ آنحضرتؓ نے پھر تاکیداً فرمایا کہ ضرور بالضرور مجھ پر تعزیر لگاؤ۔ کوتوال نے کہا آپ سے کوئی ایسا قصور نہیں ہوا آنجناب نے فرمایا میں بہت گنہگار ہوں مجھ پر تعزیر لگاؤ تاکہ اللہ تعالے مجھے بخشدے کوتوال نے پھر عذر کیا۔ تو آنجناب نے اصرار سے فرمایا کہ بالضرور سزا دو۔ آخر اس نے مجبور ہو کر آنحضرت کو کوڑے مارنے شروع کئے۔ صوفی عبدالوہاب اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے کوتوال کو کہا کہ آنحضرتؓ کے بدلے میرے بدن پر کوڑے مار۔ صوفی صاحب ایک ہی کوڑا کھاکر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو کہا کہ آنحضرت محض اپنے تصرف سے بیٹھے کوڑے کھاتے تھے۔ جب کوتوال کوڑے مار مار کر تھک گیا۔ اور اس کے ہاتھ کام سے رہ گئے۔ تو کوڑا ہاتھ سے پھینکدیا۔ کوڑوں سے فارغ ہوتے ہی دیوانہ ہو گیا اور گوہ کھانے لگا۔ لوگوں نے کہا اس کی یہ حالت اسواسطے ہوئی ہے کہ اس نے آنجناب پر اس زور سے کوڑے لگائے کہ کوئی مجرم کو بھی اس زور سے نہ مارتا ہوگا۔ اسے مناسب تھا کہ اگر آنحضرت نے اصرار کیا تھا۔ تو آہستہ سے ایک کوڑا مار دیتا ؛۔

ذکر و بیان

سال پانزدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و شورش کردن بعضے مخالفان بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ و غرق شدن برزندی و بیان واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال بعض مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کی مخالفت کی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ جب طریقہ احمدیہ معصومیہ تمام جہان میں شائع ہو گیا اور جہان بھر کے سرکش اس طریقہ میں داخل ہو گئے اور سائوں ولائتوں کے بادشاہ اور امرا اس طریقہ کے غلام ہو گئے۔ اور بڑے بڑے مشائخ اور علماء وقت اس سلسلہ کے مرید ہو گئے۔ اور دن بدن اس عالی خاندان کو رونق و زینت ہونے لگی۔ اور حضرت امام معصوم کے فرزندوں اور خلفاء کا ارشاد ساعت بساعت

ترقی پر تھا۔ اور اُن کی بزرگی اظہر من الشمس ہو گئی۔ خاصکر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے تمام جہان پُر ہو گیا۔ چنانچہ جہان بھر کے وضیع و شریف آنجناب کے مرید ہو گئے۔ اور دین متین کا ہنگامہ گرم ہوا اور اسلام اور مسلمانی کو زیب و زینت حاصل ہوئی۔ تو دشمنان دین متین یہ حالت دیکھ کر مارے حسد کے جلے بھنے جاتے تھے۔ دن رات اسی فکر میں تھے۔ کہ کسی طرح اس طریقہ کو تکلیف پہنچائیں۔ حتےٰ ایک روز مجلس منعقد کر کے قرار پایا کہ ملا یعقوب اس مہم کا سرغنہ بنانا چاہیئے تاکہ اُن کے پیشوا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر نکتہ چینی کرے۔ کہ اس کلام کے بعض حصے مخالف شریعت ہیں۔ بادشاہ کو بھی مخالفوں نے کہا۔ کہ یہ کلام خارج از شریعت ہے۔ اس نے کہا۔ کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جنہوں نے تمام بدعتوں گمراہیوں اور مخالف شرع امور کا قلع قمع کیا۔ دین متین کو تازہ کیا۔ اور شریعت کو زیب و زینت دی۔ اس سے پہلے تمام اولیا مخالف شرع تھے۔ ان کے سلسلوں کو آنجناب نے منسوخ کیا۔ آنجناب کے طریقہ میں ایک ادب کی ترک کو بھی حرام سمجھتے ہیں شریعت کو رواج دینے اور سنّت نبوی ؐ کو زندہ کرنے کی خاطر آنجناب نے حد درجہ کی کوششیں کیں۔ اپنے پر تکلیفیں سہیں۔ تب کہیں شریعت کا رواج ہوا اور دین محمدی نے از سر نو رونق پائی۔ اس سبب سے پروردگار کی طرف سے آنجناب کو مجدد الف ثانی کا خطاب عطا ہوا پس ان کا کلام کیونکر مخالف شرع ہو سکتا ہے اس میں الجھنا تمہارے لئے نہایت نازیبا اور نامناسب ہے۔ ایسے کام سے جس کا نتیجہ سراپا عذاب ہی عذاب ہے توبہ کرو۔ تاکہ تمہارے دین و ایمان میں خلل نہ آ جائے۔ مخالف سخت شرمندہ ہو کر بادشاہ کے پاس سے کھسک گئے۔ اب ایک اور منصوبہ باندھا وہ یہ کہ تین خط بادشاہ کیطرف سے جعلی لکھکر سرہند بھیجے جن کی بادشاہ کو مطلق خبر نہ تھی۔ ایک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے نام دوسرا حضرت شیخ سیف الدین کے نام اور تیسرا مولوی فرخشاہ صاحب کی طرف جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی بعض عبارتیں بظاہر مخالف شرع ہیں۔ اور تمام علما نے متفق ہو کر اس بات کا فتوے دیا ہے۔ کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے۔ اس بارے میں ایک محضر پر تمام

Marfat.com

علما کے دستخط کر کے سارے مخالف اکٹھے ہو کر دارالخلافہ میں آ گئے۔ اور اس طریقہ کے خلفا کو پیغام بھیجا کہ تمہارے شیخ کے کلام کے بعض حصے شریعت کے موافق نہیں۔ تم آ کر اس کا جواب دو۔ جو شرع کے مطابق ہو۔ شیخ عبد الاحد شاہ گل بھی ان دنوں شاہجہان آباد میں تھے۔ انہیں بھی شمولیت کی تکلیف دی۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا۔ تو اس نے شیخ عبد الاحد کو کہلا بھیجا۔ کہ تمہارا اس مجمع میں آنا مناسب نہیں تمام احمدی اور معصومی تمام خلفاء دارالخلافہ میں جمع ہوئے۔ مخالفوں نے جو سوال کئے اسکے شافی اور شریعت کے مطابق جوابات دیئے کہ مخالفوں کو اعتراض کی گنجائش نہ رہی اور ان کی تسلی کر دی گئی۔ از روئے بحث مخالف مات پڑ گئے۔ پھر بادشاہ نے انہیں اپنے پاس قلعہ میں بلایا۔ شیخ عبد الاحد بھی بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے پھر مناظرہ ہونے لگا جس میں مخالفوں نے نیچا دیکھا بادشاہ نے انہیں بہت شرمندہ کیا اور ملامت کر کے کہا۔ کہ میں نے تمہیں پہلے نہیں کہا تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کلام حق اور سچ ہے۔ اور یہی شریعت کی حقیقت ہے۔ جو آنجناب نے بیان فرمایا ہے وہ لوگ سخت شرمسار ہوئے۔ بادشاہ نے انہیں بڑی بیعزتی سے مجلس سے دور کیا۔ جب تینوں خط سرہند پہنچے۔ تو انہیں مطالعہ کر کے تمام حضرات مشائخ احمدیہ و معصومیہ سخت غضبناک ہوئے۔ اور بادشاہ کو ملامت کرنے لگے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک تو مارے غصہ کے سرخ ہو گیا۔ اور بادشاہ کی طرف اس مضمون کا ایک خط لکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر ہمارا دین و ایمان ہے۔ اسی کو ہم پڑھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اسی عقیدے پر ہمارا خاتمہ کرے اور قیامت کے دن بھی ہمارا حشر اسی پر ہو۔ مسلمانوں کے لئے اس پر یقین کرنا واجب ہے جس نے اس پر اعتقاد نہ کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو نہ مانا۔ اس کا دین و ایمان خراب ہوا اور وہ اللہ تعالےٰ کے قہر و غضب میں گرفتار رہوا۔ حضرت شیخ سیف الدین نے بھی اسی قسم کا غضب آلود خط لکھا۔ اور مولوی فرخشاہ صاحب نے تو خود شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ تمام مشائخ نے ان شبہات کے رد میں رسالے لکھے جو مخالفوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے کلام پر کئے۔ سب سے پہلے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں اس قسم کی عقلی اور نقلی صحیح ساطعہ و براہین قاطعہ مندرج فرمائی جنہیں پڑھکر ثابت ہو جاتا تھا۔ کہ ہر ایک مسلم پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کے کلام اور کمالات کا ماننا واجب ہے۔ اسی طرح حضرت محمد اشرف حضرت شیخ سیف الدین۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور میرے (مصنفؒ) جد امجد حضرت شیخ محمد ہادی نے کتابیں اور رسالے تصنیف کئے چنانچہ حضرت مجدد الفثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد نے بہتر ۷۲ رسالے اس بارے میں لکھے۔ اس طریقہ کے خلفاء نے بھی مختلف رسالے لکھے سب کی مجموعی تعداد تین سنو ساٹھ ۳۶۰ تھی جب مولوی فرخشاہ صاحب مذکورہ بالا مکاتیب و رسایل سمیت شاہجہان آباد پہنچے۔ تو بادشاہ نے آپ کی بہت عزت کی لیکن مولوی صاحب نے بادشاہ کو ڈانٹا اور بہت کچھ ملامت کی۔ کہ تو نے خط بھیجے کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے۔ بادشاہ نے قسم کھاکر عرض کیا۔ کہ مجھے اس معاملہ کی بالکل خبر نہیں۔ میں بے قصور ہوں۔ مولوی صاحب نے وہ خط بادشاہ کو دکھائے۔ بادشاہ نے تفتیش کر کے ان آدمیوں کو سخت سزائیں دیں جنہوں نے ایسے جعلی خط بھیجے تھے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں جانتا ہوں۔ کہ مخالفین پھر جمع ہوں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کا ذکر چھیڑے۔ بادشاہ نے علما کے جمع ہونے کا حکم دیا تمام صاحب علم بادشاہی قلعہ میں جمع ہوئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ ان میں سے ایک شخص مقرر کر لو جس کا ساختہ پرداختہ سب کو منظور ہو۔ بادشاہ نے سربلند خاں کو جو تمام علما کا سردار تھا۔ حکم پر مقرر کیا۔ کہ جو کچھ یہ کہے منظور ہے۔ مولوی صاحب نے رسالہ کشف الغطا جو مخالفین کے شکوک کے رد میں لکھا تھا سربلند کو دیا جس نے مطالعہ کے بعد پسند کیا اور جو رسالہ حضرت قیوم ثالث نے لکھا تھا۔ وہ بادشاہ نے علما کو دیا۔ جسے دیکھکر وہ حیران رہ گئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو مان گئے۔ بعد ازاں سارے رسالوں کو دیکھا۔ تو لوگوں کا اعتقاد بڑھ گیا۔ بادشاہ کو کہنے لگے۔ کہ ہمیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کی قدر معلوم نہ تھی۔ واقعی جو کچھ وہ کہتے ہیں سچ اور ٹھیک ہے اور تمام لوگوں پر واجب ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو تسلیم کریں۔ بعد ازاں بہت

Marfat.com

سے مخالفوں نے توبہ کی۔ اور سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے۔ بادشاہ نے بھی آنجناب کی خدمت میں اس مضمون کی عرضی لکھی۔ کہ مجھے اس معاملے کی بالکل خبر نہ تھی۔ اس ہنگامہ کے بعد مولوی صاحب حج کو چلے گئے بعض مخالف جو اس ہنگامہ میں نیچا دیکھ چکے تھے۔ شیطان نے رجعت کی دولتی ان کی کوتہ اندیش عقل پر ماری۔ ان کی عداوت پہلے سے بھی بڑھ گئی بہت سے رافضی بھی ان کے شریک ہو گئے۔ اور بہت سا روپیہ جمع کر کے عرب میں برزندی کے پاس بھیجا۔ جو علمائے شیعہ کا سردار تھا۔ تاکہ مناظرہ کے لئے وہ ہند میں آئے جب برزندی نے روپیہ دیکھا تو دنیاوی طمع کے سبب اس کی باطنی آنکھیں آندھی ہو گئیں اور ہند کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ برزندی نے مولوی فرخشاہ صاحب سے عرب میں ملاقات کی تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر بعض شبہات پیش کئے مولوی صاحب نے ایسا شافی جواب دیا کہ برزندی دم بخود رہ گیا۔ اور ساتھ ہی شاہجہان آباد والا معاملہ بھی سنا دیا کہ تمام مخالفین جمع ہوئے تھے مگر حضرات سرہند سے انہوں نے زک اٹھائی۔ یہ سنکر برزندی نے ہند جانے کا ارادہ توڑ دیا۔ پھر منافقوں نے دوسری دفعہ زر کثیر مع منت وسماجت بھیجا۔ اور راہ بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہند میں آئیں تو بادشاہ سے بھی اسقدر روپیہ دلائیں گے۔ آخر دنیاوی طمع اسے ہند کی طرف لائی لیکن اس نے جان ومال سب کچھ برباد کر دیا تین سو سے زیادہ شاگردوں سمیت جہاز پر سوار ہوا جب برزندی کے ہند میں آنیکی خبر مخالفوں نے سنی تو بغلیں بجانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ اب برزندی آتا ہے دیکھیں گے حضرات سرہند اسکے مقابلے میں کیونکر ٹھیر سکتے ہیں۔ یہ ہند کے علما تھے جو مقابلہ نہ کر سکے۔ برزندی کو زک دینا ٹیڑھی کھیر ہے یہ بات کسی نے حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں پہنچا دی۔ آنحضرت نے سخت ناراض ہوکر بے اختیار زبان مبارک سے نکلا۔ کہ حق تعالے اسے ہند میں پہنچنے کی مہلت نہیں دیگا۔ جلدی ہی وہ غضب پروردگار میں غرق ہوگا۔ یہ خبر لوگوں میں بھی پھیل گئی۔ حضرت قیوم ثالث کے تمام مرید کہتے تھے کہ اگر برزندی ہلاک ہوگیا تو حضرت حجۃ اللہ کا عین تصرف ہے۔ اور آنجناب کی بزرگی روز روشن کی طرح ہو جائیگی اسی اثنا

Marfat.com

میں خبر آئی کہ جس جہاز میں برزندی سوار تھا۔ وہ غرق ہو گیا۔ اور اس نے معہ لواحقین دکوابع عدم کی راہ لی ہے۔ اس جہاز پر سے صرف ایک شخص زندہ بچا۔ وہ جہاز کی غرقابی کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے کہ جب جہاز بندرگاہ سورت کے قریب پہنچا تو برزندی نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ کل ہم ملک ہند میں داخل ہونگے ہمارا مقابلہ جنگی شیروں سے پڑا ہے یعنی حضرات سرہند سے دعا کرو حق تعالے ہمیں فتح و نصرت عطا فرمائے۔ تمام شاگرد اس بات کے لئے دست بدعا ہوئے اور برزندی نے بھی ہاتھ اٹھائے۔ ابھی دعا ہی کر رہے تھے۔ کہ باد مخالف نے اٹھکر جہاز کے پرخچے اڑا دیئے۔ میں گھبرایا اور سمجھ گیا کہ یہ حضرات سرہند کی نصرت ہے۔ میں نے برزندی کی رفاقت سے توبہ کی۔ اور مشائخ سرہند کا معتقد ہوا۔ برزندی کے غرق ہونے کی خبر سنکر تمام مخالف حیران رہ گئے اور انہیں یقین ہو گیا۔ کہ یہ محض حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے تصرف سے ظہور میں آیا ہے۔ جنہوں نے اسے بلایا تھا۔ تائب ہو کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔

ذکر دربیان

سال شانزدہم از قیومیت حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث آمدن سلطان کاشغر و مرید شدن او بخدمت آنحضرت و رفتن سلطان بلخ و رفتن سلطان ہند از ہند بہ دکن وقضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال شاہ کاشغر حضرت قیوم ثالث رض کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے۔ اور اس کے گرد ہزارہا آدمی دست بستہ کھڑے ہیں جن کی پیشانیوں سے نور چمک رہا ہے۔ اس نے پوچھا یہ کون بزرگ ہے۔ اتنے میں آواز آئی۔ کہ یہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں جنہیں حق تعالے نے تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ جو شخص کامل اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرے گا حق تعالے اسے بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔ اور اپنے

Marfat.com

فضل وکرم سے اس کے سارے گناہ بخشدے گا۔ جب بادشاہ جاگا۔ تو آنحضرت کے دیدار فائض الانوار کے اشتیاق نے اسے بے قرار کر ڈالا۔ دوسرے دن سلطنت بیٹے کے سپرد کر کے خود ہند کی طرف روانہ ہوا۔ جب منزلیں طے کر کے سرہند میں آیا۔ تو حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ آنحضرت نے بھی اس پر بے شمار عنایات فرمائیں۔ تھوڑی مدت آنحضرت کی خدمت میں رہکر حج کا ارادہ کیا۔ آنحضرت نے اسے حج کی اجازت دی۔ اور وہ حسب الارشاد روانہ ہوا۔ جب شاہجہان آباد میں پہنچا۔ تو اورنگ زیب نے اس کی نہایت عزت و توقیر کی اور ضیافت و مہمانداری کی شرطیں بجالایا اور برادرانہ سلوک کیا۔ دونو بادشاہ ایک ہی مسند پر بیٹھے۔ چند روز دونو بادشاہ اکٹھے رہے بعد ازاں شاہ کاشغر رخصت ہو کر عرب کی طرف روانہ ہوا۔ جب دکن پہنچا تو سیواجی مرہٹہ جو دکنی دشمن تھا۔ اور اکثر اس کے اور شاہی لشکر کے مابین لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ اور جس نے تمام ممالک محروسہ میں فساد ڈال رکھا تھا۔ شاہ کاشغر پر چڑھ آیا۔ اور اسے تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ اور تمام مال وخزانہ لوٹ لیا۔ اس کے گھوڑوں اور اونٹوں کو پکڑ لیا۔ اور حد سے زیادہ بے عزتی کی۔ حتے کہ بادشاہ کو پا پیادہ اپنے گھوڑے کے آگے دوڑایا۔ اس قسم کی رسوائی کر کے پھر اسے چھوڑ دیا جب یہ خبر بادشاہ ہند نے سنی تو نہایت جوش میں آیا۔ اسی وقت دکن کی طرف کوچ کیا اور اس مہم کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس اثناء میں بعض فتنہ پردازوں نے غنیم لئیم کے ایما سے شاہزادہ سلطان محمد اکبر کو ورغلایا اور باپ سے باغی کرا دیا۔ شہزادہ بہت سا لشکر لیکر باپ پر چڑھ آیا۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ کہ آنجناب مجھ عاجز کی فتح ونصرت کے لئے توجہ فرمائیں آنحضرت نے جواب میں لکھا۔ کہ ہم دعا اور توجہ میں ہیں۔ خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر فتح عنایت کریگا۔ جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے۔ کشفی نظر میں دشمنوں پر تمہاری فتح روز روشن کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ بادشاہ اس فیض اشارت بشارت سے نہایت خوش وخورم ہوا۔ اور لڑائی کا سامان ٹھیک ٹھاک کر کے سلطان محمد اکبر کی طرف متوجہ ہوا جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو حق تعالےٰ نے محمد اکبر

Marfat.com

کے دل میں بادشاہ کی طرف سے خوف ڈالدیا۔ فتنہ پرواز جو اسکے ساتھ تھے بھاگ گئے۔ خود بھی بھاگ گیا۔ اور بادشاہی فوج نے اُس کا تعاقب کیا شہزادہ بھاگا بھاگا ملک ہند سے نکل ایران پہنچا۔ شاہ ایران نے اُس کی بڑی عزت کی۔ اور شاہانہ سلوک کیا۔ اور بھائیوں کی طرح رکھا۔ آدھے ملک کا خراج اسے دیا شہزادہ نے وہیں رہنا اختیار کیا اور وہیں وفات پائی۔ اور امام موسےٰ علی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ بادشاہ ہند شاہزادہ کو بھگانے کے بعد دکنی دشمن کی طرف متوجہ ہوا۔ جب دکن پہنچا۔ تو دشمن مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ اٹھا شاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا۔ لیکن ہاتھ نہ آیا۔ بادشاہ نے ان فتوح کے شکریہ میں ایک عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی دشمنوں کو گرفتار کرنے۔ اور رفتنہ وفساد مٹانے کے لئے دکن میں سکونت اختیار کی جب تک زندہ رہا پھر شاہجہان آباد نہ آیا۔ بلکہ ہند کا رخ بھی نہ کیا دکن ہی میں مرگیا۔

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں فجر کی نماز کے بعد یاروں کے حلقہ سمیت بیٹھے تھے۔ جب حلقہ سے فارغ ہوئے۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے مراقبہ میں دیکھا۔ کہ ایک بلند قد آدمی آکر میرے سامنے بیٹھ گیا ہے۔ میں جب اس کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس نے اٹھ کر مجھے سلام کیا۔ اور پروردگار کی طرف سے بھی سلام پہنچایا۔ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طریقے پر اسے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ۔ الخ بعد ازاں اس نے کہا کہ حق تعالےٰ نے تمہارے گھر آیا ہے۔ اس خبر کے علاوہ تمہیں ارشاد عظیم نصیب ہوگا۔ اسی اثناء میں نزول بکیف باخیر و برکت ظاہر ہوا۔ حکم ہوا کہ اپنے گھر چلے جاؤ۔ جب میں گھر آیا۔ تو عنایت پروردگار کے آثار نے مجھے گھیر لیا۔ اور مجھ پر لطف و کرم الٰہی اس قسم کا ہوا جو بیان سے باہر ہے۔ میں فرحت اثر خبر کا منتظر تھا ظہر کی نماز کے بعد مجھے خوشخبری ملی۔ جو میرے فرزند عزیز کی شادی کے متعلق تھی اور مدت سے اس کام کے لئے توجہات فرماتے تھے۔ لیکن حاصل نہیں ہوئی تھی۔ جب وقت آیا تو حاصل ہوگئی۔ آنحضرت بہت خوش ہوئے اور شکر الٰہی بجالائے۔

ذکر در بیان

سال ہفتم ہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عنایت شدن قسمت تمام رحمت پروردگار بہ نیابت حضرت خاتم الرسل حضرت حجۃ اللہ را وعنایت شدن مرکز جبرہ محبوبیت ذاتی بآنجناب وسفر آنحضرت از سرہند بدکن بیان قضایا کہ درین سال واقع شدہ اند

میرے (مصنف کے) اجد شریف کو ایک دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ روضہ مبارک میں جاکر یاروں سمیت مراقبہ کیا۔ اور ظہر تک مراقبہ میں رہے۔ مراقبہ سے فارغ ہوکر نماز ظہر ادا کر کے لوگوں کو فرمایا۔ کہ آج مراقبہ میں عجیب معاملہ گذرا۔ میدان قیامت مجھ پر منکشف ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ تمام انبیاء اور اولیاء جمع ہیں تمام عاصی گنہگار اور کافر موجود ہیں تمام لوگ جزع وفزع میں ہیں۔ فرشتگان عذاب لوگوں کو طرح طرح کے عذاب دے رہے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ لوگوں کو عذاب سے بچا رہے ہیں۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کمال قرب پروردگار میں عظمت وکبریائی کے پردوں کے اندر بیٹھے ہیں۔ جیسے کوئی عاشق معشوق کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے۔ یا بادشاہ وزیر سے صلاح ومشورہ کرتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی اس خلوت میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اسی اثناء میں منادی نے حضرت عروۃ الوثقی کو آواز دی کہ حق تعالے نے اپنے کمال فضل سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے تمہارے فرزند خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی ہے۔ فرشتگان رحمت نے آکر مجھے گھیر لیا۔ اور جواہرات اور یاقوتوں کا جڑاؤ تخت لاکر کہنے لگے کہ حکم الہی ہے کہ اس تخت پر بیٹھو پھر منادی نے آواز دی کہ اللہ تعالے نے محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے فضل وکرم سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے سونپی ہے۔ یہ

Marfat.com

تخت کرامت ہے اس پر بیٹھکر اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کے بندوں پر تقسیم کرو۔ اور اللہ کا شکر بجالاؤ۔ حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ نے آکر میرا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور ساری خلقت میری طرف متوجہ ہوئی میں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق خلق خدا پر ان کے اعمال کے موافق رحمت الٰہی تقسیم کی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ "یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے"۔ واقعی رحمت پروردگار کی ایک صفت ہے جس کے تقسیم کرنیوالے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس رحمت کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ آپ کا خطاب خزینۃ الرحمۃ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد سعید کو اپنی نیابت سے مرحمت فرمایا اور خازن الرحمت لقب مقرر فرمایا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تمام رحمت کی تقسیم سپرد ہوئی وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ "اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے"۔

مناقب نقشبندی میں حضرت ابوالعلی لکھتے ہیں۔ کہ اس معاملہ کے چند روز بعد حضرت قیوم ثالث نے مراقبہ کے بعد فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے اَلْجِبْرَئِیْلُ خادم اللہ کہ جبرائیل اللہ تعالےٰ کا خادم ہے۔ آج میں نے مراقبہ میں دیکھا ہے کہ جبرائیل اللہ تعالےٰ کی خدمت میں ہے۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ خدمت سے منزہ ہے لیکن یہ ایک بھید ہے۔ ہر انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ یہ بات ان الفاظ میں کہی جاسکتی ہے۔ کہ قرآن شریف میں وجہ دید کا لفظ وارد ہے۔ پھر ایک نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند مقام ظاہر ہوا جس کی شکل وصورت حجرے کی سی تھی۔ اس حجرے کے اندر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور اس حجرے کے اردگرد تمام اولیا اور انبیاء جمع تھے وہ سب اندر جانیکی آرزو کرتے لیکن نصیب نہ ہوتا اتنے میں آواز آئی کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کو خدمت کیلئے بلاتے ہیں۔ بعد ازاں فرشتوں نے باآواز بلند کہا کہ پروردگار کا حکم یوں ہے کہ

خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے جائیں ہیں حسب الحکم حجرے کے اندر گیا۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت اس طرح کرنے لگا جیسے شادی کی رات دلہن کی آرایش وزیبایش کرتے ہیں۔ ایک وقت ایسا آیا کہ میں اور جبرائیل دونو بیہوش ہو گئے۔ خدمت سے فارغ ہونے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لباس فاخرہ جو زیب تن تھا۔ اتار کر مجھے پہنایا۔ جب میں اس مقام سے باہر نکلا تو جتنے انبیاء اور اولیاء حجرے کے باہر کھڑے تھے۔ میرے پاس آکر مجھے چومنے لگے کہ تو ایسے مقام سے آیا ہے۔ جسے مرکز حجرۂ محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کہتے ہیں۔ جو حق تعالےٰ نے اپنے کمال فضل سے حضرت حجۃ اللہ کو عنایات فرمایا۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ سے جنوب کی طرف ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر مدفون ہوئے۔ جناب کے مزار پر ایک عالیشان گنبد بنایا جس کے گرداگرد ایک باغ لگایا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کی وفات کا سخت افسوس ہوا۔ چونکہ ان دنوں آنحضرت پر خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بڑی بڑی نعمتیں اور کرامتیں نصیب ہوئیں۔ اس لئے آنحضرت نے ان نعمتوں کے شکریہ میں حرمین الشریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ کہ وہاں زیارت کر کے شکریہ ادا کروں اور اس مولود نور العین حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو جو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری سے وجود میں آئے۔ لیجا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف کراؤں۔ سفر کی تیاری کر کے تمام لواحقین اور توابعین کو ساتھ لے عرب کا رخ کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا بھی ہمراہ ہوئے۔ اور علما و مشائخ کئی ہزار حج کے ارادے سے آنجناب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آنحضرت نے دکن کی راہ سمندر کنارے پہنچنا چاہا۔ جب منزلیں طے کر کے دکن پہنچے۔ تو بادشاہ ہند بھی ان دنوں دکن میں تھا۔ آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سن کر سر کے بل آنحضرت کے استقبال کو آیا۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضؓ شاہی لشکر میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ دن رات تمام ارکین سلطنت حضور پرنور میں دست بستہ کھڑے رہتے

Marfat.com

ہزار ہا آدمی آنحضرت کے حلقہ میں صبح شام حاضر ہوتے۔ آنحضرت نے چند روز شاہی لشکر میں رہکر عرب جانا چاہا۔ کہ اتنے میں خبر آئی کہ فرنگیوں اور ہندیوں میں جنگ عظیم چھڑی ہوئی ہے۔ اس واسطے عرب جانے کے لئے رستہ بند ہے۔ اسلئے آنجناب نے تھوڑی مدت کے لئے عرب جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

ذکر در بیان

سال ہژدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و درخواست کردن سلطان ہند بشارت فتح حیدر آباد از آنحضرت و بشارت فتح دادن آنجناب وظفر یافتن سلطان ہند بر حیدر آباد و دستگیر شدن ابوالحسن از توجہ آنجناب و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال سلطان ہند نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حکم سے حیدر آباد دکن پر چڑھائی کی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ سلطان ہند کو متواتر خبریں پہنچیں۔ کہ حیدر آباد میں خلفائے ثلاثہ اور حضرت عائشہ صدیقہ اور تمام اصحاب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو علانیہ بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ اور علاوہ بریں فسق وفجور کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ وہاں بادشاہ ابوالحسن تانا شاہ دن رات شراب میں مست پڑا رہتا ہے۔ اسے اپنے آپ کی سدھ بدھ نہیں ہوتی۔ رعیت پر ہر قسم کا ظلم وستم ہو رہا ہے۔ لیکن اس کی خبر تک اسے نہیں ہوتی۔ اور نہ مظلوموں کی دادرسی کی جاتی ہے۔ صبح شام رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے۔ اگر کبھی باہر آتا ہے تو عورتوں کے گلے میں بانہیں ڈالکر چلتا ہے۔ ان کے سوائے اور کسی سے بات نہیں کرتا۔ اور نہ کسی کی سنتا ہے۔ ایسی صورت میں رعایا کی کون خبر گیری کرے۔ بادشاہ نے یہ خبریں سنکر جہاد کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس بارے میں حضرت قیوم ثالثؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اور بہت سے لوگوں سے اس بات کی گواہی دلوائی کہ اہل حیدر آباد رافضی ہیں اور صحابہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو برملا بُرا بھلا کہتے ہیں۔ ساتھ ہی حضرت عروۃ الوثقیٰ کا وہ مکتوب جو آنجناب نے رافضیوں سے جہاد کی تحریص میں اس کی طرف لکھا تھا۔ کہ یہ دشمن رسولؐ ہیں۔ جب کہ بادشاہ ابھی شاہزادہ تھا۔ اور ایران گیا تھا چنانچہ اسکی مفصل

Marfat.com

کیفیت اس کتاب کے دوسرے حصے کے اٹھارھویں سال قیومیت حضرت عروۃ الوثقی میں لکھی گئی ہے۔ آنحضرت کو دکھایا۔ اور رافضیوں پر اپنی فتح کی خوشخبری کی درخواست کی۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کو فرمایا کہ آج کی رات ہم اس بارے میں استخارہ کرتے ہیں۔ جو کچھ حق تعالےٰ کی طرف سے ظاہر ہوگا۔ بتایا جائیگا۔ بادشاہ نے بھی اس بات کو قبول کیا۔ دوسرے دن بادشاہ بشارت فتح کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ آج رات ہم نے اس بارے میں توجہ بلیغ کی ہے۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے دشمنوں پر تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ اور تیرے مخالف رسوا و ذلیل ہوں گے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب قیومیت بجالا کر ابوالحسن تاناشاہ کی طرف خط لکھا۔ کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں تمام ممالک محروسہ ہند و دکن کا بادشاہ کیا ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں۔ کہ حیدرآباد اور بیجاپور کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کریں۔ تمہاری سلطنت بُد بُد کی طرح ہے۔ کہ تاج شاہی کے نام کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ ابوالحسن نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا جو اپنی بہادری دلیری اور سختی پر مشتمل تھا۔ بادشاہ ہند نے یہ خط دیکھتے ہی جنگ کی تیاری کی اور حیدرآباد کی طرف کوچ کیا۔ ابوالحسن نے بھی جنگ کی تیاری کرکے بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ حیدرآباد میں گولکنڈہ کا قلعہ دکن بھر میں بہ لحاظ مضبوطی بے نظیر ہے۔ تمام ضروریات زندگی قلعہ میں موجود تھیں۔ حتےٰ کہ کھیتی باڑی بھی اندر ہی ہوتی تھی۔ نہایت وسیع قلعہ تھا۔ ابوالحسن اس قلعہ میں ہو بیٹھا اور اطراف و جوانب میں آدمی بھیج دیئے۔ کہ شاہی لشکر کے لئے سامان رسد بند کردیں عالمگیر نے قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ گولہ باروت کی لڑائی ہونے لگی۔ قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر میں پڑ کر لوگوں کو ہلاک کرتے تھے۔ لیکن شاہی لشکر کے گولے قلعہ میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ غلہ وغیرہ بھی لشکر ہند سے بند کردیا گیا عالمگیر ہر روز سوار ہو کر قلعہ کے نیچے لڑائی کے لئے جا کھڑا ہوتا۔ اور جنگ بھی کرتا لیکن اہل قلعہ پر گولوں کا خاک بھی اثر نہ ہوتا۔ مگر قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر میں پڑ کر اسے تباہ کرتے۔ بلکہ ان کا اثر بادشاہ کے قریب تک بھی ہوتا۔ حتےٰ کہ ایکدفعہ شاہی تخت کا ایک پہلو گولے سے ٹوٹ گیا۔ لیکن شاہ ہند توکل بر خدا مستقل مزاج رہکر وہاں سے

Marfat.com

نہ ہلا۔ بلکہ قدم آگے ہی بڑھاتا گیا۔ لشکر ہند میں قحط بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ پچاس روپے کو ایک سیر آٹا بھی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ ہر روز ہزارہا جوان بھوک کے سبب ہلاک ہوتے۔ لوگوں نے عمدہ عمدہ گھوڑے اور اونٹ ذبح کر کے ان کے سوکھے گوشت کو قوت لایموت کے طور پر کھایا اور بسا اوقات یہ بھی نصیب نہ ہوا ابوالحسن قلعہ کے اندر سے زہر آلودہ طعام شاہی لشکر میں پھینکوا تا۔ لوگ کھا کر ہلاک ہوتے حالانکہ انہیں یقین ہوتا کہ زہر آلود کھانا ہے۔ پھر بھی بھوک سے لاچار ہو کر کھاتے اور کھاتے ہی ہلاک ہو جاتے۔ حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ ان دنوں بادشاہ ہر روز دو اونٹ گیہوں کے لدے ہوئے خانقاہ کے آدمیوں کے لئے بھیجتا۔ اور سو آدمیوں کے لئے نفیس کھانا اپنے مطبخ سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے آدمیوں کے لئے بھیجتا رہا۔ مختصر یہ کہ جب لشکر ہند کا قافیہ تنگ ہو گیا چنانچہ ہر روز ہزارہا آدمی مرنے لگے اور کچھ گولوں کی نذر ہونے لگے۔ تو بادشاہ نے قلعہ لینے کے لئے حد سے زیادہ کوشش کی۔ چنانچہ ایک روز سوار ہو کر قلعہ کے قریب پہنچ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کاش گولہ مجھ پر پڑتا تاکہ میں شہید ہو جاتا اور یہ بندگان خدا بلا سے بچ جاتے۔ ابوالحسن قلعہ پر بیٹھ شراب پی رہا تھا۔ اور رنڈیاں ناچ رہی تھیں۔ اس نے شاہ ہند کو دیکھ کر کہا۔ کہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہیگا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔ کہ آج میں اس ناز و نعمت اور عیش و عشرت میں بیٹھا ہوں اور شاہ ہند اس رسوائی اور بے عزتی سے میرے سامنے کھڑا ہے جب شاہ ہند نے اس کی یہ بات سنی تو نہایت غضبناک ہو کر کہا۔ کہ عنقریب ہی تمہیں کہ اس شراب کا خمار بُری طرح اُٹھانا پڑیگا اور اس عیش و عشرت کی لذت بُری طرح چکھنی پڑے گی جو تکلیف میرے لشکر نے تیرے ہاتھ سے اٹھائی ہے میں اس سے زیادہ تجھے پہنچاؤں گا اتنے میں ایک گولہ شاہ ہند کے پاس کھڑے ہوئے ایک فقیر پر پڑا۔ جو فی الفور ہلاک ہو گیا۔ اور اس کے سر کا مغز اڑ کر بادشاہ پر پڑا۔ بادشاہ بہت ناراض ہوا عصر کے وقت اپنے ڈیرے پر چلا آیا حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ جب بادشاہ ڈیرے پر لوٹ آیا۔ تو حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آنجناب نے اس قلعہ کی فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی لیکن ابھی تک قلعہ فتح نہیں ہوا

Marfat.com

آنحضرت نے سنکر ناراض ہوکر فرمایا۔ کہ میں نے مدت مقرر نہیں کی تھی لیکن عنقریب ہی بفضل خدا فتح و نصرت نصیب ہوگی۔ ہم ہر وقت دعا میں مشغول ہیں حضرت ابو العلی جو والد بزرگوار کے ساتھ ہی تھے۔ بادشاہ کی اس بات سے بہت ملول ہوئے کہ اس نے ایسی بے ادبانہ بات کیوں کی۔ اسی وقت اٹھ کر خلوت میں چلے گئے اور ایک گھڑی بعد آئے تو آپ کے ہاتھ میں ایک لکھا ہوا کاغذ تھا۔ ابھی بادشاہ آنحضرتؓ کی خدمت میں ہی تھا۔ کہ آپ نے وہ کاغذ بادشاہ کو دیا۔ جس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ حیدر آباد کا یہ قلعہ تیسرے دن صبح کے وقت فتح ہوگا اور پہر دن چڑھے قلعے کی کنجیاں تمہارے ہاتھ آئیں گی بادشاہ نے پوچھا کیا اسی طرح ہوگا جیسا آپ نے لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔ میں نے حق تعالےٰ سے تحقیق کر کے لکھا ہے بادشاہ سن کر نہایت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اس فتح کے بعد تمام مال اور ذخیرہ آنجناب کی نذر کروں گا۔ واقعی تیسرے روز قلعہ فتح ہوگیا۔ اور پہر دن چڑھے کنجیاں بادشاہ کے پاس پہنچ گئیں۔ بادشاہ کے قلعہ کے محاذی مٹی کا ایک ٹیلہ بلند کیا اور اس پر توپیں نصب کیں لیکن اس دمدمے سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ گولہ چھٹتے وقت مٹی پر جا پڑتا۔ اور بعض گولے لڑھک کر لشکر پر آ پڑتے۔ کہتے ہیں۔ پانچ لاکھ روپیہ اس دمدمے کی تیاری پر صرف ہوا۔ آخر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ اور حضرت ابو العلی کی توجہ سے اللہ تعالےٰ نے اہل قلعہ کے دل میں خوف و ہراس ڈالدیا چنانچہ انہوں نے خود بخود قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور الامان پکار اُٹھے شاہزادہ اعظم شاہ اور روح اللہ خاں امیر الامرا نے آکر بند و بست کیا۔ کہتے ہیں۔ ابو الحسن کے لئے دستر خوان پر کھانا چنا گیا تھا۔ کہ یہ پہنچ گئے۔ اُسے اٹھا کر لے آئے کہتے ہیں اس قلعہ میں ہیرے کی کان تھی۔ جب قلعے کا محاصرہ ہوا۔ تو اس کان کو گم کر دیا گیا۔ اس کی لڑکی جو بعد میں حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے فرزند شیخ محمد عمرؒ کے نکاح میں آئی کہتی تھی کہ جب میرے باپ نے عالمگیر بادشاہ کی آمد آمد سنی تو لڑائی سے چھ مہینے پہلے ہر روز ہیروں کے تھال بھر بھر کر کنوئیں میں پھنکواتا رہا۔ عالمگیر چھ ماہ تک ابو الحسن کے جواہرات دیکھتا رہا لیکن ابھی ختم نہ ہوئے۔ کہ بادشاہ انکے دیکھنے سے عاجز آگیا جب ابو الحسن بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ تو بادشاہ نے اسے بہت ہی ذلیل کیا۔ ایک

Marfat.com

تنگ و تاریک مقام میں اسے قید کر دیا۔ جو تکلیف اور رسوائی ممکن تھی اسے پہنچائی حتےٰ کہ سختی کے مارے وہ قید ہی میں مرگیا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ جب قلعہ حیدر آباد فتح ہوا۔ تو بادشاہ اسی وقت حضرت حجۃ اللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور فتح کا شکرانہ بجالایا۔ اور طرح طرح کے تحفے اور ہدیے نذر کئے۔ اور عرض کیا کہ مجھے اس فتح کی امید نہ تھی محض جناب کی توجہ مبارک سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ آنحضرت کی اس نے بہت کچھ دعا و ثنا کی۔ بعد ازاں حضرت ابو العلی سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ یہ وہی دن ہے جو آپ نے لکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اسی وقت کہا تھا۔ کہ لکھے ہوئے میں ذرا شک و شبہ نہیں میں نے تحقیق کر کے لکھا ہے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا۔ کہ میں ابو الحسن کی لڑکی کو معہ اس کے مال و اسباب کے آپ کی نذر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جس کے گھر بیوی ہو۔ حیف ہے کہ وہ دوسری عورت کرے۔ اس کے مال کی مجھے ضرورت نہیں۔ میرے بھائی محمد عمر کی عورت فوت ہو گئی ہے۔ یہ انہیں دو۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کا نکاح ابو الحسن کی لڑکی سے کر دیا۔ اور بہت سا مال و جواہر جہیز میں دیا۔

ذکر دربیان

سال نوزدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ سہ دعا
کردن بادشاہ ہند برائے بشارت فتح بیجاپور وظفر یافتن او براں
دیار از توجہ آں قبلہ اخیار و بیان اخبار اموات کہ از آنحضرت
واقع شدہ و بیان دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب عالمگیر بادشاہ حیدر آباد کی فتح سے فارغ ہوا۔ تو بیجاپور کا رخ کیا۔ کہ اسے بھی مسخر کرے۔ اس مطلب کا اظہار آنجناب کی خدمت میں کیا۔ تو آنحضرت نے اس بارے میں متوجہ ہو کر بادشاہ کو فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ تمہیں اس ملک پر فتح و نصرت نصیب کریگا۔ اور بآسانی وہ ملک تمہارے ہاتھ آئے گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا جنگ کی تیاری کی۔ اور بیجاپور کا رخ کیا۔ حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ بیجاپور کے قریب پہنچا تو حضرت حجۃ اللہؒ نے اپنے دوسرے فرزند حضرت

Marfat.com

محمد عمر کو بادشاہ ہند کے پاس بھیجا۔ کہ یہ قلعہ بھی بغیر جنگ کئے تمہارے ہاتھ آئیگا۔ جب عالمگیر بیجاپور سے چھ میل کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ تو وہاں کے بادشاہ سکندر نے جب دیکھا کہ ابوالحسن تانا شاہ اس قدر لشکر کثیر تھے اور دکن کے بادشاہوں میں سے سب سے ممتاز ہونے کے اورنگ زیب کے ہاتھوں تباہ و خستہ حال ہو گیا۔ تو میں کس گنتی میں ہوں۔ اپنے ارکین سلطنت کو بلا کر مشورہ کیا۔ تو یہ صلاح ٹھیری۔ کہ اس سے صلح کرنی چاہیئے کہ پہلے بادشاہ خود جاکر شاہ ہند سے ملاقات کرے۔ بعد ازاں جو مرضی عالمگیر کی ہو کرے۔ کیونکہ ہم میں اس کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ سکندر نے بھی اس رائے کو پسند کیا۔ اور مال خزانے کی کنجیاں لیکر عالمگیر کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا جب عالمگیر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اپنے ارکان سلطنت کو استقبال کے لئے بھیجا۔ بڑی عزت سے بلا کر شاہانہ طور پر اس سے ملاقات کی۔ اور اپنے ساتھ برابر بٹھایا۔ سکندر نے عالمگیر کو کہا۔ کہ میں چھوٹا سا بادشاہ ہوں۔ مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ اب میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں کہ جس طرح حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔ ملک کو اپنے قبضے میں لاؤ۔ اور یہ رہیں مال و خزانے کی کنجیاں۔ انہی لے لو۔ عالمگیر نے بہت کچھ دلاسا دیا۔ اور کہا یہ تیرا گھر ہے میں تمہیں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ بعد ازاں ایک شاہانہ خیمہ الگ اس کے لئے نصب کرایا۔ اور بڑی عزت سے اپنے ساتھ رکھا اور بادشاہوں کی طرح اس سے سلوک کیا۔ اور لوگوں کو تاکید کی کہ جو سلوک میرے بیٹوں سے کرتے ہو۔ ویسا ہی اس سے کرو۔ بعد ازاں اس کے لواحقین کو قلعہ بیجاپور سے منگا کر سکندر کے ساتھ اپنے لشکر میں رکھا۔ اور بیجاپور کا بند و بست کرنے کے لئے اپنے آدمی مقرر کئے۔ جا بجا عامل مقرر کئے۔ بادشاہ ہند نے ابوالحسن کی دوسری لڑکی کا نکاح سکندر سے کیا جس کی وہ منسوبہ تھی۔ ابوالحسن کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک کا نکاح حضرت قیوم ثالث کے فرزند دوم شیخ محمد عمر سے ہوا دوسری کا سکندر سے اور تیسری کا بادشاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے ہوا جو ایک رکن سلطنت تھا جب ابوالحسن کو لڑکیوں کے نکاح کی خبر ہوئی۔ تو کہا بہت اچھا ہوا۔ کہ مشائخ ہند سے میری لڑکی منسوب ہوئی۔ کیونکہ وہ از روے حسب و نسب اور فضائل تمام جہان سے افضل ہیں۔ دوسری لڑکی کی جو سکندر سے شادی ہوئی تو یہ بھی اچھا ہوا۔ کیونکہ وہ

پہلے ہی اس کی منسوبہ تھی۔ رہی تیسری لڑکی جو شاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے بیاہی گئی۔ یہ بہت بیجا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ بادشاہوں کی نسل سے نہیں۔ اچھا یہ میری لڑکیاں نہ تھیں عالمگیر کی تھیں۔ جہاں اس نے چاہا نکاح کر دیا۔ پہلے ان دو بہنوں کا نکاح ہوا۔ جو سکندرا اور شاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے منسوب تھیں۔ بعد ازاں شیخ محمد عمر کا نکاح ہوا۔ پہلی دونوں بہنیں تیسری پر فخر کرتی تھیں۔ کہ ہم بادشاہ کے گھر گئی ہیں۔ اور یہ ایک فقیر کے گھر گئی ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں معہ دوسری عورتوں کے بادشاہی محل میں داخل ہوئیں جب پہلی دو داخل ہوئیں۔ تو صبح سے لیکر عصر تک کھڑی رہیں تب کہیں اندر جانے کی اجازت ملی۔ جب اندر گئیں تو آداب سلطنت کا حکم ہوا۔ ان کی کمریں مارے ادب کے درد کرنے لگیں۔ دیر تک دست بستہ کھڑی رہیں۔ تب کہیں بیٹھنے کا حکم ہوا۔ انہوں نے اپنی آرائش زیور وغیرہ سے خوب کی ہوئی تھی۔ لیکن ہندوستان کی خاتونوں نے ہر ایک کی آرائش پر طعن کیا۔ جب شیخ محمد عمر کے نکاح کی باری آئی۔ تو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ معہ اپنی لڑکیوں کے ابو الحسن کی لڑکی سمیت شاہی محل میں داخل ہوئی تو شاہی محل کی عورتیں ان کی آمد کی خبر پاتے ہی دروازے تک استقبال کے واسطے آئیں۔ اور دیر تک کھڑی رہیں۔ جب محل میں داخل ہوئیں۔ تو بادشاہی بیگمات ان کا اس طرح آداب بجا لائیں۔ جیسے کوئی ادنےٰ شخص بادشاہ کا ادب کرتا ہے۔ دست بستہ کھڑی رہیں۔ جب ان دونوں لڑکیوں نے یہ حالت دیکھی تو شیخ محمد عمر کی منسوبہ کو کہنے لگیں۔ کہ تو حقیقی بادشاہ کے گھر گئی ہے۔ کہ اس جہان کے تمام بادشاہ اس کے خادم ہیں۔ تیری قدر و منزلت ہم سے بدرجہا بہتر ہے۔ تیری شرافت کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ تمہیں ہر طرح سے ہم پر فضیلت حاصل ہے ایران کے رافضیوں کو شیخ محمد عمر سے اس لڑکی کا نکاح نہایت شاق گذرتا تھا۔ کیونکہ ابو الحسن صحیح النسب سید تھا۔ اور ایران کے تمام رافضی اس کے مرید تھے اور ایران کے بادشاہوں سے اس کا رشتہ ناطہ بھی تھا۔ آپس میں کہتے تھے کہ ابو الحسن کی لڑکی کی شادی جو مشائخ سرہند اور خصوصاً محمد عمر نامی سے ہوئی ہے۔ عین نامناسب واقع ہوئی ہے۔ لیکن مجبور تھے۔ سوائے صبر کے کوئی علاج نہ تھا۔ بیجا پور کی فتح کے

Marfat.com

لی۔ بادشاہ ہند شکرانہ کے طور بہت سے تحفے اور ہدیے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا۔

اسی سال بادشاہ نے بعض حاسدوں کے کہنے سے شاہزادہ معظم پر ناراض ہوکر اسے قید کرلیا۔ لیکن اس کے قید کرنے سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے کیونکہ شاہزادہ آنجناب کا مرید تھا۔

حضرت قیوم رابعؓ فرماتے ہیں۔ کہ اسی سال ایک روز چند ایک عورتیں آکر عرض گذار ہوئیں کہ آج کل ہماری آمدنی کا وسیلہ بند ہے۔ امید ہے کہ آنجناب دعا فرمائیں۔ تاکہ ہمارا کسب جاری ہو۔ کسی نے پوچھا کہ تم کیا کسب کرتی ہو انہوں نے کہا ہم مردہ شو ہیں۔ آنحضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے چاہے تھے جب یہ بات سنی۔ تو دعا نہ کی۔ لوگوں نے ہر طرف سے ان لوگوں کو لعن طعن کی۔ کہ تمہاری حالت پر سخت افسوس ہے۔ کہ آنحضرت سے دعا کراتی ہو کہ لوگ مریں۔ اور تمہاری کاربرآری ہو۔ آنجناب نے غایت کرم سے بادشاہ کو فرمایا کہ ان کے لئے وظیفہ مقرر کرو۔ اس نے مقرر کر دیا۔

اسی سال حضرت قیوم رابعؓ کی بہن حضرت ابوالعلیٰ کی بیٹی تاج النساء نام بیمار ہوگئی۔ اور یہ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ حتیٰ کہ مرگئی۔ جب اس کے مرنے کی خبر آنحضرت نے سنی۔ تو فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ لوگ حیران رہ گئے کہ کیونکر زندہ ہے۔ اس میں زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ لشکر ہند کے تمام اطبا نے آکر دیکھا۔ بادشاہ نے بھی حاذق حکما کو بھیجا سب نے غور کرکے کہا کہ مردہ ہے۔ پھر بھی آنحضرت نے فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ تمام خلقت حیران رہ گئی۔ کورباطن مخالف اس بات پر ہنستے تھے۔ حتیٰ کہ تین روز مردہ پڑی رہی۔ اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی تھی اور اس پر چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں۔ بعض طبیبوں نے رگ جان پر نشتر مارا تو خون نہ نکلا۔ یہ حالت دیکھ کر سب نے آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ یا اس کی تجہیز و تکفین کا حکم ہو۔ یا پھر اسے زندہ کرو۔ آنحضرت نے اس مردہ خاتون کے پاس جاکر آواز دی آواز دیتے ہی وہ زندہ ہوگئی۔ اور اٹھ کر بیٹھ گئی یہ دیکھ کر لوگوں کا اعتقاد زیادہ ہوگیا اور بہت سے مخالف بھی آکر آنحضرت کے مرید ہوئے۔ یہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی سب سے

بڑی کرامت ہے ۔

اسی سال حضرت خازن الرحمت کے فرزند مولوی فرخشاہ نے بادشاہ کی طرف ایک خط لکھا اس مکتوب کے آخیر میں لکھا تھا ۔ کہ اس معاملہ سے قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند واقف ہیں ۔ بادشاہ نے اس خط کا مطالعہ کر کے کہا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی بزرگی کی کافی دلیل ہے کہ ان کے چچا کے بیٹے ان کی قطب الاقطابی کو قبول کرتے ہیں ۔

ذکر در بیان

سال بیستم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نہضت نمودن سلطان ہند بر قلعہ ستارہ بموجب امر آنحضرت وظفر یافتن او برآں مرزبوم از توجہ آں قیوم وجلس کردن سلطان محمدی را باشارت آنحضرت بسبب اعتقاد بداو وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب بادشاہ ہند دکن کے بادشاہوں کی مہمات سے فارغ ہوا ۔ تو غنیم بعیم کی بیخ کنی کا پختہ ارادہ کیا ۔ اس کا اظہار جب حضرت حجۃ اللہ رض کی خدمت میں گیا ۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے توجہ کی درخواست کی ۔ تو آنحضرت رض نے اس بارے میں توجہ فرمائی اور فاتحہ طویل کے بعد بادشاہ کو فرمایا کہ خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا جس طرح رُخ کرو گے فتح ہی فتح حاصل ہوگی ۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا ۔ اور قلعہ ستارہ کا رُخ کیا جو غنیم کے رہنے کی جگہ تھی اور جو بلندی اور مضبوطی میں دکن کے تمام قلعوں سے بڑھکر تھا ۔ غنیم نے قلعہ کی فصیل اور برجوں کو اور بھی مضبوط کر کے مقابلہ کیا ۔ بادشاہ ہند نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا دونو طرف سے تیر بندوق اور توپ کی لڑائی ہونے لگی ۔ بادشاہ نے حد سے زیادہ کوشش کی ۔ لیکن کسی طرح غالب نہ آسکا ۔ اور فتح کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی ۔ شاہی لشکر کے بہت لوگ ہر روز ضائع ہوتے تھے ۔ آخر یہ صلاح ٹھہری کہ قلعہ کے سب سے بڑے برج تلے نقب لگائی جائے ۔ اور اس نقب میں بارود بھر کر آگ لگا دی جا

جب آگ لگائی گئی۔ تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سارا لشکر یکبارگی قلعہ پر حملہ کرے۔ تمام شاہی فوج نے ہلہ بول دیا۔ اور ادھر آگ لگادی۔ اس برج پر سات سو آدمی تھے ان کا نام و نشان تک نہ رہا۔ شاہی لشکر بھی ہلاک ہوگیا۔ جو قلعہ میں رہ گئے انہوں نے پناہ مانگی۔ اور قلعہ بادشاہ کے حوالے کیا۔ بادشاہ فاتح و منصور ہو کر اپنی لشکر گاہ میں لوٹ آیا۔ اور غنیم کے تعاقب کے لئے جو کنٹوں اور اور قلعوں میں تھا فوج کو مقرر کیا۔ غنیم کے بہت سے قلعے بادشاہ کے قبضے میں آئے۔ اور غنیم کی فوج کا اکثر حصہ قتل ہوا۔ غنیم بھاگ اٹھا۔ بادشاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ کیونکہ جہاں شاہی لشکر جاتا وہیں سے بھاگ جاتا۔ مقابلہ بالکل نہ کرتا۔ جب تک عالمگیر زندہ رہا۔ دشمن نے کبھی شاہی لشکر کا مقابلہ نہ کیا۔ بادشاہ اس فتح کے شکرانہ میں بہت سے تحف و ہدایا حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا۔ اور آنحضرت کی بہت سی دعاء ثناکی۔ اور عرض کیا کہ یہ تمام فتوح آنجناب کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے حاصل ہو رہی ہیں۔ ورنہ مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ جب ان فتوح کی خبر سرہند پہنچی۔ تو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے فرزند حضرت محمد صبغۃ اللہ رضؓ نے فرمایا کہ یہ فتوح عالمگیر کے ہاتھ سے نہیں ہوئیں یہ میرے بھائی محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ مبارک سے ہوئی ہیں۔

اسی سال محب اللہ الہ آبادی کے خلیفہ اعظم محمدی کو بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حکم سے قید کر لیا۔ اس کے قید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ لوگوں نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ محمدی کا عقیدہ دہریوں کا سا ہے اسلام سے اسے کچھ سروکار نہیں۔ بلکہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے باطل مذہب میں شامل ہو کر گمراہ ہوگئے ہیں۔ آنجناب نے لوگوں کی بات کو حسد پر مبنی خیال کر کے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اور لوگوں نے بھی آکر ایسا ہی عرض کیا چنانچہ ہر روز بہت سے آدمی آکر آنحضرت سے اس کے باطل عقاید کا ذکر کرتے۔ جب پے در پے آنحضرت نے محمدی کی گمراہی کی خبریں سنیں۔ تو ایک دن ایک شخص نے محب اللہ کی تصنیف شدہ کتاب لاکر آنحضرت کے پیش کی۔ اس کتاب میں محب اللہ نے وجود باری کے اثبات میں لکھا تھا کہ اگر فرض کریں

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ انہیں افراد عالم میں موجود ہے۔ یہ بات جو اس نے اس کتاب میں لکھی ہے کفر محض ہے۔ جب آنحضرت نے دیکھا۔ کہ بہت سے لوگ اس کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ تو مجبوراً بادشاہ کو فرمایا کہ محمدی کو قید کر لو۔ شاید اپنے عقیدہ سے توبہ کر لے۔ بادشاہ نے حسب الارشاد آنجناب اسے شاہی نقار خانہ میں قید کر دیا۔ بہت سے بڑے بڑے امیر اس کے مرید تھے۔ خاص کر روح اللہ خاں امیر الامرا اس کا مخصوص مرید تھا۔ وہ اس کی قید سے بہت سٹ پٹایا اور اس کی رہائی کے لئے بہتیری کوششیں کیں لیکن سب بے سود۔ کئی دفعہ بادشاہ سے بھی عرض کیا۔ لیکن اس نے قبول نہ کیا کہتے ہیں کہ محمدی مرتے دم تک قید رہا۔ ایک دفعہ بادشاہ نے محمدی کو مکہ جانے کا حکم دیا۔ شاہی آدمی اس کے ساتھ گئے جب مکہ سے واپس آیا۔ تو بادشاہ نے قید سخت کا حکم دیا۔ اس کے تھوڑی مدت بعد قید ہی میں مر گیا۔ لوگ بہت سے واہیات کلمے اس سے منسوب کرتے ہیں۔ جو دین و اسلام کے مخالف ہیں۔ اکثر ذو معنی کلام کیا کرتا تھا۔ اگر کوئی گرفت کرتا تو کہتا کہ اس سے میری غرض یہ ہے۔ چنانچہ جب مکہ سے واپس آیا تو ایک شخص نے پوچھا کہ تو نے کعبہ کو کیسا پایا۔ کہا احتیاج بشری کا طہارتخانہ ہے لوگوں نے کہا یہ کیسی بری اور بے ادبانہ بات کرتے ہو۔ کہا میں نے کونسی بری بات کہی ہے۔ پاک جگہ ہے اور لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے۔ کہ وہاں جاتے ہیں۔ کسی نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ کہا فلاں دوا کا روغن جو شخص بدن پر ملتا ہے اس کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ علیٰ ہذا القیاس بہت سی باطل باتیں اس سے منسوب ہیں۔

ذکر در بیان

سال بست و یکم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ ولادت میر عبداللہ کہ فرزند آنحضرت بود۔ و وفات او و عرضداشت کردن بادشاہ بدخشاں بجناب حضرت قیوم ثالث و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

Marfat.com

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام میر عبداللہ رکھا گیا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ اس فرزند کی پیدائش کے دن میں نے دیکھا کہ فرشتے کہتے تھے کہ آج قطب وقت پیدا ہوا ہے۔ اور مجھے مبارک باد دیتے تھے۔ نظر کشفی میں اس بچے کی استعداد قطبیت معلوم ہوتی تھی۔ جب یہ خوشخبری بچے کی والدہ نے سنی۔ تو نہایت خوش ہوئی۔ کیونکہ اسکا کوئی لڑکا نہ تھا۔ حق تعالےٰ نے فرزند بھی دیا تو قطبیت کی استعداد کا۔ آنحضرت کے دوسرے فرزندوں کی والدہ ماجدہ آنحضرت کی زندگی میں فوت ہو چکی تھیں جب کبھی اس بچے کی والدہ اسے گود میں لیتی تو کہتی کہ تو قطب وقت اور قیوم روزگار ہے۔ یہ بات حضرت ابوالعلی کو شاق گذرتی۔ کیونکہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پہلے یہ خوشخبری انہیں نہیں دی۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حسب المعمول بچے کی والدہ نے اسے گود میں لیکر کہا۔ تو قطب وقت اور قیوم زماں ہے۔ حضرت ابوالعلی رح نے ناراض ہو کر یہ بات حضرت قیوم ثالث سے عرض کی۔ کہ حضرت سلامت بیگم فقیروں سے نہیں ڈرتی۔ کہ اس شیرخوار بچے کو قیوم وقت بتلاتی ہے۔ عنقریب ہی یہ بچہ مرجائے گا حضرت حجۃ اللہ دام ظلہ نے فرمایا کسی کی کیا مجال کہ تمہارے سوا کسی کو قطب و قیوم کہے۔ یہ منصب تمہیں مبارک رہے۔ جس روز یہ گفتگو ہوئی اسی دن وہ بچہ بیمار ہو گیا۔ اور مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ حتےٰ کہ چند روز بعد فوت ہو گیا آنحضرت کو اس کی موت کا بڑا غم ہوا اس کی نعش سرہند بھیجی۔ اور امام معصوم رح کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی بچے کی والدہ کو اس وفات کا نہایت ہی قلق ہوا ہر روز اس طرح روتی کہ جو اسے دیکھتا اسی کا دل جل جاتا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ حضرت ابوالعلی نے بیگم کو کہا کہ میں نے حق تعالےٰ سے اور فرزند مانگا ہے جو عنقریب پیدا ہو گا۔ بیگم نے کہا میں بانجھ ہوں۔ میرے ہاں بچہ نہیں ہو گا۔ آپ نے فرمایا ضرور ہو گا۔ کہا ہو گا تو کیا۔ میں اس بچے کے واسطے اس لئے افسوس کرتی ہوں کہ وہ قطب و قیوم تھا۔ حضرت ابوالعلی نے فرمایا۔ اب تمہارے ہاں نہ کوئی لڑکا ہو گا نہ لڑکی۔ واقعی اس کے بعد بیگم کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ بہتیری کوشش کی بزرگوں

Marfat.com

سے دعائیں بھی منگوائیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ حضرت ابوالعلیٰ نے فرمایا۔ کہ میں نے یہ بات اللہ تعالیٰ سے مانگ کر اپنے قبضے میں کرلی ہے۔ دوسرے کے کہنے سے کبھی نہیں ہوگی۔ اگر میں چاہوں۔ تو ابھی اس کے ہاں اولاد ہو۔ کئی مرتبہ بیگم نے اولاد کے لیئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے ابوالعلیٰ کے ہاتھ دیا ہوا ہے۔ بیگم اس وجہ سے حضرت ابوالعلیٰ پر ناراض ہوگئی۔ اور اس بات کے درپے ہوئی کہ میں کسی طرح ان کی کشف کو جھوٹا ثابت کرے۔ چنانچہ اتفاق سے انہیں دنوں حضرت **قیوم ثالث**ؒ بیمار ہو گئے۔ مرض کا غلبہ ہوتا گیا بیگم نے حضرت ابوالعلیٰ کو کہا کہ جب تک تم آنحضرت کی شفا کی بابت اپنی کشف سے مجھے خوشخبری نہ دو گے میری دلجمعی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کل جس وقت موذن شام کی اذان کہیگا اس کے کہتے ہی آنحضرت کی بینی پر پسینہ آئیگا۔ پھر پیشانی پر اور پھر سارے بدن پر۔ اس وقت آنحضرت کو صحت کلی نصیب ہوگی۔ دوسرے دن ٹھیک اسی وقت بیگم نے ہاتھ آنحضرت کی بینی مبارک پر رکھا اور ایک شخص کو جلدی مسجد بھیجا کہ جاکر موذن کو اذان کے لئے کہے۔ جب موذن نے اللہ اکبر کہا تو اسی وقت آنحضرت کی بینی مبارک پر پسینہ آیا پھر پیشانی پر پھر چہرہ مبارک اور تمام بدن پر۔ بعد ازاں آنحضرت کو شفائے کلی نصیب ہوئی۔

میرے (مصنفؒ) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اس سال میں سرہند سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے دکن گیا۔ جب میں شاہی لشکر میں گیا۔ تو بادشاہ نے میرے استقبال کے لئے اپنے بڑے بڑے امرا بھیجے جب لشکر میں داخل ہوا۔ تو جوق در جوق لوگ آکر مجھ سے ملاقات کرنے لگے۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ تو ایسی بزرگی سے جاتا ہے۔ اگر اسی وقت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مہتروں کو حکم دیں۔ کہ تجھے جوتیوں سے پیٹ کر لشکر سے نکال دیں تو جو اعتقاد تجھے اس وقت آنحضرت پر ہے اس میں کچھ کمی آئیگی یا ویسا ہی رہیگا۔ اس بارے میں جب خوب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہرگز اس اعتقاد میں فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہوگا وہی آنحضرت مجھ سے کریں گے۔ پس میری بہتری اسی میں تھی۔ کہ مجھے ایسی سزا دیں

Marfat.com

جب یہ بات میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کی۔ تو آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کی اور فرمایا تو حضرت **عروۃ الوثقیٰ** کے کمالات کا وارث کامل ہے۔

اسی سال شاہ بدخشاں نے آنحضرت کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میں عاجز ہوں مجھے اپنا مرید بنا لیں اس عرضی کے بھیجنے کا باعث یہ تھا کہ بدخشاں کا پہلا بادشاہ جو آنجناب کا مرید تھا۔ اسکے بجائے اور تخت نشین ہوا تھا۔ اس نے آنجناب کا مرید ہونا قبول نہ کیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ آنحضرت کے خلفاء کی بھی چندان پرواہ نہ کی۔ لوگ اُسے بہتر اسمجھاتے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے خلفاء کی خدمت میں جاؤ۔ اور ان کے مرید بن جاؤ۔ اور یہ عیش و عشرت چھوڑ دو۔ تاکہ تمہاری سلطنت قایم رہے۔ لیکن وہ ایک نہ سنتا تھا۔ آخر کار ملک باغی ہو گیا۔ ہر طرف سے دشمن نے چڑھائی کی۔ امیر اس کا حکم نہ مانتے۔ اسی اثنا میں ایک روز سخت گھبرایا۔ رات کو دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہ الہی میں نہایت عاجزی سے دعا مانگنے لگا اثنا دعا میں اس کی آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ زر بفت کا ایک عالی شان خیمہ جواہرات سے جڑا ہوا ہے۔ جس کے اندر ایک نہایت نفیس تخت پر ایک مرد خدا بیٹھا ہے۔ جس کے گرداگرد بہت سے لوگ ہاتھوں میں سنہری عصا لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کون بزرگ ہے۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ اسی بزرگ کی وجہ سے تیری سلطنت میں خلل آیا۔ اگر سلطنت کا استقلال اور دین و ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس بزرگ کے خلفاء کی خدمت میں جا کر ان سے دعا کراؤ۔ جب بادشاہ ہوش میں آیا۔ تو اپنے پچھلے افعال سے نادم ہوا اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے خلفاء کی خدمت میں آکر مرید ہوا۔ اور آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی معہ تحف و ہدایا بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی تو اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ذکر در بیان

سال بست و دوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و مراجعت آنحضرت از لشکر ہند بدار الارشاد سرہند و واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

Marfat.com

جب حضرت حجۃ اللہ کو شاہی لشکر میں رہتے پانچ سال گذر گئے۔ اور فرنگیوں اور ہندیوں کی باہمی جنگ کی وجہ سے حج کی راہ بالکل بند رہی۔ تو آنحضرت ہر روز وطن مالوف کو لوٹ آنے کی خواہش کرتے لیکن بادشاہ آنحضرت سے ایک دم جدا نہ ہونا چاہتا کیونکہ آنحضرت کی برکت سے اسے اسقدر فتوحات نصیب ہوئی تھیں۔ آنحضرت بھی بپاس خاطر بادشاہ توقف فرماتے رہے جب بادشاہ نے شاہزادہ معظم کو جو آنحضرت کا مرید تھا۔ قید کر لیا اور اس کی قید کی سختی دن بدن بڑھتی گئی۔ تو آنحضرت کو یہ بات ناگوار گذرنے لگی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ایک روز آنحضرت نے بادشاہ کو فرمایا۔ کہ معظم کو رہا کر دو۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ اس کے رہا کرنے سے ملک میں خلل عظیم کا اندیشہ ہے۔ فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ اور ناحق مسلمانوں کی خونریزی ہوگی۔ آنحضرت خاموش رہے۔ چند روز بعد آنجناب نے پھر شہزادہ کی رہائی کے لئے فرمایا بادشاہ نے پھر بھی وہی عذر پیش کیا۔ اسی طرح آنحضرت ہر روز شہزادہ کی رہائی کے لئے فرماتے۔ اور بادشاہ عذر کرتا رہتا۔ یہ بات آنحضرت کو سخت ناگوار گذری۔ ایک روز نہایت غصے سے بادشاہ کو فرمایا جو تکلیف شہزادہ کو پہنچ رہی ہے اس سے تو اس کا مر جانا بہتر ہے۔ اگر اسے رہا نہیں کرتے تو اسے قتل ہی کر دو۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ مجھے چند ماہ کی مہلت عنایت ہو۔ کہ جناب کی خاطر توکل بر خدا میں معظم کو رہا کر دوں گا۔

انہیں دنوں ایک روز روح اللہ خاں امیر الامراء ہند جو محمدی کا مرید تھا حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کی خدمت میں خواستگار ہوا کہ ازراہ لطف و کرم کوشش کر کے محمدی کو شاہی قید سے چھڑا دیں۔ شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ ہم سے یہ امید مت رکھو کہ ہم دشمن خدا کی مدد کریں گے۔ بلکہ اسے ہر طرح کی ممکن سے ممکن تکلیف پہنچائیں گے۔ روح اللہ شرمندہ ہو کر اٹھ بیٹھا۔ شیخ صاحب نے بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ محمدی پر تکلیف اور بھی زیادہ کر دی جائے۔ روح اللہ یہ دیکھ کر بہت جلا اور حضرت قیوم ثالث رض کا سخت دشمن ہو گیا۔ دن رات اسی فکر میں تھا کہ کسی طرح آنحضرت کو تکلیف پہنچائے ایک روز بعض آدمیوں کی زبانی بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ

Marfat.com

تیری سلطنت کی نسبت شاہزادہ معظم کی سلطنت پر زیادہ راضی ہیں۔ اور معظم نے اس مطلب کے لئے بے شمار روپیہ آنحضرت کو دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ہر روز اس کی رہائی کے لئے خواہش کرتے ہیں۔ بادشاہ نے ان لوگوں کی بات نہ مانی۔ بلکہ کہا۔ کہ آنجناب میرے پیر و مرشد ہیں۔ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہوگا وہی کریں گے۔ تم نامناسب اور نامعقول باتیں کہتے ہو۔ وہ اپنے کہے سے شرمندہ ہوئے۔ اور حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ جناب سے بہت ناخوش ہے۔ اور یہ یہ باتیں کہتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم نے بادشاہ کے حق میں کونسی برائی کی ہے۔ ہم تو صبح شام اس کی سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ ہم سے کیوں ناراض ہے پھر ان لوگوں نے معظم کو جا کر کہا کہ بادشاہ کے دوسرے بیٹے اعظم شاہ نے حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو بہت سا روپیہ دیا ہے۔ کہ بادشاہ کو کہہ کر معظم کو قتل کرا دیں۔ چنانچہ آنحضرت نے ایک مرتبہ بادشاہ کو فرمایا بھی تھا۔ کہ اگر اسے رہا نہیں کرتے۔ تو اُسے قتل ہی کر دو اسی بات کو لیکر انہوں نے معظم کو لکھ دیا۔ انہیں دنوں ایک روز روح اللہ خاں بعض اور مخالفوں سمیت شاہی مجلس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شکایت کر رہا تھا۔ اعظم شاہ بھی ان کے ساتھ شریک تھا۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا اور اور طرف متوجہ ہوا۔ جب یہ خبر آنحضرت نے سنی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ کہ روح اللہ خاں غضب الٰہی میں گرفتار ہو گیا اور اعظم شاہ سلطنت سے معزول ہو گیا۔ آنحضرت کے یہ فرماتے ہی روح اللہ خاں بیمار ہو گیا۔ اس کی زبان میں لکنت آگئی اور تیسرے روز مر گیا۔ اعظم شاہ بھی بادشاہی سے محروم رہا۔ کیونکہ باپ کے بعد سلطنت محمد معظم کو ملی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حجۃ اللہ ناراض ہو گئے ہیں۔ اور روح اللہ خاں غضب الٰہی میں گرفتار ہو کر مر چکا ہے تو گھبرایا ہوا دیوانوں کی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگی۔ لیکن آنحضرت نے ذرہ بھی توجہ نہ کی۔ بادشاہ نے توجہ کی درخواست کی۔ پہلے ہفتہ میں ایک دفعہ توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اب وہ بھی ترک کر دی۔ جب بادشاہ حاضر خدمت ہوتا۔ تو آنجناب نہ اس کی طرف دیکھتے۔ اور نہ توجہ باطنی فرماتے۔

Marfat.com

آخر آنحضرت نے ایران کی راہ حج کے سفر کا ارادہ کیا۔ اور بادشاہ سے رخصت ہوئے۔ بادشاہ نے بہتیری منت وسماجت کی کہ چند روز اور توقف فرمائیں لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ کو آنحضرت کے جانے کا سخت قلق ہوا۔ پھر اپنے تمام اراکین سلطنت کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا۔ اور نہایت عجز ونیاز سے عرضی بھی لکھی۔ کہ آنحضرت تشریف لائیں تو حسب الارشاد کارروائی ہوگی۔ معظم کو بھی رہائی دی جائے گی۔ لیکن آنجناب نے ذرہ پرواہ نہ کی۔ خط کہ عرضی کو دیکھا تک نہیں۔ شاہی آدمی مایوس ہو کر لشکر میں لوٹ آئے۔ اور ساری کیفیت آکر بادشاہ کو سنائی جب حضرت حجۃ اللہ رض دار الارشاد سرہند میں آئے۔ تو وہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب کے استقبال کو آئے۔ میرے (مصنف رح) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رض نے فرمایا کہ جب سرہند کے لوگ استقبال کے لئے آئے۔ تو مجھے خیال آیا کہ اگر میرے بھائی مروج الشریعت رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو استقبال کے لئے آتے۔ جب بھائی کے فراق کا مجھ پر غلبہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بھائی مروج الشریعت گھوڑے پر سوار بہت سے اولیا اللہ ساتھ لئے ظاہر ہو کر فرماتے ہیں۔ بھائی صاحب دیکھو میں بھی استقبال کے لئے آگیا ہوں۔ بھائی کے دیکھنے سے مجھے فرح وسرور حاصل ہوا۔ جب حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ سرہند میں داخل ہوئے۔ تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کر کے مراقبہ کیا بعد ازاں دولتخانہ میں تشریف لائے اور ایک گھڑی لوگوں میں بیٹھ کر محل کے اندر تشریف لے گئے۔

ذکر وبیان

سال بست وسوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ ومرید شدن وآمدن وعرضداشت سبحان قلی خاں بادشاہ توران بخدمت آنحضرت وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال سبحان قلی خاں بادشاہ توران حضرت حجۃ اللہ کا غائبانہ مرید ہوا

Marfat.com

اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ وہ اس سے پہلے سمرقند میں تھا۔ وہاں خواب میں دیکھا کہ یاقوت سرخ کے ایک محل پر ایک بزرگ کھڑا ہے۔ اور اس محل کے گرد اگرد ہزارہا اولیا اللہ دست لبستہ کھڑے ہیں۔ سبحان قلی خاں نے لوگوں سے پوچھا کہ محل پر کھڑا ہوا بزرگ کون ہے انہوں نے کہا خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم وقت ہیں۔ اتنے میں حضرت **قیوم ثالث** رضؓ نے سبحان قلی خاں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ ہم نے تمہیں توران کا بادشاہ مقرر کیا ہے۔ اب بخارا چلے جاؤ۔ وہاں کا تخت سلطنت تمہارے لئے ہے۔ ہمارے خلفا کی خدمت کرنا تاکہ تمہاری سلطنت کو استقلال ہو۔ قیامت میں بھی اللہ تعالےٰ تمہیں بلند مرتبہ عطا فرمائے گا۔ اور تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ سبحان قلی خاں نے بیدار ہو کر حسب الارشاد بخارا کا رخ کیا۔ مخالفوں نے اسے قتل کرانا چاہا۔ لیکن آنحضرت کی توجہ اسکے شامل حال تھی۔ اس پر قابو نہ پا سکے۔ سبحان قلی خاں دشمنوں کے خوف سے بہت گھبرایا کئی راتیں ڈر کے مارے نہ سویا ایک رات پھر آنحضرت نے خواب میں اُسے فرمایا کہ ہم تیری مدد و حمایت پر ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ تجھے تکلیف پہنچائے۔ کل ہمارے خلیفہ مرزا خواجہ کی خانقاہ میں جا کر اس سے میری کلاہ لیکر سر پر رکھنا اور بخارا چلے جانا۔ دوسرے روز وہ مرزا خواجہ کی خانقاہ میں گیا۔ پیشتر اس کے کہ سبحان قلی کچھ بیان کرے۔ مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ تمہیں حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے کلاہ لینے کے لئے بھیجا ہے۔ یہ وہی کلاہ ہی تمہارا تاج سلطنت ہے۔ بارہ ہزار جنگی ترک مرزا صاحب کے مرید تھے۔ سب کو سبحان قلی خاں کے ماتحت کیا تمام اس کی اطاعت پر کمربستہ ہوئے۔ سبحان قلی سر پر کلاہ رکھ ان ترکوں کو ساتھ لے بخارا گیا۔ ابھی عبدالعزیز خاں بادشاہ بخارا زندہ تھا۔ سلطنت اس نے اوروں کے سپرد کر دی تھی۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ کی توجہ سے لوگوں کے دلوں میں سبحان قلی خاں کی محبت گھر کر گئی۔ اور وہ سلطنت کا مالک قرار پایا۔ دشمن اسکے زور و قوت سے ڈر کر راتوں رات بھاگ گئے۔

جب عبدالعزیز خاں مر گیا تو سبحان قلی خاں توران کا بادشاہ ہوا۔ تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے خلفا کا مرید ہوا۔ اور ایک عرضی آنحضرت کی خدمت میں مع تحف و ہدایا بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں

Marfat.com

پہنچی۔ تو تحف و ہدایا قبول کر کے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث کی بیٹی امت القیوم عرف جیونی بیگم صاحبہ کی شادی شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ محمد تقی سے ہوئی۔ آنحضرت نے بیشمار مال و اسباب جواہر، نقد و جنس جہیز میں دیا۔ ایک لاکھ روپے کا صرف زیور ہی تھا۔ باقی سونے چاندی کی اور چیزیں اور جواہرات تھے سرہند کے تمام زن و مرد اور بچوں کی دعوت کی۔ کہتے ہیں۔ اس طرح دھوم دھام سے مشائخ سرہند تو درکنار ہندوستان بھر میں کوئی شادی نہیں ہوئی ہوگی۔

ذکر در بیان

سال بست و چہارم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن آنحضرت از سرہند بہ کابل و استقبال نمودن مردم آنجا و ہلاک و پایمال شدن قبیل از کثرت خلائق و بیان واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند۔

پہلے لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج کے ارادے سے دکن تشریف لے گئے تھے۔ اور چونکہ فرنگیوں اور ہندیوں میں جنگ چھڑ گئی تھی اس واسطے عرب کی راہ بند تھی۔ چند سال تک آنحضرت شاہی لشکر میں رہے جب دیکھا کہ اس رستے جانا ممکن نہیں تو اس واسطے ایران کی راہ جانے کا ارادہ کیا۔ اس ارادے سے دکن سے سرہند میں تشریف لائے۔ اور ایک سال وہاں قیام فرما کر کابل کا رخ کیا۔ جب کابل کے مغل اور پٹھانوں کو آنحضرتؓ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو آنحضرتؓ کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ آنحضرتؓ ابھی آنحضرتؓ سرہند ہی میں تھے کہ کابل کے آدمی حاضر خدمت ہو گئے۔ آنحضرتؓ پیر کے روز ۱۵ جمادی الاول کو کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ ہر منزل پر کابل کے بہت سے آدمی حاضر خدمت ہوتے تھے۔ جب لاہور پہنچے۔ تو کابل کا ایک ہزار آدمی آنحضرتؓ کی خدمت سے شرف ہوا۔ جب آگے بڑھے تو ہر منزل پر جوق جوق آدمی آنحضرت کی خدمت میں شامل ہوتے گئے۔ جب سندھ پار ہوئے تو خدمت اقدس میں لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ قلم ان کے شمار سے عاجز ہے۔ میرے مصنفؒ

Marfat.com

قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ ہم اس وقت پشاور میں تھے۔ ہم پشاور سے پندرہ کوس کے فاصلے پر نوشہرہ تک استقبال کے لئے گئے۔ نوشہرہ سے پشاور تک آدمیوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے زمین نظر نہ آتی تھی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو آنجناب نماز کے لئے اترے۔ آدمیوں کو نماز کے لئے اچھی طرح جگہ نہ ملتی تھی۔ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے تھے جنگل حالانکہ اس قدر وسیع تھا پھر بھی تل بھر جگہ خالی نہ تھی۔ پشاور کا حاکم ہاتھی پر سوار ہو کر آنحضرت رض کے استقبال کو آیا بعض نے اسے کہا۔ کہ ہاتھی پر سوار ہو کر قیوم وقت کی ملاقات کو جانا سخت بے ادبی ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں کے لئے بے ادبی ہے۔ جو اس کے مرید ہیں۔ میں اس کا معتقد نہیں جب آنحضرت رض کے قریب پہنچا تو ہاتھی بٹھا کر اترا۔ لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ ہاتھی لوگوں کے تلے آکر ہلاک ہو گیا۔ ازدحام خلقت سے حواس باختہ ہو گیا اور آنحضرت تک نہ پہنچ سکا۔ ہاتھی کا ہلاک ہونا محض آنحضرت کے تصرف کی وجہ سے تھا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ اور میرے قبلہ گاہ نے بارہا یہ فرمایا۔ کہ ہاتھی کو ہم نے بیٹھتے دیکھا۔ لیکن پھر اٹھتے نہ دیکھا۔ جب ہاتھی کے قریب پہنچے۔ تو اسے مردہ پایا۔ جو لوگ آنحضرت کے استقبال کے واسطے آتے تھے۔ انہیں آنحضرت کی زیارت بھی نصیب نہ ہوتی تھی۔ صرف دور سے آنجناب کی سواری کو دیکھ لیتے تھے ہزار میں صرف ایک کو زیارت نصیب ہوتی تھی۔ آنحضرت ایک مہینہ پشاور میں رہ کر کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب امیر خاں والئے کابل نے جو دریائے سندھ سے لیکر قندھار تک سارے علاقے کا حاکم تھا سنا کہ آنحضرت پشاور تک تشریف لے آئے ہیں۔ تو اس نے سارے علاقے میں حکم بھیجدیا کہ جتنے گاؤں رستے میں پڑتے ہیں۔ ان میں کوئی خلاف شرع اور بدعت کا کام مثلاً بھنگ۔ پوست۔ افیم شراب ڈھول۔ طنبورہ وغیرہ دور کردیں۔ کیونکہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رض تشریف لارہے ہیں جب آنحضرت کے خیمے سندھ پار نصب ہوئے۔ تو اس ملک میں بدعت کے خلاف شرع کوئی کام نہ پایا جاتا تھا۔ جب آنحضرت پشاور سے کابل کی طرف روانہ ہوئے تو توران بدخشاں ترکستان وغیرہ ممالک کے ہزارہا لوگ آنحضرت کی خدمت میں مشرف

Marfat.com

ہوتے تھے۔ اسی اثناء میں کابل کا رئیس حاجی عبداللہ آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی۔ کہ میں قطب وقت کو دیکھوں۔ ایک رات میں نے خواب میں تین آدمیوں کو دیکھا۔ ایک بوڑھا۔ دوسرا جوان۔ تیسرا بچہ۔ لیکن بوڑھے اور بچے کے کپڑے پر تمام اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ اور جوان کے کپڑے پر کمر تک اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ تینوں قطب ہیں۔ جب میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ تو جناب کی شکل و صورت اس بوڑھے سے ملتی تھی۔ اور جس جوان اور بچے کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ وہ آنحضرت کا بیٹا اور پوتا تھا۔ جوان کے لباس پر کمر تک جو اسم ذات دیکھا تھا اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اسے صرف قطبیت کے کمالات حاصل تھے۔ اور بچے اور بوڑھے کو منصب قیومیت بھی حاصل تھا۔ اس بچے سے مراد حضرت قیوم رابع ہیں۔ جب آنحضرت پشاور سے تین منزل کے فاصلہ پر کوہ خیبر میں پہنچے۔ جہاں سے کابل سات روز کی راہ ہے۔ تو امیر خاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اور طرح طرح کے تحفے نذر کئے۔ جب آنحضرت کابل پہنچے تو خلقت کا اسقدر ہجوم ہوا کہ سوائے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے اور کسی کی خدمت میں کہیں اتنا ہجوم نہیں ہوا شہر میں کوئی ایسا فرد بشر نہ تھا جو آنحضرت کے استقبال کو نہ آیا ہو۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی برقعہ پہن آئیں بلکہ شیر خوار بچوں والی اور حاملہ عورتیں بھی آئیں۔ کابل کے بعض آدمیوں نے مجھے (مصنفؒ) سے بیان کیا۔ کہ جن دنوں حضرت قیوم ثالثؒ کابل میں تھے ہم بچے ہی تھے۔ کہ شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ لوگو ان کے استقبال کے واسطے جاؤ۔ سارے آدمی نکل آئے۔ ہم بھی کندھوں پر سوار ہو کر آئے۔ کابل کے تمام چھوٹے بڑے معہ وہاں کے حاکم کے آنحضرت کے ساتھ پاپیادہ جا رہے تھے۔ کابل کا قاضی قاضی محمد آنحضرت کی نعلین مبارک اٹھا کر پیدل ساتھ ساتھ جا رہا تھا جب اس انبوہ کثیر کے ساتھ آنحضرت شہر میں داخل ہوئے۔ تو کابل کی دوکانیں پائمال ہو گئیں لوگوں کا بہت سامال و اسباب ضائع ہوا۔ شہر کابل میں آدمیوں کی گنجایش نہ رہی۔ دوسرے ملکوں سے ہر روز ہزارہا آدمی زیارت کے لئے آتے تھے۔ اور دن بدن لوگوں کی

Marfat.com

کثرت ہوتی جاتی تھی ۰۰

ذکر و بیان

سال بست و پنجم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ وکثرت ارشاد و سلطنت آنحضرت رجوع تمام خلایق علماء و مشائخ وسلاطین و دیگر اصاغر و اکابر جہاں وجہانیاں بخدمت قیوم ثالث وعرضداشت کردن شاہ ایران بجناب قیومیت مآب ودیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت قیوم ثالث کی کثرت ارشاد کی یہ کیفیت تھی کہ ہر روز چار پانچسو بلکہ اس سے زیادہ آدمی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوتے۔ اور جہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنحضرت کی طرف رجوع کرنے لگے۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء اپنی اپنی مشیخت اور درس وتدریس چھوڑ کر آنحضرت کے مرید ہوئے۔ بادشاہ سلطنت چھوڑ کر آنجناب کے حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ روئے زمین کے مختلف حصوں سے لوگ ٹڈی دل کی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خاصکر توران بدخشاں کاشغر ترکستان اور دشت قبچاق کے بیشمار لوگ حاضر خدمت ہوئے۔ مذکورہ بالا ملکوں کے ہزارہا لوگ ہر روز آنجناب کی خدمت سے مشرف ہوتے تھے توران ترکستان اور بدخشاں کے بادشاہ اپنی اپنی حدود تک استقبال کے لئے آئے اور اپنے اپنے ایلچی مع تحف وہدایا آنجناب کی خدمت میں بھیجے ایلچیوں کے ساتھ ہزارہا آدمی زیارت کے لئے آئے۔ اس قدر لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ کابل میں گنجایش نہ رہی۔ جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آئے وہ شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے شہر کے ارد گرد ایک ایک کوس تک بڑا بھاری لشکر پڑا ہوا تھا۔ صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں اسقدر لوگ شامل ہوتے اور مجلس اقدس کا دبدبہ اس طرح کا تھا کہ بادشاہ اور امراء کو اتنی جرات نہ تھی۔ کہ بات کریں۔ آنجناب کے نزدیک اعلےٰ وادنےٰ امیر غریب برابر تھے۔ آنحضرت کی خدمت میں غربا امراء یا بادشاہوں کی تعظیم نہ کرتے۔ اور بادشاہوں کو آنحضرت کی مجلس میں بیٹھنے

Marfat.com

کی مجال نہ تھی۔ آنحضرت کی مجلس کا جاہ جلال کہاں تک لکھوں۔ اندک نوشتہ را لبیار باید دانست۔ جب ایران کے بادشاہ نے آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ایران آ رہے ہیں۔ اگر دین و دنیا کی خیریت چاہتے ہو۔ تو ان کا استقبال کرو۔ اور آداب خدمت بجالاؤ۔ اور ان کے مرید ہو جاؤ۔ تاکہ تمہاری سلطنت مستقل رہے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ بخشدے۔ شاہ ایران یہ خواب دیکھکر آنحضرتؓ کے استقبال کے لئے گیا۔ جب اپنے ملک کی حد پر پہنچا۔ تو ایلچی کو تحفے اور ہدیئے دیکر آنحضرتؓ کی خدمت میں بھیجا اور ایک لاکھ روپیہ بھی نذر کیا۔ اور ساتھ ہی مرید ہونے کے لئے ایک عرضی لکھی۔ جب ایران کے بادشاہ کا ایلچی معہ تحف و ہدایا اور عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرت نے تحفے اور ہدیئے قبول کرکے اور اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے بڑے بیٹے محمد صبغتہ اللہ کابل تشریف لے گئے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے استقبال کے لئے آئے۔ کہتے ہیں۔ اس دن لوگوں کا نہایت ہی ہجوم تھا۔ کیونکہ تمام اکابران سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ اور تمام چھوٹے حضرت محمد صبغتہ اللہ کے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بھائی کا استقبال کرکے انہیں نہایت عزت سے شہر میں لائے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز کابل میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور میرے ہاتھ میں ایک سیب تھا۔ اتفاقاً وہ سیب میرے ہاتھ سے گر کر لڑھکتا ہوا آنحضرتؓ کے خلیفہ خواجہ مرزا کے آگے چلا گیا۔ خواجہ صاحب نے وہ سیب اٹھا مجھے دے دیا۔ پھر ایسا ہوا۔ تو خواجہ صاحب نے پھر بھی اٹھا کر مجھے دیا۔ تیسری دفعہ جب گر کر اس کے پاس گیا تو اٹھا کر مجھے دینا ہی چاہتے تھے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ خواجہ صاحب اس سیب کو اپنے پاس رکھو تمہیں اس سے نعمت حاصل ہوگی حسب الارشاد خواجہ صاحب نے وہ سیب سنبھال کر رکھا۔ جب حضرت حجۃ اللہؓ نے حضرت قیوم رابعؓ کو خلیفہ بنا کر کابل بھیجا۔ تو خواجہ مرزا نے حاضر خدمت

ہو کر وہ موعودہ نعمت حاصل کی جب کابل میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حد سے زیادہ ہجوم ہو گیا۔ اور مغل پٹھان۔ ترک اور تاجیک بکثرت آئے۔ اور دن بدن خلقت کا انبوہ زیادہ ہوتا گیا۔ ہر روز گروہا گروہ اور جوق در جوق ترک مغل اور پٹھان آنحضرت کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ ہندوستان کے بھی بہت سے آدمی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے۔ امیر خاں والئے کابل اللہ والوں کا اسقدر ہجوم دیکھکر حیران رہ گیا۔ اور ترک مغل اور پٹھانوں کی کثرت دیکھ کر گھبرا ہی گیا! اور ایک خط اس مضمون کا عالمگیر کی طرف لکھا۔ کہ شیخ زماں خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کابل میں تشریف لانے کے سبب دین و دنیا میں خلل عظیم واقع ہے۔ اول یہ کہ نائب شرع قاضی شیخصاحب کی نعلین کو سر پر اٹھا پیادہ پا ان کے ساتھ جاتا ہے اور اس میں شریعت کی اہانت ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ صاحب کی سواری کے سبب بازار کی دکانیں پائمال ہوئی ہیں۔ اور اہل بازار کا مال و اسباب ضائع ہو گیا۔ شیخ صاحب کی سواری میں میرا ہاتھی لوگوں کے پاؤں تلے آکر مر گیا ہے۔ ایسے کام تو کبھی بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہیں ہوتے اس سے بڑی بات یہ ہے کہ ترک مغل پٹھان اس کثرت سے شیخ صاحب کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ اور توران ایران۔ بدخشاں اور ترکستان کے بادشاہ اپنی اپنی حدود پر جو سرحد ہند سے ملتی ہیں۔ آکر بیٹھے ہوئے ہیں اس وجہ سے اندیشہ ہے کہ سلطنت ہند میں فساد عظیم برپا ہو۔ جو بعد میں بُری اور لا علاج صورت اختیار کرے۔ اب کابل میری حکمرانی نہیں۔ شیخ صاحب کے حکم کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا بادشاہ نے اس کے جواب میں ایک غضب آلود حکم لکھا۔ کہ اس ملک اور اس سلطنت کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ اسی قسم کا شیخ میرے وقت میں پیدا ہوا ہے لعیر خاں کو برطرف کر دیا۔ یہ خط و کتابت اور امیر خاں کی معزولی مفصل بیان کی جائیں گی۔

ذکر دربیان

سال بست و ششم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ عرضداشت کردن سلطان ہند بخدمت آنحضرت کہ مشتمل بود بر وسعادت آنجناب

Marfat.com

از آمدن یار دو فرستادن سلطان خواجہ محمد پارسا پیش حضرت قیوم ثالث برائے ایں امر و مراجعت آنحضرت از کابل بدار الارشاد سرہند۔

جب امیر خاں والئے کابل نے بادشاہ کی طرف لکھا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ کے کابل میں آنے سے دین و دنیا میں خلل آگیا ہے۔ اول شرع کی اہانت ہوئی ہے۔ کہ قاضی شیخ صاحب کی نعلیں سر پر دھرے پاپیادہ شیخصاحب کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ صاحب کی سواری کے وقت بازار پائمال ہوا اور ہاتھی تو لوگوں کے پاؤں تلے آکر روندا گیا۔ اور مر گیا۔ تیسرے مغل پٹھان اور ترک اس کثرت سے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور مختلف ولائتوں کے بادشاہ سلطنت ہند کی سرحد پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے عنقریب ہی ملک میں بھاری فساد ہوگا جس کا دفعیہ بعد میں محال ہو جائے گا۔ جب یہ خط بادشاہ ہند کو ملا۔ تو سخت ناراض ہوا اور امیر خاں کی طرف لکھا کہ امیر خاں کے کمینہ پن پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ ایسی نامناسب اور نامعقول باتیں لکھتا ہے۔ میں کیا ہی خوش نصیب ہوں۔ کہ ایسا شیخ میرے وقت میں میرے ملک میں پیدا ہوا ہے کہ اس قدر لوگ اس کے فرمانبردار غلام ہیں اور اس قدر ہجوم ہوا ہے۔ کہ بازار پائمال اور ہاتھی ہلاک ہو گیا۔ اگر آدمیوں کی کثرت سے دکانیں ضائع ہوئیں۔ ہاتھی مر گیا تو کچھ مضائقہ نہیں اور یہ کہ جو تو نے لکھا ہے۔ کہ قاضی شہر شیخ صاحب کی نعلین کو سر پر اٹھائے پیادہ پا ساتھ چلتا ہے۔ سو قاضی صاحب شیخصاحب کے مرید ہیں مرید اپنے پیر کا جو ادب بھی کرے بجا ہے۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ مغل پٹھان اور ترک شیخ صاحب کی خدمت میں بکثرت جمع ہو گئے ہیں۔ اور بادشاہ اپنی سرحدوں پر آئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سلطنت ہند میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ سو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ میری سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ انہیں کے طفیل مجھے تخت نصیب ہوا ہے ان کے سبب سے میری سلطنت میں کیونکر خلل آسکتا ہے۔ تم میں کابل کا حاکم ہونے کی قابلیت نہیں۔ میں تجھے موقوف کرتا ہوں اور آئندہ کیلئے حکم دیتا ہوں کہ حضرت حجۃ اللہ کی طرف سے کسی قسم کا نامناسب کلمہ زبان پر نہ لانا۔ ورنہ دین و دنیا کھوؤ گے۔ کیونکہ آنجناب قیوم وقت ہیں۔ جہان کی غمی اور خوشحالی

Marfat.com

اور بدحالی اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ اسی اثناء میں عالمگیر نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص کہہ رہا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ تجھ سے ناراض ہو کر ایران کی راہ حج کو جاتے ہیں۔ واضح رہے۔ کہ اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو کہ تمہارے ملک سے خیر و برکت جاتی رہے گی جب بادشاہ جاگا تو گھبرایا۔ حضرت مروج الشریعت کے دوسرے بیٹے خواجہ محمد پارسا کو بلا کر خواب کا واقعہ بیان کر کے عرض کیا۔ کہ جس طرح ہو سکے حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو لوٹا لاؤ۔ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہو گا۔ آپ نے فرمایا میں حتے المقدور کوشش کروں گا کہ آنحضرت کو واپس لاؤں امید غالب ہے کہ لے بھی آؤں گا۔

نہ خسپم تا نخسپانم سرت را ‌ ‌ ‌ نیایم تا نیارم دلبرت را

بادشاہ نے بھی اپنی عرضی عجز و نیاز سے اس مضمون کی ارسال خدمت کی کہ تعجب ہے کہ آنجناب نے سفر کو مخالفوں کی راہ ہو کر جانا اختیار فرمایا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ بات ظاہر ہو گئی ہے۔ جس نے میری طرف سے جناب کی خدمت میں کچھ عرض کیا ہے وہ محض جھوٹ ہے۔

مانجی اللہ والرسول معاً ‌ ‌ ‌ من لسان الوری فکیف انا

جب کہ اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول ‌ ‌ ‌ دنیا کی زبان سے نہیں بچ سکے تو ہم کیونکر بچ سکتے ہیں

اگر آنجناب اس علاقے میں تشریف فرما ہوں۔ تو مجھ کو گمراہی کے بھنور سے نکال ہدایت و نجات کے ساحل پر پہنچ جائیں گے۔ اور یہ بات کرم کریمانہ سے بعید نہیں۔

گر شاہ کند میل بلالی عجبے نیست ‌ ‌ ‌ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

دراصل بادشاہ آنجناب ہی ہیں میں تو ایک گدا اگر ہوں معظم کو بھی حسب الارشاد رہا کرتا ہوں۔ جب خواجہ محمد پارسا عالمگیر کی یہ عرضی لیکر حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ اور بہت کچھ منت و سماجت کی۔ اور بادشاہ کی عاجزی اور گھبراہٹ کو عرض کیا۔ تو آنحضرت کے دل میں رحم آیا۔ اور کابل سے دکن جانے پر راضی ہوئے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آنجناب کے اکثر خلفاء اور مرید غزنی بلکہ قندھار تک چلے گئے تھے۔ آنحضرت نے انہیں بھی واپس بلا لیا۔ اور جو لوگ توران۔ ترکستان وغیرہ ممالک سے زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے تھے

Marfat.com

انہیں بھی رخصت فرمایا۔ ان میں سے بعض آنحضرت کی خدمت ہی میں رہے اور جدائی اختیار نہ کر سکے۔ حضرت حجۃ اللہ معہ تمام لواحقین و توابعین دار الارشاد سرہند کیطرف متوجہ ہوئے۔ رخصت ہوتے وقت امیر خاں والئے کابل نے عرض کیا۔ کہ بادشاہ مجھ پر ناراض ہے۔ آنحضرت نے ایک مکتوب بطور سفارش عالمگیر کی طرف لکھا بادشاہ نے آنحضرت کی سفارش سے مہربان ہو کر امیر خاں کو پھر کابل کا حاکم مقرر کیا۔ خواجہ میرزا کے بیٹے خواجہ نور اللہ اپنے باپ کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت روانہ ہوئے۔ تو میر خورد در دولت پر حاضر ہو کر آنجناب سے توجہ باطنی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میر صاحب تم پہلے بھی ہمارے حلقہ میں داخل ہو چکے ہو۔ اور ہم سے باطنی توجہات لے چکے ہو۔ میر صاحب نے عرض کیا جو کچھ مجھے حاصل ہے۔ جناب ہی کی توجہ کی برکت ہے لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصہ کے لئے بہ سبب بعضے تعلقات میں جناب کی خدمت سے مہجور رہا ہوں۔ نیز میں اس ملک میں بھی نہ تھا۔ اب مدت بعد آیا ہوں آنجناب نے فرمایا۔ اب تو ہم جا رہے ہیں۔ ورنہ تمہیں قرب الہی کے انتہائی مقام تک پہنچا دیتے۔ اچھا اب بھی تمہاری باطنی حالت اچھی ہے۔ پہلے سفر میں جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے تھے۔ تو میر خورد نے حاضر خدمت ہو کر فیض اور نسبت باطنی اخذ کئے تھے۔ اب کی مرتبہ جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے۔ تو میر خورد بدخشاں گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے آنحضرت کی خبر سن کر حاضر خدمت ہوئے لیکن اس وقت جب کہ آنحضرت واپس تشریف لانے کو تھے۔ جب حضرت قیوم ثالث رضؓ منزلیں طے کر کے سرہند پہنچے۔ تو تمام مشائخ و روسائے سرہند استقبال کے لئے آئے۔ اور سرہند سے تین منزل پر حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضرت پہلے حضرت **مجدد الف ثانی** اور حضرت عروۃ الوثقی کے روضہ منورہ کی زیارت کر کے اپنے خاص محل میں تشریف لے گئے۔

ذکر در بیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

Marfat.com

اذعان نمودن حضرت محمد اشرف بر قیومیت حضرت حجۃ اللہ و فرستادن
فرزندان خود را برائے تربیت باطن بخدمت آنحضرت و مرید شدن
اکثر اولاد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے پیش حضرت قیوم ثالث

اس سال حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف نے حضرت حجۃ اللہؓ کی قیومیت تسلیم کی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ جب حضرت حجۃ اللہؓ کابل سے تشریف لائے۔ اور ابھی سرہند میں داخل نہ ہوئے تھے۔ اور لوگ آنجناب کے استقبال کو جا چکے تھے۔ کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد حضرت محمد اشرف کو الہام ہوا۔ کہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ محمد اشرف! تم ان کا استقبال کرو۔ کیونکہ وہ میرا محبوب ہے۔ حضرت محمد اشرف حسب اشارت فیض بشارت حضرت حجۃ اللہؓ کے استقبال کو گئے۔ اور اپنا یہ الہام عرض خدمت کیا اس وقت تمام چھوٹے بڑے حاضر خدمت تھے۔ فرمایا لوگو! تمہیں واضح رہے کہ قطب جہان اور قیوم زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جو شخص آنجناب کی قیومیت کو قبول کریگا۔ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ اور قیامت میں اس کے گناہ بخش کر اسے بہشت میں داخل کریگا۔ اور جو آنحضرت کی قیومیت کو قبول نہ کرے گا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اور نہ تسلیم کرنے کی شامت سے اپنے ایمان کو ضائع کرے گا۔ نیز فرمایا کہ قیوم زمان اور قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند ہیں ان کی خدمت میں جا کر باطنی استفادہ کرو۔ اور میرے حق میں بھی دعا منگوانا۔ اور توجہ کے لئے التماس کرنا حضرت محمد اشرف کے فرزند اپنے والد ماجد کے حکم سے حضرت حجۃ اللہؓ کی خدمت میں آکر مرید ہوئے اور باطنی کمالات اخذ کئے۔ حضرت محمد اشرف کے چار لڑکے تھے۔ شیخ محمد جعفر شیخ محمد روح اللہ شیخ محمد حیات اور شیخ محمد شافی الحال۔ چاروں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آنجناب بھی ان چاروں پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی بشارات مرحمت فرمائیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالثؓ

Marfat.com

کی مرید ہوئی۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ شیخ سیف الدین کے فرزند اور حضرت شیخ محمد صدیقؒ کے فرزند اپنے اپنے باپ کے مرید تھے۔ ان کے سوائے باقی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالثؒ کی مرید تھی +

حضرت مجدد الف ثانیؓ کے دوہتے حاجی فضل اللہؒ فرماتے ہیں۔ کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ ایک روز میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر غیبت طاری ہوئی۔ جس میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت قیوم ثانیؒ تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اسی تخت پر آنجناب کے ساتھ برابر بیٹھے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ بھی قیوم زمان ہے اور قرب الٰہی میں میرے برابر ہے۔ یہ واقعہ دیکھنے کے بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوا۔ پھر دیکھا جو کچھ دیکھا۔ اسی طرح دوسرے آدمی بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت قیوم ثانیؒ سے بشارات حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہؒ کے مرید ہوئے۔ لیکن ان سب کا لکھنا طوالت کلام کا موجب ہے۔ کہتے ہیں۔ سوائے مذکورہ بالا تین فرزندوں کے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند حضرت حجۃ اللہ کی سواری میں پیادہ پا جاتے تھے۔

ذکر در بیان

سال بست وہشتم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی

آنحضرت کرت سوم بسفر حج وارتحال حضرت ابو العلی وخلاص شدن

شاہزادہ معظم از توجہ آنجناب وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال حضرت قیوم ثالثؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں جا کر سفر حج کے لئے استخارہ کیا۔ کہ کئی سال سے حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ لیکن میسر نہیں ہوتا۔ چنانچہ پہلے میں دکن گیا۔ تو وہاں چھ سال رہا۔ بعد ازاں کابل گیا۔ تو تین سال وہاں رہنا پڑا۔ لیکن اس دیر کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ الہام ہوا۔ کہ یہ سفر اس فرزند عزیز کے لئے ہے۔ جس کے بارے میں عمدہ عمدہ بشارات واشارات وقوع میں آئی ہیں۔ یعنی حضرت قیوم رابع ابھی آپ سن بلوغت کو نہ پہنچے تھے اسواسطے

Marfat.com

اس سفر میں توقف ہو رہا تھا۔ اب وہ فرزند بالغ ہو گیا ہے۔ خاطر جمع سے سفر حج اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مکہ میں اس فرزند کے لئے بے شمار نعمتیں مقرر فرمائی ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ یہ خوشخبری سن کر از بس مسرور و شاد ہوئے۔ اور لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دی۔ سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ سرہند کے اکثر مشائخ مثلاً شیخ عبد الاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ خواجہ محمد پارسا۔ میرے (مولف رح) کے چچا شیخ محمد میر اور بہت سے مشائخ و علما اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے جب آنحضرت شاہجہان آباد پہنچے تو آنجناب کے فرزند کلاں حضرت ابوالعلی بیمار ہوئے اور دن بدن مرض غالب آتا گیا حتےٰ کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی اور تین مہینے بعد اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو خارج از بیان غم و افسوس ہوا۔ آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ اور میرے (مصنف رح) دادا صاحب کی طرف لکھا۔ کہ نعش مذکور کو حضرت قیوم ثانی رض کے روضہ مبارک میں جو میری قبر کے لئے جگہ مقرر ہے دفن کرنا۔ جب نعش سرہند پہنچائی گئی۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے واسطے آئے۔ اور شہر لے گئے۔ میرے (مصنف رح) دادا صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف حضرت مروج الشریعت کے پہلو میں دفن کیا۔ لوگوں نے کہا۔ ابھی حضرت قیوم ثانی رض کے فرزند زندہ ہیں پہلے آنجناب رض کے فرزندوں کی قبریں روضہ مبارک کے اندر ہونی چاہیں۔ پھر پوتوں کی باری آنی چاہئے۔ میرے جد امجد نے فرمایا کہ آنجناب کا یہ پوتا بھی کمالات میں آپ کے فرزندوں سے کچھ کم نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر حضرت حجۃ اللہ کسی اور نفر آدمی کے لئے بھی حکم دیتے تو میں اس کی قبر روضہ منورہ کے اندر بناتا یہ تو خود آنحضرت کے فرزند ہیں۔ حضرت قیوم ثالث نے اپنے فرزند کی وفات کے بعد اپنی ساری ہمت اور توجہ اپنے پوتے کی تربیت پر صرف کرنی شروع کی۔ تھوڑی ہی مدت میں وہ پوتا بفضل الہیٰ اپنے والد بزرگوار سے بڑھ گیا۔ اور قیومیت کا منصب باپ سے بیٹے میں منتقل ہو گیا۔ جب بیٹا باپ سے افضل ہو گیا اور شاہ ہند کو حضرت حجۃ اللہ رض کے شہر میں تشریف لانے کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے شاہزادہ معظم کو جو مدت سے قید میں تھا۔ آنحضرت کے حسب الارشاد رہا کیا۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آنحضرت

Marfat.com

بادشاہ کو شہزادہ معظم کی رہائی کا حکم دے چکے تھے اور بادشاہ نے بھی عریضہ میں لکھا تھا۔ کہ جب آنحضرت کابل سے واپس تشریف لائیں گے تو شاہزادہ معظم کو رہا کیا جائیگا جب سنا کہ آنحضرت دکن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو شہزادہ معظم کو رہا کر کے آنحضرت کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ آنحضرت فرزند کی ماتم پرسی کے دن گذار شاہجہان آباد سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی اکبرآباد پہنچے تھے کہ شاہزادہ معظم آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنحضرت نے بھی اس پر بدرجہ غایت مہربانی کی اور اسے بیگر شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔

ذکر دربیان

سال بست و نہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و دخول آنحضرت بلشکر سلطان ہند و از آنجا تشریف بردن آنجناب بسمت عرب و فرستادن سلطان معظم را بہ کابل و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب عالمگیر بادشاہ کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام ارکان سلطنت سمیت سر کے بل بارہ میل تک آنحضرت کا استقبال کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ایک مخصوص مرید صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضؓ صبح کی نماز کے بعد یاروں سمیت حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ کہ عالمگیر بادشاہ بھی حاضر خدمت ہوا۔ وہ بھی ایک گوشے میں مراقبہ ہو بیٹھا۔ کسی نے اس کی تواضع نہ کی حتےٰ کہ کسی نے جانا بھی نہیں کہ کون آیا ہے۔ جب آنحضرت مراقبہ سے فارغ ہوئے۔ تو بادشاہ حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنجناب نے بھی اس پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ بادشاہ نے کہا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اس وقت ایسا شخص موجود ہے۔ کہ میرے جیسا بادشاہ جس کے ڈر سے ایران توران اور روم وغیرہ کے بادشاہ بھی حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ جب اس کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو میرے نوکر چاکر اس شیخ کی تعظیم کو مدنظر رکھتے ہوئے تواضع نہیں کرتے بلکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون شخص آیا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت سوار ہوئے اور بادشاہ

Marfat.com

پاپیادہ آنحضرت رضؓ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس روز صرف آنحضرت رضؓ ہی سوار تھے اور سب پیدل تھے۔ صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں۔ کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا۔ کہ عالمگیر جیسا بادشاہ جس کا نظیر و ثانی دنیا بھر میں موجود نہیں اس وقت آنحضرت کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہا ہے۔ ضرور آنحضرت رضؓ کے دل میں خیال آیا ہوگا کہ عالمگیر جیسا بادشاہ میرے ساتھ پیدل جا رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ عبدالوہاب! اگر عالمگیر جیسے لاکھوں بادشاہ میرے ساتھ پیدل چلیں تو بھی میرے دل میں کوئی خیال نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ واقعی آنجناب کی ذات شریف ایسی ہی ہے۔ اتنے میں بادشاہ نے آنحضرت رضؓ کے پائے مبارک پر بوسہ دیکر عرض کیا۔ کہ کیا آنجناب کو معلوم ہے۔ کہ میں یہ آداب و سلوک اور تواضع کس واسطے کرتا ہوں۔ آنحضرت رضؓ نے پوچھا کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا۔ میں بادشاہ ہوں اور آنجناب درویش۔ قیامت کے دن معاملہ بالعکس ہوگا۔ آپ بادشاہ ہونگے اور میں ظالموں کے گروہ میں کھڑا ہوں گا۔ جو مقام غضب خدا ہوگا۔ کیا جناب کو اس وقت یہ تواضع یاد آئے گی۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا ضرور یاد رکھوں گا۔ جب حضرت **قیوم ثالث** رضؓ لشکر میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ نے آنحضرت سے توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنجناب نے توجہ باطنی کی حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ توجہ لینے کے بعد بادشاہ آنحضرت رضؓ کے برابر تخت پر بیٹھا۔ تو عرض کیا۔ کہ کہ آج تو میں آنجناب کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالے کے نزدیک بیٹھے ہوں گے اور میرے ہاتھ پاؤں جکڑ کر مجرموں میں کھڑا کیا ہوا ہوگا۔ کیا آپ اس وقت بھی مجھے گنہگاروں کے گروہ سے رہائی دلائیں گے۔ آنجناب نے فرمایا خاطر جمع رکھو۔ تمہیں گنہگاروں میں نہیں رہنے دوں گا۔

اسی سال خبر آئی کہ امیر خاں والئے کابل فوت ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے حکم کے مطابق شاہزادہ معظم کو بہادر شاہ کا خطاب دیکر کابل بھیجا اور ہندوستان کا سارا علاقہ اسے دیا۔ اور خطوں میں اسے واسطے سند لکھا جاتا۔ دکن کا علاقہ اعظم شاہ کے سپرد کیا۔ معظم حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر کابل کی طرف روانہ ہوا۔ آنحضرت رضؓ نے رخصت کیوقت تمام ہندوستان اور دکن کی

Marfat.com

سلطنت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ کہتے ہیں۔ رخصت ہوتے وقت معظم بہادر شاہ نے اپنی تمام اولاد کو آنحضرت کی خدمت میں مرید کروایا۔ بہادر شاہ نے سرہند پہنچکر حضرت مجدد الف ثانی رضہ اور حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ اور پھر کابل گیا۔ تھوڑی مدت میں آنحضرت کی توجہ سے ہندوستان اور دکن دونو کا بادشاہ ہوگیا۔ اب تک آنحضرت کی دعا سے سلطنت اس کی اولاد میں ہے ٭

حضرت قیوم رابع رضہ فرماتے ہیں۔ کہ اسی سال آنحضرت نے مجھے شاہی لشکر میں محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اسی مقام پر حضرت قیوم ثانی رضہ نے مجھے محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ بشارت عطا فرمانے کے بعد مجھے فرمایا۔ کہ میری محبوبیت کی طرف دیکھو۔ میں نے حسب الارشاد نگاہ کرکے عرض کیا کہ جناب کی محبوبیت ذاتی ہے جو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ فرمایا حق تعالےٰ نے یہی محبوبیت تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ وہ محبوبیت جس کی خوشخبری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے عطا فرمائی تھی تمہیں عنایت ہوئی ہے۔ تم اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔

حضرت حجۃ اللہ رضہ چند ماہ شاہی لشکر میں رہکر عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ شاہی لشکر میں سے کئی ہزار آدمی تارک الدنیا ہوکر حج کی نیت سے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ کہتے ہیں ڈیڑھ ہزار ۱۵۰۰ مشائخ اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہزاروں ہی مرید تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار علما۔ طالب علم اور صالح آدمی آنجناب کے ساتھ تھے۔ علاوہ بریں کئی ہزار اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ عالمگیر نے آنحضرت کے ہاتھ ایک عرضی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی جس کے جواب کی بھی درخواست کی۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حج کے موقعہ پر اس قدر لوگوں کا ہجوم جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد صرف تین مرتبہ ہوا ہے۔ ایک دفعہ جب کہ حضرت عروۃ الوثقی رضہ حج کو گئے۔ دوسری دفعہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اور تیسری مرتبہ اب کی دفعہ جب آنحضرت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر میں تو اسقدر ہجوم تھا۔ کہ مکہ معظمہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ شہر سے باہر ارد گرد دور تک

Marfat.com

لشکر پڑا ہوا تھا۔ مذکورہ بالا تینوں موقعوں پر کئی ہزار اولیاء اللہ جمع ہوئے تھے۔ چند ایک جہاز بادشاہ نے آنحضرت کی نذر کیئے۔ اور کئی خود آنجناب نے کرایہ پر لئے آنجناب نے اپنی گرہ سے بے شمار روپیہ فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا۔ اور ہفتہ کے روز ۵ رشوال کو جہاز پر سوار ہوئے۔ لیکن ہوا کے متحرک نہ ہونے کے باعث ساٹھ روز میں مخہ پہنچے۔ جب جہاز سے اترے تو حج کے دن گذر چکے تھے اسواسطے مجبوراً یمن میں ٹھہرے ❖

ذکر و بیان

سال ۱۱۳۴ھ از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرود آمدن آنحضرت از جہاز ہا در یمن و رفتن آنجناب بحرمین الشریفین و وقائعیکہ دریں سال واقع شدہ اند

جب شاہ یمن کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام اراکین سلطنت سمیت استقبال کے لئے آیا۔ اور ضیافت و مہمانداری کی خدمتیں بجالایا آنحضرت نے مکہ میں رہایش اختیار کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن شاہ یمن نے عرض کیا کہ آخر جناب نے حج کے لئے جانا ہی ہے۔ اگر چند روز اس ملک میں اقامت فرمائیں۔ تو اس ملک کے لوگ جناب کی قیومیت سے مستفید ہوں گے۔ اس بارے میں جب اس نے بہت کچھ منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت نے بھی بپاس خاطر وہیں اقامت فرمائی۔ وہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا۔ اور خانقاہ کے تمام اخراجات کا خود ہی متحمل ہوتا۔ جب خنکار روم کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو ایک عرضی معہ تحف وہدایا ایلچی کے ہاتھ خدمت والا میں بھیجی۔ روم شام اور عرب کے تمام بڑے بڑے مشائخ اور علما آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ ان علاقوں میں جو آنحضرت کے مرید اور خلفاء تھے مثلاً شیخ مراد شامی۔ شیخ المدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ سبھی اپنے اپنے مقامات سے چلکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ہر ایک اپنی حیثیت کے موافق آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیے لایا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ

Marfat.com

نے یمن میں مجھ سے پوچھا۔ کہ تمہیں کشف حقایق کہاں تک حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ تمام اشیاء کے حقایق کی کشف حاصل ہے۔ تمام سالکوں کے مشرب علوم ہیں جانتا ہوں کہ فلاں شخص اپنے نبی کی ولایت کے چوتھے حصے تک پہنچا ہے۔ کسی نے تیسرا حصہ کسی نے نصف حصہ ان سب کی حالت مجھ پر منکشف ہے۔ حضرت **قیوم ثالث** رضہ نے فرمایا۔ کہ یہ کشف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضہ کے سوا کسی گذشتہ یا آئندہ ولی کو نصیب نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے تمہیں عنایت کی ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ +

انہیں دنوں ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا وجود بڑا ہو گیا ہے جس سے تمام جہان زمین سے آسمان تک پُر ہو گیا ہے۔ جب میں نے یہ خواب آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا کہ یہ قطبیت اور قیومیت کی علامت ہے تمہیں اللہ تعالےٰ قیوم وقت بنائے گا۔ جب یمن میں آنحضرت کو رہتے ہوئے تین مہینے گذر گئے۔ تو ایک روز فرمایا کہ آج کعبہ ملاقات کے لئے آیا تھا۔ اور گلہ کرتا تھا کہ تم آکر یمن میں بیٹھ رہے ہو۔ میرے پاس کیوں نہیں آتے۔ لعدازاں بہت جلدی معہ توابع ولواحق مکہ کا رخ کیا۔ ایک روز اثنائے راہ میں فرمایا۔ کہ کعبہ ہمارے استقبال کے واسطے آیا ہے اور مجھے گھیر لیا ہے۔ گویا میرے گرداگرد پھرتا ہے۔ تمام آدمی جو کعبہ کو سجدہ کرتے ہیں وہ گویا مجھے کرتے ہیں۔ کیونکہ کعبہ نے مجھے گھیرا ہوا تھا۔ جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ تمام جنگل اور صحرا کعبہ کے نور سے پُر ہے۔ تمام اہل مکہ آنجناب کے استقبال کے واسطے آئے۔ حضرت حجۃ اللہ پاؤں کے درد کی وجہ سے تخت پر سوار ہو کر مسجد الحرام کے اندر گئے۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ عین طواف کیوقت کعبہ میرے گلے ملا۔ اور مجھے بھینچا۔ اور میرے چہرے پر اس نے بوسہ دیا۔ ایک روز مکہ میں فرمایا کہ آج رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ اور بدرجہ غایت مہربانی کر کے فرمایا کہ ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں۔ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ دوسرے دن آنحضرت نے مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ اثنائے راہ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ میری ماں نے مجھے بڑے پیار سے گلے لگایا۔ جب مدینہ منورہ میں پہنچے۔ تو وہاں کے تمام باشندوں نے استقبال کیا

Marfat.com

آنحضرت نے حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر اپنا سر مُنہ آستانہ علیہ پر ملا۔ دوسرے دن آنحضرتؐ کے بہت سے خلفاء کو روضۂ منورہ کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ پردہ خاص کے اندر آنجناب پر بے خودی طاری ہوئی۔ جب وہاں سے باہر آئے۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ جناب سرور کائنات میرے حال پر بدرجہ نہایت مہربان ہوکر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے خاص لحوق حاصل ہوا۔ بعدازاں مجھے خلعت عنایت فرمائی۔ آنجناب نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ تمہیں نہایت تپاک سے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے گود میں بٹھا تمہارے سر منہ کو چوما۔ اور اس طرح مہربان ہوئے جیسے باپ بیٹے پر ہوتا ہے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ وہی فرزند ہے۔ کہ جس کے باپ کی تربیت میں بارہ سال تک کرتا رہا۔ تاکہ اس سے ایسا فرزند پیدا ہو۔ جو میرے کمالات کا مظہر اتم ہو۔ پھر یہ فرزند پیدا ہوا۔ جو پروردگار کا خلیفہ اور میرا اکمل نائب ہے۔ اسی فرزند کی خاطر میں نے تمہیں پہلے ہندوستان سے منگوایا۔ اور القائے نسبت کیا تھا۔ کہ یہ مرد بزرگ پیدا ہو جب تک دنیا قائم ہے سارا جہان اس عزیز الوجود کے کمالات سے فائدہ اٹھاتا رہیگا۔ بعدازاں اپنے سینے کو تمہارے سینے سے ملاکر اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے اپنے جد امجد کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے آنحضرت کی توجہ سے خود بھی یہی معاملہ مشاہدہ کیا ہے۔ الحمد للہ علے ذالک۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دوسرے روز بقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کی قبر پر فاتحہ طویل پڑھا۔ فاتحہ سے فارغ ہوکر فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مجھ پر مہربانی کی خاصکر حضرت عثمان حضرت امام حسن۔ حضرت عائیشہ صدیقہ اور حضرت عباس رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے بہت بہت عنایت فرمائی اور میری ملاقات کے لئے تمام اصحاب جمع ہوئے۔ اور مجھے بیچ میں گھیر لیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم پر بھی ایسی ہی مہربانی کی۔ آدھی رات تک روضہ منورہ میں معہ تمام خلفا بیٹھے رہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا دستور ہے۔ کہ عشاء کی نماز کے بعد تمام

Marfat.com

آدمیوں کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ لیکن جب تک آنحضرت بیٹھے رہتے۔ کوئی خادم بھی متعرض نہ ہوتا۔ حضرت قیوم رابع ساری رات خاص پردہ کے اندر مراقبہ کئے بیٹھے رہتے۔ جب اٹھتے تو اور آدمیوں کو بھی ساتھ لاتے۔ ایک روز حضرت قیوم ثالث رضہ روضہ منورہ کے اندر خاص پردہ میں بیٹھے تھے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر بہت کچھ عنایات فرمائیں۔ اور فرمایا کہ میری امت کے تمام اولیا میں سے چار شخص افضل ہیں۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی رضہ دوسرے عروۃ الوثقی رضی اللہ تیسرے تم اور چوتھے تمہارے پوتے قیوم رابع دو مہینے تک آپ مدینہ منورہ میں رہے۔ بعد ازاں ماہ رمضان آپہنچا۔ حدیث کی کتابوں سے معلوم ہوا۔ کہ ماہ رمضان مکہ معظمہ میں بسر کرنا از روئے اجر افضل ہے۔ اس واسطے آنجناب نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔ اور حضرت خاتم النبین سے رخصت ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آنجناب کو اور حضرت قیوم رابع کو خلعت عنایت فرمائی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ رخصت کے وقت بادشاہ ہند کی عرضی پیش خدمت کی۔ اور اس کے جواب کے لئے التماس کی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے عرضی کو پڑھ کر فرمایا۔ کہ بادشاہ ہند ہمارا یار ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رخصت کے لئے اصحاب بقیع شہدائے اُحد کے پاس گئے یہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر شیخ آدم بنوری رحمۃ کی قبر پر جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ کے محاذی ہے گئے۔ فاتحہ پڑھا۔ جب وہاں سے لوٹے تو فرمایا کہ تمام صحابہ نے مجھ پر مہربانی کر کے خلعتیں عنایت فرمائیں۔ آنحضرت ۲۸ شعبان کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے جب حرم کے قریب پہنچے۔ تو فرمایا کہ کعبہ کے انوار ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اور بیت اللہ ہمارے استقبال کے لئے آیا ہے تمام اہل مکہ آنحضرت کے استقبال کیواسطے آئے۔ آنحضرت تراویح کی نماز مسجد الحرام میں ادا کرتے تھے۔ بہت سے لوگ نماز تراویح آنجناب کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جمع ہو جایا کرتے۔ حتےٰ کہ ایک دوسرے کی پشت پر سجدہ کرتے تھے۔ اہل مکہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان اس قدر لوگوں کے ہجوم سے آج تک نہیں گذرا۔ اس ماہ رمضان میں عجیب برکات انوار۔ ظہورات اور تجلیات وارد ہوتی تھیں۔ کہ قلم ان کے لکھنے سے عاجز ہے۔ انہیں

Marfat.com

دنوں ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم رابع کو ذات موہوبہ کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ ذات موہوبہ سے مراد قیومیت ہے۔ حضرت قیوم رابع نے عرض کیا۔ کہ یہ منصب اعظم اب آپ کے متعلق ہے۔ مجھے آپ کیونکر خوشخبری عنایت کرتے ہیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم بھی اس مقام کے سامنے میں پہنچ چکے ہو۔ عنقریب بالاصالت بھی یہ منصب تمہیں ملیگا جب حج کے دن آئے۔ تو آنحضرت نے تمام پوتوں خلفاء اور مریدوں سمیت احرام باندھا۔ اور ذالحجہ کا پہلا عشرہ قطع تعلقی میں بسر کیا اور عرفات اکبر کے معشر میں روانہ ہوئے۔ عرب یمن شام اور روم وغیرہ ممالک کے تمام چھوٹے بڑے جو حج کے لئے آئے تھے۔ سب آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ آنجناب تمام قافلوں کے سردار تھے۔ عین عرفات میں الہام ہوا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ حج کی قبولیت کا ایک کاغذ مجھے دیا گیا ہے۔ لوگ یہ خوشخبری سنکر اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائے۔

ذکر در بیان

سال سی و یکم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ بشارت دادن آنجناب نبیرۂ خود حضرت قیوم رابع را بہ قطب الاقطابی و قیومیت و مراجعت آنحضرت از عرب بہ ہندوستان بیان واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے اپنے پوتے حضرت قیوم رابع کو قطب الاقطابی اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے حج کے بعد ہندوستان جانا چاہا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ خدا جانے پھر جناب کا دیدار نصیب ہو یا نہ ہو۔ بہتر ہے کہ کچھ دن اور اس ولایت میں توقف فرماویں۔ آنجناب بھی ان کی خاطر چند روز اور مکہ میں ٹھہرے۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد حلقہ مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت قیوم رابع کو فرمایا۔ کہ آج میں نے کعبہ کو دیکھا ہے۔ کہ تمہاری طرف سرنگون ہوا ہے۔ تمہاری سیر باطنی تمام اسماء صفات شیونات۔ اعتبارات سے گذر کر ذات بحت تک پہنچ گئی ہے۔ پروردگار نے تمہیں

اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے تمام اسماء وصفات کا مظہر اتم بنایا ہے قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت تمہیں پہنائی۔ اب میری رحلت کے دن نزدیک ہیں قریب ہی ہیں اس جہان فانی سے کوچ کر جاؤنگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے تمہارے وصف بیان کرتا ہے اور فرشتوں کو فخریہ فرماتا ہے کہ روئے زمین پر میرا ایسا بندہ ہے حضرت قیوم رابع یہ خوشخبری سنکر شکر پروردگار بجالائے لیکن حضرت قیوم ثالث رض کے جلدی ارتحال کر جانے کا سخت افسوس کیا جب آنحضرت نے اپنے پوتے کو نہایت غمزدہ وافسردہ میں دیکھا۔ تو تسلی کے لئے فرمایا خاطر جمع رکھو ابھی میرے ارتحال میں چند ایک سال باقی ہیں اس فرمان سے حضرت قیوم رابع کو قدرے تسلی ہوئی۔

انہیں دنوں ایک روز شیخ مراد شامی اپنے بیٹے کو جو حضرت قیوم رابع کا ہم عصر تھا مرید کرانے کیلئے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت نے اسے قیوم رابع رض کے سپرد کیا۔ کہ اُسے تم مرید کرو۔ آپ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق اسے مرید کیا بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ رض نے عرب یمن شام اور روم کے تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ حضرت قیوم رابع رض کے مرید ہو جاؤ۔ اس ولایت کے تمام وضیع وشریف حضرت قیوم رابع رض کے مرید ہو گئے۔ بعد ازاں آنحضرت نے روم شام عرب اور یمن کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا اور خود ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم رابع نے شیخ مراد کے بیٹے محمد ... فت
بدبخت جہاز
عنایت فرمائی۔ عرب ویمن کے اکثر آدمی سمندر تک آنجناب کے ہمراہ گئے
نے کہا ہے۔
لوگوں کو رخصت کر کے جہاز پر سوار ہوئے۔ جب جہاز کو چلتے ہوئے مبتلا ہو کر طرح طرح
تو فرنگی آکر لڑنے لگے۔ اور گولے وغیرہ پھینکنے لگے۔ جہاز گولوں
بانھا تھوڑے توں
کا پینے لگے۔ لوگ گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دعا
رئیس غنیم آنحضرت
اس بلا کے دفعیہ کے واسطے التماس کی آنحضرت نے فاتحہ طویل کے
جب وہ زیارت
فاتح ومنصور ہوں گے اور کافر لوگ نیچا دیکھینگے تمہیں اس مصیبت سے رہا آنحضرت کی خدمت
لوگوں نے عرض کیا۔ کہ گولوں سے ہمارے جہاز پاش پاش ہو گئے ہیں۔ اب تحے
غرق ہوا چاہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ گولوں سے جہاز پختہ ہو گئے ہیں اگر
کر اس کے منہ
تو جا کر دیکھو۔ جب ملاح کمروں میں رسے باندھ نیچے اترے۔ تو غور سے دیکھنے
سنبھال
معلوم کیا کہ گولے سیخوں کیطرح تختوں میں لگے ہیں جن سے تختے اور بھی مضبوط ہو گئے
نریز لڑائی

Marfat.com

ملاحوں نے آکر کیفیت عرض کی اسی اثناء میں آنحضرت کے تصرف سے فرنگی آپس میں لڑ مرے اور اہل اسلام خیر و عافیت سے کنارے آلگے۔ بندرگاہ سورت میں آٹھیرے۔ اور اللہ تعالے کا شکر بجالائے جب اہل ہند کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو اعلے ادنے سبھی آنحضرت کے استقبال کیواسطے آگئے۔ بادشاہ ہند بھی معہ تمام ارکین سلطنت سات منزل تک استقبال کے لئے آیا۔ اور آداب قیومیت بجالایا۔ آنحضرت نہایت مہربانی سے پیش آئے اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم سے جو عنایت ہوئی تھی۔ وہ بھی ظاہر کی۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ یہ سب جناب کی توجہ کا نتیجہ ہے ؛

میرے (مصنف رح) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ہم معہ اپنے والد ماجد شاہزادہ معظم کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رض کے بندرگاہ میں آجانیکی خبر پہنچی۔ شاہزادہ نے اسی وقت ایک عرضیہ معہ تحف و ہدایا اور ایک لاکھ روپیہ کے ایلچی کے ہاتھ آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا ؛

ذکر در بیان

سال سی و دوم از قیومیت ثالث حجۃ اللہ و مرید شدن شاہزادہ کام بخش
قدس آنحضرت و واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

واقعہ نحضرت نے سمندر پار ہو کر شاہی لشکر میں چند روز رہنے کے بعد سرہند
اس ۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ میری عمر نوے ۹۰ سال گذر چکی ہے۔ اب مجھے
کو قطب الاقطاب امید نہیں رہی معلوم نہیں کہ جناب کی قدمبوسی پھر نصیب ہو۔ اگر آنحضرت
یوں ہے۔ کہ حضرت ال توقف فرمائیں۔ تو میں فائدہ باطنی جناب کی صحبت سے حاصل کرلوں
خدا جانتے پھر سلامتی کا موجب ہو۔ اور یہ بات جناب کے کرم کریمانہ سے کچھ بعید بھی
میں توقف فرما دشاہ کی خاطر چند روز اور شاہی لشکر میں رہے۔ بادشاہ صبح شام آنحضرت
کی نماز کے بعد حاضر رہتا اور کئی رات تنہا آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ چنانچہ صوفی
کو دیکھا فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات خانقاہ کے اندر چند جوان دروازہ بند کئے شعر
شیفونا سی محفل میں مشغول تھے۔ انہیں میں ناصر علی شاعر بھی تھا۔ اس رات شدت
اور ہوا تھی۔ آدھی رات کے وقت کسی شخص نے خانقاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

Marfat.com

لیکن اس کی آواز بہ سبب قہقہ اور خندہ اور شعر خوانی کسی نے نہ سنی پھر اس نے زور سے آواز دی۔ لیکن کسی نے نہ سنی۔ دیر تک کھڑا آوازیں دیتا رہا لیکن آدمیوں نے نہ سنا۔ جب اس نے زور سے کھٹکھٹایا اور بلند آواز سے پکارا۔ تو پھر آدمیوں نے سنکر اسے کہا۔ کہ دور ہو جا ہمارے عیش کو بے لطف نہ کر۔ اس شخص نے کہا مجھے ضروری کام ہے سن لو۔ آخر دروازہ کھولکر دیکھا تو خواجہ سرائے کھڑا تھا اور اس کے پیچھے عالمگیر بادشاہ وہ آدمی شرمندہ ہوئے۔ بادشاہ نے کہا میرے آنے سے یاروں کی مجلس میں خلل آیا ہے پھر پوچھا۔ کہ آنحضرت سوئے ہوئے ہیں۔ یا جاگتے ہیں۔ انہوں نے کہا آرام کر رہے ہیں لیکن اب بیدار ہونیکا وقت قریب ہے۔ بادشاہ انتظار میں بیٹھ گیا۔ ایک گھڑی بعد آنحضرت بیدار ہوئے جب حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت نے ایسے وقت میں حاضر خدمت ہونیکا سبب پوچھا۔ تو عرض کیا۔ کہ جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے۔ یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے وقت میں رستہ چلنا دشوار ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ ایسی تکلیف کے ساتھ ایسے وقت میں حاضر خدمت ہونے سے آنجناب مجھ پر خوش ہوں گے۔ اور میرے حق میں دعا فرمائیں گے جس سے مجھے ایمان کی سلامتی نصیب ہوگی۔ آنحضرت نے تہجد کی نماز کے بعد بادشاہ کو باطنی توجہ دی اور اس کے حق میں دعا کی اور ولایت صغریٰ کی خوشخبری عنایت فرما کر رخصت کیا۔

اسی سال سلطان ہند کا چوتھا بیٹا شاہزادہ کام بخش حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونیکا سبب یہ ہوا۔ کہ آنحضرت کے سفر حج سے آنے پر بدبخت جہان نے بادشاہ کو کہا۔ کہ آپ مجھے کسی کا مرید کرائیں۔ بادشاہ نے اسے کہا حضرت نے کہا ہے۔ تجھے ان کا مرید بناؤں گا۔ چونکہ آنحضرت جہان اور قیوم زماں آ رہے ہیں۔ چونکہ آنحضرت نے مبتلا ہو کر طرح طرح کی خوشخبری شاہزادہ معظم کو عطا فرمائی تھی اس واسطے باقی شاہزادے بانظر تھوڑے توں چنداں مخلص نہ تھے۔ کام بخش نے بادشاہ کے روبرو ٹال مٹول کیا۔ رئیس غنیم آنحضرت خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص کہہ رہا ہے۔ کہ او کام بخش! اگر اپنے ایمان کی خیر چاہتا ہے تو جب وہ زیارت ہو۔ تو خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے مرید ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ محبوب پروردگار ہیں۔ اگر کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید نہ ہو گے۔ تو اپنے دین و ایمان کو کہ اس کے منہ لو گے۔ اور غضب خدا میں گرفتار ہو گے۔ کام بخش ڈر کر چونک پڑا۔ اور باپ کے پاس سنبھال رات کا ماجرا بیان کیا۔ باپ نے کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ آنحضرت قیوم زمان نرنیز لڑائی

حبب حضرت حجۃ اللہ رض لشکر میں داخل ہوئے۔ تو کام بخش کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ اور اس کے خواب کو بھی عرض کیا۔ آنحضرت نے اس کے حال پر عنایت فرمائی۔ اور بادشاہ کو فرمایا کہ اسے بھی ملک کا کوئی حصہ دو۔ جیسا کہ اور بیٹوں کو دیا ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق حیدرآباد کا علاقہ کام بخش کو دیا۔

ذکر در بیان

سال سی سوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و ولی عہد
کردن آنحضرت جناب قیوم رابع را و مراجعت آنجناب از لشکر
سلطان ہندیہ بشاہجہان آباد و واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال آنحضرت نے اپنے پوتے قیوم رابع کو جو آنحضرت کے بڑے بیٹے حضرت ابو العلیٰ کے فرزند تھے۔ اپنا قائم مقام اور ولی عہد مقرر فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان کے مرید ہو جاؤ۔ تمام حسب الامر حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے اور آنحضرت نے اپنے خلفا اور مریدوں کو یہ بھی فرمایا کہ تم سب قیوم رابع رض کے حلقہ و مراقبہ میں شامل ہوا کرو۔ اور انہیں سے توجہ باطنی لو۔ تمام لوگ حضرت قیوم رابع رض کے حلقہ و مراقبہ میں بیٹھنے اور انہیں سے توجہ باطنی لینے لگے۔ بادشاہ بھی حضرت قیوم رابع کا مرید ہو کر انہیں سے فیض باطنی اخذ کیا حضرت قیوم ثالث نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ ایک طرف سے تم توجہ دو اور دوسری طرف سے میں دیتا ہوں لیکن آپ بپاس ادب اس میں توقف فرما ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اب تم میرے برابر ہو۔ خلعت کی کو قطب الاقطابی کی ہو جاؤ۔ اور لوگوں کو توجہ دو۔ ایک طرف سے آنحضرت توجہ دینے لگے۔ یوں ہے۔ کہ حضرت دوسری طرف سے آپ نے حتیٰ کہ حلقہ ختم ہوا۔ اسی طرح ہر روز کرتے۔ شاہی خدا جانے پھر یہی معاملہ ہوتا۔ تمام لشکر اور بادشاہ حضرت قیوم رابع رض کی رسائی عقل اور میں توقف فیضان دیکھتے اور ان کی خورد سالی پر نگاہ کر کے حیران ہو کر کہتے کہ جو عقلمندی کی نماز کے اس خورد سال میں دیکھنے میں آتی ہے۔ وہ صد سالہ بوڑھوں میں کبھی نہیں پائی جاتی کو دیکھا۔ حجۃ اللہ نے اپنے پوتے کو اپنا قائم مقام اور ولی عہد بنا کے سرہند جانے کا ارادہ کیا شیوتا نے عرض کیا کہ آنجناب خود تو تشریف لے جاتے ہیں۔ اگر شہزادہ محمد زبیر کو لشکر

Marfat.com

میں چند روز اقامت کے لئے فرمائیں۔ تو میں ان کی صحبت سے مستفید ہو لوں۔ آنحضرت نے قیوم رابع سے پوچھا کہ اگر تمہارا دل چاہے تو چند روز بادشاہ کے پاس رہو۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ اگر جناب فرمائیں تو مجبور ہوں۔ اگر میری مرضی پوچھیں۔ تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس نہیں رہنا چاہتا۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ جب تمہاری مرضی نہیں تو میں کیونکر مجبور کر سکتا ہوں جب بادشاہ حضرتؒ قیوم رابع سے مایوس ہوا۔ تو پھر عرض کیا۔ کہ کسی مخصوص خلیفہ ہی کو چھوڑ جائیں۔ تاکہ مجھے کچھ تو تسلی ہو۔ آنحضرتؒ شاہ عبداللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑ سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ رخصت کے وقت بادشاہ بہت رویا کیونکہ اُسے یقیناً معلوم تھا۔ کہ پھر آنحضرت کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ آنجناب نے بادشاہ پر عنایت فرما کر اسے رخصت کیا جب آنحضرت اورنگ آباد میں آئے تو بعض قدیمی مخالفوں نے شورش کی۔ ان کا سرغنہ صالح نام ایک شخص تھا۔ اس نے رندو اوباش جمع کر کے آنحضرت کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ آنحضرت کے مرید و معتقد اس معاملہ سے بالکل بے خبر تھے جب اس شور و شغب سے آنحضرت مطلع ہوئے۔ تو فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو بلائے عظیم میں مبتلا کرے گا۔ یہ فرماتے ہی ان لوگوں کے دل پر خوف چھا گیا۔ نہایت پریشان ہوئے۔ حواس باختہ ہو کر اوزار پھینک بھاگ گئے۔ جب آنحضرت کے مریدوں کو اس معاملہ کی خبر ہوئی۔ تو ان کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ بدکار اس طرح روپوش ہوئے کہ ان کا پتا تک نہ لگا۔ بعد ازاں بعض آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو کر مرید ہوئے اور بہت سے دیوانے ہو گئے اور صالح بدبخت جو ان کا سرغنہ تھا اس طرح جنون میں مبتلا ہوا کہ گُو کھاتا تھا۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

مصرعہ قدر رنداں راچہ داند طالع دیوانہ۔ اور بعض سخت مرض میں مبتلا ہو کر طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر ہلاک ہوئے۔ غرضیکہ تمام مخالف جنہوں نے محاصرہ کیا تھا تھوڑے دنوں میں کُتے کی موت مرے۔ آنحضرت اورنگ آباد سے برہانپور میں آئے۔ رئیس غنیم آنحضرت کی زیارت کے لئے آیا۔ اور اس نے تحفے اور ہدیے آنجناب کی نذر کئے۔ جب وہ زیارت کر کے واپس ہو گیا۔ تو غنیم کا ایک اور رفیق چند ایک اوباش ساتھ لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خانقاہ کے ایک یار نے اس کے لباس پر اسے بازپرس کی۔ بلکہ اس کے منہ پر دھپڑ مار کر اس کی پگڑی اتار ڈالی۔ تو ان بدبختوں نے فساد شروع کیا اور تیر تلوار سنبھال مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس طرف کے آدمی بھی مستعد ہوئے قریب تھا کہ خونریز لڑائی

Marfat.com

ہو کہ اتنے میں سرغنہ کو خبر ہو گئی۔ اس نے سب کو جھڑک کر روکا۔ اور آنحضرت سے معافی مانگی آنحضرت برہانپور سے اکبر آباد آئے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ اکبر آباد میں حضرت قیوم ثالث رحمۃ کے خلیفہ شیخ عبدالکریم نے مجھ سے باطنی توجہ طلب کی تو میں نے یہ بات آنحضرت کی خدمت میں عرض کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے تمام خلفا اور مریدوں کو تمہارا مرید ہونا چاہئے۔ اب سے قبلہ توجہ باطنی تم ہی ہو۔ بعد ازاں آنحضرت نے حلقہ مراقبہ اور توجہ کا سارا کارخانہ حضرت قیوم رابع کے سپرد کیا۔ اور اپنا قائم مقام بنا کر اپنی مسند پر بیٹھایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حکم دیا کہ ان سے توجہ باطنی لیا کریں حضرت قیوم ثالث رحمۃ کے تمام مرید حضرت قیوم رابع کے مرید ہو گئے۔ اور انہیں سے فیض باطنی اخذ کرنے لگے۔ صبح و شام انہیں کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ اکبر آباد سے شاہجہان آباد میں آئے۔ حضرت **قیوم ثانی** رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند حضرت محمد صدیق پہلے ہی سے اس شہر میں رہتے تھے۔ وہ تمام باشندوں سمیت آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے آنجناب قلعہ سلطانی کے مقابل فیض اللہ کے محل میں اترے۔

ذکر دربیان

سال سی و چہارم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرستادن
آنحضرت قیوم رابع را بہ کابل و تشریف بردن آنجناب از شاہجہان آباد
بدارالارشاد سرہند و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب حضرت قیوم ثالث شاہجہان آباد میں تشریف آور ہوئے۔ تو شہر کے تمام وضیع و شریف نے آنجناب کی طرف رجوع کیا صبح شام آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوتے تھے۔ جب لوگ آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت انہیں حضرت قیوم رابع کے حوالے کرتے۔ اور ان کے مرید بننے کے لئے فرماتے۔ جب شاہجہان میں رہتے دو تین مہینے کا عرصہ گذر گیا۔ تو حضرت قیوم رابع کو فرمایا۔ کہ اب تم کابل جا کر وہاں کے باشندوں کو اپنے باطنی فیض سے سیراب کرو۔ اور خلقت کی تربیت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت قیوم رابع حسب الارشاد کابل کی طرف روانہ ہوئے حضرت قیوم ثالث رحمۃ نے اپنے اکثر مرید اور خلفا آپکے ساتھ کر کے رخصت فرمایا۔ جب آپ سرہند پہنچے۔ تو شہر کا

Marfat.com

حاکم معہ تمام اہل شہر آپ کے استقبال کے واسطے آیا۔ آپ نے چند روز سرہند رہکر کابل کی راہ لی اس علاقے کے لوگوں نے جس طرح حضرت قیوم ثالث رض کا استقبال کیا تھا۔ اسی طرح آپ کا کیا۔ شاہزادہ معظم بھی استقبال کے لئے آیا اور شرائط مہمانداری باحسن وجوہ بجالایا۔ وہاں کے تمام باشندے آپکے مرید ہوئے۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ کئی ہزار لوگ آنجناب کے حلقہ میں صبح شام حاضر ہوتے تھے۔ حضرت قیوم ثانی رح اور حضرت قیوم ثالث رض کے تمام بڑے بڑے خلفاء مثلاً اخون موسلے خواجہ مرزا اور خواجہ خسرو وغیرہ نے حضرت قیوم رابع کی خدمت میں حاضر ہوکر اخذ فیض کیا۔ اور توجہ باطنی لی۔ حضرت قیوم رابع کو انہیں توجہ دینے میں تامل تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں پہلے ہی حضرت **قیوم ثالث** رض نے فرمایا تھا۔ کہ جناب سے فیض اخذ کریں۔ خواجہ مرزا نے وہ سیب والا قصہ یاد دلایا۔ کہ جناب کے دست مبارک سے سیب کئی مرتبہ آکر میری طرف آیا۔ اور میں نے اٹھا کر جناب کو دیا تھا آخر حضرت قیوم ثالث رض نے مجھے فرمایا تھا کہ اس سیب کو اپنے پاس محفوظ رکھو کیونکہ تمہیں ان سے نعمت حاصل ہوگی۔ میں نے اس سیب کو سنبھال کر رکھا تو اب وہ نعمت لینے کا وقت آگیا ہے۔ جب ان لوگوں نے حد سے زیادہ منت سماجت کی۔ تو حضرت قیوم رابع رض نے انہیں توجہ باطنی عنایت فرمائی۔ یہ بزرگ اپنے بیٹوں کو آنجناب کی خدمت میں تربیت باطنی اخذ کرانے کے واسطے لائے تھے۔ آنجناب نے ان کے بیٹوں کی پوری پوری تربیت کرکے انہیں خلافت عنایت فرمائی۔ حضرت حجۃ اللہ نے شاہجہان آباد میں کچھ مہینے رہکر سرہند آنا چاہا۔ عالمگیر کی بہن شاہجہان کی بیٹی گوہر آرا نے جو حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث کی خاص مرید تھی۔ عرض کیا کہ اگر آنجناب چند روز اور یہاں تشریف فرما رہیں۔ تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا۔ اس بارے میں جب اس نے منت وسماجت کی۔ تو آنحضرت نے اسکی خاطر چند روز اور شاہجہان آباد میں گذارے۔ خانقاہ کے اخراجات کی متحمل گوہر آرا تھی حضرت قیوم رابع رض فرماتے ہیں کہ گوہر آرا نے حضرت قیوم ثالث رض کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور اس کے علاوہ آنحضرت نے اسے خوشخبری دی تھی۔ کہ جنت میں تم جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجات میں داخل ہوگی۔ یہ خوشخبری حضرت قیوم ثالث نے بھی اسے دی تھی۔ جب حضرت قیوم ثالث کو شاہجہان آباد میں رہتے ایک سال ہوگیا تو پھر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مشائخ سرہند کو آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر ہوئی

Marfat.com

تو سر کے بل پانچ منزل تک استقبال کیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ لوگ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ شکر الٰہی بجالاتے تھے۔ جب آنحضرت سرہند میں داخل ہوئے تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی رض کے روضہ مبارک پر دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک پر آکر دیر تک مراقبہ کیا۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہوکر چند ایک سخن فرما کر محل کے اندر تشریف لے گئے۔ اس سفر سے واپس آکر اپنا تمام مال و اسباب اپنی لڑکی حضرت بیگم کو بخشا اور تمام مشائخ سرہند کے روبرو ہبہ نامہ لکھ دیا +

ذکر دربیان

سال سی و پنجم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ مراجعت کردن آنحضرت قیوم رابع از کابل بہ سرہند و ملازمت جد بزرگوار نمودن و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب حضرت قیوم رابع رض نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ شاہجہان آباد سے سرہند تشریف لے آئے ہیں۔ تو وہ بھی اپنے جد امجد کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے جب روانہ ہونے لگے تو لوگوں نے کہا کہ راستے میں شیروں کا خوف ہے۔ بہت سے لوگ جو زیارت کے ارادہ سے آنحضرت کے ساتھ جانیکو آمادہ ہوئے تھے انہوں نے ارادہ توڑ دیا میرے (مصنف رح) جد امجد بھی ان دنوں کابل میں تھے۔ انہوں نے حضرت قیوم رابع سے پوچھا کہ آپکی کشف میں راستے کے خوف کی کیا کیفیت ہے۔ آنجناب نے فرمایا خیریت ہے کسی قسم کی تکلیف رستے میں لوگوں کو نہ ہوگی۔ میرے (مصنف رح) جد امجد نے عرض کیا۔ کہ ہمیں آپ کی کشف کافی ہے۔ ہم جناب کے ساتھ چلتے ہیں۔ حضرت قیوم رابع معہ لواحق و توابع کابل سے روانہ ہوئے۔ میرے جد امجد بھی آنجناب کے ہمراہ تھے۔ اتفاق سے پہلے ہی منزل میں چند ایک اوباش ظاہر ہوئے۔ اور میرے جد امجد کے اونٹ کا نمدہ لے گئے لوگوں نے یہ ماجرا آنجناب کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا۔ کہ صرف اتنا ہی خطرہ تھا۔ آگے بالکل خیریت ہے۔ خاطر جمع ہو کر چلو۔ واقعی اسکے بعد کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ حضرت قیوم رابع نے کابل سے روانہ ہوتے وقت آخون موسٰے کے بیٹے میر سعد اللہ خواجہ خسرو

Marfat.com

کے بیٹوں خواجہ عبید اللہ اور خواجہ فیض اللہ اور خواجہ مرزا کے بیٹے خواجہ محمد امین کو خلافت دیکر ان کے وطنوں کی طرف رخصت فرمایا۔ شاہزادہ معظم ان دنوں کابل میں تھا رخصت کے وقت اس نے طرح طرح کے تحفے اور ہدیے اور دس ہزار روپیہ بطور زادِ راہ نذر کیا۔ آنجناب بہت جلدی کابل سے سرہند پہنچ گئے۔ اور اپنے جد امجد کے دیدار فیض الانوار سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت اپنے فرزند کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت قیوم رابع کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ لوگ تمہاری قدر نہیں جانتے ؛

اس سال حضرت مجدد الف ثانی رض کی تمام اولاد نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو حضرت قیوم ثالث رض کا مرید کرایا حتےٰ کہ تین سالہ بچے بھی مرید کرائے۔ میری (مصنف) ایک بہن اس وقت چند مہینے کی تھی۔ میرے والد بزرگوار اسے بھی آنحضرت کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ اس پر بھی نگاہ لطف و عنایت فرمائیں۔ تاکہ یہ بھی جناب کے مریدوں میں شامل ہو جاوے۔ جب حضرت قیوم رابع سوار ہوتے تھے۔ تو تمام مشائخ علما اور چھوٹے بڑے۔ وضیع و شریف۔ بادشاہ۔ فقیر بوڑھے جوان آنحضرت کے ساتھ پیادہ چلتے تھے اور بچے آنحضرت کی سواری کے ساتھ اس طرح دوڑتے اور آنحضرت کی محبت میں اس درجہ بے اختیار تھے۔ کہ جوانوں اور بوڑھوں سے سبقت لے جاتے تھے ؛

اسی سال آنحضرت نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تین تیر پرتاب کے فاصلہ پر ایک عالی شان خوبصورت مسجد بنوائی۔ اس کے تین گنبد اور دو برج بنوائے صحن میں ایک حوض لوگوں کے وضو کی خاطر بنوایا۔ اور مسجد کے مقابل ایک محل اور چند ایک حجرے سالکوں کو توجہ دینے اور مراقبہ کے لئے بنوائے۔ کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے چار جمعے اس مسجد میں نماز ادا کی۔ بعد ازاں داعی حق کو لبیک کہہ کر جنت میں جا بسے آنحضرت کی زوجہ خاص حضرت بیگم نے اس مسجد کے مقابل مشرق کی طرف بادشاہوں کی طرح نہایت عالیشان اور خوبصورت محل بنوائے۔ اور ان میں نہریں اور حوض تیار کروائے چند ایک فراخ مکانات تعمیر کرائے۔ کہتے ہیں ان عمارتوں پر زر کثیر صرف ہوا حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث رض نماز کے لئے مسجد میں آتے اور ان عمارتوں کو دیکھتے تو پوچھتے کہ ان عمارتوں کو کون بنوا رہا ہے لوگ عرض کرتے کہ حضرت بیگم کے حکم سے تعمیر ہو رہی ہیں فرماتے کہ آخرت کی عمارت اختیار کرو دنیاوی عمارت باقی نہیں رہتی خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ اس سال کے آخر میں

Marfat.com

نے حضرت قیوم ثالثؒ کی ضیافت کی۔ اور اپنے گھر بلایا کھانے سے فارغ ہو کر آنجناب نے فرمایا۔ کہ میری عمر کا آخری سال ہے۔ میں نے پوچھا کہ قیومیت کا یہ منصب اعظم کسے نصیب ہوگا۔ فرمایا میرے فرزند محمد زبیر کو۔ میں نے پہلے بھی ایک مرتبہ یہی سوال کیا تھا۔ کہ کیا محمد زبیر کو بھی اس منصب سے کچھ ہاتھ آئیگا۔ فرمایا۔ ضرور۔ پھر جو میں نے پوچھا۔ تو جناب نے صریحاً فرمایا کہ میرے بعد قطب الاقطاب اور قیوم زمان محمد زبیر ہوگا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سنوات قیومیت ختم ہوئے۔ اب آنحضرت کی بعض کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ذکر در بیان کرامات و خوارق عادات حضرت قیوم ثالثؒ حجۃ اللہ

حضرت حجۃ اللہ کی قدر و منزلت اس سے برتر ہے۔ کہ اس جہان کی کرامات سے آنحضرت کی توصیف کی جائے۔ لیکن انبیاء اور اولیا کی تواریخ کے مطابق چند ایک خوارق جو آنجناب کے خلفاء کبار اور آنجناب کے احوال کی معتبر کتابوں سے معلوم ہوئے لکھتا ہوں۔

کرامت۔ مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ ایک روز آنحضرت کے ایک چھوٹے بچے نے رونا شروع کیا۔ اور ضد کی کہ مجھے عرش دکھائیں۔ آنحضرت نے اس بچے کا سر اپنی بغل میں لیکر اس کا چہرہ آسمان کی طرف کیا۔ اور فرمایا دیکھ۔ لوگوں نے اس بچے کو پوچھا۔ کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ کہا۔ آسمان میں ایک چھوٹا سا دروازہ دکھائی دیتا ہے جس میں سے مختلف شکلیں اور بہت سی روشنی نظر آتی ہے۔ اور فلاں فلاں شئے نظر آتی ہے۔ اور فلاں مقام دکھائی دیتا ہے۔ آسمان کی مختلف منزلوں کے نام لیتا تھا۔ حتےٰ کہ اس نے کہدیا کہ عرش دکھائی دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے آنکھوں اور چہرہ کو چھپا لیا بعد ازاں لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے عرش کو کیسا دیکھا۔ کہا۔ اس قسم کا نور دیکھا جو آفتاب کی روشنی سے ہزار گنا تیز تھا۔ میری آنکھیں اسے دیکھ کر چندھیا گئیں۔ ایک نے آسمان پر سے آواز دیا۔ کہ عرش مجید یہی ہے۔ اس روشنی کی تیزی کی وجہ سے میں نے ہاتھوں سے چہرے کو ڈھانپ لیا۔

کرامت۔ ایک دفعہ سرہند میں بارش نہ ہوئی۔ والئے شہر تمام اہل شہر کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور درخواست کی۔ کہ آنجناب طلب باران کے لئے تشریف لائیں۔ لیکن آنحضرت نے جانا منظور نہ کیا۔ شہر کا حاکم معہ باشندوں کے عیدگاہ میں گیا جب وہاں سے واپس آیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ

Marfat.com

پچیس روز تک بارش نہ ہوگی۔ واقعی پچیس روز تک بارش نہ ہوئی چھبیسویں دن حد سے زیادہ بارش ہوئی ٭

کرامت۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک اہل حقوق کو ایک ساحرہ سے تکلیف پہنچا کرتی تھی۔ اس نے آنحضرت سے التماس کی۔ کہ اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ کہ اس کی تکلیف سے محفوظ رہوں آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا۔ کہ آئندہ تم اس کے سحر سے محفوظ رہو گے۔ پھر جب تک زندہ رہا سحر کا اس پر اثر نہ ہوا ٭

کرامت۔ میرے (مصنف) کے جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت والدہ ماجدہ کو مرض لاحق ہوا۔ آنجناب نے ان کی شفاء کے لئے دعا کر کے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ شفائے کامل نصیب کرے گا چند روز بعد شفائے کلی نصیب ہوئی ٭

کرامت۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت جب کابل گئے تو تو والئے سرہند ایک منزل تک وداع کرنے کے لئے گیا۔ شہر کے ایک رئیس کا گاؤں والئے سرہند نے بوجہ عداوت اجاڑ دیا تھا۔ آنجناب نے اس سے رئیس کی سفارش کی۔ اس وقت اس نے منظور کر لیا لیکن پھر اس پر عمل نہ کیا۔ جب آنحضرت نے سنا کہ اس نے وہ کام نہیں کیا تو فرمایا۔ کہ عنقریب ہی والئے سرہند مصیبت میں مبتلا ہوگا جس دن آنجناب نے یہ کلمات فرمائے اسی روز والئے سرہند شہزادہ کے آدمیوں سے لڑا۔ آخر شاہزادہ کے آدمی غالب آ کر اسے گرفتار کر کے شاہزادہ کے پاس لے گئے۔ شاہزادہ نے اسے قید میں ڈالا اور بڑی بے عزتی سے ہلاک کیا ٭

کرامت۔ میرے (مصنف) کے جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل سے آئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان نے شیطانوں کو بھگا رہے ہیں اور اس قدر ان پر آگ برسائی ہے۔ کہ کوئی شیطان بھی نہیں رہا۔ جب یہ معاملہ میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ تو شیخ ضیاء الدین یوسف نے کہا۔ کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ اسی طرح سات آدمیوں نے یہ خواب بیان کیا

کرامت۔ خواجہ شریف بخاری فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اکبر آباد میں ایسا مرض ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی طاقت نہ رہی۔ جب ہلاکت کی نوبت پہنچی اور زندگی

Marfat.com

کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ حرمین الشریفین سے تشریف لائے تھے۔ تمام آدمی آنحضرت کے استقبال کے لئے گئے آنجناب نے پوچھا۔ کہ اور سب آئے ہیں۔ لیکن محمد شریف نہیں آیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ وہ ایسی مرض میں مبتلا ہے کہ ہلاکت کے قریب پہنچا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پہلے اس کی بیمار پرسی کریں گے اور پھر مکان پر جائیں گے۔ آنحضرت میری بیمار پرسی کیلئے آئے۔ مجھ میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ اٹھ کر قدمبوسی ہی کرتا۔ آنجناب نے میری بیماری کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائی تو فی الفور مجھے شفائے کلی نصیب ہوئی مجھ میں اس قدر قوت آگئی کہ جب آنحضرت اٹھے تو میں جناب کے ہمراہ منزل تک آیا +

کرامت۔ میرے مصنف جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں میں الہ آباد جارہا تھا۔ راستے میں ٹیرے بکثرت تھے۔ میں نے آنحضرت سے توجہ کی درخواست کی۔ فرمایا بالکل خیریت ہے۔ اسی طرح محفوظ رہو گے۔ میں چل کر منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اور لوگ تو بہت لٹے لیکن میں خیر وعافیت سے منزل پر پہنچ گیا +

کرامت۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں شولاپور سے سرہند آرہا تھا۔ آنحضرت سے اس بارے میں فاتحہ خیر کے لئے التجا کی۔ فرمایا بخیر وعافیت پہنچو گے۔ راہ میں کئی جگہ لٹیرے ملے اور لوگوں کو لوٹا بھی۔ لیکن مجھے کسی نے پوچھا تک نہیں۔ میں بآرام وبلا تکلیف سرہند پہنچ گیا +

کرامت۔ ایک دفعہ شہزادہ پر ایک دشمن نے چڑہائی کی جس سے شہزادہ کا قافیہ تنگ ہو گیا۔ بادشاہ نے آدھی رات کے قریب آنحضرت کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ اور دفع غنیم کے لئے توجہ کا خواستگار ہوا۔ آنجناب نے فتح کی خوشخبری دی۔ دوسرے دن ہی شاہزادہ دشمن پر غالب آیا اور وہ بھاگ گیا

کرامت۔ ایک دفعہ شیخ محمد تقی کی لڑکی بیمار ہو گئی۔ جب زلیست کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اسے آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آنحضرت نے اپنا لعاب دہن اسے کھانے کو دیا۔ اس کے نگلتے ہی فوراً شفا پائی +

کرامت۔ قاضی سلطان محمد سخت بیمار ہو گیا۔ حرکت کی طاقت جاتی رہی تو اسے اٹھا کر آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آنحضرت نے اپنا دست

Marfat.com

مبارک اس کی پیشانی پر رکھ کر چند آیات پڑھکر دم کیا۔ تو فی الفور شفایاب ہو کر اپنے پاؤں چل کر گھر گیا۔

کرامت۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت کا ایک مرید فوت ہو گیا ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ میرے دل میں آنحضرت کے کلام سے کچھ برا سا خیال پیدا ہوا۔ یہ خیال آتے ہی مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر تیرے دل میں کچھ شک آ گیا ہے۔ تو اعتقاد کو نہ بگاڑ لینا۔ میں نے اس خیال سے توبہ کی۔

کرامت۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ مولانا محمد عابد نے فرمایا۔ کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا۔ کہ مرشد کو اسقدر کشف ضرور ہونی چاہئے۔ کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفعیہ کر سکے آنحضرت نے اسی وقت مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اولیاء اللہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں۔ انہیں علم غیب کا ہونا واجب نہیں۔ کہ ان سے کرامات صادر ہوں۔ اس بات کے نہ ہونے سے ان کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔ حضرت ابو بکرؓ میں جو انبیاء کے بعد تمام نبی نوع انسان سے افضل ہیں۔ اس قدر کرامات نہ تھیں جتنی ایک ولی میں ہوتی ہیں

کرامت۔ میرے (مصنفؒ) جد امجد کو اکب در بہیں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر عجیب و غریب حالت طاری ہوئی۔ جو دیر تک رہی۔ اچانک میرے دل میں ایک نامناسب خیال آیا۔ اس کے آتے ہی وہ حالت جاتی رہی۔ پھر میں نے اس خیال سے توبہ کی۔ تو حالت مذکور عود کر آئی۔ آنحضرت نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ ایسا خیال دل میں نہیں لانا چاہئے۔

کرامت۔ ایک دفعہ آنحضرت کی دختر نیک اختر نے قے کی جب طبیعت بہت بگڑ گئی۔ تو باپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ قے کے آنے سے مجھے بے حضوری ہو گئی ہے۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ آئندہ تمہیں کبھی قے نہ ہو گی۔ واقعی جب تک آپ زندہ رہیں کبھی قے نہ کی۔ بلکہ آپ کی اولاد میں سے کسی کو قے نہیں ہوتی۔

کرامت۔ شاہ محمد یحیےٰ کے بیٹے شیخ ضیاء الدین یوسف فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہؒ مراقبہ میں تھے۔ اور میں بھی اس حلقہ میں مراقب تھا۔ اچانک اس

Marfat.com

حلقہ میں آنجناب نے مجھے توجہ کی۔ باطنی کشش کی وجہ سے میری ظاہری صورت خود بخود آنحضرت کی طرف دوڑی۔ حالانکہ میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا*

کرامت ۔ مناقب نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ مولانا عابد مذکور کے دل میں کچھ شبہ تھا۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آنجناب تلاوت قرآنی میں مشغول تھے۔ از راہ ادب پوچھ نہ سکا۔ تلاوت کے بعد بغیر اس کے کہ وہ آنجناب سے سوال کرے۔ خود ہی اس شبے کو حل کر دیا*

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں اپنی خرابیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور رو رہا تھا۔ کہ اتنے میں من تواضع اللہ رفعہ اللہ جس نے اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع کی اللہ تعالےٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا کے مطابق الہام ہوا۔ کہ تجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کمالات سے کافی ووافی حصہ عطا کیا ہے۔ میں اس الہام سے خوش ہوا۔ اور اپنے دل میں کہنے لگا۔ کہ میں اس بشارت کی تصدیق حضرت حجۃ اللہ رض سے کراؤں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ آنحضرت نے مجھے بلا کر توجہ دی۔ اور توجہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ حق تعالےٰ نے تمہارے حق میں القاء فرمایا ہے وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب کہ حق تعالےٰ نے قرآن شریف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے اس خوشخبری سے میری خوشی دوبالا ہو گئی*

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ میری اہلیہ اور میرے بھائی محمد عمر کی اہلیہ دونو حاملہ تھیں۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ تمہارے ہاں لڑکی ہوگی اور محمد عمر کے ہاں لڑکا ہوگا۔ واقعی مدت منقضی ہونے پر میرے ہاں لڑکی ہوئی۔ اور میرے بھائی کے ہاں لڑکا*

کرامت ۔ جن دنوں آنحضرت حج کے لئے روانہ ہوئے۔ دکن میں غنیم کا سخت خوف تھا۔ اتفاقاً آدھی رات کے وقت شور مچ گیا۔ کہ غنیم آیا غنیم آیا۔ لوگوں نے آنحضرت سے دفع غنیم کے لئے توجہ کی درخواست کی۔ آنحضرت نے غور کے بعد فرمایا۔ خاطر جمع رکھو۔ دشمن خود بخود بھاگ جائے گا اتنے میں آنحضرت کے تصرف سے دشمن کے دل پر خوف چھا گیا۔ اور بھاگ اٹھا۔ آنجناب کے تمام ہمراہی اس

Marfat.com

مصیبت سے محفوظ رہے ٭

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میرے دل میں آیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو فصوص میں لکھا ہے۔ کہ ایک بڑا سانپ ہوتا ہے جب وہ اپنی صورت دیکھتا ہے تو ہلاک ہوجاتا ہے۔ جب لوگوں کے پاس آتا ہے۔ تو لوگ اسے آئینہ دکھاتے ہیں۔ وہ مرجاتا ہے۔ بس شے کا سایہ عین شئے ہے۔ بجدا یہ خیال آتے ہی میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کرنا چاہا بغیر اس کے کہ میں کچھ آنجناب سے پوچھوں۔ آنجناب نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو کچھ شیخ نے لکھا ہے کہ شے کا سایہ عین شے ہوتی ہے اور اس کی تائید میں مذکورہ بالا قصہ لکھا ہے پھر آنجناب نے اس قصے کو اچھی طرح حل کردیا جس کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔ مناقب نقشبندیہ میں مفصل لکھا ہوا ہے ٭

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے کابل کو جاتے ہوئے تمام یاروں کو حکم دیا کہ تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق پڑھو۔ جب ہم منزل پر اترے تو وہاں سانپ بچھو بکثرت تھے۔ ایک بچھو نے مجھے کاٹا لیکن تکلیف نہ ہوئی۔ اسی طرح بعض شخصوں کو سانپ نے ڈسا لیکن اس کے زہر نے سرایت نہ کی ٭

کرامت ۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سیر کرتے ہوئے جنگل جا نکلے۔ آنجناب کا ایک یار قطب نام پیچھے رہ گیا۔ اتفاقاً اس کی نگاہ جو ایک خوبصورت عورت پر پڑی۔ تو دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا القطب یزنی،

کرامت ۔ محمد یوسف کابلی جو لڑکپن میں آنحضرت کے مرید ہوئے تھے بعد میں سیدھی راہ سے منحرف ہوکر کفار سے جا ملے زنار پہن لیا۔ ایک روز اسی طرح زنار پہنے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے توجہ کی توفی الفور زنار توڑ کر توبہ کی اور ساز سر نو مسلمان ہوکر مرید ہوئے ٭

کرامت - جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور میں تھے۔ ایک یار کے دل میں خیال آیا۔ کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت حضرت مجدد الف ثانیؓ کے خلیفہ شیخ طاہر کی زیارت کے لئے جائیں یہ خیال آتے ہی آنحضرتؓ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ میں شیخ طاہر کے فاتحہ کے لئے جاتا ہوں۔ بعدازاں سوار ہو کر گئے ؞

کرامت - میرے (مصنفؒ) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابوالعلی ایک لونڈی پر فدا تھے۔ جب آنحضرت کی بھانجی سے انکا نکاح ہوا۔ تو آنحضرت کی بھانجی اس لونڈی سے کبیدہ خاطر رہتی۔ جیسا کہ سوکنیں آپس میں ہوا کرتی ہیں۔ آخر آنحضرت کی خدمت میں یہ معاملہ عرض کیا گیا۔ آنحضرت نے توجہ کی تو اسی دن اس عشق نے نفرت کی صورت اختیار کی۔ اور ابوالعلی نے اس لونڈی کو گھر سے نکالدیا ؞

کرامت - آنحضرت کی بیٹی اور شیخ محمد عمر کی بیٹی دونو بیمار ہوگئیں۔ آنحضرت نے اپنی لڑکی کے حق میں فرمایا کہ مر جائے گی۔ اور شیخ محمد عمر کی لڑکی کو شفائے کامل کی خوشخبری عطا فرمائی۔ چند روز بعد آنجناب کی لڑکی فوت ہوگئی اور حضرت محمد عمر کی تندرست ہوگئی ؞

کرامت - میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے گھر میں شادی تھی۔ میں آنحضرت کو اس شادی میں شامل ہونے کے لئے لینے گیا آنحضرت کے پاس چار گھٹے تھے۔ بے اختیار میرے دل میں خیال آیا۔ کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت یہ گھٹے مجھے عنایت فرمادیں۔ یہ خیال آتے ہی میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ اگر تمہارا دل چاہتا ہے۔ تو لے لو۔ بعدازاں وہ اُٹھا کر مجھے عنایت فرمائے ؞

آنحضرت کی کرامات حیطہ تحریر سے خارج ہیں۔ اب آنحضرت کے چند مکاشفات لکھے جاتے ہیں ؞

ذکر در بیان مکاشفات حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو خاص محبوبیت کے حجرے کے اندر دیکھا اور باقی پیغمبروں اور اصفیاء کو اس حجرہ کے باہر دیکھا۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ میں نے قیامت کے روز حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کو تمام اولیائے امت سے افضل پایا - اور اپنے آپ کو بھی اسی عنوان میں دیکھا۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ میں نے میاں حضرت جیو صاحب یعنی حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی نظیر دیکھا - اور مقام محبوبیت میں انکا شان عظیم دیکھا۔

مکاشفہ - ایک روز حضرت حجۃ اللہ حضرت قیوم ثانیؓ کی زیارت کے لئے گئے - زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا - کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے - مجھے حضرت مروج الشریعت اور حضرت قیوم ثانیؓ میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوا - صرف اس قدر فرق ضرور ہے کہ حضرت قیوم ثانی باپ ہیں اور حضرت مروج الشریعت بیٹے ہیں۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ میرے منکروں پر جو اپنے آپ کو شیخ کہلاتے ہیں - بلائے عظیم نازل ہوئی - آج رات میں نے اس کے دفعیہ کی کوشش کی۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ مجھے دوبارہ الہام ہوا - کہ میرے منکروں پر سخت مصیبت نازل ہوگی۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے میرے مخلصوں کے حق میں بشارات عظیم عنایت ہوتی ہیں اور مجھے الہام ہوتا ہے کہ تیرے دوست بخشے ہوئے اور سیدھی راہ پر ہیں - نیز الہام ہوا - کہ تیرے اصحاب ہمارے اصحاب ہیں۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے الہام ہوا کہ جو تیرا یار ہے - وہ عذاب دوزخ سے آزاد ہے۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے کہ سلوک باطنی بندگان خدا پر فرض ہے۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ حضرت مجدد الف ثانیؓ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور انکے فرزندوں کے سوا باقی تمام اولیائے امت سے خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ اور

غوث الاعظم رضؓ افضل ہیں۔

حضرت قیوم ثالث رضؓ کے مکاشفات بے شمار ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ یہ چند ایک مکاشفات تبرکاً لکھے گئے ہیں۔ آنحضرت کے مکاشفات آنجناب کے مکتوبات میں مفصل لکھے ہوئے ہیں۔ اور تواریخ کی دوسری کتابوں میں بھی مفصل لکھے ہوئے ہیں۔

ذکر در بیان

احوال شب و روز و ماہ و سال حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و بیان عادات و عبادات آنحضرت رضی اللہ عنہ

حضرت حجۃ اللہ کا عمل سنت نبوی کی پیروی تھی۔ رخصت کو اعمال میں بالکل دخل نہ دیتے تھے۔ اور اپنے یاروں کو بھی اسی بات کی تاکید کرتے تھے۔ آنحضرت کا طریق شروع سے لیکر اخیر تک یہ رہا۔ کہ رات کا تیسرا حصہ لیکر بیدار ہوتے۔ بڑی احتیاط سے تازہ وضو کر کے بارہ رکعت نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں سورۂ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں مراقبہ کر کے اونگھ لیتے تاکہ تہجد بین النومین ہو۔ فجر کی نماز زردی کے وقت یاروں سمیت ادا کرتے تھے۔ پھر حلقہ و مراقبہ کرتے۔ جب سورج اچھی طرح نکل آتا۔ تو مراقبہ سے اُٹھکر چار رکعت نماز اشراق ادا کرتے۔ بعد ازاں یاروں کو بلا کر توجہ باطنی دیتے۔ جب تیسرا حصہ دن گذر جاتا۔ تو آٹھ رکعت نماز الضحٰے پڑھتے۔ بعد ازاں محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور بعض وظائف جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے پڑھتے۔ دوپہر کیوقت عیال و اطفال سمیت کھانا کھاتے۔ خلفا اور مریدوں کے لئے الگ باورچیخانے میں کھانا تیار رہوتا۔ اور اعلٰے ادنٰے سب کو برابر تقسیم ہوتا کھانا کھانے کے بعد سنت نبوی کے مطابق خواب قیلولہ فرماتے۔ پھر جلدی ہی بیدار ہو کر وضو کر کے چار رکعت فی الزوال پڑھتے۔ بعد ازاں ظہر کی نماز ادا کرتے۔ ظہر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے وقت قرآن شریف کی تفسیر بیان کرتے تھے۔ آنحضرت نزول آیات مختلف معانی سے بیان فرماتے تھے۔ تفسیر میں جناب کی رائے الگ تھی۔ گویا تفسیر کے امام تھے اپنے اجتہاد سے معانی۔ اشارات۔ نکات اور تاویلات قرآن جدا بیان فرماتے تھے۔ ظہر سے عصر تک تلاوت میں مشغول رہتے۔ پھر عصر کی

Marfat.com

نماز پڑھکر فقہ حدیث اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؓ کے درس کا شغل کرتے۔ پھر نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز اوابین تین سلام سے ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں بار بار سورہ واقع پڑھتے۔ نماز اشراق والضحیٰ اور فی الزوال میں سورہ یٰسین پڑھتے۔ اوابین کے بعد وظایف اور اوراد میں مشغول ہوتے۔ اور یاروں کو باطنی توجہ دیتے تھے۔ جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو عشاء کی نماز ادا کرتے۔ سنت اور وتر کے ما بین چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ دوسری میں دخان تیسری میں سورہ ملک اور چوتھی میں سورہ قیامت پڑھتے۔ حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ ہر نماز عشا کے وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے تھے۔ وتر کے بعد پوری مد سے سبحان الملک القدوس پڑھتے۔ اور چار رکعت دو سلام سے ادا کرتے دیر تک دعا مانگتے بعد ازاں محل میں تشریف لے جاتے۔ تھوڑا سا کھانا تناول فرما کر آدھی رات کے وقت آرام کرتے۔ آنحضرت پانچوں وقت بہت سے خلفا اور مریدوں سمیت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز اول وقت میں پڑھتے تھے۔ دونو عیدوں کی نمازیں عیدگاہ میں جا کر ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تین مرتبہ کلام مجید ختم کرتے۔ ہر تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے۔ آنجناب نے اپنی قیومیت میں کل سات سفر کئے ہیں۔ تین کابل کی طرف ایک دامن کوہ کی سیر کیلئے دو حج کے لئے اور ایک دکن کا سفر۔ ساری عمر میں آنحضرت نے تین مرتبہ حج کیا۔ ایک دفعہ حضرت امام معصومؒ کے ہمراہ اور دو دفعہ بذات خود۔ آنجناب کے دو سفر بھی حج کے لئے تھے۔ ایک کابل کا دوسرے دکن کا۔ آنحضرت نہایت متواضع۔ متورع خاشع اور خاضع تھے۔ مریض کی بیمار پرسی کے لئے بالضرور جاتے۔ بہت سے مریضوں کو آنجناب کی توجہ سے شفا نصیب ہوئی۔ غربا اور مساکین کی دلجوئی کرتے۔ اعلیٰ اور ادنے آنحضرت کے نزدیک برابر تھے۔ آنجناب کی دن رات کی عادات و عبادات کے حوال کواکب دریہ اور مناقب نقشبندی وغیرہ کتب تواریخ میں مفصل لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجایش نہیں۔ صرف مجملاً تبرک کے طور پر بیان کئے گئے ہیں ؎

Marfat.com

ذکر دربیان خصائص حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت قیوم ثالث کے خصائص بے شمار ہیں۔ قلم کو لکھنے کا یارا نہیں۔ مگر تواریخ کی کتابوں سے چند ایک منتخب کر کے بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بقیہ ضمیر طینت سے بنایا گیا۔

خاصہ۔ آنحضرت قیوم زمان حجۃ اللہ ہوئے۔

خاصہ۔ باوجود ضمنیت کے مقام اصالت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ۔ محبوبیت ذاتی جو خاصہ پیغمبر تھی اور طینت و اصالت محمدی پر موقوف تھی۔ آنحضرت کو مرحمت ہوئی۔

خاصہ۔ حجرہ محبوبیت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ۔ مقطعات قرآنی آنجناب پر مکشوف ہوئے۔

خاصہ۔ خلعت ابراہیمی آنحضرت کو مرحمت ہوئی۔

خاصہ۔ تمام رحمت الہی کا تقسیم کرنا بہ ماتحتی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوا۔

خاصہ۔ آنحضرت امام اور خلیفہ حق تھے۔

خاصہ۔ کئی بڑے بڑے منصب مثلاً قیومیت۔ خلافت۔ امامت قطبیت فردیت۔ غوثیت وغیرہ آنحضرت کو مرحمت ہوئے۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مذکورہ بالا مناصب آنحضرت کے مریدوں کو بھی عطا فرمائے۔

خاصہ۔ تمام باطنی منازل اور مقامات آنحضرت پر منکشف ہوئے۔

خاصہ۔ پروردگار نے تینوں ولایتیں صغرےٰ۔ کبرےٰ اور علیا۔ کمالات نبوت کمالات رسالت۔ حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن۔ اور حقیقت نماز وغیرہ آنحضرت کو مرحمت فرمائے۔

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے تمام مذکورہ بالا مقامات اور کمالات آنحضرت کے مریدوں کو عطا فرمائے۔

خاصہ۔ تین مہینے تک جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حجۃ اللہ کو ملنے کے لئے ہندوستان تشریف لاتے رہے۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو خوشخبری دی کہ سوائے مریدوں کے ستر ہزار آدمی تمہاری سفارش سے قیامت کے دن بخشے جائیں گے ✤

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانیؓ نے آنحضرت کے وجود کی اطلاع بخشی اور فرمایا کہ یہ میری طرح ہوں گے ✤

خاصہ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ نے آنجناب کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ جب محمد نقشبند آتا ہے تو میرا جی اس کی تعظیم کو چاہتا ہے ✤

خاصہ۔ حضرت مروج الشریعتؒ جیسے بزرگ نے آنحضرت کی قیومیت کو قبول فرمایا ✤

خاصہ۔ آنحضرت کے چچا کے بیٹے جنہوں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا تھا آنحضرت کے مرید ہوئے ✤

خاصہ۔ آنحضرت کے مکشوفات کی نسبت حضرت عروۃ الوثقیٰ نے لکھا ہے۔ کہ انکے تصدیق کی کیا ضرورت ہے لیکن باوجود اس کے میں پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں ✤

خاصہ۔ سوائے چند ایک اشخاص کے حضرت مجدد الف ثانیؓ کی تمام اولاد آنحضرت کی مرید ہوئی ✤

خاصہ۔ حضرت قیوم رابعؒ سلطان الاولیا اور خلیفۃ اللہ جیسے شخص جو کمالات محمدی کے مظہر اتم اور خاتم قیومیت ہیں۔ آنحضرت کے پوتے اور مرید۔ یہ خاصہ باقی تمام اصحاب سے افضل ہے۔ کیونکہ اس سبب سے آنجناب کا فیض قیامت تک جاری رہیگا ✤

ذکر در بیان وفات حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم ثالثؓ مدت سے مریض رہتے تھے۔ خاصکر خفقان اور بادی کا درد بہت غالب رہتے۔ اس واسطے آنجناب کے قد میں قدرے خم بھی آگیا تھا۔ آخر سال قیومیت میں امراض کا اس قدر غلبہ ہوا کہ ایک کا علاج دوسرے کی مضرت کا باعث ہوتا تھا۔ اور روز بروز امراض کا غلبہ ہوتا گیا۔ ایک روز آنحضرت نے جمعہ کی نماز کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے روضہ مبارک میں تمام چھوٹے بڑوں کے سامنے فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تیری عمر اسی سال سے اوپر ہوگئی ہے۔ اور یہ اس امت کی اوسط عمر ہے۔ اگر اور عمر

Marfat.com

چاہتے ہو۔ تو دنیا میں رہو۔ اگر چاہتے ہو۔ تو ہمارے پاس آجاؤ۔ سو میں نے لقاء پروردگار اختیار کیا ہے۔ تم سنت نبوی کی پیروی کرتے رہنا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے طریقہ پر پورے پورے پابند رہنا۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ منصب قیومیت کے تمام کمالات اس پوتے محمد زبیر کو حاصل ہوئے ہیں۔ تم اس کی اطاعت کرنا۔ اور وعظ و نصیحت کر کے خلوتخانہ میں آئے۔ اور چند مرتبہ مذکورہ بالا نصیحتیں لوگوں کو کہیں۔ حضرت قیوم رابع رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ اتوار کے روز ۲۴ محرم کو حضرت قیوم ثالث رضؓ اس محل میں جو حضرت آنحضرت کی مسجد کے مقابل ہے۔ فجر کے حلقہ کے بعد بیٹھے تھے کہ اچانک آنحضرت پر ضعف طاری ہوا۔ اسی وقت لوگ آنحضرت کو سوار کر کے دولت خانہ میں لائے۔ ضعف حد سے زیادہ ہو گیا۔ اور دمبدم بے ہوش ہوتے جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر لوگ گھبرائے۔ اور شور مچ گیا۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے اعلے ادنے سبھی آنحضرت کی خانقاہ میں آجمع ہوئے جب نماز کا وقت ہوا۔ تو آنجناب وضو کر کے مسجد میں آئے۔ اور تمام یاروں سمیت نماز ادا کی۔ اطباء نے اس مرض میں پانی کے استعمال کو منع کیا تھا۔ آنحضرت کو پیاس کا بہتیرا غلبہ ہوتا اور پانی مانگتے لیکن حضرت بیگم حکما کے حکم کے مطابق پانی نہیں دیتی تھی۔ حتی کہ آنجناب کا حلق مبارک خشک ہوتا جاتا تھا۔ اور تکلیف بڑھتی جاتی تھی۔ اور سختی کے باعث بیخودی حد سے زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اکثر اوقات بے ہوش رہتے۔ صرف نماز کے وقت قدرے افاقہ ہوتا۔ نماز خلوتخانہ میں مخصوص یاروں کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ ان دنوں آنحضرت کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر شاہجہان آباد میں تھے۔ جب آنحضرت کو افاقہ ہوتا۔ تو پوچھتے۔ کہ کیا محمد عمر آگیا ہے۔ جمعرات کے روز ۲۸ محرم کو آنحضرت پر مرض حد سے زیادہ غالب آگیا تمام روز سوائے پانچ وقت کے غش میں رہے۔ جب جمعہ کی رات آئی۔ تو سانس میں تیزی آگئی لیکن بڑے وقار سے وظائف اور اوراد پڑھتے رہے کسی قسم کی بیقراری نہ کی آدھی رات کے قریب عشاء تعدیل ارکان کے ساتھ یاروں سمیت نہایت خشوع و خضوع سے پڑھی۔ وتر سے فارغ ہو کر بعض وہ عائیں جن کا ذکر حصن حصین میں ہے۔ پڑھیں۔ اور چند مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھی۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ گیا تو تہجد کی نماز ادا کر کے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ بعد ازاں لیٹ گئے۔ سر قطب کی طرف تھا اور چہرہ کعبہ کی طرف تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قیوم رابع رضؓ نے اسی وقت اپنے جد بزرگوار کی

Marfat.com

جبین مبین پر بوسہ دیکر رونا شروع کیا۔ آپکے رونے سے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے۔ تمام نے چیخنا چلانا شروع کیا۔ اسی رات تمام اہل شہر آنجناب کی خانقاہ میں جمع ہو گئے۔ اور مارے غم کے مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے۔ انکے شور وفغاں سے زمین و زماں میں زلزلہ آگیا تھا۔ اس قدر شور و غوغا مچا۔ کہ وزیر خاں والیئے سرہند قلعہ کے اندر خوابگاہ میں سویا ہوا تھا جاگ پڑا معلوم کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رحمۃ دنیا سے سفر کر گئے ہیں اسی وقت دیوانہ وار چیختا چلاتا خانقاہ میں آکر شریک ہوا۔ تمام حضرات مشائخ احمدیہ معصومیہ مارے درد وغم کے بیہوش تھے۔ لوگ حواس باختہ تھے۔ اس حادثہ کی کیفیت خارج از بیان ہے آنحضرت جمعہ کی رات ۲۹ محرم ۱۱۱۴ھ ہجری کو اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف تشریف لیگئے۔ شمسی حساب کے مطابق ۷ ماہ حمل تھی اور اہل شام کے نزدیک ۱۱ از فیراع۔ آنحضرت کی تاریخ حسب ذیل قطعہ سے نکلتی ہے :۔

فغاں از دست این چرخ نگونسار	کنم گرمے سزد من کرمارا
کہ ہر ساعت برنگے مینمر اند	نہد داغ نوی بر داغہارا
ہنوز آن داغ پیشین بود ناسو	نمک پاشیدہ ریش سینہارا
قلم میریخت چوں قول بقرطاس	زبان تابود گرم این مدعارا
فغاں افتاد در عالم زہر سو	چو شد وقت رحیل اولیارا
بجستم از خرد سال وفاتش	زنامش چار کم کرد او خدارا
بگفتا خواند حق بہر ملایک	محمد نقشبند رحمۃ پیشوارا ئو

ذکر در بیان

تجہیز و تکفین و تدفین حضرت قیوم ثالث رحمۃ حجۃ اللہ و بنائے روضہ منورۂ آنحضرت و بیان واقعاتیکہ بعد وفات آنجناب روئے دادہ اند

جب صبح ہوئی۔ تو لوگوں نے نماز صبح ادا کر کے حضرت قیوم ثالث رضی کو غسل دیا۔ غسل دیتے وقت تمام خلفاء نے سارے کام کئے۔ بعد ازاں تین سفید کپڑوں کا کفن دیا۔ لفافہ قمیص اور تہ بند۔ قمیص کندھوں پر سے پھاڑ دی گئی۔ بعد ازاں جنازے میں رکھا۔ کہتے ہیں۔ جب جنازے کو اٹھایا۔ تو تمام وضیع و شریف اعلےٰ ادنےٰ چھوٹے بڑے سر پیٹتے

روتے چلاتے جنازہ کیساتھ جارہے تھے۔ بڑے بڑے مشائخ۔ علمائے کرام سرپاؤں سے ننگے گریبان چاک کئے ہوئے نعرہ مارتے واحسرتا پکارتے چیختے چلاتے نعش کے گرد اگرد پھرتے تھے۔ جہاں پر حضرت عروۃ الوثقیٰ رض کی نماز جنازہ ادا کی گئی تھی اسی مقام پر آنحضرت کی نماز جنازہ پڑھی۔ لاانتہا آدمیوں کا مجمع تھا۔ بعدازاں آنجناب کو اس مکان مین جو قدیم سے آنجناب کی ملکیت تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رض کے روضہ مبارک سے شمال کی طرف تین پرتاب کے فاصلہ پر فتح باغ کے قریب دفن کیا۔ میرے مصنف رح اجاب شریف اپنے گاؤں میں جو سرہند سے تیس میل تھا۔ گئے ہوئے تھے۔ آنحضرت کی بیماری کی خبر سنکر روانہ ہوئے۔ جب دفن کر رہے تھے۔ تو پہنچے مرقد کی خاک سر پر ڈالی۔ آپکے آنیسے لوگ اور بھی رونے چلانے لگے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد جہاں میں تاریکی پھیل گئی۔ اور آفتاب سیاہ ہوگیا۔ دن کو تارے نظر آنے لگے۔ لوگوں کو یقین ہوگیا۔ کہ بس قیامت آگئی۔ حد سے زیادہ گھبرائے۔ جناب الٰہی میں عاجزی کرنے لگے۔ دیر تک تاریکی پھیلی رہی۔ پھر عصر کے وقت دنیا میں روشنی ہوئی پورے دوپہر تاریکی چھائی رہی۔ دس بجے کے قریب سے لیکر چار بجے تک اندھیرا رہا۔ آنحضرت کے مرقد پر نہایت عالیشان خوبصورت روضہ بنوایا۔ اور طرح طرح کے بیل بوٹوں سے آراستہ کیا۔ اور ایک نہایت اونچا گنبد بنوایا جس میں چار برج چاروں کونوں میں تھے۔ ہر ایک برج میں دو حجرے تھے۔ چاروں طرف چار محراب تھے ہر ایک محراب میں روضہ مبارک کا دروازہ رکھا۔ روضہ کے گرد و نواح دس ہاتھ چوڑا چبوترہ بنایا۔ روضہ کے جنوب کی طرف سالکوں کے حلقہ اور مراقبہ کے لئے ایک محل بنوایا۔ اور روضہ کے گرد باغ میں میوہ دار درخت لگائے۔ اور گلزار کے چمن درست کئے۔ اب آنحضرت کے مقبرہ میں چار قبریں ہیں۔ ایک آنحضرت کی دوسرا آنحضرت کے فرزند محمد عمر کی تیسری آنجناب کی بیٹی کی۔ چوتھی آنجناب کی زوجہ کی۔ آنحضرت کی وفات کے تیسرے دن تمام مشائخ احمدیہ و معصومیہ نے آنحضرت کے پوتے کو جنہیں آنحضرت نے اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد اور قایم مقام مقرر فرمایا تھا۔ مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور حضرت قیوم ثالث رض کے تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم رابع رح کے مرید ہوئے اور آنحضرت کو قیوم ماننے لگے۔ حضرت حجۃ اللہ کے جو خلفاء اور مرید مختلف ممالک میں تھے۔ تمام نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ بہت سے اپنے اپنے مقامات سے چلکر سرہند میں آئے۔ اور حضرت قیوم ثالث رض کی ماتم پرسی کرکے حضرت قیوم رابع رض کے مرید ہوئے۔ اور بعض لوگ جو حاضر خدمت نہ ہوسکے وہ غائبانہ مرید ہوئے۔ لیکن حضرت

Marfat.com

حجۃ اللہ کے وصال کے بعد مشائخ سرہند میں اختلاف پیدا ہوا۔ ہر ایک اپنے آپکو قیوم کہتا تھا۔ اور ہجو او دیگرے نیست پکارتا تھا حضرت بیگم نے تمام مال و متاع اپنے داماد کو دیکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا خرقہ اسے پہنایا۔ اور مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ دوسرے بھی اپنے آپ کو قیوم ثالث کا قائم مقام کہکر مسند ارشاد پر بیٹھے۔ حضرت قیوم رابعؒ کو قیوم تسلیم نہ کرتے تھے۔ جو خوشخبریاں حضرت قیوم ثالثؓ نے حضرت قیوم رابعؒ کے حق میں فرمائی تھیں ان کی تاویلیں کرتے تھے۔ حضرت قیوم رابعؒ نے بھی ان سے کنارہ کشی کی۔ محفلوں اور مجلسوں میں نہ جاتے۔ گوشہ تنہائی اختیار کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا مجلسوں میں علانیہ لوگوں کو کہتے تھے کہ اس وقت قطب جہان قیوم زمان شیخ محمد زبیر ہیں جنہیں حضرت حجۃ اللہؓ نے خوشخبری دیکر اپنا ولی عہد اور قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ لوگو! کیوں جان بوجھ کر انکی قیومیت اور قطبیت کا انکار کرتے ہو۔ بارہا ہم نے سنا ہے کہ حضرت قیوم ثالثؓ نے انہیں اس منصب اعظم کی خوشخبری دی ہے۔ اور حضرت قیوم رابعؒ کو فرماتے تھے۔ کہ میں تمہیں قطب و قیوم جانتا ہوں۔ انکی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ انہیں دنوں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دوہتے حاجی فضل اللہ اور بعض اور مشائخ سرہند نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور ان سے باطنی فیض اخذ کیا بعد ازاں تمام مشائخ نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کا اقرار کیا جب عالمگیر بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو بہت غم کیا۔ رد یا پیٹا۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ مجھے اب دنیا سے اٹھالے۔ تھوڑی مدت بعد بادشاہ فوت ہوگیا۔ ایک تعزیت نامہ معہ تحف وہدایا حضرت کے پوتے قیوم رابع کی خدمت میں بھیجا۔

ذکر اولاد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

آنحضرت کی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں حضرت ابو العلی شیخ محمد عمر شیخ محمد کاظم۔ خواجہ عبد الرحیم۔ خواجہ عبد الرحمن۔ میر عبد اللہ بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔ امۃ الکریم امۃ القیوم مشہور بحبو بی بیگم۔ ان کے علاوہ آنحضرت کی اور اولاد بھی تھی لیکن ان کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔

حضرت ابو العلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ حضرت قیوم ثالث کے

Marfat.com

کے بڑے بیٹے ہیں ۱۰۶۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے منظور نظر تھے۔ آنجناب انہیں اپنے بیٹوں کی طرح پیار کرتے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تمام خصائص کی خوشخبری آپ کو عطا فرمائی۔ میرے (مصنفؒ) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں والد اور ولد کی بھی قسم کھائی ہے چنانچہ فرماتا ہے ووالدٍ وما ولد۔ ہم حضرت حجۃ اللہ اور ان کے فرزند شیخ ابوالعلی کو اس والد اور ولد کی طرح جانتے ہیں۔ نیز حضرت مروج الشریعت نے آپکے حق میں فرمایا تھا۔ کہ شیخ ابوالعلی کی پیٹھ میں وہ نور بطور امانت رکھا ہے جس کی شعاعوں سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں روشن و منور ہیں۔ یہ اشارہ حضرت قیوم رابع کے وجود مبارک کی طرف تھا یعنی حضرت ابوالعلی کی پشت سے ایک فرزند نرینہ ہوگا۔ جو قطبیت و قیومیت کا منصب حاصل کرے گا۔ اور تمام جہان اس کے نور سے منور ہو جائیگا۔ حضرت حجۃ اللہؒ نے اس فرزند کو قیومیت کی خوشخبری دی تھی۔ جب آپنے وفات پائی تو وہ منصب آپ کے فرزند حضرت محمد زبیر قیوم رابع کو ملا۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے آپکے حق میں فرمایا۔ کہ اس فرزند کی طرف سے میرا دل مطمئن ہے کیونکہ یہ بچہ انبیاء کا ہم نشین ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ الٰہی لشکر اور تمام مخلوقات اس فرزند کی محبوبیت دیکھنے کے لئے آتی ہے۔ ایک روز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ابوالعلی کا کشف بہت صحیح بلکہ نہایت ہی صحیح ہے۔ جب کبھی آنحضرت کسی شخص کے کسی کام میں توجہ فرماتے تو آپ کو بھی توجہ کرنے کا ارشاد فرماتے۔ اور آپ سے پوچھتے کہ تم پر کیا ظاہر ہوا ہے۔ جو کچھ آپ عرض کرتے اسی کو آنحضرت پسند فرماتے۔ جب بڑے اسرار جو برزخ کبریٰ کے متعلق تھے آنجناب پر ظاہر ہوئے۔ تو آپ کو بھی ان اسرار میں شامل کیا۔ نیز آنحضرت نے آپکو فرمایا۔ کہ تم میرے عدیل ہو اور یہ کہ حضرت مجدد الف ثانیؓ کے تمام کمالات مجملاً اور مفصلاً تم میں پائے جاتے ہیں۔ اور چاروں صفوں میں داخل ہونا تمہیں نصیب ہے۔

شیخ عبدالاحد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت حجۃ اللہ سے یاروں کے حالات پوچھے۔ ہر ایک کی نسبت کچھ نہ کچھ فرمایا۔ جب حضرت ابوالعلی کی نسبت پوچھا۔ تو فرمایا کہ وہ میری طرح ہے۔ ایک روایت کے مطابق آٹھ سال اور ایک روایت کے مطابق دس سال تک حضرت ابوالعلی برقعہ پوش رہے۔ اس عرصہ میں سوائے حضرت حجۃ اللہؒ کے کسی سے ہمکلام نہ ہوئے۔ بادشاہ ہند نے بہتیری آرزو کی کہ ایک دفعہ مجھ سے ہمکلام ہوں

لیکن آپ نے بالکل کلام نہ کیا۔ کہتے ہیں اس مدت میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس میں آپ کے سامنے بیٹھے رہتے۔ اسی واسطے آپ نے چہرے پر برقع ڈال رکھا تھا۔ اور کسی سے بات نہ کرتے تھے چنانچہ یہ قصہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے آپ کی ولایت کو محمدی القیومی فرمایا ہے۔ حضرت قیوم ثالث نے اپنے بہت سے مریدوں اور خلفاء کو باطنی تربیت کے لئے آپ کے حوالے کیا۔ جو آپ کی توجہ کے سبب قرب الہی کے انتہائی درجہ کو پہنچے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ اگر ان کو لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب بنتی ہے ؞

حضرت قیوم رابع رضؓ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ آپ سے دن رات بے شمار خوارق ظاہر ہوتے تھے جو کام میں کرتی آپ سے پوچھ کر کرتی جس طرح آپ فرماتے اس پر عملدرآمد کرتی تھی۔ جس طرح فرماتے اسی طرح ظہور میں آیا۔ حضرت بیگم عموماً ہر معاملہ میں آپ کی رائے پر عمل کرتی تھیں۔ لیکن ان کی غرض یہ تھی کہ کسی طرح آپ کی کشف کو غلط ثابت کریں۔ لیکن آپ کی کشف میں کبھی غلطی نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ ہر کام کے لئے وقت مقرر کر دیتے تھے۔ اور وہ کام ٹھیک اسی وقت ہوتا۔ چنانچہ آپ کی کشف کے متعلق چند ایک مقدمات کا بیان گذر چکا ہے۔ ایک یہ کہ بادشاہ ہند کو لکھ دیا۔ کہ حیدر آباد کا قلعہ فلاں روز فلاں وقت فتح ہوگا۔ جو آپ کے لکھے کے مطابق ظہور میں آیا۔ دوسرے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی بیماری کے وقت حضرت بیگم نے حضرت ابوالعلیٰ سے شفاء کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مغرب کی نماز کی اذان کے وقت آنحضرت کو پسینہ آئیگا جس سے شفا نصیب ہوگی۔ علےٰ ہذا القیاس اسی طرح میرے (مصنف رحؒ) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور حضرت ابوالعلیٰ بھی موجود تھے۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ آپ کو کہوں تاکہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ مجھے توجہ دیں۔ یہ خیال آتے ہی آپ نے میری طرف دیکھ کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میرے بھائی محمد ہادی توجہ کی خواہش کرتے ہیں۔ آنحضرت نے مجھے بلا کر توجہ دی ؞

میرے (مصنف رحؒ) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں ایک سفر کیلئے روانہ ہوا۔ رخصت ہوتے وقت حضرت ابوالعلیٰ نے مجھے فرمایا کہ اس سفر میں تمہیں برکت عظیم

نصیب ہوگی۔ واقعی اس سفر میں مجھے بہت ظاہری باطنی برکت نصیب ہوئی۔ نیز میرے جد شریف فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابوالعلیٰ نے مجھے محبوبیت کی خوشخبری دی جب میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنجناب نے بھی مجھے محبوبیت کی بشارت دی +

حضرت ابوالعلیٰ سے اسقدر کشف وکرامات منسوب ہیں۔ کہ کسی گذشتہ ولی سے ظہور میں نہیں آئیں حضرت ابوالعلیٰ کے فضائل حیطہ تحریر سے بڑھکر ہیں۔ لیکن چند ایک کو تبرکاً ذکر کیا ہے۔ عادات وعبادات میں آپ والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ قرآن شریف کے حافظ تھے۔ تراویح میں دو دفعہ قرآن شریف سنایا کرتے تھے۔ اوابین اور تہجد میں ختم کیا کرتے تھے۔ آنجناب کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضرت قیوم رابع رضؓ جیسا شخص آپ کا فرزند تھا۔ ۱۱۰۰ھ ہجری میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ حضرت امام معصوم رحؒ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں +

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ

آپ حضرت ابوالعلیٰ کے بڑے بیٹے اور قیوم وقت اور خلیفہ پروردگار ہیں۔ آنحضرت کے خیر مآل احوال الگ دفتر میں لکھے گئے ہیں۔ حضرت ابوالعلیٰ کی بیٹیوں میں سے ایک تاج النسا حضرت شیخ محمد صبغتہ اللہ کے پوتے غلام معصوم سے منسوب تھیں اور دوسری فقیرہ خاتم حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ محمد علی کی منسوبہ تھیں +

شیخ محمد عمر۔ آپ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضؓ کے دوسرے فرزند ہیں آنحضرت کو اس فرزند سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ آپ کی استعداد کی تعریف بہت ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ شیخ محمد عمر کو درگاہ صمدیت میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے راہ ہے +

مناقب نقشبندیہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو معہ تمام صحابہ ایک مجلس میں دیکھا جس میں آنحضرت کے قول کے مطابق شیخ محمد عمر بھی موجود تھے۔ نیز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا کہ جس طرح تم محمد عمر سے محبت کرتے ہو اسی طرح ہم اسے محبت کرتے ہیں اور اس کی تربیت میں رہتے ہیں۔ حضرت قیوم ثالث فرماتے تھے۔ کہ میرا فرزند شیخ محمد عمر حضرت

Marfat.com

خازن الرحمت کے ارتحال کیوقت پیدا ہوا۔ چونکہ اس وقت گذشتہ بزرگان بکثرت تشریف فرما ہوئے تھے امید غالب ہے۔ کہ ان کے کمالات کا ظہور اس مولود میں ہوگا جب آنحضرت پر میدان قیامت ظاہر ہوا۔ تو شیخ محمد عمر کے حق میں فرمایا۔ کہ میں نے اسے میدان قیامت میں بڑی شان و شوکت میں دیکھا۔ شیخ صاحب اعلےٰ درجہ کے ذکی اور سخی تھے۔ ۱۰۱۸ سنہ ہجری میں وفات پائی حضرت **قیوم ثالث** رضؓ کے روضہ مبارک کے اندر مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی باقی ہیں۔

محمد انس رحؒ۔ آپ شیخ محمد عمر کے فرزند ہیں لیکن بالغ ہونے سے پہلے ہی ملک بقا کو سدھارے۔

شیخ محمد عمر کی لڑکی فیض جہان بیگم بادشاہ دکن کی بیٹی کے پیٹ سے ہوئی۔ حضرت قیوم رابع اس لڑکی کو فرمایا کرتے تھے۔ کہ تیرے دادا صاحب قطب دوران اور قیوم زمان ہیں اور تمہارے نانا جہان کے بادشاہ ہیں۔

شیخ محمد کاظم۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ قطع تعلقی میں سے موصوف تھے۔ آپ نے عزلت کو عشرت سے بہتر سمجھا ہوا تھا۔ خلقت کی آمد و رفت بند کر رکھی تھی۔ غربت شکستگی اور بے نفسی آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ جب اپنے والد ماجد کے ساتھ سفر کو جاتے تو جہاں جا کر بیٹھتے دن کے ذوق وہاں موجود نہ رہتے۔ دولتمندوں اور بادشاہوں کی مجلس میں کبھی نہ جاتے جب جمعہ کے روز نماز کے لئے مسجد میں جاتے۔ تو اخیر صف میں کھڑے ہوتے۔ فرشتہ خصلت تھے۔ دنیا سے آپکو کوئی مناسبت نہ تھی۔ حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا۔ کہ محمد کاظم میرا خاص مقبول ہے اور یہ کہ میری نظر رحمت اس پر ہے۔ نیز مناقب نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد کاظم بڑا ولی اللہ ہے۔ ایک روز شیخ محمد کاظم نے جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے از راہ لطف و کرم آپ کو خلعت فاخرہ عطا فرمائی۔ نیز شیخ محمد کاظم کو الہام ہوا کہ ہم تم سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کریں گے۔ اور یہ کہ ہم نے تمہارے دل کو نور محمدی سے منور کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے آپکو حضرت مجدد الف ثانی کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں

Marfat.com

شیخ محمد کاظم نے آخری عمر میں اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالثؒ اورنگ آباد سے رخصت ہوئے۔ تو اپنے مریدوں کو فرمایا کہ محمد کاظم کے پاس آیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جناب ہم تو حاضر ہوتے ہیں لیکن انکا دیدار نصیب نہیں ہوتا۔ آپ ۱۱۲۵ھ ہجری کو اورنگ آباد میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ وہیں مدفون ہوئے آپ کی اولاد میں سے کوئی زندہ نہیں ؛۔

خواجہ عبدالرحمٰنؒ - آپ حضرت قیوم ثالثؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ پانچ سال کی عمر میں مستقط میں لوگوں پر فدا ہو کر وفات پائی۔ چنانچہ یہ واقعہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے

خواجہ عبدالرحیم - آپ حضرت حجۃ اللہؒ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ بھی سات سال کی عمر میں مستقط میں لوگوں پر فدا ہو کر راہئے ملک بقا ہوئے ؛۔

میر عبداللہ - آپ حضرت قیوم ثالثؒ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپکی پیدائش کے روز حضرت قیوم ثالثؒ نے فرمایا کہ اس بچے میں قطب الاقطابی کی استعداد ہے اس واسطے ابوالعلی کو غیرت آئی اور دعائے بد کر کے اس فرزند کو ہلاک کیا۔ کیونکہ یہ منصب آپ کے لئے مقرر ہو چکا تھا جیسا کہ آنحضرت کے اکیسویں سال قیومت میں مفصل بیان ہو چکا ہے ؛۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں سے ایک امۃ الکریم نام حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم سے منسوب تھی۔ دوسری امۃ القیوم المعروف بہ جیونی بیگم صاحب شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ محمد تقی کی منسوبہ تھیں۔ اب حضرت قیوم ثالث کی اولاد نرینہ صرف حضرت قیوم رابع سے ہے۔ اور اولاد دختری جیونی بیگم صاحب سے

ذکر دربیان خلفائے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خلفاء بے شمار ہیں۔ آنحضرت نے کئی ہزار آدمیوں کو خلافت دی۔ کہاں تک کے حالات لکھے جائیں ان میں سے چند ایک جو نہایت مشہور ہیں۔ اور جن میں سے ہر ایک کے ہزاروں مرید ہیں۔ ان میں سے بھی انتخاب کر کے بعض کے حالات مجملاً بیان کرتا ہوں۔ ان میں سے اول وہ ہیں۔ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں سے آنحضرت کے مرید ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ میرے (مصنفؒ) کے جد امجد شیخ محمد ہادی

Marfat.com

بعد فرزندوں کے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا
شیخ محمد سالم۔ حضرت محمد اشرف کے فرزند شیخ روح اللہ شیخ محمد حیات اور شیخ محمد شافی الحال
حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین۔ شیخ عبد الاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ شیخ
محمد یعقوب اور شیخ محمد تقی۔ حضرت شیخ محمد یحییٰ کے فرزند شیخ ضیاء الدین یوسف اور
شیخ فقر اللہ حضرت خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ محمد عابد اور ان کے دوسرے بھائی۔
حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دہتے حاجی فضل اللہ۔ حضرت خازن الرحمت کے دہتے شیخ حکیم اللہ
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب سرہند کے بڑے شیخ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہزارہا مرید
ہیں۔ یہ سارے مع اپنے فرزندوں کے حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے
غرض حضرت محمد صبغۃ اللہ حضرت شیخ سیف الدین اور حضرت محمد صدیق کے فرزندوں کے
سوا حضرت **مجدد الف ثانی** رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالثؓ کی مرید
ہوئی۔ چونکہ ان بزرگوں کے حالات اس کتاب کے دوسرے حصے میں لکھے گئے ہیں۔
اس واسطے دوبارہ نہیں لکھے گئے۔ صرف ان کے اسماء گرامی پر اکتفا کی گئی ہے اب آنحضرت
کے باقی خلفاء میں سے چند ایک کے مجمل حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

شیخ عبد الکریمؒ۔ آپ حضرت حجۃ اللہؓ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے
آپ کو حضرت مجدد الف ثانیؓ کے طریقہ کی انتہائی خوشخبریاں عطا فرمائیں۔ خلافت
عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب سے ہزارہا لوگوں نے باطنی فائدہ اٹھایا اور قرب پروردگار
حاصل کیا۔ شیخ صاحب سے کرامات و خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے چنانچہ
ایک دن ایک دولتمند آپ کے پاس آیا۔ تو آپ نے چنداں پرواہ نہ کی۔ وہ ناراض ہو کر
اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے آدمیوں کو کہنے لگا۔ کہ آجکل درویش اپنی مشیخیت کے گھمنڈ
میں دولتمندوں کی ذرا پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کہتے ہی اس کے پیٹ میں درد اٹھا جس
سے وہ بہت عاجز ہو گیا۔ سمجھا کہ یہ شیخ صاحب کا تصرف ہے۔ حاضر خدمت ہو کر معافی
مانگی اور اپنی شفا کے لئے التجا کی۔ شیخ صاحب نے دعا کی تو وہ تندرست ہو گیا۔

حاجی عبد اللہ خوشابی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ
ہیں۔ آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت
پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے درج ہو چکا ہے حضرت قیوم ثالثؓ نے

Marfat.com

تمام قوم خوشبائی آپ کے حوالے کی۔ کہ ان لوگوں کی تربیت کرنا۔ بہت لوگ آپ کے طفیل صاحب کمال ہوئے۔ ایک روز ایک آدمی اپنے ایک اندھے بیٹے کو حاجی صاحب کی خدمت میں لایا اور دعائے شفا کے لئے درخواست کی حاجی صاحب نے قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھ کر دم کیا۔ تو فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ اس قسم کی کرامات حاجی صاحب سے بکثرت منسوب ہیں ؎

حاجی عبدالغفار سبحانی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں بقیہ تمام حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ صاحب کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ آنحضرت نے قوم سبحانی کو تربیت کے واسطے حاجی صاحب کے سپرد کیا۔ بہت لوگوں نے حاجی صاحب سے فیض اخذ کیا اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے ؎

خواجہ مرزا۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ کابل کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ بے شمار لوگ آپکے معتقد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے قوم اعز کو آپ کے حوالے کیا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے ہدایت پائی اور قرب الٰہی حاصل کیا۔ خواجہ صاحب صاحب تصرف تھے۔ اور جذبہ نہایت قوی تھا ؎

خواجہ خسرو۔ آپ بھی کابل کے بزرگ زادوں میں سے ہیں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر خلیفہ تھے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ ہزارہا آدمیوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا۔ اور فنا و بقا حاصل کی خواجہ مذکور صاحب کرامات و استقامت تھے ؎

خواجہ میر۔ آپ خواجہ عبدالصمد کے فرزند اور حضرت امام معصوم رح کے خلیفہ تھے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت عطا فرمائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور فیض یاب ہوئے ؎

حاجی پائندہ باقی۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے نہایت

Marfat.com

ہی کامل خلفاء سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کرکے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حاجی قلندر ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی ابتدائے سے انتہا تک آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کرکے خلافت پائی۔ آپ صاحب جذب و تصرف تھے۔ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔

صوفی سکندر خوشابی ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔

شیخ ابو القاسم ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مشہور خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ مقبول عام تھے۔ لوگوں نے آپ سے بہت فوائد حاصل کئے۔

ملا گدا ۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے معتبر اصحاب سے ہیں۔ صاحب استقامت و کرامت تھے۔ بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب و غریب حالات و مقامات پیدا کئے۔

حافظ احمد ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کرکے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

صوفی عبد الوہاب ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خاص خلیفہ تھے۔ صاحب تصرف و جذبہ قوی تھے۔

شاہ عبد اللہ نزرباری ۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ جب آنحضرت سلطان سند سے رخصت ہوئے۔ تو بادشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ جناب اپنے کسی خلیفہ کو یہاں چھوڑتے جائیں تاکہ اس کی صحبت سے مستفید ہو سکوں۔ آنحضرت نے شاہ عبد اللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑا۔ بادشاہ نے شاہ عبد اللہ سے بہت استفادہ کیا۔ اور شاہی لشکر کے بہت آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ آخری عمر میں آپ نے ملک دکن کے ایک گاؤں نزرباری میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔

Marfat.com

شیخ الاسلام مدنی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ کے بڑے خلیفہ اور عرب کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے سفر حج کی اثناء میں آپ مرید ہوئے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرتؓ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی عمدہ عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنجناب نے رخصت کیوقت آپ کو اس ولایت کا خلیفہ بنایا۔ اس ملک کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور کمالات باطنی حاصل کئے۔

شیخ العرب۔ آپ حضرت حجۃ اللہؓ کے بڑے خلیفہ اور ملک عرب کے مشہور شیخ ہیں۔ جب آنحضرت دوسری مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ مرید ہوئے۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔

شیخ عبد الکریم یمنی۔ آپ یمن کے رئیس تھے۔ آپکو خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ خواجہ محمد نقشبند اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں، جا کر ان کے مرید ہو۔ آپ حسب بشارت فیض اشارت حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی حاصل کیا۔ جب آنحضرت مسقط سے عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ تو شیخصاحب کو خلافت دیکر مسقط میں چھوڑا۔ شیخ صاحب کو وہاں قبولیت تامہ نصیب ہوئی اور وہیں وفات پائی۔

شیخ محمد سیالکوٹی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر یار ہیں۔ پہلے آپ حافظ نور محمد کے مرید تھے۔ جب خود حافظ صاحب آنحضرت کے مرید ہوئے تو شیخ محمد بھی آنجناب کے مرید ہو گئے اور بقید تمام سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ چونکہ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور مشیخیت کا سلسلہ بڑھ گیا۔ اس لئے حافظ صاحب سے منحرف ہو گئے۔ حافظ صاحب نے غیرت میں آکر آپکے باطن پر کدورت ڈالدی حضرت قیوم رابعؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالثؓ حج سے واپس آئے۔ تو شیخ محمد دکن میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنے وطن کی بدمزگی عرض کی۔ آنجناب نے القاے نور اثبت فرمایا۔ اور حکم دیا کہ حافظ صاحب کو راضی کرو۔ تب تمہارا باطن صاف ہوگا۔ بعد ازاں حافظ صاحب سے معافی

مانگی۔ لیکن پھر حافظ صاحب اور آپ کے درمیان رنجش ہو گئی جو مرتے دم تک رہی۔

خواجہ عبدالرحمن بدخشی ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ محبوب خدا ہے جو اس کا مرید ہو گا۔ نجات پائے گا۔ یہ خواب دیکھ کر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ اور سلوک باطنی پورا کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے مجھے بدخشاں روانہ فرمایا۔ وہاں ہزارہا لوگ مرید ہوئے

شیخ عبداللطیف ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ نے بہت سے درویشوں کو لیکر دکن کے علاقے میں سمندر کے کنارے پر سکونت اختیار کی۔ اور زاہد و تارک الدنیا ہو کر زندگی بسر کی۔ آپ صاحب کرامات و خوارق تھے۔

شیخ عبدالرزاق ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ معتبر یار تھے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت میں رہکر حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ نے مشرقی ہند میں سمندر کنارے سکونت اختیار کی۔ آپ کی مشیخیت اس علاقے میں بکثرت ہوئی۔ اس ملک کے تمام سردار اور سرکش آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

شیخ امام الدین رومی ۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ ایک دفعہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ ایک رات جب مرض کا بہت غلبہ ہوا۔ تو شیخ صاحب ساری رات خدمت میں کھڑے رہے آنحضرت نے مہربان ہو کر خلافت عطا فرمائی۔ اور ملک روم کی قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور اس طرف روانہ کیا۔ شیخ صاحب کو اس ملک میں شہرت عظیم نصیب ہوئی وہاں کے بڑے بڑے اکثر رئیس آپ کے مرید ہوئے۔

خواجہ باباصوفی ترکستانی ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنجناب نے آپکو

Marfat.com

عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت عطا فرمائی اور ترکستان کی طرف رخصت فرمایا۔ کہتے ہیں جب خواجہ باباصوفی ترکستان پہنچے۔ اور ترک بکثرت جمع ہوئے تو خواجہ صاحب نے ایک ہی نگاہ میں سب کو بے حال کر دیا مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپنے لگے۔ جب دیر بعد ہوش میں آئے۔ تو تارک الدنیا ہو کر خواجہ صاحب کی خدمت میں رہنے لگے۔ اور سب کے سب صاحب کمال ہوگئے ؞

خواجہ ابو العباس کاشغری۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کو سلوک کی انتہائی درجہ کی بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت عطا کر کے کاشغر کی طرف رخصت کیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ اس ملک کے ہزارہا باشندے آپکے مرید ہوئے۔ اور وہاں کے رؤسا حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ کہتے ہیں ایک روز خواجہ صاحب کاشغر میں بیٹھے تھے۔ اور وہاں کے اکثر رؤسا حاضر خدمت تھے۔ کہ بے اختیار خواجہ صاحب کی زبان سے نکل گیا کہ میں محبوب خدا اور اس ملک کا قطب ہوں۔ آپ کا فرمانا تھا کہ درختوں سے آواز آئی کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ اللہ تعالے نے آپ کو اس ملک کا قطب مقرر کیا ہے۔ اور اپنی محبوبیت آپ کو عطا فرمائی ہے۔ سات مرتبہ یہی آواز درختوں میں سے آئی۔ بعد ازاں درختوں نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ ہم آپ کی قطبیت کو قبول کرتے ہیں لوگ یہ حالت دیکھ کر خواجہ صاحب کے بڑے پکے معتقد ہو گئے۔ اور وہاں کے تمام باشندے آپکے مرید بن گئے ؞

حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے خلفاء کے حالات کہاں تک لکھوں۔ قلم اُن کی تحریر سے عاجز ہے۔ صرف اگر اُن کے نام ہی لکھوں۔ تو بھی دفتر درکار ہے صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والے کو گراں نہ گذرے۔ اگر کسی کو آنحضرت کے خلفاء کے حالات دیکھنے منظور ہوں۔ تو مناقب نقشبندی اور کواکب دریہ میں دیکھے۔ ان کتابوں میں مفصل حالات مندرج ہیں۔ لیکن اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجایش نہیں۔ اب یہاں سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہمعصر علما مشائخ شعرا اور سلاطین کے حالات مجمل طور پر لکھے جاتے ہیں ؞

Marfat.com

ذکر در بیان

شمہ احوال علماء و مشائخ و شعرا و سلاطین کہ ہمعصر حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ بودند

شیخ پیر محمد سلونی - شاہجہان آباد سے پچیس منزل مشرق کی طرف سلون نام ایک شہر ہے - آپ یہاں کے رہنے والے ہندوستان کے مشہور شیخ تھے - ہندوستان کے ہزارہا باشندے آپ کے مرید ہوئے - آپ کے حالات نہایت عالی قدر تھے زہد و توکل آپکا پسندیدہ طریقہ تھا - آپ شیخ عبدالکریم کے خلیفہ تھے - حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کو آپ نے تسلیم کیا حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں - کہ شیخ پیر محمد نہایت عزیز الوجود تھے

شیخ عبدالرزاق - کہتے ہیں آپ صاحب جذبہ تھے - بہت سے علما آپ کے مرید ہوئے -:

بابا مسافر - آپ صاحب نسبت تھے - دکن میں آپکی مشیخیت کا چرچا بکثرت تھا اکثر قلندر اپنے آپ کو بابا مسافر سے منسوب کرتے ہیں -:

سید ابراہیم گیلانی - آپ حضرت شیخ الجن و الانس شیخ عبدالقادر گیلانی کے فرزندوں میں سے ہیں اپنے اصلی وطن خامان سے ہند میں آئے - آپ صاحب حالات بلند و مقامات ارجمند تھے - آپ سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے - آپ کے ایک مخلص امیر نے مہم پر جاتے ہوئے آپ سے فتح کی درخواست کی - آپ نے فرمایا اس جنگ میں یا تم مارے جاؤ گے یا بھاگ جاؤ گے - امیر نے عرض کیا - میں ہمیشہ جناب کی خدمت کرتا ہوں صرف اسی خاطر کہ ایسی مصیبت کے وقت آپ کام آئیں - آپ نے فرمایا جاؤ میں نے اس سختی کو اپنی جان پر لیا تمہیں فتح نصیب ہوگی - لیکن میں اس جہان میں نہیں رہوں گا جس محل میں آپ بیٹھے تھے - وہ گرا اور آپ کا وصال ہوگیا - اس امیر کو فتح نصیب ہوئی - آپ کی قبر اورنگ آباد میں ہے - آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے نے وطن سے آکر ہند میں سکونت اختیار کی - دنیاوی مال بکثرت جمع ہوا - اور اولاد بھی بہت ہوئی - سید ابراہیم کے پوتے سید داؤد اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے ہمارا کوئی بھائی یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی

اولاد میں سے کوئی ہندوستان میں نہیں آیا۔

میر خورد استانفی۔ کابل کے مفصلات میں استانفا ایک گاؤں ہے آپ اس علاقے کے مشہور شیخ ہیں۔ صاحب حالات عالیہ اور جذب قوی تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے معتقد تھے۔ بعض کو آپ نے خلافت بھی دی۔ لوگ بہت سی کرامات اور خوارق کو میر صاحب سے منسوب کرتے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رح کے معتقد ہوئے اور آنحضرت سے باطنی توجہات حاصل کیں۔

خواجہ نصر اللہ بلخی۔ آپ بلخ کے مشہور اشخاص میں سے ہیں صاحب حالات بلند تھے۔ وہاں کے بہت سے باشندے آپکے معتقد تھے۔ آپ نے حضرت قیوم ثالث رض کی قیومیت کو تسلیم کیا۔

سید حسن دہلوی۔ آپ دہلی کے بڑے شیخ ہیں۔ لیکن نہایت نڈر۔ جو کچھ زبان پر آتا کہڈالتے۔ اور لوگوں کو متنفر بنادیتے۔ لیکن اس طریق کے ہوتے بھی بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔ کہتے ہیں۔ آپ اسماء دعوت کے عالم تھے۔ آپ کے حالات باطنی عمدہ تھے۔

شیخ محمد وارث۔ میرے (مصنف رح) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ جوانی کے دنوں میں میں اپنی وضع تبدیل کرکے شیخ محمد وارث کے پاس گیا۔ اس وقت آپ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ جواہرات سنگریزوں میں چھپے نہیں رہتے۔ واقعی آپ صاحب حال اور صاحب استقامت تھے۔

فتح قلندر۔ آپ سلسلہ قلندریہ کے نہایت عزیزالوجود صاحب جذبہ اور صاحب کرامات و استقامت شیخ تھے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا۔

ملا شاہ۔ آپ شاہ میر لاہوری کے خلیفہ ہیں۔ اپنے پیر کی طرح تفرید و تجرید میں ثابت قدم تھے۔ اور وحدت وجود کے مشرب میں مستغرق تھے۔

محب اللہ الہ آبادی۔ بعض نے آپ کو قبول کیا۔ اور اُن کی رائے میں وہ صاحب کمال تھے۔ لیکن بہت آپ کے منکر تھے اور آپ کو ملحد کہتے تھے کیونکہ آپ کی مصنفہ کتاب میں وجود باری کا اثبات مندرج ہے۔ کہ اگر وجود کو فرض کریں تو انہیں افراد عالم میں ہے سو واقعی یہ عقیدہ کفر محض ہے۔ اسی بات پر حضرت حجۃ اللہ نے

Marfat.com

محب اللہ کے خلیفہ محمدی کو قید کرایا تھا۔ بلکہ وہ قید ہی میں مرگیا۔ چنانچہ اسکا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

محمد سعید افغان۔ آپ شیخ اسمعیل کے خلیفہ ہیں۔ اپنے پیر کی طرح صاحب استقامت تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

شیخ محمد چشتی۔ آپ شیخ عبدالعزیز چشتی کے خلیفہ صاحب انکسار و افتقار تھے صفائے باطنی میں مشہور تھے۔

ملا قطب الدین۔ آپ ولایت مشرق کے مشہور عالم تھے آپکے ہزارہا شاگرد تھے اور سینکڑوں طالب عالم مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

قاضی شہاب۔ آپ مشرق کے بڑے عالم تھے۔ بہت لوگوں نے ظاہری علم میں آپ سے فائدہ اٹھایا اور بعض فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

سید محمد کال قومی۔ آپ پیر ابوالعلیٰ کے خلیفہ ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اپنے پیر کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

شاہ جلال۔ آپ بھی پیر ابوالعلیٰ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب ذوق و وجد تھے بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔

ملا محب اللہ۔ آپ علمائے مشرق میں سے سب سے بڑھکر تھے کتاب سلم مسلم آپ کی تصنیف ہے۔ بیشمار لوگ ظاہری علم میں آپ سے مستفید ہوئے۔

ملا نور محمد مدقق۔ آپ ہندوستان کے معتبر عالم تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے علم ظاہر حاصل کیا۔ بلکہ اکثر فارغ التحصیل ہوئے۔

ملا یعقوب۔ آپ شاہجہان آباد میں بڑے عالم شمار ہوتے تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ اور بعض فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

حسب ذیل شعراء حضرت قیوم ثالث رضؓ کے ہمعصر تھے۔ مرزا بیدل۔ غنیمت۔ منیر۔ راضی۔ خاشع۔ واسق۔ شایق۔ وغیرہ ان میں سے بیدل کی مثنوی۔ رباعیات اور دیوان مشہور ہے۔ چنانچہ یہ غزل اسی کے دیوان کی ہے۔

ستم است گر ہوست کشد کہ بہ سیر سرو و سمن درآ ۔۔۔ تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن درآ

بکدام آئینہ مائلی کہ زفرصت این ہمہ غافلی | تو نگاہ دیدۂ بسملی مثرہ واکن و بگفشن درآ
پئے نافہائے رمیدۂ بوپسند زحمت جست و جو | تو بیاد حلقہ چو زلف او گرہے خوردہ بختن درآ

کہتے ہیں مرزا بیدل نے دس لاکھ شعر کہے ہیں۔ گذشتہ اور موجودہ شاعروں میں سے اس قدر شعر کسی نے نہیں کہے۔ غنیمت کی مثنوی نیرنگ عشق بہت مشہور ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے:۔

بنام شاہد نازک خیالاں | عزیز خاطر آشفتہ حالاں

مرزا یاق مثنوی میں بہت مشہور ہے۔ یہ شعر دیوان منیر کے ہیں:۔

با برنگ شیشہ صاحب مشرب آزادہ ایم | صاف دل مانند شبنم سادہ دل چوں بادہ ایم
چوں حباب بادہ از مستی دریں بزم نشاط | رفتہ ایم از خویشتن تا چشم را بکشادہ ایم
نام نامرد و طالع قسمت ما خون و غم | ما و غم گویا کہ ہر دو زنگ مادر زادہ ایم

شاہجہان آباد کے حاکم قلعہ دار عاقل خاں کی مثنوی جس میں مدہ مالت کا قصہ نظم کیا ہے۔ اور جس میں اپنا تخلص رضی ظاہر کرتا ہے۔ بہت مشہور ہے:۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہمعصر بادشاہ حسب ذیل تھے ہندوستان میں عالمگیر بادشاہ۔ عالمگیر کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے وقت اس کی عمر دس سال کی تھی۔ اور آنحضرت کی زیارت اس نے کی تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضؓ اور قیوم ثالث رضؓ سے اس نے فیض باطنی اخذ کیا۔ حضرت قیوم رابع رضؓ کی بھی زیارت کی۔ بلکہ انکی قیومیت کے وقت زندہ تھا۔ تین قیوم اس کی سلطنت میں ہوئے۔ توران میں سبحان قلی خاں آنحضرت کا ہمعصر تھا۔ یہ بھی آنجناب کا مرید تھا۔ ایران میں شاہ حسین بادشاہ تھا۔ یہ بھی آنحضرت کا معتقد تھا:۔

تمت بالخیر

۲۳ - رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ ہجری

Marfat.com

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربیان احوال قیوم رابع حضرت سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قعات بشارات کہ دلالت میکند بوجود مسعود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واقعہ اول ۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوشخبری دینا: ایک روز امام الاولیا حضرت عروۃ الوثقیٰ جامع علوم دینی و یقینی، ہادئے راہ حقیقت گزینی، سالک محقق، کامل مدقق، کاشف حقائق معقول و منقول، واقف اسرار فرع و اصول، معلم دقائق مکتوم حضرت محمد معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا صالح عارف اور برگزیدہ تھا۔ بلایا۔ سب سے پہلے حضرت ابو العلیٰ رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت رض نے اپنی خاص نسبت کا القا اس بوستان قیومیت کے نئے پودے میں رکھا اور حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ابو العلیٰ رح کے باپ تھے۔ فرمایا، کہ اس طالع بیدار فرزند کے مطلع سے ایسا آفتاب ظہور میں آئیگا۔ جس سے تمام جہان روشن ہوگا۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات تھوڑے ہی عرصہ میں ظاہر ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ حضرت ابو العلیٰ کے فرزند حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ محمد زبیر رض کی طفیل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات باطنی سے مشرق سے مغرب تک لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ اس طرح حضرت قیوم ثانی رض کا

مکاشفہ حرف بحرف ٹھیک نکلا +

واقعہ دوم۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مبارک کی خوشخبری دینا۔ میرے (مصنف کے) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک رات نماز تراویح میں حضرت مروج الشریعت قرآن شریف سن رہے تھے حضرت ابوالعلی بھی نماز تراویح میں موجود تھے نماز سے فارغ ہو کر حضرت مروج الشریعت نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوالعلی کی پیٹھ پر ایک جانور دیکھا ہے جس سے آسمان کے ساتوں طبقات اور زمین روشن ہو رہے ہیں۔ ضرور ہے۔ کہ شیخ ابوالعلی کی پشت سے ایسا فرزند پیدا ہو جس سے تمام کائنات منور ہو جائے۔ واقعی حضرت ابوالعلی کے فرزند حضرت محمد زبیر قیوم رابع سے تمام جہان منور ہوا۔ آنجناب کے نور ہدایت نے مشرق سے مغرب تک ذرے ذرے کو گھیر لیا۔ اور حضرت مروج الشریعت رضی کا مکاشفہ بالکل سچ نکلا +

واقعہ سوم۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ کے طواف کیلئے جانا۔ اور وہاں حضرت خلیفۃ اللہ رضی کے وجود مسعود کی خوشخبری دینا۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ دوسری مرتبہ سفر حج کو جانے سے پہلے فرماتے تھے۔ کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کل تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور مجھے سفر حج کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس سفر کی برکتوں کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور زاد راہ و لطف و کرم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کیلئے آئے ہیں۔ چنانچہ متواتر تین مہینہ تک تشریف فرما ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم ثالث حج کو گئے۔ اور حضرت سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب رضی کو اپنی نسبت خاص کا الفا کر کے فرمایا۔ کہ اس نسبت کی وجہ سے تمہارے ہاں ایک فرزند ہوگا۔ جو میرا نائب اتم اور خلیفہ اعظم ہوگا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سفر حج سے واپس آئے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آنجناب رضی کے پیدا ہونے کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرزند جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص نسبت سے پیدا ہوا ہے۔ جس کا القا مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا +

واقعہ چہارم۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حضرت خلیفۃ اللہ رضی

Marfat.com

کے وجود مسعود کی خوشخبری دیتا ہے۔ اکثر اوقات جناب قدسی صفات رکن جہان۔ قیوم زمان حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار آنحضرت رضؓ سے منصب قیومیت اور مراتب خلت کی تفتیش و تجسس کرتے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت و قیومیت کا مسند آرا اور ولی عہد اور شمع قطبیت کا نور افزا کون ہوگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر ہادیئے راہ حضرت **عروۃ الوثقی** رضی اللہ عنہ کے امر کے مطابق اور اپنی کشف باطنی کے موافق فرمایا۔ کہ فخر الابصار **ابو العلی** رحؒ کے دائمی بہار گلستان میں نہایت عز و جلال سے نہال پرکمال پھلے پھولیگا۔ مقبول بارگاہ الوہیت۔ موصوف حسنات قیومیت عارف بلند سیر اور کامل نو قدر ہوگا۔ کہ ہزار سال میں ایسا موحد ذو الجلال عالم قدس اور الہام معلم انس کے اشراقات سے ظہور میں آیا ہوگا۔ زمانہ کیا ہی خوش نصیب ہے۔ کہ اس جامع علوم کے شرف قدوم سے مشرف و ممتاز ہوگا ؎

وآں رشد رہنمائے آں قطب زماں　　　وآں قبلہ ارباب دل و کعبہ جاں
تا طفل باشد جواں پیر باشد بجہاں　　　پیر است مرید اوست ہر پیر و جواں

واقعہ پنجم۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا برقعہ پوش ہونا اور آنجناب رضؓ کے ظہور کے لئے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تہنیت حاصل کرنا۔ حضرت حجت اللہ کے فرزند حضرت ابو العلی نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چہرہ مبارک پر برقعہ اوڑھا۔ شروع میں ایک روز حضرت حجت اللہ رضؓ نے آپ سے برقعہ پوش ہونیکی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح شام میرے پاس بیٹھے رہتے ہیں اس واسطے میں اپنے چہرہ سے برقعہ نہیں اُٹھاتا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی اور پر نگاہ پڑے اور بے ادبی ہو جائے۔ آنحضرت رضؓ نے امتحاناً پوچھا۔ کہ اگر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس بیٹھے ہیں۔ تو اُن سے پوچھو کہ ہمارے باپ کو دانتوں کا درد ہے کب شفا ہوگی۔ آنجناب رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ تو جواب ملا کہ پرسوں پہلے پہر درد رفع ہو جائیگا۔ چنانچہ اسی روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق درد رفع ہوگیا۔ حضرت ابو العلی بارہ سال تک برقعہ پوش رہے۔ تاکہ توجہ مبارک سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہو۔ آخر بارہ سال بعد جب روئے مبارک سے نقاب اُٹھایا۔ تو حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ وجود میں آئے ✦

Marfat.com

واقعہ ششم ۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت خلیفۃ اللہ عنہ کے وجود مسعود کے بارے میں ممکنات کا مبارکباد دینا: جب امام الاولیا حضرت خلیفۃ اللہ اپنے قبلہ گاہ والد ماجد کی پشت سے والدہ شریفہ کے رحم میں آئے۔ تو ملائکہ عظام نے جو قضا و قدر کے کارکن ہیں۔ اعضا کی مناسب ترتیب، ہڈیوں کی ترکیب، آنکھوں اور پلکوں وغیرہ کے بیان میں مشغول ہو گئے۔ اس بات کے درپے تھے۔ کہ کسی طرح شاہد سبحانی محبوب یزدانی کو جو مشیت ایزدی کے جملہ میں چھپا ہوا ہے۔ اور جلالی اور جمالی پردے میں پردہ نشین ہے۔ معہود شان و شوکت سے مقررہ وقت پر خلوت گاہ میں جلوہ دیں اس وقت حضرت حجۃ اللہ کو نظر کشفی اور الہام شافیہ سے معلوم ہوا۔ کہ ممکنات اور تمام اشیا کے حقائق ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو بھی مبارکباد اور سلام دیتے ہیں۔ اور برہان الاولیا خلیفۃ اللہ رض کی محل سعادت والدہ ماجدہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ عنہ نے اس بشارت سے جو خوشی و خورمی کا سرمایہ تھی۔ خوش ہو کر دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حقائق اشیا اور ممکنات کی توجہ اس صاحب حمل کی طرف ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مولود قبلہ عالم و عالمیان اور کعبہ التفات جہانیاں ہو گا۔

واقعہ ہفتم ہاتف غیب کا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مسعود کی بشارت دینا: جب اس جوہر قابل کے ایام وضع حمل قریب پہنچے۔ اور ولادت باسعادت جس سے زمانہ کو خوشی اور آنکھوں کو تر و تازگی نصیب ہوتی تھی۔ واقع ہونے والی تھی۔ تو عالم روحانی میں ایک نورانی شخص نے نہایت خوشی و زمزمہ داؤدی جیسی خوش الحانی سے اس کلبہ ظلمانی میں نسیم گلستانی سے زمانہ کو طرح طرح کی شگفتگی بخشی کہ قریب ہے۔ کہ امام زمانہ فرد یگانہ عدم کے پردہ سے ظاہر ہو۔ مرحبا کہ اسرار الٰہی کا ماہتاب واقف ہو۔ امام حزب اللہ حجت اللہ یہ غیبی مژدہ اور لاریبی خوشخبری سنکر پھول کی طرح شگفتہ ہوئے۔ اور مارے خوشی کے جامے میں نہ سمائے۔ موجودات کے باغ کی زینت کنندہ کا ہزار ہا شکر بجا لائے۔ کہ اس نے باغ جہان کو ایسے پودے سے رونق بخشی۔ اور بوڑھے جہان کو یہ سر نو پھر جوان بنا دیا۔ اور زمانے کے چمنستان کو ایسے نگار رنگ پھول سے شگفتگی عنایت کی۔

Marfat.com

ذکر در بیان

ولادت باسعادت قیوم رابع حضرت پیر دستگیر خلیفۃ اللہ قیوم زمان قطب جہان رضی اللہ تعالےٰ عنہ

خزینہ اسرار کے دانشوروں اور گنجینۂ ابرار کے ہنر پروروں نے وہ قصہ جو تمام قصوں سے عمدہ اور وہ ذکر جو تمام اذکار سے اشرف ہے۔ بیان کے صفحہ پر یوں ثبت کیا ہے۔ کہ مکرمت کے افق سے صبح سعادت اور معرفت کے آسمان پر خورشید ہدایت کا طلوع ہونا یعنی آنحضرت معدن کمالات نبوت کرم اللہ بالخیر حضرت خواجہ محمد زبیر کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۵۔ ذیقعدۃ المعمور ۱۰۹۳؁ہجری کو ہوئی ؎

از محیط فیض زیبا گوہرے آمد پدید بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

اس مبارک وقت سے لیکر تمام رعایا و برایا کی امیدوں اور خواہشوں کے باغ کو تر و تازگی اور آنکھوں کو بدرجہ غایت بصارت نصیب ہوئی۔ اس نسیم کی خوشبو سے خاص و عام کی عیش و نشاط کا دماغ معطر ہو گیا۔ تمام جہان کا باغ طرح طرح کے شگوفوں اور رنگا رنگ کے پھولوں سے بہشت بریں پر بھی فوقیت لے گیا ؎

از نکہت ایں مژدہ زماں گشت معطر در پرتو ایں لمعہ زمیں گشت منور
ہر مطلب امید کہ بود از رہ دل از دولت اقبال تو شد جملہ میسر

چونکہ اس رحمت الٰہی کی دولت کا پورا پورا وصف لکھنا یا بیان کرنا حیطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ اس لئے اس افسر زمان کے مجمل حالات قلمبند کئے جاتے ہیں اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ جہان کا باغ مکرمت و فضال کے بادل کے ترشحات سے اس لطف یزدانی کے سایہ سے بہار سے بھی بڑھکر تر و تازہ ہوا ہے۔ اور بنی آدم کا چارباغ اس چمن آرا کی ندی کے پانی سے سر سبز ہوا ہے۔ اس مژدہ دلکشا کی نسیم سے غنچہ پھولا نہ سمایا۔ عشرت زمانہ کے تار نے اس پیڑے چنگ کے دلنواز نغموں کے غم کا پردہ پھاڑ ڈالا ہے۔ اس خوشخبری سے لوں کے غنچے پھول کی طرح جامے میں نہیں سماتے۔ اور غمگساروں کی جان نے خوشی کے پھول بغل میں دبائے۔ تا مقصودمندوں کے دلی مقاصد مقصودمندی کے میووں سے لدگئے۔ طالبوں کو شاہد مقصود ہاتھ آیا۔ حسب دلخواہ مرادیں پوری ہوئیں۔ الجہان نے

Marfat.com

دل کی ڈبیاں خوش دلی کے جواہرات سے پر کیں۔ جہان والوں نے اپنے پوت کو موتی سے بدل لیا۔ آنکھوں کو سکھ کلیجے کو ٹھنڈک ہوئی۔ دل کے ویرانے کو خوشی کا گوشہ بنایا معکوس فلک کی کشت عشرت مالا مال ہوگئی۔ اہل آسمان کی عیش کا پودا زمین تک جھک آیا

شکر کز لطفِ جہان دار ازل ــ شد خلیفہ والی و دار الملل

سبحان اللہ کیا عجیب ظہور ہے۔ کہ خدا ہے۔ ظہور کبریائی کا جلوہ خط ربوبیت کا شاہد ہے اور شاہد خط الوہیت ہے۔ زبان کی ناطقہ غیب ہے۔ اور ناطقہ کی زبان لاریب ہے کشتی شریعت کا سمندر ہے۔ اور حقیقت کے سمندر کی کشتی ہے۔ مشرق کمال کا آفتاب برج یقین کا ستارہ ہے۔ اختر دین کا برج۔ ماہ یکتائی کا آسمان۔ آسمان یکتائی چاند گدائی کا کمان گوشہ ہے۔ کمان بادشاہی کا گوشہ۔ معدن آفرینش کا جوہر۔ جوہر بینش کی کان۔ درخت دولت کا پھل۔ ملت بیاض کا ثمرہ۔ حدیقہ نور۔ اور صفحہ بیاض سرور ہے۔

زیب دین و دولت لطفِ آنکہ ــ شد بہفت اقلیم و دنیا پادشاہِ دیں پناہ

آں شہے یکتا کہ تا روزِ قیامت زیرِ سپہر ــ در زمین خیالش آمدہ یکسر در تا

اس قلم معشوق بہت سے قرون اور زمانہ ہائے دراز کے بعد عدم کے پردہ اور خلوت سے ظہور میں آیا۔ کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے وقت سے لیکر کمالات الٰہی اور رحمت نامتناہی انبیا اور اصفیا کی ذات بابرکات میں نزول فرماتی رہی۔ اور جب حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا زمانہ آیا۔ تو تمام کمالات نبوت رحمانی۔ اور عرفان سبحانی اختتام اور اتمام کو پہنچے۔ علے ہذا القیاس مکملات نبوت کا آفتاب اور ولایت ثلاثہ کی حقیقت کا خورشید طلوع ہوا۔ اور سلسلہ کبرٰے اور طریقہ اتقیا میں ہمیشہ تشریف فرما ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت خاتم الاولیا خورشید عنوان خاتمہ قیومیت۔ خاتمہ عنوان خلافت انگشتِ رسالت۔ مہر سلطان سپہر کمالات نبوت۔ اور آسمان ولایت کا آفتاب عالمتاب حمل زمانہ کی تحویل کے سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے ایک ہزار ایک سو بارہ سال بعد تاریک عالم کون و مکان کو منور کیا۔

جشنے کہ چنیں بروزگاراں ــ در خواب دیدہ نو بہاراں

نہ حسن کہ نقش چرخ اختر ــ مجموعہ حسن ہفت کشور

Marfat.com

یہ قصہ "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں مفصل لکھا ہوا ہے۔ کہ اختر شناس منجموں اور ستارہ شناس عقلمندوں نے تنجیم و نجوم کے میزان کو دیکھ کر عرض کیا۔ کہ ایسا اتفاق حسنہ اور آسمانی سیاروں کا مبارک وقت نہ اس سے پہلے کبھی ہوا۔ اور نہ بعد میں آنا ممکن ہے۔ چنانچہ طالع سعد تھا۔ عطارد نے سرطان کو زیب و زینت بخشی ہوئی تھی۔ زہرہ و مشتری ایک برج میں تھے۔ جو دشمنوں کی جان کو حوادث پر پھینکتے ہیں۔ اور دوستوں کا گل مراد کھلاتے ہیں۔ علے ہذا القیاس ہر ایک ستارہ اپنے مقام محمودہ پر مسعود و مشرف اور خوشی کو بڑھانیوالا تھا ؎

اسد بود طالع حسنداوندرو کز و دیدۂ دشمناں گشت کور
عطارد بجوزا بروں تاختہ مہ و زہرہ در ثور دم ساختہ
برآراستہ قوس را مشتری زحل در برآرد ساز بگری
ششم خانہ راکرد بہرام جائے چو خدمت گراں گشت خدمت نمائے
چنیں طالع بداں بود از و چگویم زہے چشم بد دور ز و
چو زاد آں گرامی لقائے چنیں برافروخت باغ از نہال چنیں

مرتبہ کیسا ہی عالی ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے صیام و حج کے مابین واقع ہونے سے سرائے فانی کے خراب آباد کو زینت بخشی۔ کیا ہی اعلے درجہ کی منزلت ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے دو عیدوں کے درمیان واقع ہونے سے اس خاکدان غمکدہ کو نشاط آباد کیا۔ اور ذیقعدۃ المعمود جسے اہل ہند کی اصلاح میں خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ وہ اب آنحضرت کی ولادت باسعادت کی برکت سے کمالات کے درجوں اور حسنات کے مرتبوں سے پُر ہو گیا۔ واقعی اس مہینہ یعنی ذیقعدۃ المعمود کو نہایت اعلے مرتبہ اور بلند درجہ حاصل ہوا کر رمضان المبارک کا ہمپلہ ہو گیا۔ اور ذالحجہ پر بھی فوقیت لیگیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے جد شریف حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے اس تاریک کٹیا اور خالی آستانے پر اس معدن نورانی کے تشریف لانے کو اعلے درجہ کی بخشش اور عنایت تصور فرما کر خاک منت پر جبین نیاز گھسائی۔ اور کمی حقہ شکر و سپاس ادا کیا۔ مشائخ نتائج احمدیہ اد کا کر ثمرہ معصومیہ اس دائمی خوشخبری سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر سر کے بل اس خوشخبری کو بڑھانے والے کے جمال جہاں آرا کو دیکھنے کیلئے گئے۔ کروبی فرشتوں کا گروہ اور مقرب ملائکہ کا

Marfat.com

قافلہ اس فصاحت مآب کے حسن کو دیکھنے کیلئے فرش زمین سے لیکر عرش بریں تک صفیں بنائے حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ اور سُریانی زبان میں گا رہے تھے۔ جن کا مطلب بزبان پارسی یہ ہے ؎

دلا گوہرے کہ از ارجمندی ۔۔۔ در نام پدر نہد بلندی
یکتا گوہرے کہ چوں کشد اوج ۔۔۔ دریا شود و چو آسمان موج

آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔ اور ربُّ الارباب کی بارگاہ سے اس منبع برکات کیلئے سلام و تحیات لاتے تھے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیائؑ اور مرسلوںؑ کی روحوں سمیت تشریف فرما ہو کر تحیات و تبارک ادا فرمائی۔ اور مشفقانہ طور پر مربیانہ آغوش میں لیا۔ اس سراپا ہوش کے گوش مبارک میں اذان و تکبیر کہکر فرمایا کہ یہ فرزند کئی ہزار سال کمالات نبوت کے قبہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور یہ ہزاروں ماہ کا نتیجہ خزینہ ولایت میں تربیت حاصل کرتا رہا ؎

مہ براوج فلک ملت طالع شد ۔۔۔ کہ کس ندیدہ چنیں ماہ در ہزاراں سال

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند میری آخری امت کا قیوّم اور میری امت کا مشہور شیخ ہے۔ اس کے بعد اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی قیوم نہ ہوگا۔ اور کوئی ایسا شخص مسند ارشاد پر جلوہ افروز نہیں ہوگا۔ نیک وقت اور مبارک گھڑی میں آنجناب کا کنیت ابو البرکات۔ لقب شمس الدین اور اسم مبارک محمد زبیر قرار پایا۔ زبیر۔ زبر کی تصغیر ہے یعنی کمالات کتب منزلہ الٰہی۔ اور صحف متبرکہ غیر متناہی بطریق اجمال اس صاحب کمال کی ذات میں اُترے۔ طرح طرح کے کھانے حسب دلخواہ پینے قسم قسم کے لباس اور رنگا رنگ کی خوشبوئیں ؎

دریا دریا عنبریں بر ۔۔۔ صحرا صحرا شدہ از فر
گل بوئے عبیر پرنیاں سنج ۔۔۔ پروردہ بصد بہار تارنج
از صندل و عود و شیشہ شبہ ۔۔۔ در گوہر و لعل دستہ دستہ
اکسوں پرندہ رنگ در رنگ ۔۔۔ سنجاب و سمور تنگ در تنگ

مہیا و مرتب کر کے مستحق اشخاص کو تقسیم کی گئیں۔ دانشور مؤرخوں اور ہنر پرور مصنفوں نے

Marfat.com

جن میں سے ہر ایک ذہن سلیم طبع مستقیم سخن پروری کی استعداد اور اشعار گستری کی قابلیت عرفی و انوری کی طرح رکھتا تھا۔ عمدہ عمدہ تاریخیں اور دلپسند شعر کہکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں لایا جسب ذیل تاریخ ولادت باسعادت ہے ؎

آں شیخ مجدد الف ثانیؒ — کہ نبود تا بپیش رہبر انسان غیر
حق داد باو منصب قیومی را — زو ماندہ معصوم شاہ عالم سیر
معصوم چو از جرم و خطا بود معصوم — زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خیر
خواجہ کہ بود نقشبند عالم — اعلے درجہ ابو العلی باند بخیر
فرزند چو حق داد ابو العلی را — چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر
تاریخ تولدش گفتند چو جستند — قیوم زماں قطب یار سا و زبیر

؎

قطبے کہ چو مہر جہان تاب آمد — محبوب جناب از برش القاب آمد
تاریخ تولدش گفت ہاتف — مخدوم قطب الاقطاب آمد

؎

بحمد اللہ کہ روشن شد بعالم قطب ربانی — امام الحق محمد زبیر آں محبوب صمدانی
روا چوں خواست تاریخ ولادت باسعادت را — سرش آمد ولی قیوم رابع مجدد ثانی

ایک سعادت مند بخت بلند دایہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تربیت اور پرورش کیلئے مقرر فرمائی۔ آنجناب کے چچا شیخ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے برادر زادہ بلند ارادہ کی ولادت باسعادت کے دن عمدہ عمدہ قصائد اور مرغوب طبع ابیات سے یہ مضمون معلوم کر کے کہ اسکے طینت قطبیت اور قیومیت پیدا ہوا ہے۔ بہتیری کوشش کی گئی لیکن واضح طور پر معلوم نہ ہوا۔ کہ وہی یہ مولود مسعود قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہوگا آخر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں میں نے مراقبہ کیا۔ اور اس معاملہ کے منکشف ہونے کیلئے توجہ کی۔ تو معلوم ہوا کہ امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی فرماتے ہیں۔ کہ تجھے مبارک ہو۔ تیرا بھتیجا پیدا ہوا ہے جو نہایت بلند ہمت عالی فطرت اور اصالت سے بہرہ ور ہوگا۔ اور قیوم زماں بھی ہوگا۔ جو اس قبیلہ حمیدہ کا باعث فخر ہوگا ۔

واقعاتے کہ والدہ آنحضرت رضی اللہ عنہ مشاہدہ کردہ اند

ایک رات مریم زمانی، فاطمۂ ثانی، والدہ آں محبوب سبحانی، قیوم زمانی نے خواب دیکھا۔ کہ رئیس الاولیاء، عروۃ الوثقےٰ، مخزن علوم حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ اپنے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں۔ اور ہزارہا مشائخ اس روضہ منورہ کے گرداگرد کھڑے ہیں۔ آخر مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ یہ انبیاء مرسل اور اولیا کی روحیں ہیں جو تمہارے فرزند سعادت مند محمد زبیر کی پیدائش پر مبارک دینے کیلئے تشریف لائے ہیں۔ میں نے بگوش خود سنا کہ مجھے عاجزہ کو زبان گوہر فشان سے مبارکباد دیتے ہیں! اور فرماتے ہیں۔ کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ مولود مسعود قیومیت اصالت اور محبوبیت سے مشرف و ممتاز ہوگا۔ اور قطب زمانہ و فرد یگانہ ہوگا! اس کے ارشاد کے انوار سے تمام جہان پُر ہو جائیگا ؎

مبارک طالع فرخندہ فالے
بباغ خورمی زیبد نہالے

اس خلیل رحمانی کے باطنی طفیل جمیل سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اور طریقۂ سنیہ احمدیہ کو رواج ہوگا! اور قیامت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہیگا۔ یہ فرزند احمد یکمالات کا جامع اور مراتب محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہوگا۔ ہندوستان کا یہ خارستان گلستان سے بدل جائیگا مصرعہ

ببا بباغ کہ گلہا شگفتہ خار نماند

ذکر دربیان بشارت یافتن والدہ آنجناب از حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ

اس دُر یگانہ اور فرد زمانہ یعنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی والدہ عفیفہ فرماتی ہیں۔ کہ جس دن میرے فرزند ارجمند معدن الخیر محمد زبیر نے زمانے کے اس غمکدہ کو خوشی و خورمی کا باغ بنا دیا۔ تو مجھ عاجزہ پر بے ہوشی کی حالت طاری ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ جد بزرگوار منبع اسرار خازن الرحمۃ محمد سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ مولود مسعود برگزیدہ احمدیہ و قبلہ معصومیہ ہے عنقریب ہی یہ مرتبہ اعلےٰ اور درجہ کبریٰ سے مشرف و ممتاز ہوگا۔ اور مشائخ دین کا رئیس اور شیوخ یقین امت کا

Marfat.com

ہم نشین ہوگا۔ اور سب سے آخری مشہور شیخ ہوگا ؎

زہے دولتِ مادرِ روزگار کہ نورے چنیں پروَرد در کنار

اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ فقیر کا طریقہ اس بلند مرتبہ گوہر سے مروج ہوا۔

ذکر در بیان

بشارت یافتن صوفی کبار از روضہ منورہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

رئیس الاولیا حضرت حجۃ اللہ کے ایک معتبر یار اور خلیفہ ارشد صوفی کامل فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کا روضہ منورہ نہایت تعظیم و تکریم سے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع میں ہے اس معاملہ حیرت افزا کے بارے میں میں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ آخر کار آنحضرت عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہونے سے مراقبہ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میرے نور چشم ابو العلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک فرزند بہرہ مند پیدا ہوا اس واسطے ہم اُس کی تعظیم کر رہے ہیں۔

ذکر در بیان

بشارت دادن ملائکہ در روز عقیقہ آنحضرت رضی اللہ عنہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے عقیقہ کے دن آنجناب کے جد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ اس خلق کی پیدائش کے دن آسمان سے فرشتے نازل ہو کر کہتے تھے۔ کہ قریب ہے کہ یہ بچہ محبوب الٰہی اور قیوم زماں ہو۔

ذکر در بیان

آمدن بجہت زیارت حضرت خلیفۃ اللہ در روز عرفہ و احوال چہار پالکی از ایام صبا

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عرفہ ذوالحج کے روز دیکھا کہ گروہا گروہ

فرشتے اور جوق در جوق گروہی آسمان سے فرش زمین پر اس کلبہ ظلمانی میں آ رہے ہیں۔ اور اس فرزند ارجمند کی آستان بوسی کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا حکم اور فرمان یوں صادر ہوا ہے کہ پہلے محمد زبیر بزرگوار کی زیارت کرو جو کہ ابدی سعادت اور سرمدی سطریہ ہے بعد ازاں طواف کعبہ اور مناسک حج بجا لاؤ۔ مصرعہ

زہے سعادت آنکس کہ شہ کند یادش

ذکر دربیان

بشارت یافتن از ندائے غیب حضرت حجۃ اللہ در حق حضرت محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ گذشتہ و آئندہ تمام اولیا اور اصفیا کے کمالات حضرت محمد زبیر کی ذات برکات میں ودیعت و درج کئے گئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ خاتم الاولیا ہو گا +

ذکر دربیان

آمدن جن بہ شکل مار برائے زیارت آنحضرت رضی اللہ عنہ

ایک روز ایک سیاہ اژدہا دیو ہیکل فرصت پا کر اس دُر ثمین صفوت اور اس گوہر صدف ولایت کے سرور آگین مہد نگارین میں ہو بیٹھا۔ اور اس صاحب کمال کے جمال کو دیکھنے میں مشغول ہوا۔ کبھی آنحضرت کے ہاتھوں کو چومتا اور کبھی قدم مبارک کو کوتہ اندیش نگہبان اور کوتہ بین حفاظت کنندے یہ حالت دیکھ کر حیران و پریشان ہو کر اِدھر اُدھر سے لکڑی، اینٹ، پتھر اٹھا لائے اور اُسے مارنے کیلئے آ جمع ہوئے۔ اس اژدہا نے زبان پُر فصاحت سے یوں عرض کیا۔ کہ خدا و رسول کے واسطے مجھے ایک گھڑی کی فرصت دو تاکہ میں اچھی طرح دیدار کر لوں۔ کیونکہ ہم اس طفل بزرگوار کے مشتاق و محتاج سالہا سال سے تھے۔ آج ہمیں خوش نصیبی و خوش بختی سے اس کی صحبت بابرکت میں حاضر ہونے کا موقع ملا ہے۔ ہم اصل ونسل سے جن ہیں۔ لیکن قباحت و شرارت سے مبرا ہیں۔ یہ کہکر نظر سے غائب ہو گیا +

Marfat.com

ذکر در بیان

احوال ایام طفولیت آنحضرت رضی اللہ عنہ

اس محبوب الٰہی کے دودھ بھائی کا بیان ہے۔ کہ آنجناب نے لڑکپن میں جو تصابیح و تکلیف شرعی سے مبرا زمانہ ہوتا ہے عام بچوں کی طرح کبھی بستر یا بدن کو غائط و بول سے ملوث نہ کیا اور ننگا رہنے سے بالطبع متنفر تھے۔ کبھی آپ نے خود بخود دایہ سے دودھ نہ مانگا۔ اور نہ بچوں کی طرح کبھی روئے۔ اور نہ ہی کھیل کود میں مصروف ہوئے۔ اگر بالفرض اپنے ہمعصر اور آپ کی مجلس میں آتے۔ اور آپ کو کھیل کود کی رغبت دلاتے۔ تو آپ ہرگز مائل و راغب نہ ہوتے۔ اور نہ خواہش کرتے۔ بلکہ زبان مبارک سے فرماتے۔ کہ پیری مریدی میں وقت کا صرف کرنا خوش وقتی ہے۔ آپ حضرت حجت اللہ کی طرح لوگوں کو مخاطب کر کے توجہ دیا کرتے اور خوشخبری سے مشرف فرمایا کرتے تھے+

ذکر در بیان

احوال از عمر چہار سالگی تا دوازدہ سالگی بشارت دادن حضرت حجۃ اللہ کہ جمیع کمالات اولیاء دریں طفل ودیعت کردند

امام حزب اللہ حجت اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ ہم نے محمد زبیر کی ذات بابرکات میں تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا اور اصفیا کے تمام کمالات رکھ دئے ہیں۔ اور وہ خاتم اولیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی عمر کے چار سال اور چار ماہ گذر گئے۔ تو آنحضرت کو ایک سعادتمند ادیب اور طالعمند معلم کے سپرد کیا گیا۔ اور آنجناب کی طبع مبارک کی اصلاح کیلئے کئی دانشوران سخنور اور دانایان خرد پرور مقرر کئے۔ تاکہ اپنا وقت تکمیل علوم اور تحصیل فضائل میں صرف کریں۔ اپنے قدوم میمنت لزوم سے استاد یگانہ کی آنکھوں میں گھر کر لیا

؎ دلستاں از قدومش شد گلستاں   کہ یابد اینچنیں طفلی استاں

میرے (مصنف) کے قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ میں تعلیم میں حضرت مدید رئیس الاولیا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ہمنشین ہوا۔ بعض اوقات آنجناب پر اپنے باطنی بڑے احوال

Marfat.com

طاری ہوئے۔ تو آنجناب کی طبع مبارک میں تغیر واقع ہوتا۔ اور کانپنے لگتے۔ حتی کہ بے ہوش ہوکر گر پڑتے۔ اگر کوئی لڑکا آپ کے اس حال کی بابت پوچھتا۔ تو آپ اُسے مطلع نہ فرماتے۔ واقعی ے

ہر کسے را سرِ حق آموختند مہر کردند و دہانش دوختند

آخر کار اپنے عوارف آگاہ حضرت قبلہ گاہ سے یہ حالت عرض کی حضرت جد شریف نے فرمایا کہ مناصب احمدیہ کے دقیقہ اور کمالات موروثہ معصومیہ کے خزینہ کے حقیقہ اسرار ہیں۔ جو مبارک وقت میں جلوہ گر ہوتے ہیں +

ذکر دربیان

آرزو کردن والدۂ آنحضرت برائے فرزند دیگر و بشارت دادن حضرت حجۃ اللہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ فرزند بلند فطرت محمد زبیر کی ولادت باسعادت کے بعد میں نے حضرت حجت اللہ کی خدمت میں ایک اور فرزند کیلئے التجا کی۔ میں چاہتی تھی۔ کہ ایک اور لڑکا پیدا ہو۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام شیروں سے بڑھکر بہادر اور دلاور اور شیروں کا پچھاڑنے والا شیر تمہارے شکم میں اس طرح ہے۔ جیسے سیپی میں جوہر لطیف۔ واقعی فرزند بہرہ مند معدن الخیر محمد زبیر گوہر وحید الدہر ہے +

چو خواہد شد قطب در دو جہاں کہ ہرگز نرسد ورا تواماں

ساتھ ہی خوشخبری سنائی کہ انشاء اللہ بیس سال کی عمر میں تمام کمالات مناصب احمدیہ اور تمام مراتب معصومیہ سے معزز و مشرف ہو گا +

ذکر دربیان

احوال آنحضرت ہمراہ جد شریف حضرت حجۃ اللہ بلشکر سلطان عصر

میرے (مصنف) جد شریف فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے جد بزرگوار منبع اسرار سفر حج کے ارادہ سے جا رہے تھے۔ اور حضرت قیوم رابع بھی

Marfat.com

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ چونکہ حق سبحانہ تعالےٰ اپنی درگاہ کے برگزیدوں کو ازل ہی سے قابل جوہر عطا فرماتا ہے۔ اس لئے اس بزرگ زادہ بلند امزادہ (حضرت قیوم رابع) کو وہ ہمت عالی اور مرتبہ بلند دے رکھا تھا۔ کہ سات سال کی عمر میں بسبب وسعت حوصلہ اور رفعت منزلت بڑے بڑے ارادے کئے۔ آنجناب کی شائستگئے حال آراستگئے مقال فصاحت کلام اور لیاقت زبان روشنضمیر بادشاہ کی افواج بحرامواج میں شہرۂ آفاق تھی صفائی کا ستارہ اور ولایت کا اختر آنجناب کی پیشانئے مبارک سے ظاہر ہوتا تھا ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی　　　　مے تافت ستارۂ بلندی

جو شخص آنجناب رضی اللہ عنہ کے انوار دیدار سے منور ہوتا تھا۔ وہ اس دُریگانہ اور فرد زمانہ کی اوضاع کریمانہ اور اطوار بزرگانہ سے حیران ہو جاتا تھا۔ اور کہتا تھا ؎

بزرگی بعقل است نہ بسال　　　　وشرکے بہوش است نہ بقال

حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ ابو المظفر برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حسین عشاق جب کبھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے یہی فرماتے کہ یہ مخدومزادہ اپنے وقت کا قطب ہوگا۔ جب آنحضرت کو شاہی لشکر میں رہتے کچھ عرصہ ہوگیا۔ تو بادشاہ کی فوج کو فرنگیوں کی فوج سے لڑنا پڑا۔ اس واسطے عرب و ہند کا درمیانی رستہ بند ہوگیا۔ اس لئے حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ نے اس راہ سے حج کو جانا ملتوی کردیا۔ اور واپس چلے آئے ✣

ذکر در بیان

بشارت دادن حضرت شیخ سیف الدین در حق حضرت خلیفۃ اللہ در ایام طفولیت

ایک دفعہ جناب امام الامام، مکرم دوران۔ منبع صبر و تحمل زبیر رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں مرض ہوا۔ ان دنوں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے اپنے نور چشم کی شفا کے لئے عرض کیا۔ کہ چند روز سے اس کی طبیعت ناساز ہے اور حدیقہ زندگانی کے اس نونہال اور فیض ربانی کے سرچشمہ کو کچھ عارضہ سا ہوگیا ہے۔ اس وقت ان معنی دستی شناس نے اس عالم معنوی کے پارسا کے جمال پر کمال کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ زمانے کے

باغ میں ایسا پھول پہلے کبھی نہیں کھلا ہے! اور روئے زمین پر ایسا والئے ولایت کوئی نہیں ہؤا۔ اللہ تعالٰے کے فضل وکرم سے یہ صفات جملہ اور مناقبات اکمل میں مشہور و معروف ہوگا۔

ذکر در بیان سفر کعبہ ہمراہ جد شریف خود

حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ کعبہ معظمہ کے طواف اور حرم مکرمہ کی زیارت کے ارادہ سے جیساکہ اس کتاب کے تیسرے حصّے میں درج ہوچکا ہے۔ کابل کی طرف روانہ ہوئے! اور وہ سرزمین نے بصارت کے قدوم میمنت لزوم کی طفیل بے اندازہ تروتازگی پائی۔ اور تمام اہل کابل کو طرح طرح کی سعادت کے اوصاف اور روز افزوں بشاشت نصیب ہوئی۔

ایک روز حضرت سلطان الاولیاء نے ایک عمدہ سا سیب اپنے دست مبارک میں پکڑا ہوا تھا کبھی اُسے دیکھ کر خوش ہوتے! اور کبھی اس کی خوشبو سونگھتے۔ اتفاقاً وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے لڑھک کر خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ کے فرزندوں میں سے خواجہ مرزا جو حضرت حجۃ اللہ کے عمدہ خلفا میں سے تھےؒ کے قریب پہنچا۔ آپ نے وہ سیب نہایت تعظیم سے اٹھا کر آنجناب کو دیا۔ چنانچہ تین مرتبہ وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے گرا۔ اور تینوں مرتبہ آپنے اٹھا کر آنجنابؒ کے پیش کیا۔ آخر حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ سیب جو ہمارے فرزند کے ساتھ سے جدا ہو کر جو جاتا ہے۔ یہ نعمت عظمٰے ہے۔ اغلب ہے کہ اس سے ہمیں دولت ابدی اور سرمایہ سرمدی نصیب ہو۔ اُسے سنبھال کر رکھو۔ کہ منصب قیومیت و قطبیت کے اس والی سے ہمیں دائمی نفع اور جاودانی فائدہ پہنچیگا۔ خواجہ صاحبؒ نے وہ سیب بڑی حفاظت سے رکھا۔ اور آداب بجالایا۔ بعدازاں آنحضرتؒ نے فرمایا۔ کہ اس فرزند کی قیومیت کے طلوع آفتاب اور صبح قطبیت کے ظہور کا وقت قریب ہے اور تمہیں اس سے فائدہ پہنچیگا۔ اور فیض باطنی حاصل ہوگا۔ اس سیب کا قصہ عنقریب مفصل لکھا جائیگا۔

ذکر در بیان

احوال آنحضرت کہ از عمر دوازدہ سالگی تا بست سالگی رفتن آنجنابؓ سفرحج ہمراہ جد بزرگوار و برتبہ قیومیت رسیدن

مبارک سال اور نیک مہینے میں نائب مناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے خاتم اولیا حضرت خلیفۃ اللہؓ کی ولادت باسعادت کے بعد کعبہ معظمہ کے طواف اور مدینہ منورہ کی زیارت کا عزم بالجزم کیا۔ کیونکہ آنحضرتؓ اس امر کے لئے منجانب اللہ مامور ہوئے تھے۔ کہ یہ وہی طفل بزرگوار ہے۔ کہ اس سے پہلے بسبب القائے نسبت علیہ وہ ولی ازلی سفرحج کے لئے مامور ہوئے تھے۔ آیت کریمہ انّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيٰى کے قصہ کی طرح مشہور ہو گیا۔ مصرعہ

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں

چند سال تک حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور دُوح جو تمام عالم کا مربی ہے آنحضرت (خلیفۃ اللہ) رضے اللہ کے والد بزرگوار کو اپنی حضوری میں تربیت کرتا رہا۔ چنانچہ یہ بات مفصل طور پر پہلے بیان ہو چکی ہے

پدر نور و پسر نور نیست مشہور ۔۔۔ ازینجا فہم کن نور علیٰ نور

پس آنحضرت رضے اللہ عنہ کو خیال آیا۔ کہ اب السفر وسیلہ ظفر کو طے کرنا۔ اور اس عزیز الوجود کو حرم شریف کی زیارت کا شرف حاصل کرانا چاہیئے۔ تاکہ اُسے بے انتہا کمالات اور لا انتہا عنایات حاصل ہوں۔ ایران کی راہ سفرحج کے ارادے سے کابل تک پہنچے۔ لیکن بادشاہ ہند نے نہایت عجز آمیز عرضی لکھی۔ کہ جناب کابل سے واپس آجائیں۔ اور دکن کی راہ حج کے لئے تشریف لے جائیں۔ تاکہ میں قبلہ اخیار کے دیدار فائض الانوار سے مستفید ہو سکوں۔ حضرت حجۃ اللہ رضہ بپاس خاطر بادشاہ کابل سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے بھی آنحضرت نے سفرحج کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے تشریف نہ لیجا سکے توقف کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔ چونکہ اب جناب کا سن شریف بارہ چھوڑ تیرہ سال کا ہو گیا۔ تو حضرت قیوم ثالثؓ

Marfat.com

کو الہام ہوا۔ کہ حج میں توقف اس واسطے ہوا۔ کہ محمد زبیر ابھی خورد سال تھا۔ اَب بالغ ہو گیا ہے۔ خاطر جمع سے حج کیلئے روانہ ہو جاؤ۔ حضرت حجۃ اللہ رضہ اس فیض اشارت بشارت سے خوش و خورم ہو کر اپنے بزرگوار فرزند کو ساتھ لے حرمین الشریفین کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ راہ مکہ کی اثنا میں حضرت حجۃ اللہ رضہ نے ایک راز کی بات مجھ سے پوچھی۔ وہ یہ کہ کشف حقائق کہاں تک حاصل ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے تمام اولیا اور انبیا کے حقائق معلوم ہیں چنانچہ اگر مَیں چاہوں تو ایک ایک کو جدا بیان کر سکتا ہوں۔ تمام سالکوں کے سلوک کی کیفیت مجھ پر منکشف ہے۔ کہ فلاں سالک ربع ولایت طے کر چکا ہے۔ اور فلاں نصف اور فلاں دو تہائی۔ اور تمام اولیا کے مشارب مجھے معلوم ہیں۔ کہ فلاں شخص محمدی المشرب ہے اور فلاں عیسوی المذہب وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کشف الٰہی و کونی مفصل مجھے معلوم ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رضہ نے یہ سنکر نہایت ہی خوش ہو کر فرمایا کہ اس قدر کشف سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کے اور کسی کو نصیب نہیں شیخ نجم الدینؒ جو اس امت کے بڑے ولی ہو گذرے ہیں اپنی ولایت کے کشف سے واقف نہ تھے کہ کس نبی کے زیر قدم ہے۔ ایک دفعہ آپ کے شہر میں ایک بزرگ وارد ہوا جسے ولایت مشارب کا کشف حاصل تھا شیخ صاحبؒ نے اپنے مرید کو اُس کی خدمت میں بھیجکر پوچھا کہ میری ولایت کا مشرب کونسا ہے یعنی کس نبی کے زیر قدم ہے۔ جب اُس نے شیخ صاحب کے مرید کو دیکھا۔ تو کہا یہودی توجہ کرتا ہے۔ وہ مرید سخت ناراض ہو کر لوٹا۔ اور اپنے پیر سے ماجرا بیان کیا شیخ نے کہا ناراض کیوں ہوتے ہو۔ واقعی میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہوں۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رضہ نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ اس نعمت کا شکر بجا لاؤ +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں جن دنوں جہاز پر سوار تھا ایک دن خواب میں دیکھا کہ تمام جہان عرش سے فرش تک میرے وجود سے پُر ہو گیا ہے۔ جب مَیں نے یہ خواب آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا۔ تو

Marfat.com

فرمایا۔ یہ قیومیت کی علامت ہے۔ تم تمام مخلوق خدا کے قیوم ہوگئے۔ اور قیومیت وہ مقام ہے۔ جو گذشتہ و آیندہ اولیا میں سے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے کسی کو نصیب نہیں۔ قطبیت۔ فردیت غوثیت وغیرہ تمام مناصب قیومیت کے ظل ظلال ہیں۔ قیوم ہی تمام جہان و اہل جہان کا قبلہ توجہ ہوتا ہے۔ اور اُسے پروردگار کی طرف سے "ذات موہوب" حاصل ہوتی ہے۔ جس سے تمام چیزیں قائم ہوتی ہیں۔ ہزار سال بعد اُمت محمدی میں سے ایک شخص اس منصب کیلئے مبعوث ہوتا ہے۔ ہزارہا خدمتگار قیوم کے ماتحت جہان کی کارروائی کرتے ہیں۔ قطب، غوث، فرد سب قیوم کے ملازم ہوتے ہیں انبیا کو یہ منصب عطا ہوتا ہے۔ یعنی انبیا اولو العزم کو جو ہزار سال بعد مبعوث ہوتے ہیں جناب خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار سال بعد یہ منصب اللہ تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔ اور آنحضرت کے دو تین فرزندوں کو بھی اس منصب سے سرفراز فرمایا۔ قیوم پروردگار کا وزیر اعظم اور نائب ہوتا ہے اور تمام مخلوق بمنزلہ عرض ہوتی ہے۔ اور وہ بمنزلہ جوہر۔ منصب قیومیت حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر طینت پر موقوف ہوتی ہے۔ حق تعالےٰ نے یہ منصب تمہیں عنایت فرمایا ہے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمیر بھی تمہارے جسم میں بطور امانت ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجا لاؤ "کشف الحقائق قیومیت" میں اس بات کی مفصل وجہ درج ہے۔ کہ اس قلیل عرصے میں کیوں اتنے قیوم ہوئے +

جب منزلیں طے کر کے حرمین الشریفین زادہم اللہ شرفاً و کرماً میں پہنچے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ آدھی رات اور دوپہر تک دیدار کعبہ پر مراقبہ کرتے رہتے۔ بعض اوقات سارا دن اور ساری رات ہی مراقبہ میں گذر جاتا۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ ؓ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیومیت اور قطب الاقطابی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ اب تو یہ منصب جناب کی ذات مبارک کے متعلق ہے۔ آنحضرت ؓ نے فرمایا کہ اب میری رحلت کا وقت قریب ہے۔ یہ منصب اب تمہیں عنایت ہوگا جب مدینہ منورہ پہنچے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ سارا دن اور ساری رات جناب

Marfat.com

رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں پردہ خاص کے اندر مراقبہ کئے رہتے ۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے پاس حضرت خلیفۃ اللہ رض کو فرمایا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں خلعت قیومیت پہنائی ہے اب تم کمالات الٰہی کے قرب میں میرے برابر ہو۔ کوئی ایسا کمال نہیں جو حق تعالےٰ نے تمہیں عنایت نہیں فرمایا۔ اس روز سے حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ سے برادرانہ سلوک کرنا اور اپنے برابر سمجھنا شروع کیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ محمد زبیر تم قرب پروردگار میں میرے بھائی کی طرح ہو۔ پھر آنجناب رض نے اپنے روبرو سالکوں کو توجہ دینے کا حکم دیا۔ آنجناب رض نے عرض کیا کہ میں بپاس ادب جناب کے روبرو لوگوں کو توجہ نہیں دے سکتا۔ پھر جب حضرت قیوم ثالث رض نے تاکیداً فرمایا۔ تو عذر کی مجال نہ رہی۔ ایک طرف حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ توجہ دیتے اور دوسری طرف سے حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ اس طرح مریدوں کا حلقہ ختم کرتے تھے۔ بعض اہل عرب کو خیال آیا کہ تعجب ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رض نے ایک بچے کو خلقت کا پیشوا بنا دیا ہے اُسی رات ان لوگوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ محمد زبیر میرا خلیفہ ہے میں نے اُسے تمہاری تربیت کیلئے مقرر کیا ہے ٭

انہیں دنوں حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ محمد زبیر کی قدر کوئی کیا جانے۔ یہ وہ شخص ہے کہ میں مدت مدید تک اُس کے باپ کی تربیت کرتا رہا۔ تمہیں ہند سے بلا کر اپنی خاص نسبت کا القا کیا۔ تب یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کی بزرگی کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ میری امت میں چار شخص اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ مجدد الف ثانی، عروۃ الوثقےٰ، حجت اللہ، اور محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہم۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ٭

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ مراد شامی علیہ الرحمۃ نے جو ملک شام کا سب سے بڑا شیخ تھا۔ اپنے بیٹے محمد کو حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کا مرید کرایا۔ آنجناب رض نے اُس کی تربیت کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ آج کل ملک شام کا بڑا شیخ خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سلطان روم اُسی کا مرید ہے۔

Marfat.com

اس ملک کے اکثر مشائخ نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ کہتے ہیں اُس کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ دینار ہے۔ جن دنوں آنجناب مدینہ میں تھے۔ تو حاکم مدینہ کو حکم ہوا۔ کہ ایک شخص اس صورت و شکل کا ہے۔ اُسے روضہ نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چار دیواری میں داخل نہ ہونے دینا۔ اس شخص کے ملازم نے حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں شخص جو اکثر جناب کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتا ہے۔ اب اس کے لئے روضہ منورہ کی چار دیواری میں آنا حکماً منع ہے۔ امید ہے کہ جناب اُس کی سفارش فرمائینگے۔ حضرت قیوم ثالث اس کے بارے میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ بعد ازاں اس شخص کو کہا کہ اس نے حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیرؓ کے بارے میں اپنے دل میں بدگمانی کی ہے۔ اس واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس پر ناراض ہیں۔ اس شخص نے خود حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ واقعی حضرت خلیفۃ اللہ کی نسبت میرے دل میں بُرا خیال آیا تھا۔ سو اب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ حضرت حجۃ اللہؓ نے حضرت خلیفۃ اللہؓ سے اس کی تقصیر معاف کرائی۔ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ حرمین الشریفین سے لوٹ کر ہند آئے۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کو محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا۔ کہ حضرت نے مجھے بھی عروۃ الوثقی رضے اللہ عنہ نے حج سے واپس آ کر محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ واضح رہے کہ یہ محبوبیت ذاتی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر موقوف ہے۔ اور محبوبیت صفاتی و انفعالی بغیر طینت کے حاصل ہو سکتی ہے۔ محبوبیت ذاتی تمام اولیائے امت میں سے سوائے قیوم اربعہ اور مروج الشریعت کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں محبوبیت صفاتی و انفعالی باقی اولیا کو بھی درجہ بدرجہ حاصل ہے۔

ذکر در بیان

حوالہ کردن حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ جمیع مریدان و خلفائے خود را بحضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ و ولیعہد کردن و خلعت قیومیت و قطبیت پوشانیدن حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ

Marfat.com

حضرت قیومؒ رابع رضی اللہ عنہ را و رفتن آنحضرت بہ کابل:-

حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پورے سو سال بعد ۱۱۳۴ ہجری میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت پہنائی۔ اور اپنا ولیعہد بنایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفا کو تربیت باطنی کے لئے ان کے حوالے کیا۔ ایک مجلس میں اپنے سامنے حضرت قیوم رابعؒ کو فرمایا کہ لوگوں کو توجہ دو۔ اور اپنے مقابل مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور عام مریدوں کو حکم دیا۔ کہ محمد زبیرؓ کے حلقہ میں بیٹھا کرو۔ اور اسی سے فیض اخذ کیا کرو۔ اور اس کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کی طرح جانو۔ حضرت قیومؒ ثالث رضی اللہ عنہ کے تمام مریدوں اور خلیفوں نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے بیعت کی! اور ان کے مرید ہو گئے۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ پروردگار اپنے فرشتوں سے تمہارے اوصاف بیان کر کے فخریہ فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میرے بندے ایسے بھی ہوا کرتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ قرب الہی کے تمام کمالات جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کو عنایت ہوئے تھے۔ وہ تمام بلا کم و کاست حق تعالیٰ نے تمہیں مرحمت فرمائے ہیں +

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سمندر عبور کر آئے۔ تو عالمگیر بادشاہ استقبال کر کے آنجناب کو اپنے لشکر میں لے آیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے شاہی لشکر میں پہنچکر آنجنابؓ کو اپنا ولیعہد مقرر فرمایا۔ جہاں دیدہ آدمی اور کہن سال بادشاہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی ذکاوت طبع و فہم و فراست دیکھکر حیران تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یہ بزرگی اور فراست جو اس خوردسال بچے میں ہے۔ کسی سال خوردہ میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ واقعی اس میں قطبیت و قیومیت کی قابلیت ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو ولیعہد بنانے کے بعد سرہند جانیکا ارادہ کیا۔ عالمگیر نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھ کر بے اختیار عرض کیا۔ کہ اگر آنحضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو کچھ عرصہ کیلئے یہاں چھوڑ جائیں تو میں ان کی صحبت سے فائدہ اٹھاؤں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا۔ کہ اگر چاہو تو

Marfat.com

میرے ساتھ چلو۔ چاہو تو بادشاہ کے پاس ہو۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ اگر آپ کا حکم ہے تو مجبور رہوں۔ اگر میری مرضی پوچھتے ہو۔ تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس رہنا نہیں چاہتا ✦

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم اکبر آباد آئے تو حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ شیخ عبدالکریم علیہ الرحمۃ نے مجھ سے توجہ طلب کی۔ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو تو اسے توجہ دوں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میرے تمام مرید اور خلفا تمہارے مرید ہیں۔ سب کو لازم ہے کہ تمہارے معتقد ہو جائیں۔ تم بلا توقف انہیں توجہ دو۔ بعد ازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنی سعادت چاہتا ہے۔ وہ قطب زماں قیوم جہاں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا مرید ہو جائے کیونکہ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بھی مرضی یہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ سے جو کمالات مجھے حاصل ہوئے! اب وہ تمام کمالات میرے فرزند محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئے ہیں۔ تمام ممکنات نے اس سے رجوع کیا ہے ✦

جب شاہجہان آباد آئے۔ تو حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو کابل جانے کا حکم دیا۔ کہ وہاں جا کر لوگوں کو ہدایت کرو۔ آنجناب حسب الحکم کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے لوگوں کو جب آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب اُسے اپنی سعادت خیال کر کے استقبال کیلئے آئے اور وہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے مشائخ آنجناب رضی اللہ عنہ کے حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے خلیفہ حاجی عبداللہ نے رجوع کیا اور طلب توجہ کی۔ جب آنجناب رضی اللہ عنہ نے بپاس ادب حاجی صاحب کو توجہ دینے میں تامل کیا۔ کیونکہ حاجی صاحب بزرگ اور سن رسیدہ آدمی تھے۔ تو حاجی صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ میں نے ایک رات بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ پروردگارا! مجھے قطب وقت کا مرید بنا۔ اسی رات میں نے خواب میں تین شخصوں کو دیکھا۔ ایک بوڑھا دوسرا جوان اور تیسرا بچہ۔ بوڑھے اور بچے کے تمام لباس پر اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ لیکن جوان کے صرف کمر بند تھا۔ ایک نے آواز دی کہ تینوں قطب ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کابل میں تشریف لائے۔ تو جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا بوڑھا شخص حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تھے۔ جوان اُن کے فرزند حضرت ابو العلیٰ رضی اللہ عنہ اور بچہ ان کے پوتے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ پھر منت و سماجت سے توجہ کیلئے عرض کیا۔ آنجناب نے حاجی صاحب کو توجہ باطنی دی۔ بعد ازاں خواجہ خسرو خواجہ میرزا اور اخوند موسیٰ وغیرہ نے حضرت قیوم رابع سے توجہ کی درخواست کی۔ انہیں بھی آنجناب نے فرمایا کہ تم بزرگ ہو مجھ سے توجہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مامور ہیں کہ جناب سے فیض حاصل کریں۔ خواجہ میرزا نے وہ سیب والا قصہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے عرض کیا۔ جب انہوں نے بہت منت و سماجت کی تو حضرت خلیفۃ اللہ نے ہر ایک پر مہربانی کر کے نسبت باطنی کا القا فرمایا۔ ان سب بزرگوں نے اپنے اپنے فرزندوں کو بھی آنجناب کی خدمت میں لا کر مرید کرایا۔ چنانچہ اخون موسے کے فرزند میر سعد اللہ خواجہ خسرو کے فرزند خواجہ فیض اللہ و عباد اللہ خواجہ میرزا کے فرزند خواجہ محمد امین کو حضرت خلیفۃ اللہ نے مرید کر کے تربیت کی۔ اور انہیں دونوں خلافت عنایت فرمائی۔ اُن میں سے ہر ایک کو اس ملک میں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ اُن کے مرید ہوتے اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ جیسا کہ اپنے مقام پر لکھا جائیگا۔ ہر صبح شام ہزارہا لوگ آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ اور ہر روز کابل میں اطراف و جوانب سے سینکڑوں آدمی حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے۔ تقلیدی لباس کندھے سے اُتار خلعت تحقیقی پہنتے۔ اس مرشد عالم کا ہنگامہ رشد و ارشاد گرم ہوا۔ جیسا کہ ان عرضیوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جو آنجناب نے اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں لکھی ہیں۔ نیز ذات و صفات کے حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی محبوبیت پر نگاہ کی۔ تو اُس نے ایسا غلبہ کیا۔ کہ میں اپنا عاشق بن گیا۔ علٰے ہذا القیاس آنجناب نے نہایت نازک اسرار بھی بیان فرمائے ہیں جن تک عقل سلیم بھی نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن اُن عرضیوں کو اس کتاب میں بخوف طوالت نہیں لکھا مختصر یہ کہ حضرت قیوم رابع نے چند ماہ تک کابل میں رہکر اپنے جد امجد کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ان دنوں سرھند کے اکثر بزرگ کابل میں تھے۔ چنانچہ میرے (مصنف) جد شریف

بھی کابل ہی میں تھے۔ تمام عزیزوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانا چاہا۔ اتنے میں خبر آئی۔ کہ آج کل شاہزادہ معظم اور دشمن میں لڑائی ہے۔ اور کابل سے پیشاور تک دشمن کا لشکر پڑا ہوا ہے۔ جو ملکی یا فوجی آدمی انہیں ملتا ہے اُسے قتل کر دیتے ہیں۔ تمام بزرگوں نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو کہا کہ ہمارا باطن اجازت نہیں دیتا۔ میرے جد شریف نے آنجناب سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارا باطن جانے کی اجازت دیتا ہے۔ میرے جد امجد نے عرض کیا۔ کہ جناب کا فرمانا ہمارے لئے نص قاطع ہے۔ ہم جناب کے ہمراہ چلینگے۔ پہلی ہی منزل میں میرے جد امجد کے اونٹ کا نمدہ اُٹھا کر لے گئے۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو فرمایا کہ میں نے اپنی توجہ سے دشمن کے فساد کو نمدے پر ٹال دیا ہے۔ آیندہ کوئی مصیبت پیش نہیں آئیگی۔ صرف اسی قدر تھی جو گذر گئی۔ اب سرہند تک خیریت محض ہے۔ واقعی پھر سرہند تک کوئی مصیبت پیش نہ آئی۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جد امجد کی زیارت کی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اہل کابل نے تمہاری قدر کیا پہچانی ہوگی۔ تمہاری قدر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ محمد زبیر! حق تعالیٰ نے تمہاری دنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا ہے۔ اور تمہیں سابقین کے زمرے میں داخل فرمایا ہے" والسابقون السابقون اولئک المقربون" جو بشارات حضرت حجۃ اللہ رض نے حضرت خلیفۃ اللہ رض کو عنایت فرمائیں۔ اگر ساری لکھی جائیں تو الگ ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے اس واسطے انہیں مفصل نہیں لکھا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ چودہ سال تھے کہ حق تعالیٰ نے آنجناب کو گذشتہ و آیندہ تمام اولیا کے سارے کمالات عنایت فرمائے۔ اور اکیس ۲۱ سال کی عمر میں آنجناب رض نے ارشاد قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا۔

اب یہاں سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے عہد قیومیت کے سال بسال کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

ذکر در بیان

نشستن حضرت خلیفۃ اللہ بر مسند ارشاد و احوال سال اول قیومیت آنحضرت و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

۱۱۱۴ھ

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے ماہ صفر کی پہلی تاریخ سنیچر کے روز کو ارشاد قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ فجر کی نماز کے بعد میں حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ تمام انبیا و ملائکہ تشریف فرما ہوئے۔ اور جواہرات و یاقوتوں کی جڑاؤ خلعت فاخرہ مجھے پہنائی۔ اور خود دست مبارک سے میرے سر پر پگڑی باندھی۔ تمام انبیا اور فرشتوں نے مجھے قیومیت کی مبارکبادی تمام موجودات اور کائنات اور مخلوقات نے مجھ سے رجوع کیا۔ اور فرشتوں نے آواز دی کہ حق تعالے نے محمد زبیر رضے اللہ عنہ کو قیوم روزگار بنایا ہے۔ اے بندگان خدا اسکی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ مراقبہ کے بعد حضرت قیوم ثالث رض کے تمام مرید اور خلفا حضرت قیوم رابع رض کے مرید ہوئے۔ اطراف و جوانب میں جس قدر خلفا حضرت قیوم ثالث رض کے تھے۔ سب سرہند آئے۔ پہلے ماتم پرسی کی اور پھر آنجناب کے مرید ہو گئے۔ مدت تک روئے زمین کے مختلف حصوں میں سے حضرت قیوم ثالث رض کے مرید سرہند آکر حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کے مرید ہوتے رہے لیکن حضرت حجۃ اللہ رض کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی اولاد میں باہمی سخت اختلاف ہوا۔ ہر ایک قطبیت کا دعوے کرتا تھا" اور "ہمچو ما دیگرے نیست" کا مصداق بنا بیٹھا تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی زوجہ حضرت بیگم رض نے تمام مال و اسباب زر و زیور اور نقد و جنس اپنے داماد کو دیکر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور جدی ورثہ سے حضرت قیوم رابع رض کے لئے ایک دام بھی نہ چھوڑا۔ ہر جگہ اسی بات کا چرچا تھا۔ لوگ دیدہ و دانستہ حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کی قطب الاقطابی کا انکار کرتے تھے۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ رض کے تمام خلفا اور مرید حضرت خلیفۃ اللہ رض کے مرید ہو گئے۔ اور صبح و شام آنجناب رض کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ مگر آنجناب اپنے خویش و اقارب کی مجلسوں میں شریک نہ ہوا کرتے تھے۔ بلکہ گوشہ تنہائی اختیار کر رکھا تھا۔ حضرت مروج الشریعت رض کے

Marfat.com

فرزند خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نصیحتاً لوگوں کو فرماتے۔ کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے
کہ حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کو اپنا ولیعہد مقرر فرماکر
قطبیت و قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ تم جان بوجھکر اس کی قیومیت کا انکار
کرتے ہو۔ جو فیض الٰہی اس وقت تمہارے باطن میں ہے وہ سب زائل ہو جائیگا۔ میں
نے بارہا حضرت حجۃ اللہ کی زبانی سُنا ہے۔ کہ میرے بعد محمد زبیر قطب الاقطاب
اور قیوم زمان ہے۔ اس کا انکار موجب مضرت ہے۔ جب خواجہ محمد پارسا حضرت
خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کو دیکھتے۔ تو فرماتے کہ میں آپ کو قطب جہاں اور قیوم ماں
جانتا ہوں۔ اور افضل زمانہ سمجھتا ہوں۔ اکثر اوقات آنحضرتؓ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔
انہیں دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے پوتے۔ حاجی فیض اللہؒ نے
حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ کا شرف ارادت اور باطنی فیض حاصل کیا۔ اور ہر روز
آنحضرتؓ کے حلقہ میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ اکثر محفلوں میں بیٹھ کر لوگوں کو فرماتے
کہ تم بڑی سخت غلطی کرتے ہو۔ کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضے اللہ عنہ کے مرید و معتقد نہیں ہوتے
اور اس کی قیومیت کا انکار کرتے ہو۔ حالانکہ یہ منصب اعظم حضرت حجۃ اللہ رضؓ سے
حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ کو ملا ہے چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ "اِنَّ اللّٰہَ[۱]
لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ"۔ اس عزیز کی قیومیت کا انکار
غضب خدا کا موجب ہے۔ دیکھیے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن سرہند کے
لوگ پھر بھی حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ کے معتقد نہ ہوئے پر نہ ہوئے۔ دوسری ولایتوں کے
بہت سے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے۔ ہر روز آنجناب کے حلقہ میں
مجمع کثیر ہونے لگا۔ اللہ تعالےٰ کا مروجہ طریقہ یوں ہے۔ کہ جسے اعلےٰ درجے پر پہنچانا
چاہتا ہے۔ پہلے اس کی جلالی تربیت کرتا ہے۔ یعنی مدارج کی قدر دریافت کرنے کیلئے
اُسے تکالیف و مصائب میں مبتلا رکھتا ہے۔ بعد ازاں اس مرتبہ پر پہنچاتا ہے۔ جو
ازل میں اس کے واسطے مقرر ہوتا ہے۔ پھر اپنے بیگانے سبھی اس کے مطیع ہو جاتے
ہیں۔ چنانچہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ معظمہ میں اپنے خویش و
اقارب سے طرح طرح کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں۔ بعد میں سبھی مطیع ہو گئے۔ چنانچہ

[۱] تحقیق اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے بیچ ہے ۱۲

خاتم قیومین جناب سرور کائنات خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اعظم ومظہر اتم تھے۔ اس واسطے وہی حالت آنجناب کی ہوئی۔ جو معاملہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تھا۔ وہی آنجناب رضہ سے ہوا۔ آخر کار تمام خویش و اقارب حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کے مطیع ہو گئے ؛

ذکر در بیان

سال دوئم قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سفر اول آنجناب بہ شاہجہان آباد ولادت مخدومزادہ عالی قدر خواجہ محمد عزیز رضہ وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند :-

جب سرہند کے لوگ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے معتقد ہو چکے تو آنحضرت اشارہ غیبی کے بموجب شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے دار الخلافہ میں پہنچے۔ تو وہاں کے وضیع و شریف آنجناب کے استقبال کے لئے آئے آنحضرت اجمیری دروازہ کے قریب اپنی مخصوصہ مریدہ فاخرہ بیگم کے محل میں اُترے۔ اس ملک کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب رضہ کے مرید ہو گئے۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ وہاں ہزارہا لوگ آنجناب رضہ کے مرید ہوئے۔ اور اس عنصر لطیف کی توجہ شریف سے انتہائی قرب الٰہی کو پہنچے۔ انہیں دنوں جب کہ آنحضرت شاہجہان آباد میں تھے۔ آپ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ؎

زہے بہ لطف کرمہائے قادر جاوید　　شگفتہ شد گل رویت بہ بوستان امید

برج حمل سے ایسا آفتاب طلوع ہوا۔ جس نے اپنے نورانی چہرے کی شعاعوں سے زمین وزمان کو منور فرمایا ؎

برآمد آفتاب از برج آمال　　منور کرد عالم را باطلال

یہ پہلا فرزند ہے۔ جو آنجناب رضہ کے ہاں ہوا۔ آنحضرت رضہ نے بڑا بھاری جشن کیا۔ اور حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام طرح طرح کے طعام حلوے اور میوہ جات تقسیم کئے۔ عقیقہ کے روز شہر کے تمام رئیس جمع ہوئے جعفر امام معصوم رضہ کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مجلس

Marfat.com

میں موجود تھے حضرت خلیفۃ اللہ نے مولود مسعود کو حضرت شیخ محمد صدیقؒ کے پاس لاکر فرمایا۔ کہ ہم نے اس نور دیدہ کا نام محمد عزیزؒ مقرر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نام مبارک ہے ؎

چو در طالع او نمودند سیر　　نہادند نامش محمد عزیز
سعادت زنامش سعادت پذیر　　بعالم زنیک اختری بے نظیر

سب نے اسی نام کیلئے دعائے خیر کی۔ حضرت خلیفۃ اللہؒ چار مہینے شاہجہان آباد میں رہے ؎

نماندند تا مدت چار ماہ　　بیفزود آں شہر را بارگاہ
در انجا ہمہ شہری ولشکری　　پذیرا شدندش بر نیک اختری

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ سرہند شریف واپس تشریف لائے وہاں کے لوگ آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے۔ آنحضرتؒ نے پہلے حضرات قیوم ثلثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ پھر اپنے مقام پر تشریف لائے۔ جب آپ شاہجہان آباد سے آئے۔ تو بدخشان اور توران کے کئی ہزار آدمی حاضر خدمت ہوکر مرید ہوئے ✦

ذکر بیان

سال سوم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ مرید شدن جنبیان بخدمت آنحضرتؒ و بیان واقعاتے کہ دریں سال واقع شدہ اند

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر عبداللہ حاکم بنور زیارت کیلئے سرہند آیا اور عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب بطور سیر بنور تشریف فرما ہوں۔ تو وہاں کے لوگ جناب کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہوں۔ جب اس بارے میں منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت بھی مہربان ہوکر بنور روانہ ہوئے۔ وہاں کے تمام باشندوں نے استقبال کرکے یہ شعر گایا ؎

از نسیم قدم پاک تو اے مایۂ جاں
گر بود گلشن فردوس بنر دخانۂ ما

وہاں کے بہت سے باشندے آنجنابؒ کے مرید ہوئے۔ اور میر صاحب کے تمام توابع ولواحق آنحضرتؒ کے حلقۂ ارادت میں آئے ✦

Marfat.com

ایک روز میر صاحب اپنے اہل بیت کو آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں لائے آنجناب نے اُسے اپنی مریدی سے سرافراز فرمایا۔ عین توجہ و القائے نسبت کے وقت وہ پاکدامن مراقبہ کئے بیٹھی تھی۔ کہ ناگاہ بیس سالہ رفیق جن نے اپنا اثر اسپر کیا۔ اس واسطے لوگوں کے اعتقاد میں خلل آگیا۔ مرید ہونے کے بعد جب اسے آسیب جن سے افاقہ ہوا تو ایک گھڑی بعد دیوار میں سے نکلکر ایک شخص مجلس میں آبیٹھا۔ اور آنجناب سے عرض کرنے لگا۔ کہ میں وہی جن ہوں جس نے اس عورت پر اثر کیا تھا۔ چونکہ میں نے علم رمل و نجوم کے ذریعے معلوم کر لیا تھا۔ کہ یہ عورت قطب الاقطاب محبوب رب العالمین کی خدمت میں مرید ہو گی۔ اس واسطے میں نے اس کی رفاقت اختیار کی۔ اب میں بھی اس کے ساتھ ہی جناب کا مرید ہو جاتا ہوں۔ امید ہے کہ مجھے خاص طور پر القائے نسبت فرمائینگے۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے مہربان ہو کر اُسے توجہ باطنی عنایت فرمائی۔ جن نے مرید ہونے کے بعد آداب قیومیت بجالا کر حسب ذیل شعر پڑھا ؎

شکر للہ پیر کامل یافتم اندر جہاں
مے سزد گر نیز طاعت باشد عصیانہائے من

پھر عرض کیا۔ کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اپنی قوم کو جناب کے مرید ہونے کیلئے بلالاؤں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اجازت بخشی۔ تو وہ رخصت ہوتے وقت اتنا اقرار کر گیا۔ کہ میں آئندہ اس عورت کے پاس نہ آؤنگا۔ واقعی جب تک وہ عورت زندہ رہی۔ اُس پر کبھی جن کا اثر نہ ہوا۔ چند روز بعد آنحضرت دارالارشاد سرہند میں تشریف لائے۔ جب وہ جن اپنی قوم کے پاس گیا۔ تو جنوں سے حضرت قیومیت مآب خلیفۃ اللہ کے اوصاف بیان کئے۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کی قطبیت و قیومیت کا اظہار کر کے یہ شعر پڑھا ؎

آخر دلم بآرزوئے خویشتن رسید | آنچہ از خدا خواستہ بودم بمن رسید

جنوں کو آنحضرت کی ارادت کی دعوت کی۔ تو سب نے قبول کیا۔ اور اس کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے +

کہتے ہیں کہ ہزار گروہ اس کے ماتحت تھے۔ جن میں سے ہر ایک میں ہزارہا جن تھے۔ جب وہ جن تمام گروہوں کو لیکر آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں گئے وہاں گروہا گروہ جن آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہوتے۔ حتےٰ کہ تمام شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرت نے جنوں کو وعظ و نصیحت کرکے رخصت کیا۔ اور جنوں کے سردار کو اس قوم کی خلافت عنایت فرمائی۔

اسی سال حضرت امام معصوم عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف ۲۷- ماہ صفر بروز بدھ مغرب کے وقت اس دارفانی سے کوچ کرگئے۔ اور آنحضرت کے روضہ میں مرقد مبارک کے پاس مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔

ذکر و بیان

سال چہارم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ رفتن آنجناب بہ سمت کابل و فوت شدن سلطان عالمگیر والتجا نمودن بہادر شاہ با آنحضرت و بشارت دادن آنجناب اورا بہ سلطنت و جنگ بہادر شاہ و اعظم شاہ و فتح یافتن و بہ سلطنت رسیدن بہادر شاہ و مرید شدن صوفی فرہاد

اس سال کابل کے باشندوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دوبارہ اشتیاق ملاقات و تشریف آوری عرضیاں لکھیں۔ آنحضرت سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مطابق دعوت کو قبول کرکے کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے باشندے آنحضرت کی تشریف آوری سے مطلع ہوکر استقبال کے لئے آئے۔ چنانچہ ہر ایک منزل پر جوق در جوق آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب آنجناب دریائے سندھ پر پہنچے۔ تو کابل کے ہزارہا آدمی دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک شخص فرہاد نام جس کی پیشانی پر نور ہدایت ظاہر تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے۔ اُس نے کہا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے اُترے ہیں۔ اور شیطانوں کو دور کررہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قطب جہاں و قیوم زماں خواجہ محمد زبیر آتے ہیں۔ جو شخص ان کی زیارت کریگا۔ حق تعالےٰ اُن کے تمام گناہ بخشدیگا۔ صبح میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت

Marfat.com

کی - وہ پھر آنجناب رضے اللہ عنہ سے جدا نہ ہوا - بلکہ تا حال آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خانقاہ میں موجود ہے ÷

جب آنحضرت رضے اللہ عنہ پیشاور پہنچے - اس وقت شہزادہ معظم بہادر شاہ جو شاہ ہند کی طرف سے کابل کا حاکم تھا - آنجناب رض کے استقبال کیلئے پیشاور تک آیا کابل کے تمام چھوٹے بڑے آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے - ارشاد کا ہنگامہ گرم ہؤا - صبح شام کئی ہزار آدمی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے - آنحضرت چند روز پیشاور میں رہکر کابل کی طرف روانہ ہوئے - ابھی پیشاور سے دو منزل پر جمرود میں پہنچے تھے - کہ بادشاہ عالمگیر کی وفات کی خبر آپہنچی - شاہزادہ نے اسی وقت ہندوستان کا رخ کیا - اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر عرض کیا - کہ میرے حق میں دعا اور توجہ فرمائیں - کہ اللہ تعالے میری عزت و آبرو سلامت رکھے - اور دشمن پر فتح عنایت کرے اور ہندوستان کی سلطنت میرے ہاتھ آئے - آنحضرت رض نے اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو کر دیر تک دعائے خیر کی - بعد ازاں شہزادہ کو خوشخبری دی - کہ خاطر جمع رکھو حق تعالے تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا - اور سلطنت ہند تمہارے ہاتھ آئیگی - بلکہ مدت مدید تک سلطنت تمہاری اولاد میں رہیگی - شاہزادہ اس خوشخبری سے نہایت خوش و خورم ہؤا اور آنحضرت رضے اللہ عنہ سے عرض کیا - کہ اگر جناب میرے ساتھ ہندوستان تشریف لے چلیں تو یہ سفر میرے حق میں مبارک ہوگا - اور جناب رض کے میمنت لزوم قدوم سے مجھے برکت نصیب ہوگی - اس بارے میں جب بہت منت و سماجت کی - تو آنحضرت اُس کی خاطر شاہزادہ کے ساتھ ہندوستان واپس تشریف لے آئے - شاہ ہند کی وفات کے بعد اُس کا دوسرا فرزند اعظم شاہ باپ کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا - تمام اراکین سلطنت و امرائے عظام نے اس کی اطاعت قبول کی - ایک روز اعظم شاہ شاہی خزانے کی چیزوں کا ملاحظہ کر رہا تھا کہ ایک سربمہر گھڑا دیکھا - خزانچی سے پوچھا کہ اس گھڑے میں کیا ہے - لوگوں نے کہا یہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک ہے - اس کے خواص یہ ہیں - کہ اگر اس میں سے قدرے کسی کی قبر میں رکھ دیں - تو اس میت کی بخشش کی امید قوی ہے - اور وہ بغیر حساب بہشت میں داخل ہوتا ہے - جو کنواں آنحضرت رض کے روضہ مبارک میں ہے - اگر اس کا پانی تین قرط کوئی پی لے - تو حق تعالے اس کے گناہ بخش دیتا ہے

اور مرنے کے بعد اُسے بغیر حساب جنّت میں داخل کرتا ہے۔
کیونکہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
فرمایا ہے۔ کہ ہمارے روضہ کی خاک جنتی خاک ہے۔
اگر ہمارے مقبرہ کی ایک مٹھی خاک کسی مقبرہ میں ڈال دیں۔
تو اللہ تعالےٰ کی عنایتوں کی بہت کچھ اُمید ہو سکتی ہے۔ جو
شخص وہاں دفن ہو۔ تو وہ نہایت ہی خوش قسمت ہے۔ اور
جو کنواں زمین جنّت میں داخل ہے۔ اگر تین قرط اس کا پانی
کوئی پیئے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے لئے
بہشت میں ایک محل تیار کرواتا ہے ؎

کسے کہ خورد آب ازاں چہے　　شود در بہشتش چو شاہنشہے

عالمگیر بادشاہ نے یہ خوشخبری سُن کر اس خاک پاک
کا ایک گھڑا بھر کر شاہی خزانہ میں رکھا۔ چنانچہ
اس میں سے تھوڑی سی مٹی شہنشاہ مغفور کی قبر
میں رکھی گئی۔ باقی اولاد کے لئے بطور ورثہ رکھ چھوڑی
اُس بدبخت تباہ روزگار نے خزانچی سے یہ سُنکر
اس گھڑے کو توڑ ڈالا۔ اور خاک ادبار اپنے سر پر
ڈالی۔ اور کہا کیوں نہ ہو۔ یہ مٹی ایسے بادشاہوں کو ہی
زیب دیتی ہے۔ بعد ازاں ارکین سلطنت کو مخاطب
کر کے فرمایا۔ کہ معظم کے ساتھ جنگ کرنے کے
بعد مجھے مشائخ سرہند سے نزاع عظیم ہے۔ اگر
اُنہوں نے میری اطاعت کی۔ اور شیعہ مذہب قبول
کیا۔ تو میں تمام امور سلطنت اور مہمات بادشاہی اُن
کے اختیار میں دے دونگا۔ اور اگر انکار کیا اور شیعہ
مذہب قبول نہ کیا۔ تو سب کو تہ تیغ کر دوں گا۔ اعظم شاہ
بڑا کٹر رافضی تھا۔ اور اُسے مشائخ سرہند سے سخت

Marfat.com

دشمنی تھی ٭

جب حضرات احمدیہ معصومیہ نے یہ خبر سنی تو تمام حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک میں آئے۔ اور حلف اُٹھایا۔ کہ اس کے ساتھ لڑنا چاہیئے۔ اور ہرگز ہرگز اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ مشائخ سرہند اعظم شاہ کے قتل پر کمر بستہ ہوئے ٭

القصہ اعظم شاہ تمام اراکین و افواج سلطانی سمیت دکن سے معظم شاہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ معظم کے پاس فوج بہت کم تھی۔ حتیٰ کہ اس کے آدمی کہتے تھے۔ کہ ہم بہادر شاہ کو زندہ پکڑ کر لے آئینگے۔ بہادر شاہ یہ سُنکر گھبرایا ہوا تھا۔ ہر وقت حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ سے دعایئں منگواتا رہتا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ اللہ تعالےٰ فتح تمہیں ہی عنایت فرمائے گا۔ اور تم ہی ہندوستان کے بادشاہ ہو گے۔ جب شاہزادہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ لاہور پہنچے اور شاہزادہ تخت شاہی پر بیٹھا۔ تو حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ نے خود دست مبارک سے تاج شاہی شاہزادہ کے سر پر رکھا۔ اِتنے میں بہادر شاہ کا بڑا بیٹا معزالدین حاکم مُلتان بھی ایک جرار لشکر لے کر باپ سے آملا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ لاہور میں ٹھیرے۔ اور شاہزادہ کو فتح و نصرت کی خوشخبری عطا فرما کر رُخصت کیا۔ اور اپنے بہت سے صاحب حال مخصوص یاروں کو شاہزادہ تسلّی و

اطمینان کے لئے اس کے ساتھ کیا۔ جب بہادر شاہ لاہور سے سرہند آیا۔ تو قیوم ثلاثہ رضی کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے دعائے خیر کی التماس کی ۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رضی نے حضرت امام معصوم کی آخیری دستار مبارک شاہزادہ کے سر پر باندھی شاہزادہ اسے نعمتِ عظمےٰ خیال کر کے پھولا نہ سمایا بعد ازاں شاہجہان آباد کا رُخ کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمدؐ صدیق رضی پہلے ہی سے دہلی میں تھے۔ شاہزادہ نے اُن سے بھی طلبِ دعا کی۔ اُنہوں نے بھی شاہزادہ کو فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ شاہزادہ نے پھر اکبر آباد کا رُخ کیا۔ وہاں اس کا دوسرا بیٹا حاکم بنگالہ اپنے بیٹے فرخ سیر کو وہاں چھوڑ لشکر لے کر باپ سے آملا۔ اکبر آباد کے قلعہ دار نے قلعہ دینے میں مزاحمت کی۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ اس قلعہ کا وارث تمہارا باپ اور تمہارا چچا ہے۔ ان میں سے جو پہلے آئے گا۔ میں قلعہ اس کے حوالے کر دوں گا۔ اعظم شاہ نے قلعہ کے لینے کی کوشش کی۔ تو قلعہ دار بھی آمادہ جنگ ہوا۔ دونوں طرف سے توپ بندوق کی لڑائی ہونے لگی۔ اتنے میں بہادر شاہ اکبر آباد پہنچ گیا۔ قلعہ دار نے قلعہ اس کے حوالے کیا۔ اسی اثناء میں اعظم شاہ بھی اکبر آباد کے قریب پہنچا۔ بہادر شاہ نے اُسے

Marfat.com

کہلا بھیجا۔ کہ باپ نے مجھے والئے ہند مقرر کیا ہے۔ ہند میں لیتا ہوں۔ دکن پر تم قانع رہو۔ اعظم شاہ نے اس بات سے اِنکار کیا۔ دوبارہ بہادر شاہ نے پیغام بھیجا۔ کہ اچھا دکن مجھے دے دو۔ ہند تم لے لو۔ اعظم شاہ نے کہا کہ کشمیر لیتے ہو تو لے لو ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بہادر شاہ نے تیسری مرتبہ کہلا بھیجا۔ کہ نزاع تو ہم بھائیوں میں ہے۔ کیوں ناحق خلقِ خدا کی خونریزی کرواتے ہو۔ میں تم سے شاہانہ طور پر لڑنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ گذشتہ بادشاہ کرتے آئے ہیں۔ ہم بھی اسی طرح لڑتے ہیں۔ اعظم شاہ اپنی بہادری اور کثرتِ فوج پر مغرور تھا۔ کہا کہ ہم معظم پر تلوار نہیں اٹھائیں گے۔ بلکہ لکڑی سے جو ہمارے ہاتھ میں ہے اسی سے اُسے ہلاک کرینگے۔ جب لڑائی کے لئے سوار ہوا۔ اور اپنی فوج کی کثرت کو دیکھا۔ تو کہا شائد اس لشکر کثیر سے خدا ہی جنگ کرے۔ تو کرے۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔

شنیدم ز گوئندگانِ ہنرد
کہ اعظم معظم چنیں جنگ کرد

تو اعظم شاہ کے لشکر نے بہادر شاہ کے ہراول عظیم الشان پر حملہ کیا۔ اور اس کے خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا۔ معظم شاہ بھی خشمناک شیر کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑا۔ اس کی پشت پر بہادر شاہ تینوں بیٹوں اور پوتوں سمیت آمادۂ جنگ تھا۔ اس طرف سے اعظم شاہ مع بیٹوں اور افسروں کے لڑائی میں مشغول ہوا۔ بڑے گھمسان کا رَن پڑا ؎

ز غریدنِ کوس خالی دماغ
بر افتادہ تپ لرزہ بر کوہ و راغ
دو لشکر فتادند در حرب و جنگ
چناں رزم کردند بر نام و ننگ
غبارِ ہوا بر زمیں بستہ راہ
کہ پوشیدہ شد روے خورشید و ماہ
ز بانگ قبرغہ صداے صہیل
نفیرِ نہنگاں بر آمد ز نِیل
ز بانگِ دہل فتنہ بیدار شد
بر آسودگاں کارِ دیوار شد
دمِ نائے رویئں بر آمد باوج
کہ دریائے لشکر بر آمد بموج
خروشِ یلاں برد آرما
ز سر ہوش مے بُرد قوت ز پاء
بہم کوہ و دریا بجنگ آمدہ
جہاں زاں خصومت بہ تنگ آمدہ
کمانی کمانہا در آمد بزہ
یکے گفت بستاں یکے گفت دادہ
خدنگ از کمانہا گسستن گرفت
ز قوس قزح برق جستن گرفت
ز سم ستوران پیکانہ سوز
زمیں پردہا بست بر روئے روز
ز بسیاریئے نیزہ گردہ چو قیر
رہ رفتنِ خویش گم کردہ شیر
ز خونِ دلیران و پیکان تیر

Marfat.com

زمیں لالہ خیز آسماں ژالہ ریز
خروشیدنِ نائے رویٔیں اساس
بگردونِ گرداں در آمد ہراس
خرامیدنِ شرزہ شیران مست
کمرگاہ گاوِ زمیں مے شکست

نہایت خونریز جنگ واقع ہوئی۔ شاید چشم زمانہ نے اس سے پہلے ایسی سخت لڑائی کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ اعظم شاہ کی فوج بہادر شاہ کے لشکر پر غالب آئی۔ اور عظیم الشان فوج جو بطور ہراول تھی بکثرت قتل ہوئی اور اکثر بھاگ گئی۔ بہادر شاہ کے سارے سپاہی حیران و پریشان تھے۔ کیونکہ اُن میں مقابلہ کی تاب نہ تھی ؎

چناں خواست کز خصم تا بد عناں
رہائی دہد سینہ را از سناں

قریب تھا کہ بہادر شاہ کو نقصانِ عظیم پہنچے۔ کہ اس نے ننگے سر ہو کر حضرت قیوم رابع کی طرف توجہ کی۔ اور اپنی فتح کے لئے مدد طلب کی۔ اسی وقت شمال کی طرف سے یعنی بہادر شاہ کے لشکر کی پیٹھ کے رُخ اور اعظم شاہ کے لشکر کے سامنے کے رُخ اس قسم کی آندھی آئی۔ کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو گیا۔ اور اعظم شاہ اور اس کی فوج کی آنکھوں اور کانوں میں اس قدر مٹی بھر گئی کہ سب اندھے بہرے ہو گئے۔ آندھی آدمیوں کو اُٹھا اٹھا کر زمین پر پھینکتی تھی۔ اور توپ و بندوق کے وار بھی اعظم شاہ کے لشکر پر ہوتے تھے۔ اور اسی کی فوج ہلاک ہو رہی تھی۔ اس کی فوج میں تھلکہ عظیم مچ گیا۔ اور اکثریوں ہی بھاگ گئے۔ لشکر کے پاؤں نہ جمے رہے۔

Marfat.com

اعظم شاہ نے حمید الدین خاں اور عنایت اللہ خاں سے پوچھا - کہ اب جو فتح و نصرت کی نسیم چل رہی تھی - یہ گرد و غبار رسوائی اور خرابی کا باعث کیوں ہوا - اسی اثناء میں غیب سے آواز آئی کہ یہ وہی خاک ہے - جو تو نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک بکھیر دی تھی - اسی بے ادبی کے سبب تیری سلطنت کو زوال آیا ہے - یہ آواز سن کر بہت سٹ پٹایا - لیکن بے سود ع

ندارد پشیمانی آنگاہ سود

اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اتنے میں اعظم شاہ کا بڑا بیٹا بیدار بخت جو اس کا ہراول تھا مارا گیا - اُس کے مارے جانے سے اعظم شاہ نے حواس باختہ ہو کر کہا - کہ میں بیدار بخت کے لئے سلطنت لیتا تھا - اب میں بادشاہی کیا کروں گا - ہاتھی کی پیشانی پر بجائے مہاوت کے خود ہو بیٹھا - اور کہا کہ معظم کو کہدو - کہ اب مجھ سے اکیلا جنگ کرے - کیونکہ شروع میں اس کی خواہش یہ تھی - جب اُس کے بڑے بڑے امیر بھاگتے تو کہتا یہ بے شرم اسی لائق تھا - اتنے میں معز الدین رح اس کے مقابل ہوا - تو کہا دور ہو جا - میرا مقابلہ تیرے باپ سے ہے - لیکن معز الدین رح نے اُسے گولی مار کر اس کا کام تمام کر دیا - ایک سپاہی نے اُس کا سر قلم کر دیا - جب اعظم شاہ کو بہادر شاہ کے پاس لایا گیا - تو دیکھتے ہی غش کھا گیا - جب ہوش میں آیا - تو پوچھنے لگا - کہ میرے بھائی کو کس نے قتل کیا - اُس سپاہی نے کہا میں نے قتل کیا ہے - بہادر شاہ نے اس فدائی بد تیر کا ایسا وار کیا - کہ اُس کی پشت سے پار ہو گیا -

Marfat.com

بعد ازاں اعظم شاہ کے دوسرے بیٹے کو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے بیٹوں کے برابر رکھا۔ بہادر شاہ نے اس فتح کے شکرانہ میں تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں زر کثیر بطور ہدیہ بھیجا۔ اس فتح کے بعد بہادر شاہ نے دکن کا رُخ کیا۔ سلطان عالمگیر نے اپنے چھوٹے بیٹے کام بخش کو حیدر آباد کا علاقہ دے رکھا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد اس نے بھی تخت پر بیٹھ کر اپنے نام کا سکّہ جاری کیا۔ یہ بات بہادر شاہ کو ناگوار گذری۔ اُسے دُور کرنا چاہا۔ چنانچہ منزلیں طے کر کے حیدر آباد کے قریب پہنچا۔ تو کام بخش نے کہلا بھیجا۔ کہ علاقہ مجھ کو باپ نے دیا ہے۔ تم میرے ملک میں کیوں آئے ہو۔ بہادر شاہ نے کہلا بھیجا کہ تم آکر مجھ سے ملاقات کرو۔ تاکہ میں بھی یہ علاقہ تمہارے ہی پاس رہنے دوں یا یہاں سے چلے جاؤ۔ میں بھی ہند کی طرف جاتا ہوں میرے چلے جانے کے بعد پھر شہر میں آ جانا کام بخش نے یہ بات منظور نہ کی۔ بلکہ لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور شہر سے نکل بھائی کے بہت سے لشکر کو قتل کر ڈالا۔ لیکن اتنے میں کام بخش کے تمام امراء کام آئے۔ اور خود بھی زخموں کی کثرت سے بیہوش ہوگیا۔ کہتے ہیں عین جنگ میں بہادر شاہ کے ایک لڑکے نے اُس کے سامنے ہو کر کہا۔ چچا صاحب آپ نے کیوں اپنے آپ کو اس تکلیف میں ڈالا۔ آؤ تمہیں بادشاہ سلامت بلاتے ہیں۔ کام بخش نے کہا کہ تم بھی باپ کے بعد ایسا ہی کرو گے۔ جیسا اب کہہ رہے ہو۔ جب مارے زخموں کے بالکل بیہوش ہوگیا

Marfat.com

تو بہادر شاہ کے لڑکے اُسے اُٹھا کر باپ کے پاس لے گئے۔ اس نے اُس کی خوب خبر گیری کی۔ جلدی اُس کے زخموں کو سلوایا۔ اور حکما کو تاکید کی۔ کہ اس کا جلدی علاج کرو۔ انھوں نے کہا ایک ہفتے تک زخم درست ہو جائینگے جب کام بخش کو قدرے ہوش آیا۔ تو بہادر شاہ نے اسے کہا میں تو یہ نہیں چاہتا کہ تمہاری یہ حالت ہوتی کام بخش نے کہا کہ میں تیرا مُنہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ بعد ازاں اپنے ہاتھوں سے زخموں کے ٹانکے اُدھیڑ دئے اور کسی کو اپنا علاج نہ کرنے دیا۔ دو تین دن بعد مر گیا۔ بادشاہ کو اُس کے مرنے کا نہایت قلق ہوا۔ اور اُس کی اولاد کی بہت عزت کی۔ بہادر شاہ کا یہ خاصہ تھا۔ کہ بھائیوں کے بیٹوں سے جو اس کی جان و مال اور ملک کے مُدعی تھے۔ رہا کر کے بیٹوں کی طرح سلوک کرتا۔ کسی بادشاہ نے اپنے بھتیجوں سے ایسا سلوک نہیں کیا۔ بہادر شاہ نہایت حلیم خلیق اور عالی ہمت تھا۔ چنانچہ اپنے عہد سلطنت میں بے شمار سخاوت و بخشش کی۔ اپنے وقت کا خود بعید عالم تھا۔ چنانچہ دس ہزار حدیثیں معہ شانِ نزول اُسے حفظ تھیں۔ مذاکرہ میں کوئی عالم اُس کا لگا نہ کھاتا تھا۔

ذکر در بیان

سال پنجم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ مراجعت آنحضرت از لاہور بہ سرہند و مرید شدن رئیسِ قوم افغاں و بیان قضایا کہ واقع شدہ اند

Marfat.com

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے لاہور میں رہنا اختیار کیا۔ تو وہاں کے باشندے صبح و شام آنحضرت کی خدمت میں رہنے لگے۔ اور آنجناب کے حلقہ میں مجمع عظیم ہونے لگا۔ اس علاقے کے ہزارہا آدمی آنحضرت رضہ کے مرید ہوئے۔ اور اُن میں سے اکثروں نے عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ اور وہ فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے بہتوں کو آنحضرت رضہ نے خلافت بھی عنایت فرمائی ؛

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر یوسف حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے مکتوبات شریف آنحضرت رضی اللہ عنہ سے پڑھا کرتا تھا۔ لیکن طبیعت کا نہایت غبی تھا۔ آسان سے آسان کتاب کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ مکتوبات شریف وہ کتاب ہے۔ کہ فہیم و زکی بھی انہیں کما حقہٗ نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے میر صاحب کو وہ جودت و ذکاوت طبع نصیب ہوئی۔ کہ مکتوبات کے تمام غوامض و حقایق بخوبی سمجھنے لگا۔ یہی میر یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ مکتوبات میں بیان کردہ ہر ایک معرفت پروردگار کی جو تشریح کرتے اُس کا القا اپنی توجہ باطنی سے میرے باطن میں کر دیتے۔ اور وہ معرفت میں اپنے آپ میں پاتا۔ میں نے مکتوبات شریف کی تینوں جلدیں آنحضرت رضہ سے سبقاً سبقاً پڑھیں ؛

انہیں دنوں مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد عزیز مریض ہوئے۔ مرض غالب آتا گیا۔ آنحضرت کو اس نونہال کا بڑا خیال تھا۔ ایک روز جب آنحضرت شالامار باغ کی

سیر کو تشریف لے گئے۔ تو عصر کے بعد مجلس سکوت کی۔ مجلس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر حد سے زیادہ عنایت کی اور فرمایا کہ تم میرے نائب ہو۔ پروردگار نے تمہیں تمام اولیاے اُمت کے کمالات مرحمت فرمائے ہیں۔ اور تمہیں اہل جہان کا مرجع و مآب بنایا ہے۔ تمہارے ارشاد کا وقت اب قریب ہے۔ اب سرہند جاؤ۔ پھر جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے مقرر کیا ہے۔ ہوگا۔ اور تمہارے فرزند ارجمند محمد عزیز کو بھی صحت ہوگئی ہے +

جب حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ تو وہ دودمان قیومیت کا خلاصہ اور خاندان قطبیت کا برگزیدہ بالکل تندرست تھا۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے اپنے بڑے خلیفہ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عنایت کر کے لاہور کے تمام آدمی اس کے سپرد کئے۔ اور خود یاروں سمیت سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ سرہند کے تمام باشندے آنحضرت رضے اللہ عنہ کے استقبال کے لئے آئے۔ آنحضرت سرہند پہنچکر قیوم ثلاثہ رضہ کے مزارات کی زیارت کر کے دولت خانہ میں تشریف فرما ہُوئے +

اِن دنوں آنحضرت اکثر خلوت میں معشوق حقیقی سے مشغول رہتے۔ صرف پانچ وقت نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ یا کبھی باغ کی سیر کو جاتے سرہند کے لوگ اپنی بدبختی کے باعث آنحضرت رضہ کے معتقد نہ ہوتے +

Marfat.com

اسی اثناء میں قوم اعوذ کا سردار اعزخاں حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کا مرید ہوُا۔ مجھ (مصنفؒ) سے صوفی فرہاد نے اعزخاں کی زبانی بیان کیا۔ کہ میرے مُرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں شروع سے بزرگوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور اُن سے دُعا توجہ کے لئے التماس کیا کرتا تھا۔ اُن میں سے ایک نے مجھے یہی کہا تھا۔ کہ تم قیوم زماں قطب الاقطاب کے مرید ہوگے اور اس بزرگ کی علامتیں بھی مجھے بتا رکھی تھیں۔ بعد ازاں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نورانی شکل بزرگِ خدا کھڑا ہے۔ جس کی روشنی سے تمام جہان منوّر ہے۔ اور ایک شخص کہتا ہے۔ کہ یہ مرد خدا قطب الاقطاب ہے۔ اور سرہند کا رہنے والا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں سرہند آیا۔ جب آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت کی۔ تو وہی شکل و صورت جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور جو علامات بزرگوں نے مجھے بتائی تھیں موجود تھیں۔

حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ سرہند میں اور بھی شیخ ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ میں نے عرض کیا۔ کہ میرا مصمم ارادہ جناب کی خدمت میں مُرید ہونے کا ہے۔ پھر آنحضرت رضؓ نے فرمایا۔ کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ۔ میں نے دوسرے مشائخ کی قدمبوسی کی۔ تو سب کو کامل و مکمل پایا۔ لیکن میرا اعتقاد حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ پر جما ہوُا تھا۔ پھر میں آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوا - اَب کی مرتبہ بھی آنحضرت نے یہی فرمایا کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ - اس طرح تین روز دوسرے مشائخ کے پاس جاتا رہا - آخر چوتھے روز لوگوں نے میری سفارش کی - اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے مُرید کیا - آنحضرت رض کی صحبت میں مَیں نے دیکھا جو دیکھا ؛

اعزخاں نہایت قابل بلکہ اپنے وقت کا بے نظیر شخص ہے - چاروں زبانوں عربی، فارسی، ترکی، ہندیٔ میں خوب شعر کہتا ہے - اس قابلیت کے علاوہ اور لیاقتیں بھی اس میں موجود ہیں - حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ اُسے خسروِ وقت فرمایا کرتے تھے - اس نے ایک کتاب خواجگان اور حضرات قیوم رابع کے حالات میں لکھی ہے - واقعی اُس کتاب میں اس لے عجیب و غریب حقائق درج کئے ہیں ؛

ذکر در بیان

سال ششم از قیومیت حضرت قیوم رابع
خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ و خطاب شدن
از جنابِ الٰہی بہ حضرتِ سلطان الاولیاء
و مرید شدن شیخ عادل و قضایا دیگر
کہ دریں سال شدہ اند :-

اس سال ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ عنہ نے فجر کے حلقہ سے فارغ ہو کر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا - کہ آج صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں مَیں نے دیکھا - کہ فرشتے آسمان سے یاقوت

سرخ کا ایک تخت لائے ہیں - اور مجھے کہتے ہیں - کہ اس تخت پر بیٹھ جاؤ - یہ حق تعالیٰ نے آپ کے واسطے بھیجا ہے - تمام اولیاء کی سلطنت آپ کو مرحمت فرمائی ہے - میں امر الٰہی کے بموجب اس تخت پر بیٹھا - اس تخت کے گرد و نواح ہزار ہا اولیاء دست بستہ میرے سامنے کھڑے ہیں - منادندا کرتا ہے - کہ پروردگار نے شیخ محمد زبیر رضؓ کو تمام اولیاء اللہ کی سلطنت عنایت فرمائی ہے - اور تمام اولیاء کا اسے بادشاہ بنایا ہے - اے بندگانِ خدا! اس کی اطاعت کرو - اسی اثناء میں جناب الٰہی سے الہام ہوا - کہ تو تمام اولیاء کا بادشاہ ہے - اللہ تعالیٰ نے مجھے مبارک بادی - یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے - جسے چاہے عطا فرمائے - اللہ تعالیٰ صاحبِ فضل عظیم ہے +

اسی سال ایک صالح مرد شیخ عادل نام حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا - آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا - کہ آپ خدا طلبی کے لئے گاؤں بہ گاؤں اور شہر بہ شہر پھرتے تھے - لیکن کہیں سے مطلب حاصل نہ ہوتا تھا - اچانک آپ نے سنا کہ دکن کے علاقے میں ایک بزرگ صاحب معنی رہتا ہے - آپ منزلیں طے کر کے شہر اورنگ آباد (دکن) میں پہنچے - اور اس بزرگ کی زیارت کی - جو یاد الٰہی میں مستغرق تھا - آپ نے اس سے اپنے مطلب کا اظہار کیا - اس نے کہا میں چھوٹی ندی

Marfat.com

ہوں۔ تمہیں ایک بحرِ ذخار بتلاتا ہوں۔ یعنی حضرت شیخ محمد زبیر رح قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں۔ اور موجودہ تمام اولیاء اُن سے فیض و برکات حاصل کرنے کے لئے منتظر ہیں۔ اُن سے جا کر فیض حاصل کرو۔ ان کی ایک ہی توجہ سے تم سیراب ہو جاؤگے اور تمہارا سارا مطلب حاصل ہو جائے گا۔ جلدی جا کر سرمدی دولت اور ابدی سعادت حاصل کرو ؎

زما خوشدلی دریاب دریاب
کہ دائم در صدف گوہر نباشد

آپ نے یہ فرحت اثر خبر سُن کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ میں خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے اُتر کر کہتے ہیں۔ کہ ہم شیخ محمد زبیر رض کی زیارت کے لئے آسمان سے اُترے ہیں۔ کیونکہ پروردگار کا حکم یوں ہی ہے جو شخص کامل اعتقاد سے شیخ محمد زبیر رض کی زیارت کرے گا۔ اس کے سارے گناہ بخشے جائینگے۔ اور قیامت کے دن بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔ اور اس بندے پر اللہ تعالےٰ کی نظرِ عنایت ہوگی۔ آپ یہ خواب دیکھ کر جلدی اس قبلۂ دین و دُنیا کی سعادت مُلازمت حاصل کر کے مُرید ہوئے۔ اور آنجناب رض کے خلفاے عظام میں شمار ہونے لگے اور مرتے دم تک اپنے پیر دستگیر رحمۃ اللہ کی خانقاہ میں رہے ؁

اسی سال بدخشاں کے بہت سے باشندے حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

Marfat.com

اُن کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ بدخشاں کے دار الخلافہ فیض آباد سے ایک قافلہ بلخ کو جا رہا تھا۔ اثنائے راہ میں ایک رات قافلہ سالار معہ چند آدمیوں کے قافلہ کے باہر سیر کے لئے آیا۔ تو اُس نے ایک عجیب معاملہ دیکھا۔ وہ یہ کہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بہت سے نورانی مرد جمع ہیں۔ اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی۔ کہ قطب وقت شیخ محمدؐ زبیر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ یہ آواز سُنتے ہی تمام لوگ آنحضرتؒ کے استقبال کے لئے آئے۔ اور دست بستہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک شخص نے آواز دی کہ خراسان کا قطب وقت فوت ہو گیا ہے۔ اس کی بجائے کسی اَور کو مقرر کرنا چاہئے حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ نے اُن میں سے ایک کو خلعت قطبیت پہنا کر لوگوں کو رخصت کیا۔ اور جدھر سے آئے تھے چلے گئے۔ قافلہ سالار نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ یہ بزرگ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ ایک نے کہا یہ بزرگ قطب زمانہ ہیں۔ اور سرہند میں رہتے ہیں وہ قافلہ سالار بہت لوگوں سمیت سرہند آیا۔ اور حاضر خدمت ہو کر آنجناب کا مرید ہوا ؎

ذکر در بیان

سال ہفتم از جلوس قیومیت سلطان للاولیاء
حضرت خلیفۃ اللہ و بیانِ عدم گردیدن

مردم سرہند و سوء مزاج شدن آنحضرت
ازاں قوم و بشارت یافتن از جناب الٰہی
بہ تخریب آں قوم و بیان سفر آنحضرت
از سرہند بہ شاہجہان آباد

طریقت الٰہی کے وہ نور و سالک اور اہل صفوت نا متناہی کے صوفی نہاد فیض مواطن باطن کے دفاتر سے شہود کے میدان اور نمود کے صفحہ پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ قیوم زمانہ و امام یگانہ۔ مجدد دوران۔ قطب زمان۔ جو جہان اور اہل جہان کے مرجع اور اہل عالم کی جائے باز گشت ہیں۔

شعر
کارِ جہاں بسر نرود بے رضائے او
در دستِ اوست بختئے نہ چرخ را مہار

کئی سال دار الارشاد سرہند میں ناہموار کندہ ناتراش خلق کے ارشاد اور عالم بدکردار کی رہنمائی کے لئے مسند قیومیت پر جو بمنزلہ وزارت بارگاہ الٰہی ہے۔ اور مسند قطبیت پر جو اہل ولایت کی امارت ہے۔ جلوس فرما رہے۔ اور اپنے باطن سے جو جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجہ ہے۔ اپنے ہمعصروں کو فیض پہنچاتے رہے۔ لیکن شہر کے آدمی اپنی بدبختی اور کم نصیبی کی وجہ سے اس والئے ولایت کے معتقد نہ ہوئے۔ بلکہ اس صاحب

Marfat.com

شریعت کی اہانت اور ذلت کے درپے ہوئے لیکن نہ کر سکے۔ ۶

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ریاض شریعت کے انجمن آرا اور بزم معرفت کے نکتہ پیرا۔ خورشید خصلت۔ بدر منیر روشنضمیر یگانہ کار خانہ تقدیر، سلیمان سریر۔ سکندر تدبیر۔ اسرار آگاہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

سلطانِ خلافتش وظیفہ
بر تختِ خلیفہ بنِ خلیفہ
در وہم نیائد از سترگی
در عقل نگنجد از بزرگی
ظلمت ز صفائی گوہرے دور
سیراب دلش چو چشمۂ نور
مہتاب گلے ز نور شستہ
از چشمۂ آفتاب رستہ
نورش ز کرانہ تا کرانہ
افروختہ شمع جاودانہ
شانش ہمہ شان بے نشان است
او با حق و حق باو چہ شان است
زیں پیش زار و کس نشانہ
کو چرخ نیاز بر زمانہ

Marfat.com

کج طبع اہل ہوس اور اللہ تعالےٰ سے نہ ڈرنے والے لالچیوں کے منحرف ہو جانے سے جو وادئے ضلالت و گمراہی کے سرگردان ۔ اور ظلمت ناکامی کے جنگل کو طے کرنے والے میدانِ نا رسائی کے حیران نا بینائی کے کوچہ کے نا رسا تھے ۔ اگرچہ کبھی کبھی خاطر عاطر پر ملال آتا ۔ لیکن صبر و تحمل کو کام فرماتے ؎

صبوری ضروری ست لیکن درد دل را
بغیر از صبوری دوائے نباشد

مشیتِ ازلی اور ارادۂ لم یزلی پر توقع و توکل کئے تنہائی اور گوشہ نشینی میں یادِ الٰہی میں مشغول رہ کر ریاضتہائے شاقہ میں زندگی بسر کرتے ۔ لیکن ذاتی تجلیات اور صفاتی انوار کے مشاہدہ سے جو عارف باللہ کی خوراک اور سیرِ عن اللہ کا ثمرہ ہے ۔ خوش و خُرّم رہتے ؎

عارفاں را قوّتِ ذکر و فکرِ حق
نیست پیشِ عارف اِلّا فکرِ حق

اس صادقِ اقوال صاحبِ پر کمال نے کئی سال اسی حالت میں بسر کر دئے ۔ محفلوں اور مجلسوں میں تشریف نہ لیجاتے ۔ چونکہ عادت سبحانی اور سُنّتِ رحمانی یہ ہے ۔ کہ پہلے اپنے دوستوں کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے ۔ اور پھر عیش و نشاط کی بلندی پر پہنچاتا ہے ۔

Marfat.com

اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ رضا اختیار کرنی چاہئی۔ اور سر تسلیم جھکانا چاہیئے۔ جب اس فرخندہ فال کی الٰہی جلالی تربیت رو بزوال ہوئی۔ تو پرورش جمالی کے ہلال نے چہرہ دکھلایا۔ آنحضرت چونکہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب مناب۔ الوالعزم اور قائم مقام تھے۔ اس لئے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے انبیاء کی سُنّت سِنیہ اور مرسلوں کا طریقہ مسنونہ اس وارث اکمل پر بھی برتا۔ کیونکہ گذشتہ زمانوں سے یہ دستور چلا آیا ہے۔ کہ جتنے شخص زیور نبوت سے آراستہ اور لباس رسالت سے پیراستہ ہو کر کسی قوم کی رہبری کے لئے مقرر ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور وہ پسندیدہ افعال اور برگزیدہ خصال اس واحد حقیقی کی واحدانیت اور اس حقائق تحقیقی کی ہدایت کرتے آئے ہیں۔ اور اپنی رسالت کی اِطلاع دیتے آئے ہیں۔ لیکن وادئے کفر و ضلالت کے گمراہ۔ کوچہ شرک و ندامت کے حیران۔ اُن کی نصائح ارجمند اور پند ہائے سُود مند کو گوش ہوش سے نہیں سُنا کرتے تھے۔ بلکہ وہ اوباش بدمعاش قوم اپنے مرسل کے قتل و ایذا کے درپے رہی ہے۔ مگر وہ رسُول مقبول علیہم السلام اس زمانہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے مامور ہو کر

Marfat.com

نیک لوگوں کی ہمسائگی میں رہتے آئے ہیں ۔ بعد ازاں وہ قوم شوم قہر قہاری اور جبر جباری میں گرفتار ہوتی آئی ہے ۔ اور طرح طرح کے رنج و عناد اور سختی و مصیبت میں مبتلا ہوتی رہی ۔ ایسے شخصوں کی حالت پر سخت افسوس ہے ۔ علےٰ ہٰذاالقیاس وہ خیرالناس (قیوم رابع رضؓ) کارساز غریب نواز کی جناب مستطاب سے شہر کی تخریب تعذیب اور بدکردار لوگوں کی آوارگی اور اضطرار کے بارہ میں ملہم ہوئے ۔ ساتھ ہی مفصّلات و مضافات بھی قہر الٰہی میں گرفتار ہوئے ۔ قریب ہے ۔ کہ یہ نالائق دیو سیرت اور گنہگار وحوش خصلت اپنے اعمال شنیعہ و افعال قبیحہ کی سزا پائیں ۔ بلکہ گیہوں کے ساتھ گھُن بھی پستا ہے ۔ یعنی نیک لوگ جو اُن کے گرد و نواح اور پاس پڑوس میں رہتے ہیں وہ بھی خرابی و رسوائی میں مبتلا ہونگے ؎

تریاق زہر است مرا بر سر زباں
آں را بدوستاں دہم ایں را بدشمناں

بعد ازاں اس امام ربانی محبوبِ صمدانی نے آفتِ ناگہانی و مزاحمت آسمانی سے جو بلائے پنہانی و آفتِ جانی اور مایۂ پریشانی و حیرانی تھی ۔ ہر چند خلقت کو پورے طور پر واقف کیا ۔ لیکن لوگ

Marfat.com

اپنی جہالت و خود پرستی کی وجہ سے مُقر نہ ہُوئے۔
اور آنجناب کی سود مند وعظ و نصیحت نے اِس قوم
مدہوش کے کانوں میں اثر نہ کیا۔ بلکہ غرور و تکبر کی شراب
کے نشہ میں بدمست رہ کر اُلٹی ہنسی اڑاتے ہے

ترسم این قوم کہ بر دردکشاں مے خندد
در سرکار خرابات کنند ایماں را

آنحضرت رضے اللہ عنہ نے ما علے الرسول اِلا البلاغ "بر
رسولاں بلاغ باشد وبس" پر عمل کر کے ان لوگوں کی
کج طبعی اور بدطینتی کو اپنی خاطر عاطر سے دور کر دیا ہے

آئین اوست سینہ چو آئینہ داشتن
کفر است در طریقت او کینہ داشتن

پہلے تو کما حقہ انہیں سمجھایا۔ لیکن یہ جب اُن کے کان پر
جُوں بھی نہ چلی تو آخر زبان ندرت بیان پر مہر سکوت و
خاموشی لگائی ہے

بجوش بے دماغی عندلیبی ہمزباں خواہم
کہ باشد سایۂ مژگانِ خواب آلودہ منقارش

اس مایۂ حکیم وقت کے ارادے کا بلند پرواز شاہباز قریب
پرواز تھا۔ بعض عقلمندوں اور داناؤں مثلاً شیخ عبد الاحد
وغیرہ نے جو فریدِ وقت۔ جنید عہد۔ شبلی زمانہ تھے۔ اور
جن کی رائے زریں صورت نما اور مصلحت مُشکلکشاء تھی۔
باہم جمع ہو کر اس بارے میں عقل دوڑائی۔ اور حیران

ہو کر کہا کہ اس سبب سے نیک اور صادق جوان کے الہام و مکاشفہ کے احکام بالکل ٹھیک اور پکے معلوم ہوتے ہیں ؎

نہ باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم
کہ گفتار قلم باشد ز رفتار قلم پیدا

اب دیکھنا چاہئے۔ کہ پردۂ غیب سے عرصہ شہود پر کیا کچھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور غیب کی دلہن لاریبی شاد رواں نے کس غمزے سے پیش آتی ہے۔ بہتر اور مناسب تو یہی ہے کہ اس والئے کمالاتِ نبوت کی موافقت سے ہم بھی وطنِ مالوفہ اور مولد معلومہ کو ترک کرکے اس بلائے بیکراں اور آفت آسمانی سے رہائی پائیں ✦

میرے مصنف رح قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک رات شیخ عبدالاحد رح نے فرمایا کہ میں نے تو مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر میں چلا جاؤں تاکہ آنے والی مصیبت سے بچ جاؤں۔ چونکہ مجھ پر کشف ہوا ہے۔ کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے اس واسطے لوگوں کو یہ شہر چھوڑ جانا چاہئے۔ تاکہ بلائے ناگہانی سے بچ جائیں۔ جب اس بلائے ناگہانی کا مقررہ وقت آ پہنچا۔ کیونکہ ہر ایک کے لئے مقررہ وقت ہوتا ہے۔ تو حضرت قیوم رابع رض معہ توابع رح شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے ؎

حضرت دہلی کنف دین و داد　　جنت عدن است کہ آباد باد

Marfat.com

اس جگہ کی زیب و زینت آنجناب کے قدوم میمنت لزوم سے
ایک سے لاکھ گنا ہو گئی ہے

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است

شیخ عبد الاحد رح نے مصیبت پر غربت کو ترجیح دی اور وطن مالوفہ
کو ترک کر دیا۔ ع کہ مقبول را رد نباشد سخن

ذکر در بیان

دخول حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا به دار الخلافت شاہجہان آباد و تولد مخدومزادہ والا گوہر شیخ عبد القادر ثانی رحمتہ اللہ علیہ۔

جب حضرت سلطان الاولیاء شہر سرہند سے لوگوں کی وجہ سے ناراض ہو کر معہ تمام توابع و لواحق شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اثنائے راہ میں جس جس گاؤں اور شہر سے گذر ہوتا وہاں کے باشندے آنحضرت رضؓ کے استقبال کے لئے آتے۔ اور آنجناب کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے۔ پیر کے روز ۱۵ رجب کو شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے لئے آئے۔ پہلے آنجناب کا گذر اس مکان پر ہوا۔ جو شہر کے کنارے پر تھا۔ وہاں پر مدت مدید سے ایک مسجد ویران پڑی تھی۔ اس مسجد کے صحن میں قد آدم سے بھی اونچی گھاس اگی ہوئی تھی۔ اکثر اوقات چور اس مسجد میں پناہ لیتے۔ اور گائیں بھینس

Marfat.com

اس مسجد میں چرتیں ۔ اُن کے گوبر سے وہ مسجد آلودہ تھی ۔
اس مسجد کے گرد و نواح میں سنگین احاطے تھے ۔ جن میں عمارتیں تھیں
لیکن رہنے کے قابل نہ تھیں ۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے فرمایا
ہم یہیں رہتے ہیں ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مکان رہنے کے قابل
نہیں ۔ شہر کے اندر چلکر ہمارے مکانوں میں اقامت فرمائیگا ۔ عین
عنایت ہوگی ۔ ہر ایک نے اپنا اپنا مقام رہائش کے لئے پیش کیا ۔
آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم کی ناقہ مقررہ مقام پر بیٹھنے کے لئے مامور تھی ۔ تو ہم بھی اپنے
پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تابع ہیں ۔ یہ فرماتے ہی آنجناب رض
کی اسواری اسی مقام پر خود بخود ٹھیر گئی آگے قدم اُٹھانے کی مجال
نہ رہی ۔ پھر آنحضرت رض نے فرمایا کہ ہمارا مقام یہی ہے ۔ لوگوں
نے عرض کیا کہ جو کچھ خاطر مبارک میں آیا ہے ۔ وہی کرنا ۔ لیکن اب
شہر میں چلکر اُتریں ۔ اِتنے میں یہ مکان درست ہو جائیگا ۔ پھر
یہاں تشریف لے آئیں ۔ یہ بات آنجناب رض نے منظور فرمائی ۔ اور
شہر میں جاکر ایک عالیشان محل میں رہائش اختیار کی ۔ وہ
احاطہ جو مسجد کے ارد گرد تھا ۔ ایک بیوہ عورت کا تھا ۔
جو آنحضرت کی مُریدہ تھی ۔ اُس نے اُن مکانات کو آنحضرت کی نذر
کیا ۔ حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ نے پہلے مسجد کو خس و خاشاک
سے صاف کرایا ۔ شکست و ریخت کی درست کرائی ۔ مسجد جو تعمیر طلب
تھی تعمیر کرائی ۔ ہفتہ کے روز ۵ شعبان کو حضرت سلطان الاولیاء
ان عمارات میں داخل ہوئے ۔ بہت سے لوگوں نے آنحضرت کے

Marfat.com

ساتھ وہیں بود و باش اختیار کی۔ آنحضرت کے وہاں رہنے سے کئی ہزار خانہ دار مغل وہاں رہنے سہنے لگے۔ اور ہزاروں گھر وہاں تعمیر ہوگئے۔ آجکل وہ مکان آنحضرت کے قدم مبارک کی برکت سے عین شاہجہان آباد کا مرکز ہے۔ اور جو رونق وہاں ہے کسی اور جگہ نہیں۔ بڑے بڑے مغل امیر وہاں رہتے ہیں۔ سارا شاہجہان آباد آنجناب کی برکت سے نہایت آباد اور پُر رونق ہوگیا ہے۔ کیونکہ بادشاہ چالیس سال سے شاہجہان آباد میں داخل نہ ہوا تھا۔ جب حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ نے بھی آکر وہیں سکونت اختیار کی۔ اب تک بادشاہوں کا دارالخلافہ شاہجہان آباد ہی چلا آتا ہے۔ جب اُن عمارتوں کی مالکہ فوت ہوگئی۔ تو آنحضرت نے اس کے وارثوں سے بہت سا روپیہ دیکر بیع کرالیا۔ اُن کے علاوہ اور عمارتیں بھی خریدیں +

اِسی سال دوسرے مخدوم زادہ والاگہر پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش سے پہلے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ ان دنوں تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو نہایت صاحب کمال ہوگا۔ اور قرب الٰہی کا انتہائی درجہ حاصل کریگا۔ اس کا نام عبدالقادر رکھنا۔ جب مخدوم زادہ پیدا ہوئے۔ تو آنحضرت رضؓ نے حسب الامر شیخ الجن والانس عبدالقادر نام مقرر کیا۔ آنجناب نے اس مولود مسعود کی بہت کچھ تعریف کی۔ واقعی آجکل یہ مخدومزادہ

Marfat.com

حضرت خلیفہ اللہ رضے اللہ عنہ کی خانقاہ کو روشن کرنے والے
اور آنحضرت رض کے قائم مقام اور نائب مناب ہیں +

اسی سال حضرت مروج الشریعت کے بڑے بیٹے حضرت عروۃ الوثقےٰ کے پوتے حضرت شیخ محمد ہادی جو تربیت باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور میرے (مصنف رح) جد امجد تھے۔ اِس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت قیوم ثانی کے روضۂ مبارک میں جنوبی دروازہ کی طرف مرقد مبارک کی پائنتی میں مدفون ہوئے +

ذکر در بیان

سال ہشتم و نہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء تکلیف کردن بہادر شاہ علماء را کہ در خطبہ حضرت علی کرم اللہ وجہ را وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بگوئید۔ و قرآنِ مجید را بطوریکہ نزول شدہ است ہما نقسیم ترتیب دہند و انکار کردن علماء ازیں امر و داد خواہ شدن خلق اللہ ازیں حرکت بیجا سلطان بجناب حضرت قیوم رابع و بشارت دادن آنحضرت بہ ہلاکتِ سلطان و بیانِ واقعات وحادثات سلطنت کہ دریں سال واقع شدہ اند؛۔

جب بہادر شاہ کو اس قسم کی فتح عظیم نصیب ہوئی۔

تو غرور و تکبر سے اترانے لگا۔ بعض بُرے ارادے اس کے دل میں پیدا ہوئے۔ کہ دین متین میں کوئی ایسا نیا طریقہ نکالے جو کسی گذشتہ بادشاہ نے نہ کیا ہو۔ اور لوگ اس مصنوعی طریقہ میں اسے مقتدائے تسلیم کریں۔ بادشاہ جو خود بھی بڑا جید عالم تھا چنانچہ بارہ ہزار حدیثیں مع شانِ نزول اسے حفظ تھیں۔ چاہتا تھا۔ کہ شریعت میں کوئی ایسی اختراع کرے۔ جو قیامت تک اس کی یادگار رہے۔ علماء کو بُلا کر کہا کہ حدیث نبوی میں حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہ کو وصی کہا گیا ہے۔ اس لئے خطبہ میں بھی علی الوصی کہنا چاہیئے۔ اور قرآن مجید کو بہ ترتیب نزول مرتب کیا جائے۔ یعنی بجائے الحمد کے شروع میں الف لام میم سورۂ اقراء جو تمام سورتوں سے پہلے نازل ہوئی۔ پہلے درج کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں وہ آیات اور سورتیں جس ترتیب سے نازل ہوئیں۔ اسی ترتیب سے مرتب کرنا چاہیئے۔ علماء نے کہا۔ کہ اس سے پیشتر تم سے بہتر علمائے مجتہدین گذرے ہیں۔ اور جو علم و تقوائے انہیں حاصل تھا۔ وہ تم میں نہیں۔ اور بہ سبب قرب عہد اخبارات نبوت کی تصحیح جو انہیں حاصل تھی۔ تمہیں حاصل نہیں۔ پس جو کچھ حق اور صدق تھا۔ اُنہوں نے مقرر کر دیا ہے۔ جس نے ان اکابر دین کی مخالفت کی اُس نے اپنے دین و ایمان کو ضائع کیا۔ تم کیوں ان کی مخالفت کرتے ہو۔

اس سے پیشتر بہت سے لوگ از روئے شوکت و حشمت اور جاہ و جلال اور زور و قوت کے تم سے زیادہ بہتر ہو گذرے

Marfat.com

ہیں۔ کیا وہ دین میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو چند ایک وصایا فرمائیں۔ جو محض مقید ہیں۔ اگر خطبہ میں ہم وصی کہیں گے تو وہ وصی مطلق ہو جائیں گے اور وصی مطلق نبی کا قائم مقام اور نائب مناب ہوتا ہے اس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت لازم آئے گی۔ اس واسطے علماء اور مجتہدین نے خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصی نہیں کہا۔ ہم بھی ان کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ قرآن شریف کو موجودہ ترتیب سے حضرت عثمان رضی اللہ نے مرتب کیا۔ دوسرے کی کیا مجال ہے کہ اس ترتیب کو اُلٹ پلٹ کرے۔ اور دوسری طرح جمع کرے۔ ایسا کرنے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کا دشمن ہوگا۔ جس کا قتل واجب ہوگا اس خیالِ محال سے توبہ کرو۔ تمہاری ایک پیش نہ جائیگی۔ بادشاہ نے اپنے مدعا کے ثبوت میں دلایل و براہین پیش کیں علماء نے مذاکرہ علمی سے انہیں دفع کیا۔ اور سخت غضبناک ہو کر بادشاہ کے ہاں سے اُٹھ آئے۔ اور ایک جگہ جمع ہو کر اتفاق کیا۔ کہ خواہ بادشاہ ہمیں کسی طرح ہی کی تکلیف کیوں نہ پہنچائے۔ ہمیں اس کے کہنے کو ماننا نہیں چاہئے۔ تمام اہلِ اسلام اس امر میں شریک ہوئے۔ اور علماء کی رفاقت اختیار کی۔ اور مذہب حق پر کمر بستہ ہوگئے بادشاہ کے تینوں بیٹوں نے بھی علماء کو کہلا بھیجا کہ ہم بھی تمہارے

Marfat.com

ساتھ ہیں۔ اور حق مذہب پر قائم ہیں۔ دوسرے روز بادشاہ نے علماء کی طرف اِس مضمون کا رقعہ لکھا کہ او فاضلو! تہ دِل سے مفضول کی طرف واپس آؤ۔ علماء نے اس کے جواب میں لکھا۔ "ہم گُتّے کی طرف آنا نہیں چاہتے" بادشاہ نے غضب ناک ہو کر اِنہیں پکڑ منگایا۔ جب مسلمان اور اہل علم آئے۔ تو بادشاہ نے انہیں کہا کہ میں تمہیں کُتّوں کے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ علما نے کہا۔ الحمد للہ۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کتّوں کے ساتھ کھانے پر شکر خدا بجا لانے کا کیا موقع تھا۔ اس واسطے کہ تُو نے یہ نہیں کہہ دیا۔ کہ میں اپنے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ اگر ہم کتّوں سے مل کر کھائیں گے۔ تو پھر دھو کر مُنہ پاک کر لیں گے۔ لیکن اگر تیرے ساتھ کھانا کھائینگے تو ہمارے دِل ناپاک ہو جائیں گے۔ جو قیامت تک پاک نہیں ہونگے۔ بہادر شاہ نے اَور بھی ناراض ہو کر علماء کو قید کر لینے کا حکم دیا۔ اور تمام اہلِ علم کو سخت عذاب کیا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو سب حضرت خلیفۃ اللہؓ کی خدمت میں ہلاکت سُلطان کے لئے دعا کرانے کے واسطے حاضر ہوئے۔ ؎

در اں میداں کہ کردم جمع گشتند
تپاں سوزاں بہر سو مے گذشتند
دواں گشتہ خلائق سوئے قیوم
دُعا ہا خواستند از بہرِ مظلوم

Marfat.com

ایا محبوبِ سُبحانی خدا را
کرامت کُن بدستم مدُعا را

آنحضرت نے حمیتِ دینی میں آکر علماء کو اِس بلاء سے چھڑانے کے لیئے دیر تک دُعا کی۔ بعد ازاں لوگوں کو خوشخبری دی کہ عنقریب ہی بادشاہ اعجاز نبوی سے کُتّوں سے ہلاک ہوگا۔ اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے رہائی نصیب ہوگی۔ واقعی زیادہ مُدّت گذرنے نہ پائی۔ کہ بہادر شاہ ہلاک ہوگیا۔ اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے نجات ملی۔ بہادر شاہ نے علماء کو قید کرنے کے بعد اپنے چاروں بیٹوں کو بُلا کر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ بڑے بیٹے معزالدین نے جواب دیا کہ جلال الدین اکبر نے دین محمدی کی مخالفت کی تھی۔ جس کے باعث ہم تمام بادشاہوں میں بدنام چلے آتے ہیں۔ اور ابھی وہ سیاہی کا داغ ہم سے چھٹا نہیں۔ تم چاہتے ہو کہ ہمیں دوبارہ روسیاہی نصیب ہو۔ اور تمام جہان کے بادشاہوں میں ہم شرمسار ہوں۔ دوسرے بیٹے عظیم الشان نے کہا کہ عالمگیری مذہب کے تابع ہوں وہ عالمگیر نے اختیار کیا تھا۔ تیسرے بیٹے شاہجہان نے کہا۔ میں علماے حق کے دین پر ہوں۔ میں ان کی مخالفت نہیں کروں گا۔ بلکہ جو مخالفت کریگا۔ اسی تلوار سے اس کا سر قلم کروں گا۔ چوتھے بیٹے رفیع الشان نے کہا۔ میں بادشاہ کے مذہب کی تابع ہوں۔ جو کچھ آپ فرمائیں گے۔ میں

Marfat.com

قبول کرونگا۔ بادشاہ چوتھے بیٹے پر مہربان ہوا۔ اور پھر خطبہ تالیف کرکے اس کے موافق ایک خطیب مقرر کیا۔ اور اسے لاہور کی جامع مسجد میں بھیجدیا۔ کہ جمعہ کے روز یہ خطبہ پڑھنا۔ اور قطعی حکم دے دیا۔ کہ کوئی شخص دوسری مسجدوں میں جانا نہ پائے۔ تمام مسلمان شاہی جامع مسجد میں حاضر ہوں۔ لیکن چونکہ سبھی بادشاہ سے برگشتہ تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے ٹھان لی۔ کہ ہم خطبہ نہیں پڑھنے دینگے۔ جب بہادر شاہ نے سُنا کہ لوگ مجھ سے منحرف ہو گئے ہیں۔ تو سلطان رفیع الشان کو تمام شاہی لشکر مع سامان جنگ دیکر جامع مسجد کی طرف بھیجدیا۔ کہ جو شخص شورش کرے۔ اسے تنبیہ کرو۔ جب توپخانہ مسجد کے پاس لایا گیا۔ تو ہزاروں مسلمانوں نے اپنے سینے توپوں کے مُنہ پر رکھ کر کہا۔ کہ داغ دو۔ کیا تم ہمیں مرنے سے ڈرانے آئے ہو۔ ہم نے مرنے مارنے کی ٹھان لی ہے۔ ہمیں موت کا ذرہ بھر خوف نہیں۔ جب خطیب منبر پر چڑھا۔ تو ایک مغل نے اسے تلوار دکھا کر کہا خبردار! جو خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصی کہا۔ اسی تلوار سے تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ خطیب ڈر کر کانپنے لگا۔ جب حضرت عثمان کا نام اس نے خطبہ میں لیا۔ اور حضرت علی کا نام لینے نہیں پایا تھا۔ کہ اس مغل نے خطیب پر تلوار کا وار کیا۔ خطیب ڈر کے مارے شہزادے کی بغل

Marfat.com

میں آگیا۔ مغل گرفتار ہوا۔ لوگوں میں شور مچ گیا۔ قریب تھا کہ فساد برپا ہو لیکن شاہزادہ اس خطیب کو پکڑ کر مسجد سے باہر لے آیا۔ اس مغل سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ ابھی تو خطیب نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ تم نے اس پر تلوار کا وار کیوں کیا۔ اس نے کہا مجھے یقین تھا۔ کہ وہ بالضرور حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصی کہے گا۔ اس واسطے میں نے اسے کہنے کی مہلت نہیں دی آخر جہان شاہ نے اُس مغل کو رہا کر دیا۔

انہیں دنوں بہادر شاہ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ اور لوگوں کو طرح طرح کی تکلیف و عذاب پہنچا رہے ہیں۔ اتنے میں کُتّوں نے آکر بھونک کر اسے کاٹنا شروع کیا۔ یہ خواب دیکھ کر جاگ پڑا۔ حکم دیا۔ کہ شہر و لشکر کے کتے نکال کر دریائے راوی سے پار کر دو۔ بادشاہ اس خواب کی دہشت سے مریض ہو گیا اور چند یوم میں مرگیا۔ شاہزادوں نے علماء کو انعام و اکرام دیکر رہا کیا۔ اور تمام لوگ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکر گذار ہوئے اور یہ شعر گانے لگے ؎

شریعت را بلند آوازگی داد
بجز گاہِ شریعت بستہ بنیاد
طرازِ دین و آئینِ شریعت

Marfat.com

ہمایوں رہبرِ راہ طریقت
بہارستانِ ملک دولت و دیں
بقیتومی سرِ تاج سلاطیں

جب بہادر شاہ مرگیا تو اس کے چاروں بیٹے تخت پر بیٹھے۔ ایک شہر میں چاروں بادشاہ موجود تھے۔ چاروں میں سے محمدؐ عظیم الشان بلحاظ خزانہ و سپاہ دوسرے بھائیوں سے طاقتور تھا۔ کہتے ہیں۔ اس کے پاس اس قدر روپیہ تھا۔ کہ اس کے خیمہ و خرگاہ کے گرد خزانہ ہی خزانہ تھا۔ اس نے لڑائی میں اس واسطے تاخیر کی۔ کہ اپنے بیٹے کا انتظار کر رہا تھا۔ جو بنگالہ سے سپاہ و خزانہ لیکر آرہا تھا۔ لیکن معزالدین اور جہاں شاہ نے متفق ہو کر جنگ شروع کردی ؎

اگر بادشاہے بمیداں در آیے
زما ہر کہ را ملک بخشد خدا

عظیم الشان نے رقعہ لکھ بھیجا۔ کہ تم دونو بڑے بھائی میرے ساتھ بر سرِ پیکار ہو۔ آؤ آکر ہم ولایت کو تقسیم کرلیں۔ لیکن وہ اس کے ارادہ سے واقف ہو کر لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ دونو طرف سے صفیں آراستہ ہوئیں۔ خونخوار جوان اور نامدار دلیر جنگ میں مشغول ہوئے۔ جنگ و جدال کا ہنگامہ گرم ہوا۔ ہزاروں

Marfat.com

مرد میدان میں کام آئے ؎

زمیں گشت از کشتگاں لعل گوں
بہر سو رواں سیل دریاے خوں

لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ آخر فتح و نصرت کی نسیم سے معز الدین اور جہان شاہ کے پھریرے ہلنے لگے۔ اور عظیم الشان قتل ہُوا۔ دوسرا بیٹا کریم الدین بھاگ گیا۔ لیکن گرفتار کیا گیا۔ اور معز الدین نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔ لڑائی کے بعد دونو بھائیوں نے باہم ملک تقسیم کرنا چاہا۔ اس کے فیصلہ کے لئے معز الدین نے اپنے وزیر ذوالفقار خاں کو جہان شاہ کے پاس بھیجا۔ ذوالفقار خان نے جہان شاہ کو کہا۔ کہ دکن کی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے یعنی میں شاہجہان آباد لیتا ہوں۔ تم دکن لو۔ جہان شاہ نے کہا۔ شاہجہان آباد کی آب و ہوا عمدہ ہے۔ یعنی میں شاہجہان آباد لیتا ہوں۔ تم دکن لو۔ اِتنے میں جہان شاہ کے ایک قریبی نے خفیہ طور پر اسے کہا۔ کہ ذوالفقار خاں کو گرفتار کر لو۔ پھر معز الدین کچھ نہیں کر سکیگا۔ ذوالفقار خاں نے یہ بات تاڑ کر جہان شاہ کو کہا۔ کہ میں اپنا مال و اسباب معز الدین کے لشکر سے اس لشکر میں لانا چاہتا ہوں۔ جہان شاہ نے اس بات کو غنیمت سمجھ کر اسے رخصت کیا۔ اس نے آکر ساری کیفیت معز الدین سے بیان کی۔ اور سامانِ جنگ

Marfat.com

تیار کر کے آمادہ کارزار ہوئے۔ جہان شاہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور میدان جنگ میں آیا ؎

دو لشکر بہم بر شد آراستہ
شد آں رزمہا خاک برخاستہ

بڑی سخت لڑائی کے بعد جہاں شاہ معزالدین پر غالب آیا۔ اس کی فوج غالب آگئی۔ اور معزالدین بہت پریشان ہوا۔ اسی اثناء میں جہان شاہ ایک طرف فارغ البالی سے چند آدمیوں سمیت کھڑا تھا۔ کہ عبدالصمد نے چند آدمیوں کو ساتھ لیکر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جہان شاہ نے عبدالصمد خاں کو کہا۔ کہ یہ کیا نمک حرامی کر رہے ہو۔ عبدالصمد خاں نے کہا۔ یہ مغل میرے اختیار میں نہیں۔ جہان شاہ مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بہادر شاہ کا چوتھا بیٹا رفیع الشان گوشہ گمنامی سے نکل معزالدین کے مقابلے پر آیا۔ اور مردانہ وار جنگ کیا۔ ہاتھی سے اُتر تلوار ہاتھ میں لے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور آخر کار خود بھی قتل ہو گیا۔ معزالدین فتح حاصل کر کے تمام سلطنتِ ہند و دکن کا بادشاہ ہو گیا۔ بعد ازآں حضرات قیوم ثلاثہ رضی اللہ عنہما کے مزارات کی زیارت کے لئے لاہور سے دارالارشاد سرہند شریف میں آکر نہایت عاجزی سے حضرات قیوم ثلاثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ اور ہر ایک روضہ

کی خاک سر مُنہ پر مل کر اسے دین و دُنیا کی سعادت سمجھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ہر فرد بشر کو حد سے زیادہ دلاسا دیا۔ اور ان کے لائق تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ ہر ایک سے اپنے حق میں دعا و توجہ کراکر شاہجہان آباد کی طرف چلا گیا۔ لیکن شاہجہان آباد میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا میسّر نہ ہوا۔ ایک شخص کو جس سے مخالف شرع امور ظہور میں آنے کے باعث حضرات سرہند اِس سے بیزار ہو گئے تھے رفیق بنایا۔ وہ شخص اپنی کور باطنی کے سبب خود انقلاب پر فخر کرتا تھا۔ معز الدین شاہجہان آباد میں بدعت میں مبتلا ہو گیا۔ تمام گویئے۔ مطرب اور گائن اور طوائف اس کی بارگاہ میں آموجود ہوئے۔ بلکہ مطرب ہی بڑے بڑے امیر ہوئے۔ اور سلطنت کے کار و بار بھی انہیں کے ہاتھ میں آ گئے۔ اس واسطے کہ معز الدین ایک رنڈی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ اور اس سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے خویش و اقربا سلطنت کے اراکین عظام بن گئے تمام سلطنت کا انتظام اور بندوبست انہیں کے ہاتھ تھا۔ معز الدین اس نابکار کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھا۔ جو ناچ نچاتی ناچتا۔ اسی وجہ سے اس سے کئی نا شائستہ حرکات ظہور میں آئیں۔ چنانچہ اس کی بیگم پردہ کر کے مردوں میں آکر بیٹھتی۔ اور سارا دن بازار میں گشت لگاتی پھرتی۔ ایک روز بادشاہ کو کہنے

Marfat.com

لگی - کہ میں نے کبھی کشتی غرق ہوتے نہیں دیکھی - ملاحوں کو حکم دو کہ کشتی غرق کر کے دکھلائیں - ملاحوں نے کشتی غرق کر کے دکھائی - لوگوں نے کشتی کے ڈوبنے کو بد فالی قرار دیا - اس کے علاوہ اور کئی نا معقول حرکتیں اس سے سرزد ہوئیں - لوگ معزالدین سے سخت ناراض تھے - اس لئے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا - کہ ہم اس بادشاہ کے ہاتھوں تنگ آ گئے ہیں - آنحضرت نے فرمایا - جلدی ہی تم ان تکلیفوں سے بچ جاؤ گے - کوئی اور بادشاہ تخت پر بیٹھے گا - کہتے ہیں - اس شخص نے جس کا معتقد معزالدین تھا - حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کا عرس کیا - اور حضرت محمد صدیق کو بلایا - انہوں نے اس کے ناشائستہ افعال سے ناراض ہو کر فرمایا نہ تو ہی رہے گا نہ معزالدین رہیگا جس پر تو اتنا فخر کرتا ہے ؎

نہ تو مانی نہ بل شاہِ جہانی
وگر شاہے شود فغفور ثانی
ہمیں مغروری و جاہ و جلالت
شود پامال از شاہِ عدالت

ارکانِ سلطنت و امرائے عظام قدیم معزالدین سے بیزار ہو گئے - ایک روز ذوالفقار خان وزیر نے ایک قدیمی امیر زادے کے ہاتھ میں ڈھولک اور طنبور

دیگر بادشاہ کے سامنے کھڑا کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ طنبور لیکر کیوں آئے ہو۔ ذوالفقار خاں نے کہا ان کا روزگار مطربوں نے لیا ہے۔ اور مطربوں کا پیشہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ تورانی مغل بادشاہ سے بہت ہی ناراض ہوئے۔ آخر نظام الملک اور محمدؐ امین خان نے مخفی طور پر عظیم الشان کے بیٹے فرخ سیر سے خط و کتابت کی کہ جہاں تک ہو سکے ایک جرار لشکر لیکر پہنچ جاؤ۔ ہم تمہارے رفیق ہیں۔ چند مغل امیر مثلاً برلاس خان اور ابو تراب خان وغیرہ معزالدین سے جُدا ہو کر فرخ سیر کے پاس چلے گئے۔ الٰہ باد اور بہار کا حاکم حسن علی خان سید بارہ بھی بہت سی جمعیت لیکر فرخ سیر سے جا ملا۔ جب فرخ سیر کے پاس بہت سے لشکر جمع ہو گئے۔ تو شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ابو تراب نے مجھ (مصنف رہ) سے بیان کیا۔ کہ پہلے فرخ سیر بہت گھبرایا کیونکہ اس کے پاس فوج تھوڑی تھی۔ ہند کے تمام لشکر معزالدین کے ساتھ تھے۔ بعض مغلوں نے فرخ سیر کو کہا۔ کہ اگر تم سلطنت ہند لینا اور دشمن پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ حضرت محمدؐ زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا و توجہ کی درخواست کرو۔ تاکہ تمہارا مطلب حاصل ہو جائے۔ فرخ سیر نے مغلوں کی وساطت سے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں اپنا حال عرض

Marfat.com

کر کے دعا و توجہ کی درخواست کی۔ جب اس کا ایلچی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے اس کے مدعا کے حاصل ہونے کے لئے دعا کر کے ایلچی کو فرمایا۔ کہ انشاء اللہ سلطنت ہند فرخ سیر کو نصیب ہوگی۔

بنگاہِ نیکمردانِ الٰہی
گدائے را دہد تشریف شاہی
توئی خورشید گردونِ عدالت
توئی شاہنشہِ ملکِ ولایت
شنیدستم توئی مقبولِ سبحاں
توانی مشکلم را کردہ آساں
چو رازِ آں براں شہ شد ہویدا
ہماندم ابرِ رحمت گشت پیدا
بگفتند با شہِ فرخندہ کار
ترا فضلِ خدا بیت گشتہ گلزار
بفرخِ سیر را فرمودہ دائم
بہ تختِ سلطنت باشی تو قائم

فرخ سیر اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ جب معزالدین کو فرخ سیر کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اپنے بیٹے عزالدین کو لشکر دیکر اس کے مقابلے پر روانہ کیا۔ جب دونو کی مٹ بھیڑ ہوئی تو سخت لڑائی کے بعد عزالدین شکست کھا کر بھاگ گیا۔ معزالدین بیشمار لشکر لیکر فرخ سیر سے لڑنے کے لئے آیا اور اکبر آباد

کے گرد و نواح دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ہنگامۂ قتل گرم ہوا۔ آتشِ جنگ بھڑک اٹھی ؎

چو دیدند گردانِ قلب سپاہ ۔۔۔ کہ باز اژدہا تاخت بر فیل گاہ
کشیدند و کشادند تیر و کماں ۔۔۔ برآمد فغاں از زمین و زماں
زبس در ہوا تیر بر زد ہم ۔۔۔ نہ بر رفت گردون نہ بنشست نم
چو شد در نوا دیدہ میدان تیر ۔۔۔ کشیدند شمشیر برنا و پیر
برآمد چکاچاک شمشیر ہا ۔۔۔ کشید آں چکاچاک تا دیر ہا
زخوں کہ تیرک زدہ از فرق گاہ ۔۔۔ یلاں را برافراخت پیر کلاہ
شدہ خود ہا چاک چوں لالہ ہا ۔۔۔ سپرہا چو گل گشتہ پر کالہا
گراں گرز در دست سرورواں ۔۔۔ وزاں درد ہا سروراں سرگراں
سنانیکہ در دست سفاک بود ۔۔۔ سر و مغز را مارِ ضحاک بود
بتر زین بخونِ یلاں گشتہ غرق ۔۔۔ چو تاج خروسانِ جنگی بفرق
ز خوں نشانیدہ گرد سپاہ ۔۔۔ چو گردیکہ برشد ز ماہی بماہ
برافروختہ شاہ رخ در مصاف ۔۔۔ برافروختہ تیغ مصر از غلاف

معز الدین کے اکثر امیر قتل ہوئے عبد الصمد خاں نے اس جنگ میں کارہائے نمایاں کئے۔ فرخ سیر کے بہت سرداروں کو قتل کیا لیکن نظام الملک اور محمد امین خاں نے ہاتھ تک نہ ہلایا۔ بلکہ عبد الصمد خاں کو کہا کہ تو کیوں لڑتا ہے پھر رنڈی سے جوتیاں کھانا چاہتا ہے۔ جب معز الدین کے امیر مارے گئے۔ تو وہ رنڈی بہت گھبرائی اور پریشان ہو کر کہنے لگی کہ افسوس دوست مر گئے۔ حالانکہ ابھی فوج بکثرت تھی۔ معز الدین کو ہودج میں ڈال بھاگ گئی۔ اور ذو الفقار خان وزیر فوج کو لیئے آدھی رات تک کھڑا لڑتا رہا۔ اور پکار کر کہتا کہ بادشاہ یا شہزادے کو میرے پاس لاؤ۔ جب بادشاہ کے بھاگ جانے کا اسے یقین ہو گیا تو وہ فوج لیکر شاہجہان آباد چلا آیا۔ معز الدین اور ذو الفقار خان متفق ہو کر لاہور جانا چاہتے تھے لیکن ذو الفقار خان کے باپ نے نہ جانے دیا اور معز الدین کو قید کر لیا۔ ذو الفقار خان نے بہتیرا کہا۔ کہ اسے چھوڑ دو ہم جا کر لشکر جمع کر کے پھر جنگ کریں لیکن باپ نے کہا۔ کہ بھگوڑے کے ساتھ جا کر کیا کرو گے۔ اب فرخ سیر بادشاہ ہو گیا ہے۔ میں اسے پکڑ کر اسے دونگا

Marfat.com

وہ میرا ممنونِ احسان ہوگا۔ جب فرخ سیر شاہجہاں آباد میں آیا۔ تو اسد خاں نے معز الدین کو اس کے حوالے کیا۔ فرخ سیر نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے کہا میری نذی مجھے دو اور گذارے کے لئے روٹی۔ میں سلطنت سے باز آیا۔ مجھے زندہ رہنے دو۔ لیکن فرخ سیر نے اسے قتل کر دیا۔ ذوالفقار خاں کو بھی بڑی اذیت سے ہلاک کیا۔ فرخ سیر نے شاہی تخت پر جلوس فرما کر تحائف وہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں ارسال کئے۔

ذکر در بیان

سال دہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ التجا کردن سلطان فرخ سیر از آنحضرت برمہم گرو لعین و بشارت دادن آنجناب بر فتح آں ملعون و دستگیر شدن و بقتل رسیدن آں شقی و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب فرخ سیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام ارکان سلطنت کو بلا کر کفار کی بیخ کنی کیلئے مشورہ کیا۔ جو بہادر شاہ سے بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے تھے سب نے کہا کہ ہم فرمانبردار بندے ہیں۔ جو حکم ہوگا بجا لائیں گے۔ اسی اثنا میں ایک جاسوس نے اطلاع دی کہ گرو اس وقت لاہور سے چالیس کوس کے فاصلے پر گوروا سپور کے قریب دامنِ کوہ میں لشکر جمع کرنے کی فکر میں ہے۔ بادشاہ نے قاضی شہر کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں بھیجکر مہم کفار میں فتح و نصرت کیلئے دعا و توجہ کی التماس کی۔ جب قاضیٔ شہر نے جناب قیومیت مآب رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں دینِ اسلام کی نصرت اور کفار کی مذلت کے لئے درخواست کی تو دیر تک باطنی توجہ کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کو فتح نصیب ہوگی اور کفار ذلیل ہونگے۔ اور گرو گرفتار ہوگا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا اور عبد الصمد خان کو لاہور کا حاکم بنا کر اس شرط پر روانہ کیا۔ کہ گرو سے برسر پیکار رہو۔ محمد امین خان کے بیٹے قمر الدین خان کو بھی ایک جرار لشکر دیکر اس کے ساتھ روانہ کیا۔ جب منزلیں طے کرکے فوج بحر امواج گورداسپور کے قریب پہنچی۔ تو

Marfat.com

گرو نے عین شکار کھیلتے وقت ان کی آمد کی خبر سُنی۔ اگر وہ دوسری طرف بھاگ جاتا تو بچ جاتا لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو کفار کی ذلت اور ان کے فتنہ کا بجھانا منظور تھا اِس لئے وہ ملعون ڈر کر قلعہ میں چلا گیا اور فصیل و برج کو ٹھیک ٹھاک کر کے مقابلہ کیلئے تیار ہو گیا۔ عبدالصمد خان اور قمر الدین خان نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور قلعہ کی رسد بندی کر دی۔ اور گولے پھینکنے شروع کئے۔ گرو نے محاصرہ سے تنگ آ کر دیوار قلعہ کو توڑ نکل جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن جس طرف جاتا ایک سوار آگ اور تلوار لئے آگے موجود ہوتا۔ اس کو کسی طرف سے نکلنے نہ دیا جس طرف جاتے آگے سپاہی موجود ہوتے اور ان ملعونوں پر آگ کے شعلے پھینکتے۔ جب گرو نے یہ حالت دیکھی۔ تو ہمراہیوں کو کہا کہ اب موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ موت کے منتظر رہو عبدالصمد خان نے گرو کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہاری بادشاہ سے سفارش کروں گا تاکہ تمہاری تقصیرات معاف کر دے۔ گرو نے اس کے قاصد سے پوچھا کہ عبدالصمد خان کے پاس کس قدر لشکر ہے۔ اس نے کہا کئی ہزار سوار ہیں۔ اس ملعون نے کہا اگر تمام جہان اس کے ساتھ ہو تو بھی میں نہیں ڈرتا بعد ازاں اسی آدمیوں کو جو ایک طرف کھڑے تھے حکم دیا کہ خودکشی کر لو سب نے اپنے پیٹ خنجر سے پھاڑ ڈالے اور با گرو کہکر زمین پر گر پڑے۔ اور داخلِ فی النار ہوئے۔ گرو نے کہا کہ جس کی فوج اس قسم کی ہو۔ اُسے دوسرے کا کیا ڈر ہے۔ اور تمام ہندوستان میرے اِسی قسم کے لشکر سے پُر ہے۔ اس قصے کے مطابق زمانہ سابق کا ایک قصہ یاد آیا ہے۔ جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ **تمثیل**۔ خلیفہ مقتدر باللہ کے عہد میں جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا ۳۱۹ھ ہجری میں قراسطہ بحرین جن کا پیشوا ابو سعید جہانی تھا۔ غالب آئے۔ اور مکہ معظمہ میں جا کر انہوں نے قتل عام مچایا۔ اور چاہ زمزم کو مقتولوں سے پُر کر دیا اور تین ہزار مقتول خانہ کعبہ کے گرد مسجد الحرام میں ڈال دیئے۔ اور حجر اسود کو اکھیڑ کر بیت الخلا میں پھینک دیا۔ بعد ازاں ابو سعید مکہ معظمہ سے مقتدر باللہ کے ساتھ لڑنے کے لیئے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ پانسو آدمی لیکر ملک ہند میں اُترا۔ مقتدر باللہ نے اپنے ایک بڑے امیر ابی ساج کو تیس ہزار سوار دیکر ابو سعید سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابی ساج نے دشمن کو حقیر سمجھ کر خلیفہ کو لکھا کہ میں ابو سعید کو پکڑ کر آپ کے پاس

Marfat.com

بھیجدوں گا۔ مقتدر باللہ نے جواب میں لکھا کہ اس کا پکڑنا آسان کام نہیں۔ پل توڑ دو
تاکہ وہ آنہ سکے۔ ابی ساج نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ اور ابوسعید کو پیغام بھیجا
اور میں اور تم پرانے ہمنشیں ہیں۔ تم میں میرے مقابلے کی تاب نہیں۔ اگر میری
اطاعت کرو۔ تاکہ تمہارے قصور خلیفہ سے معاف کراؤں۔ یا کسی اور طرف
بھاگ جاؤ تاکہ تمہیں کوئی نہ دیکھے اور سلامت رہو۔ ابوسعید نے اس کے پیغام کو
سُنکر ہنس دیا۔ اور قاصد سے پوچھا کہ ابی ساج کے پاس کتنے مرد ہیں۔ اس نے
کہا تیس ہزار۔ اس نے کہا بخدا! اتنے بھی نہیں۔ پھر اپنے ایک آدمی کو کہا کہ اپنا سر
کاٹ ڈالو۔ اس نے سر کاٹ ڈالا دوسرے کو کہا پانی میں ڈوب مرو۔ وہ پانی میں
غرق ہوگیا۔ تیسرے کو کہا بلندی پر سے گر کر مرجاؤ۔ وہ بلندی سے گر کر مرگیا۔ ابوسعید
نے کہا جس کے پاس ایسا لشکر ہو اسے دشمن کا کیا خوف۔ قاصد کو کہا۔ جاؤ
تمہاری جان بخشی کی لیکن ابی ساج کو کتوں کے ساتھ زنجیر میں جکڑا ہوا تمہیں دکھاؤنگا
اسی رات ابی ساج پر شبخون کرکے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور بعض کو بھگا دیا اور
ابی ساج کو پکڑ کر زنجیروں سے جکڑ کتوں کے ساتھ باندھا۔" القصہ جب عبدالصمد خان
نے دیکھا کہ گرو اپنی ہٹ پر قائم ہے۔ تو ایک منصوبہ باندھا اور گرو کو پیغام بھیجا کہ
ہم بادشاہ سے بہت تنگ آگئے ہیں۔ کیونکہ وہ سلطنت کے لائق نہیں لاؤ تمہیں
دارالخلافے میں لیجاکر تخت سلطنت پر بٹھا دوں۔ وہ کورباطن اس دھوکے میں
آگیا۔ لیکن اس کے چیلوں نے اسے قلعہ سے باہر نہ جانے دیا۔ اتنے میں اہل قلعہ
مارے فاقوں کے مرنے لگے۔ بہت سے بھوک سے تنگ آکر قلعہ کی دیوار پر کھڑے
ہوکر مسلمانوں سے روٹی مانگتے جب مسلمان انہیں روٹی دیتے تو وہ روٹی لینے کیلئے
اس قدر جلدی کرتے کہ قلعہ پر سے گر کر مرجاتے۔ جب قلعہ والوں کا ناک میں دم
آگیا تو گرو نے مجبور ہوکر عبدالصمد خان سے صلح کرلی۔ عبدالصمد خان نے اس ملعون
کو قلعہ سے نکال لوہے کے پنجرے میں بند کرکے اس کے سات سو چیلوں کو
زنجیروں سے جکڑ دارالخلافہ کی راہ لی۔ جب سرہند پہنچا۔ تو گرو کے سر کے چاروں
طرف آہنی سیخیں لگا دیں تاکہ سر کو ادھر ادھر نہ کرسکے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ننگی
تلوار دیکر اس کے پاس کھڑا کر دیا۔ اور اس کے چیلوں کو نہایت بےعزتی اور رسوائی

Marfat.com

سے شہر میں پھرایا۔ جب سرہند کے باشندوں نے گرو کو اس ذلت کی حالت میں دیکھا تو نہایت خوش ہوئے۔ اور پھولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ اسی کے ہاتھ سے انہوں نے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ سرہند کے لوگ گرو کو گالی دیتے اور پتھر مارتے تھے تین روز سرہند میں رہکر اس ملعون کو دارالخلافہ میں پہنچایا۔ لیکن نہایت بے عزتی و رسوائی سے اور اس کے چیلوں کے سروں پر لکڑی کی ٹوپیاں پہنا کر شہر میں لایا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سخت عذاب دیکر قتل کرو۔ پہلے اس کے شیر خوار بچے کو اسکی گود میں قتل کر کے اس کا جگر نکال کر گرو کے منہ میں دیا۔ اس نے کہا اس بچے کی کیا تقصیر ہے۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کے اس قدر بچوں کا کیا قصور تھا جنہیں ان کی ماؤں کے پیٹ پھاڑ کر تو نے نکالا اور ذبح کیا۔ بعد ازآں گوشت کو ریزہ ریزہ کر کے ہزارہا تکلیف سے اسے قتل کیا۔ اور اس کے چیلوں کی بھی یہی گت بنائی۔ گرو کے قتل ہونے سے مسلمان نہایت ہی خوش ہوئے۔ دوگانہ شکر بجا لائے اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے روانہ کئے۔ آنحضرت بھی اس ملعون کے قتل سے نہایت خوش ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوئے۔

ذکر در بیان

بشارت دادن حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ پسر حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ مریدان خود را بقطبیت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

ایک روز حضرت محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت محمد صدیق رح کے خلیفہ شیخ محمد معظم نے اپنے پیر کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ محمد زبیر کے مرید اپنے پیر کو قطب و قیوم بتلاتے ہیں۔ یہ سخت گستاخی ہے کہ جناب کے حضور میں کسی اور سے اس منصب اعظم کو منسوب کریں۔ حضرت محمد صدیق نے صدق باطن سے فرمایا۔ کہ جب ہم دونو اکٹھے ہوں مجھے یاد دلانا۔ جب ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کسی تقریب سے حضرت محمد صدیق کی ملاقات کے لئے تشریف لیگئے تو شیخ محمد معظم نے وہ بات حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو یاد دلائی۔ آنجناب اس جلیل القدر امر کے انکشاف کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب مجلس برخاست ہوئی۔ اور حضرت سلطان الاولیاء

اپنے دولتخانہ کی طرف تشریف لیجانے لگے۔ تو شیخ محمد معظم نے حضرت محمد صدیق رح سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں خوب توجہ کی ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ منصب شیخ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے۔ کسی اور کو حاصل نہیں۔ جو شخص انہیں قیوم و قطب الاقطاب نہ مانے گا وہ جناب الہٰی سے دور جا پڑے گا۔ حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کا انصاف دیکھو ؎

چو صدیق اکبر در و صدق دید — بہم نامیٔ خویشتن بر گزید

اس روز سے شیخ محمد معظم حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے بڑے معتقد ہو گئے۔

ذکر در بیان

سال یازدہم از جلوس قیومیت و بیان سلطنت و ارشاد آنحضرت و رجوع آوردن خلائق از مشرق تا مغرب از مشائخ عظام و علمائے کرام و سلاطین ہفت اقلیم بجناب قیومیت مآب سلطان الاولیاء حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ

کامل عقل والے سخن پرداز اور صاحب فضیلت معنی طراز اشخاص نے بات کی یوں شیرازہ بندی کی ہے کہ صبح نفس معنی رسوں نے ادراک کامل اور ابلاغ فاضل سے کوئے ضلالت کے کور باطنوں کے لئے شاہراہ حق شناسی راست کیش اور نیک نہادی پر ہدایت کا چراغ رکھ کر کمالات صوری و معنوی کے مقبول اور اندرونی و بیرونی تجلیات کے مظہر ہوئے ہیں ؎

روشن گہر اں در بطن مہر درخشند — در جلوہ گری جملہ جہان جلوہ بخشند

والا مناقبت۔ شفا بخش بیماران بادیہ ضلالت۔ ہادیٔ گم گشتگان وادیٔہ ذلت۔ عارف محقق۔ کامل مدقق۔ مظہر تجلیات جمالی و جلالی۔ مورد کرامات عالی متعالی آفتاب عالمتاب۔ منبع عبادت و عرفان۔ بہار گلزار دین و ایمان۔ پیر پیران۔ ملجاء عالمیان۔ دستگیر درماندگان۔ محمود الاصفیاء۔ مکارم الاتقیاء۔ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ الہامات الہٰی کی تائیدات سے مسند ارشاد اور وسادۂ اجلال پر جلوہ افروز ہو کر کارخانہ ایجاد کی زینت کو بڑھانے والے۔ محافل عظمت کی شان کو دوبالا

Marfat.com

کرنے والے۔ جلوہ افروز عالم و عالمیان۔ اور رونق آرائے جہان و جہانیاں ہوئے اس سعادت آمیز وقت میں گلزار زمانہ نقش و نگار سے شاداں تھا۔ بہار معنی کے باغبان اور گلستان نکتہ دانی کے خوش الحان بلبل کو تازہ رونق اور بشاشت حاصل ہوئی۔ جہان بمنزلہ باغ نشو و نما پا رہا تھا۔ مدارج عظمت کے باغ اور مدامت مکرمت کے بوستان میں چاروں طرف سے خلقت گول سر چکور اور موروں کیطرح خیابان میں جلوہ افروز تھیں اور صوفی نہاد قمریوں کی طرح شوق کے نعرے مار رہے تھے ؎

گل کردہ بہار عشق سازاں | جوشید دماغ عشق بازاں
از جلوۂ او بہفت اقلیم | چند ہزار تخت و دیہیم

جہان کی چھ طرفوں سے بلند اقبال بادشاہ۔ صاحب حال صوفی اور تمام چھوٹے بڑے اس مرشد زمانہ۔ قیوم زمان۔ والئے ملک عرفان کی ہدایت و ارشاد کا شہرہ سنکر ٹڈی دل کی طرح امڈے چلے آتے تھے۔ خلق اللہ کی کثرت ہجوم سے بادشاہوں کو بھی آنحضرت کی کرامت مآب جناب میں ہزار وقت سے داخل ہونا نصیب ہوتا۔ آنجناب کے قدوم میمنت لزوم سے لوگ مغرور و مفتخر ہوتے تھے۔ اس چمن روزگار کی نوبہار اس عالی نژاد کے ارشاد کی نسیم کے فیض سے خوشۂ پروین و ماہ سے بھی زیادہ شگفتہ تھی ؎

چوں از دم باد نوبہاری | گل بر سر شعلہ زد عماری
بر دست صبا نگار بستند | پیرایہ نوبہار بستند
دوراں بہ بہار رنگ و بو داد | گلدستہ بدست آرزو داد
زانگونہ کہ ابر در چکانی | کز مغز خرد چکد معانی
بر سرو چمن بباد شبگیر | دشت تبت و بہار کشمیر
باد سحر و ترانہ ہمدوش | بوئے گل و مل بہم در آغوش
بستند بہ نوبہار آئیں | شد ہند نگار خانۂ چیں
طاؤس چمن بجلوہ سازی | بلبل ز جنوں بہ شعلہ بازی
خضرائے زمیں شگفتہ گل گل | در سایہ گل رمیدہ سنبل

Marfat.com

سوری و سمن بہم نشستہ | بر ساعد لالہ پارہ بستہ
سنبل کف پائے سرو بستاں | خلخال بپائے نو عروساں
گل را بکف نگار پیوند | مشاطۂ صبح حنا بند
نو کردہ بہار عشق دیریں | پیچیدہ صبا بہ شاخ نسریں
گلبرگ چکاند چشمۂ نوش | فوارۂ غنچہ آتشیں جوش
مرغان چمن بہ نکتہ دانی | چوں برہمناں بہ بید خوانی
بروند بنفشہ را بہ تعجیل | کہ ایں جا نہد جامہ در نیل
آب از لب جوئے نغمہ پیوند | بر سوسن دہ زباں زباں بند
از سبزۂ تر بہ چشم بیناں | مستانہ ہوا شکستہ سیناں
سرگوشی گل بدوش شمشاد | بر مرغ چمن گشاد فریاد
گل پردۂ شرم در کشیدہ | بلبل دم گرم بر کشیدہ
در مطلع ایں چنیں بہارے | کا ورد فلک بہ روزگارے

اس سعادت قراں۔ بہجت تواماں میں دستگیر بیکساں۔ ملجاء مریداں مقبول الانام۔ مکارم الاصفیاء سلطان الاولیاء محامد اوصاف کریمہ خلوت وجلوت میں کمالات الٰہی اور رحمت نامتناہی سے ہر روز ہزار ہا آدمیوں کو صحرائے گمراہی کی حیرانی و پریشانی سے نکال ان کی رہنمائی کرتے تھے ؎

زہے قیوم ظل اللہ سبحاں | ہدایت بخش گمراہان خذلاں
نہی مرہم دل شکستہ مجروح | زطوفان ولایت کشتی نوح
در آمد در عبادت جملہ اشیاء | بدرگاہ شہ خورشید سیما
در آمد رحمت حق اندر آں دم | دوائے تو منم اے قطب عالم
دگر بار آمد ندا اے حق بدرگاہ | زمن بشنو سریر فیض را شاہ
چراغ راہ گمراہاں تو باشی | مریداں را از دست تو مناصی
بفرمان ندائے غیب سلطاں | عمل کردہ بجا آوردہ فرماں
ہمہ ذرات عالم شاد و فرخ | مبارکباد میموں باد فرخ
ہمہ طائر پذیراں اشبانہا | دعا کردند بر سلطان جاں ہا

Marfat.com

همه گشته نثارِ سرورِ دیں — چه طاؤس و کبوتر یا بازو شاہیں
همه حیواں نثارِ شاہ گشتند — هم گاو و غزالاں شیر مستند
همه عالم باطرافش دویدند — زافلاک ملائک صف کشیدند
شدندش جمع در درگاهِ وافی — گناهِ جمله مردم شد معافی
مرید معتقد گشتند شه را — نثاراں گشت فرق مهر و مه را
عفو آمد عفو بر حضرت شاہ — درخشنده برنگ صورتِ ماه
ولایت را بلند آوازگی داد — کرامت نو گرفته فیض ارشاد
بر قیومی شفاعت باز کرده — طفیلِ تو جہاں گلزار کرده
باوصافِ کرامت شهره یافت — بسا اہلِ کرامت را بر انداخت
به ہر جا شیخ و زاہد مے شنیدی — بہ شب رختِ اقامت میکشیدی
مریدے گشت در عالی جنابی — سپہرِ معرفت را آفتابی
مطیعِ اوست ہر جا شیخ و زاہد — بود میعاد ہر جا ہست عابد
سگِ درگاه آں شاہنشہِ دیں — شرف دارد بر شیرانِ خونیں
کمال الدین یوسف شاہِ اعلیٰ — نده گردوں بر اوجِ کوسِ والا
کراماتش چه ساں تحریر سازم — ز شرمِ خود سیاہی میگدازم
بفضلِ کن بکارِ ما با لفضل — ز باغِ خود ببیں ایں بلبلِ گل
چراغ از غیب نتا راه بینم — گلِ باغِ ہدایت را بچینم

آنحضرت کا جاہ و جلال اس قسم کا تھا کہ جناب کی مجلس مبارک میں بڑے بڑے امیر اور بادشاہ دم نہیں مار سکتے تھے۔ اور نہ ایک دوسرے سے کلام کرتے تھے بلکہ نقش بر دیوار کی طرح بیٹھے رہتے تھے جب کبھی آنحضرت ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ یا کسی شیخ سے کچھ پوچھتے تو وہ اس طرح سٹ پٹا جاتے کہ جواب دینے کی سکت ان میں نہ رہتی۔ زبان میں لکنت آجاتی۔ اگر اتفاقاً بیٹھے ہوتے تو بڑی جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور آنحضرت کی تعظیم کے لئے اپنے آپکو اس قدر جھکاتے کہ ان کا سر زمین تک پہنچ جاتا۔ جب تک آنحضرت بیٹھنے کے لئے حکم نہ دیتے اسی ہیئت میں کھڑے رہتے۔ اس قبلہ دوجہاں کے حضور میں بیٹھنے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ صرف وہ

Marfat.com

شخص بیٹھتا جسے امر ہوتا۔ جب آنحضرت لوگوں کی طرف نگاہ کرتے۔ تو لوگ بے اختیار ہاتھوں کو سر پر رکھ کر تعظیم کرتے۔ آنحضرت کے فرزند بھی دوسروں کی طرح ڈرتے رہتے انہیں بھی بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ اور نہ ہی اجازت بغیر بے تکلف بیٹھ سکتے تھے۔ جب آنحضرت خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لائے۔ تو اثنا تے راہ میں مرید اور امیر لوگ اپنی عمدہ عمدہ چادریں اور شالیں غرضیکہ اپنا لباسِ فاخرہ آنحضرت کی راہ میں بچھاتے۔ آنحضرت اس فرش پر سے گذر کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے جاتے بعد ازاں لوگ اس لباس کو بطور تبرک رکھ چھوڑتے۔ اور اس پر فخر کرتے کہ آنحضرت نے اس لباس پر اپنا قدم مبارک رکھا ہے۔ آنحضرت کی مسند سے لیکر مصلّے تک تمام فرش ہی فرش ہوتا۔ علاوہ ازیں اُٹھتے بیٹھتے وقت بھی لوگ ایسا ہی کرتے۔ سلطنت کے اراکین عظام آنحضرت کو نعلین پہنانے کے لئے ایک دوسرے کو زر کثیر دیکر اس کی باری خرید کر لیتے۔ پھر بھی نصیب نہ ہوتا۔ کسی شخص کی جرأت نہ تھی کہ آنحضرت کے دولتخانہ کے پاس سے سوار ہو کر گذرے۔ جب دور سے دیکھتے تو پا پیادہ ہو جاتے اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ دولتخانہ کے پاس سے گذر جاتے۔ پھر دور جا کر سوار ہوتے۔ حالانکہ خانقاہ شارع عام میں تھی لیکن کسی کو سوار ہو کر گذرنے کی جرأت نہ تھی۔ ہر اعلیٰ ادنیٰ خواہ مرید ہوتا یا غیر مرید آنحضرت کی سواری کے وقت سامنے سے سوار ہو کر نہ آتا۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ جن شخصوں کی سواری میں ہزار ہزار سوار تھے۔ وہ بھی آنحضرت کو دُور سے دیکھ کر بے اختیار پا پیادہ ہو لیتے۔ کسی شخص کیلئے آنحضرت کی سواری نہ ٹھیرتی۔ خواہ کیسا ہی امیر کیوں نہ ہوتا۔ بڑے بڑے امیر آنحضرت کی سواری کے ساتھ عوام الناس کی طرح پیدل چلتے۔ آنحضرت کی سواری کے وقت شہر و بازار میں وہ شور و غوغا ہوتا کہ بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہ ہوتا تھا۔ آنجناب کے حضور میں کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ امرا کی تعظیم کرے۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے نوکر بھی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز میں (مصنف رح) بیٹھا ہوا تھا۔ کہ خبر آئی کہ سلطان ہند کا وزیر اعظم زیارت کے لئے آتا ہے۔ آنحضرت نے تامل کے بعد فرمایا۔ کہ آنے دو۔ آنحضرت کا طریقہ یہ تھا۔ کہ جب کوئی رئیس یا امیر زیارت کے لئے آتا تو پہلے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی جاتی۔ اگر حکم ہوتا تو اسے آنے دیتے ورنہ

Marfat.com

واپس چلا جاتا۔ اگر آتا تھا۔ تو دیر تک آنحضرت اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ بعد ازاں جب متوجہ ہوتے تو صرف ایک آدھ بات سُنکر اسے رخصت کر دیتے تھے۔ جب وزیرِ اعظم آنحضرت کی بارگاہ قیومیت میں داخل ہوا۔ تو اس کے ملازم جو پہلے آنحضرت کی خدمت میں موجود تھے۔ اس کی تعظیم بجا نہ لائے۔ دیر بعد آنحضرت اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کچھ اپنے مطالب عرض کئے۔ لیکن آنحضرت نے جواب نہ دیا۔ آخر دو تین نصیحتیں کر کے رخصت کر دیا۔ اس نے پھر اپنے مطالب عرض کئے تو بھی آنجناب نے پرواہ نہ کی۔ آخر اس نے بڑے مخدوم زادہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ موقع پاکر ان کے جوابات حاصل کریں۔ اور تبرک کے طور پر کچھ لے لیں۔ مخدوم زادہ بھی ڈر کے مارے عرض نہ کر سکے۔ اور نہ ہی تبرک کے طور پر کچھ لے سکے۔

ایک شخص نے مجھ (مصنف رح) سے بیان کیا۔ کہ میں ایران۔ توران اور ہندوستان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں کی مجلسوں میں اکثر رہا ہوں۔ اور مشائخ کے احوال کی کتابیں بھی مطالعہ کی ہیں لیکن اس قسم کا بے اختیاری ادب اور تواضع و تعظیم جو حضرت شیخ محمد زبیر کا ہوتے دیکھا ہے۔ نہ کسی بادشاہ کا ہوتے دیکھا نہ مشائخ سلف کا ہوا سُنا۔ واقعی جیسا اس نے بیان کیا ایسا ہی تھا۔ میں (مصنف رح) نے امرا اور بادشاہوں کی اکثر مجلسیں دیکھی ہیں۔ اور گذشتہ مشائخ کے احوال کا مطالعہ کیا ہے لیکن اس قسم کا ادب نہ دیکھا نہ سُنا۔ یہ آنحضرت کا خاصہ تھا۔ بلکہ بعض قصداً آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے کہ ہم اس قدر تعظیم نہیں کریں گے۔ لیکن جب آنحضرت کی زیارت کی۔ تو دوسروں کی طرح آداب بجا لائے۔ اور اپنے خیال سے توبہ کی۔

آنحضرت کی کثرت ارشاد اس درجہ تھی۔ کہ امت محمدی کے کسی شیخ کو نصیب نہیں ہوئی اور نہ کسی مورخ نے کسی کی بابت کسی کتاب میں لکھا ہے۔ البتہ حضرت عروۃ الوثقی امام معصوم رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس درجہ کا تھا۔ دنیا کے مختلف حصوں سے اس عالم پناہ کی بارگاہ میں خلقت اس کثرت سے حاضر ہوتی کہ اس کا شمار نہ ہو سکتا تھا جن مشائخ کبار کے ہزار ہا مرید تھے وہ اپنی شخصیت ترک کر کے آنحضرت کے مرید ہوتے تھے۔ اور ہر روز سینکڑوں آنجناب کے دستِ مبارک پر

Marfat.com

توبہ و انابت کر کے شرف سعادت سے مشرف ہوتے۔ جو لوگ آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی حاصل کرتے آنحضرت انہیں ایک ہفتے بعد توجہ اور نسبت کا القا فرماتے ہر روز سو سے زیادہ آدمیوں کو توجہ دیتے تھے۔ پس اس حساب سے سات روز میں ہزار کے قریب آدمی ہو جاتے ہیں۔ جو آنحضرت کی خانقاہ میں موجود رہتے تھے۔ ان کے علاوہ کئی ہزار خانقاہ سے باہر رہتے تھے۔ ان کے بغیر جو خلافت سے مشرف ہو کر چلے جاتے وہ جدا ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ گذشتہ و آیندہ مشائخ میں سے کسی کا ارشاد اس قدر نہیں ہوا۔ یہ کثرتِ ارشاد صرف آنحضرت کو حاصل تھی۔ اسی واسطے آنحضرت کو جنابِ الٰہی سے الہام ہوا۔ کہ تم اس اُمت کے آخری مشہور شیخ ہو۔ یعنی آئندہ کوئی ایسا شیخ نہیں ہوگا ؎

بعد ازیں ہرگز نہ بیند صبح و شام ہمچو قطبے در زمانہ ہمچو احسان کلام

ذکر در بیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ عرضداشت کردن والیٔ شام بخدمت آنحضرت قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جس سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے جد امجد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے۔ اسی سال شیخ مراد شامی خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ہم عمر تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں مُرید کرایا۔ آنحضرت نے انہیں دنوں اسے خلافت عنایت کر کے ملک شام میں بھیج دیا۔ اس ملک میں اسے قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اور اس کی مشیخیت کا بہت کچھ رواج ہو گیا۔ ملک شام کے تمام چھوٹے بڑے اعلیٰ ادنےٰ اس کے معتقد و مُرید ہو گئے۔ لیکن بہ سبب مفارقت اور دراز یئے فاصلہ اس کے اعتقاد میں کچھ فرق آ گیا۔ اپنے آپ کو آنحضرت سے مستغنی سمجھنے لگا ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کے حلقہ میں یاروں سمیت بیٹھا تھا۔ کہ اپنے باطن کو بہت کچھ مکدر پایا۔ بہتیرا حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا۔ لیکن فیض کا اثر ظاہر نہ ہوتا

Marfat.com

ن مریدوں کو القا کرتا انہیں بھی کشائش باطنی حاصل نہ ہوتی۔ اسواسطے بہت گھبرایا
ور نہایت عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں اپنے باطن کی ترقی کے لئے التجا کی۔ اِسی
ثنا میں غیب سے آواز آئی کہ شیخ محمد زبیر اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ
ہے اور اہل عالم کا قبلہ توجہ ہے۔ تو اس کا مرید ہو کر اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ تیرے
طن کو کیونکر ترقی نصیب ہو۔ جو شخص اپنے آپ کو قیومِ وقت سے مستغنی سمجھتا ہے
س کا دین و ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ شیخ محمد نے اسی وقت حد سے زیادہ توبہ و
جہ کی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آنجناب سے
ض کا منتظر ہوا۔ آنحضرت کی طرف توجہ کرتے ہی اس کے باطن میں ترقی پیدا ہوئی
بعد از آں ایک عرضی معہ تحفہ و ہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت
یں بھیجی۔ والئے شام نے صرف یہ خیال کیا تھا۔ کہ میں انبیاء کے مزارات اور بیت المقدس
ی خدمت کرتا ہوں۔ مجھے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ اسی رات خواب میں دیکھا۔
چند سپاہی اسے پکڑ کر لوہے کے ڈنڈوں سے مارپیٹ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں
تم قطب الاقطاب و قیومِ زماں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو
حالانکہ وہ محبوب خدا ہے اور تمام اولیا اس کے محتاج اور اس کے فیض برکات کے
ظر ہیں۔ جو شخص اس کا معتقد اور اس کی قیومیت کا قائل نہیں ہوتا۔ وہ فیض الٰہی
ے محروم اور غضب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی صبح والئِ شام شیخ محمد کے پاس
یا اپنے کیے سے تائب ہوا۔ اور غائبانہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کا مرید ہو گیا
ب عرضی مشتمل بر عجز و نیاز و بیعت معہ تحف و ہدایائے شام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ
عنہٗ کی خدمت میں بھیجی۔ جب شیخ محمد اور والئِ شام کے قاصد آنحضرت کی خدمت
یں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے ان دونو کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفے ہدیے
بول فرمائے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہٗ کے یار مخصوص حاجی سعادت اللہ
ب شام میں شیخ محمد کے پاس گئے۔ مدت تک وہاں رہکر پھر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ
عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ شیخ محمد حد سے زیادہ آنحضرت
ی زیارت کا مشتاق ہے۔ چنانچہ اس کی آرزو تھی۔ کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث

Marfat.com

حج کے لئے تشریف لائے تھے اور میرے باپ نے استقبال کیا تھا۔ اسی طرح اگر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ حج کے لئے تشریف لائیں۔ تو میں آنحضرت کا استقبال کروں اور یہ محل اور مکانات آنحضرت کی رہائش کے لئے نذر کر رکھے ہیں۔ لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔

میرے (مصنف رح) چچا شیخ محمد برکت اللہ ملک شام میں گئے۔ تو شیخ محمد اور والیٔ شام نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھ کر حد سے زیادہ آپ کی خاطر تواضع کی۔ شیخ محمد برکت اللہ شام ہی میں فوت ہوئے۔ آپ کا مزار نہایت پر تکلف بنایا گیا شیخ محمد اور ملک شام کے اور بڑے بڑے آدمی ہر سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی اپنی عرضداشت مع تحف و ہدایا ارسال کرتے ہیں۔

ذکر دربیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ عرضداشت کردن والیٔ روم بخدمت آنحضرت و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ مراد شامی کے دو لڑکے تھے ایک شیخ محمد جو باپ کے بعد مسندِ ارشاد پر بیٹھا اور تمام شام و روم کے لوگ اسی کے مرید ہوئے۔ بادشاہ روم بھی اس کا معتقد تھا۔ چنانچہ تمام چھوٹے بڑے کام اسی کے مشورے سے کرتا۔ دوسرے بیٹے کا نام شیخ مصطفےٰ تھا۔ جو بادشاہ روم کا وزیر تھا۔ اور تمام سلطنت روم اسی کے اختیار میں تھی۔ جو چاہتا کرتا۔ یہ دونو بھائی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ شیخ محمد کو آنحضرت نے خلافت دے رکھی تھی۔ مصطفےٰ کو اپنے باپ سے خلافت عطا ہوئی تھی۔ جب اِن دونو بھائیوں نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں تو مصطفےٰ نے سلطان روم کو کہا۔ کہ تمہارے باپ دادا اِسی خاندان کے مرید تھے۔ تم بھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو جاؤ۔ اور آنحضرت سے دعا و توجہ طلب کرو تاکہ تمہاری سلطنت کو استقلال ہو۔ آنحضرت اس وقت اہل عالم کے قبلہ توجہ ہیں۔ بادشاہ نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ مصطفےٰ نے دوسرے روز

Marfat.com

پھر کہا - بادشاہ نے کہا میں حرمین الشریفین کی خدمت کرتا ہوں - اور بیت المقدس اور مزارات انبیاء کی خدمت میرے سپرد ہے - میرے سلطنت کا استقلال ان کے طفیل ہے - میں پھر کسی کا مرید کیوں بنوں - مصطفےٰ یہ سُنکر اس سے بیزار ہوگیا اور اس کے پاس سے اُٹھ کر گھر چلا آیا اور وزارت کا عہدہ چھوڑ دیا - ایک رات بڑی عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ اے پروردگار! اگر حضرت محمد زبیر قیوم وقت ہیں - تو اس بادشاہ کو کوئی نشانی دکھلا - اُسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام انبیاء کرام معہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں بیٹھے ہیں اور حضرت سلطان الاولیاء بھی اس جگہ موجود ہیں - تمام انبیاء مجھے جھڑک کر فرماتے ہیں کہ محمد زبیر کی خدمت کیوں نہیں کرتے وہ تو قیوم وقت اور قطب الاقطاب اور محبوب پروردگار ہے - جو شخص اس کا معتقد نہیں وہ فیض الٰہی سے محروم ہے - پھر اس کا کان اینٹھ کر کہا - کہ یاد رکھو اس کی خدمت کرنا ہوگی - صبح بادشاہ نے مصطفےٰ کو بُلا کر رات کا خواب سُنا اور اپنے کہے سے توبہ کر کے ایک عرضی دوبارہ عجز و نیاز معہ تحف وہدایا جناب قیومیت مآب کی خدمت میں ارسال کی -

اسی سال ایک صاحب حال درویش محمد شاکر نام آنحضرت کا مرید ہوا - اس نے مجھ (مصنف رح) سے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا - کہ ایک روز میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مزار پر مراقبہ کئے بیٹھا تھا - کہ خواجہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ اگر قرب الٰہی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو - تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ حضرت شیخ محمد زبیر کے مرید بنو - میں خواجہ صاحب کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا - ایک روز میں آنحضرت کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا - کہ اچانک میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی طرف متوجہ ہوا اور آنجناب سے فیض باطنی کا منتظر ہوا - اتنے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر ظاہر ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے سر اور منہ کو چوم کر فرمایا ؎

در انجمن کہ نسیمے ز زلف طرۂ دوست   چہ جائے دم زدن نافہ ہائے تاتاریست

بعد ازاں مجھے مخاطب کر کے فرمایا - کہ جہاں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ ہے وہیں

Marfat.com

مَیں ہوں۔ تم کیوں ان کے حضور کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور انہیں چھوڑ کر دوسری طرف خیال کرتے ہو۔ مَیں نے توبہ کی اور آئندہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

اسی سال ایک عزیز جن کی پیشانی سے آثار ہدایت اور انوار سعادت نمایاں تھے احمد آباد سے آکر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوا۔ اس نے بھی مجھ (مصنف رح) سے اپنے مرید ہونے کا سبب بیان کیا جو حسب ذیل ہے۔

مَیں خدا طلبی کے لئے فقرا اور گوشہ نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے سُنا کہ ایک درویش پہاڑ میں رہتا ہے۔ جس نے خلقت کی آمدو رفت کا دروازہ اپنے لئے بند کر رکھا ہے۔ اور عشرت پر عزلت کو ترجیح دے رکھی ہے مَیں منزلیں طے کر کے اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور فیض کے لئے التماس کی تو اس نے کہا کہ مَیں تجھے قطب الاقطاب کے پاس بھیجتا ہوں۔ جاؤ شاہجہان آباد میں جا کر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید بنو۔ جو اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زماں ہیں اور تمام اولیا انہیں کے فیض برکات کے منتظر ہیں ؎

دریں زمانہ اگر مدعائے خودخواہی　　درآبدر یکہ فیاض حضرت ابن شاہی

اور میرے حق میں توجہ و دعا کے لئے التماس کرنا۔ مَیں اس بزرگ کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید ہوا۔

اسی سال شیخ عبد الاحد المعروف بہ شاہ گل جو حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں کے سردار تھے اور جنہوں نے اپنے باپ اور چچا یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے کمالاتِ باطنی حاصل کر کے خلافت پائی تھی اور نہایت صاحبِ کمال تھے۔ اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا "گل بجنت رسید" پھول باغ میں پہنچ گیا۔ خود بنفس نفیس آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ کی نعش کو سرہند بھیجدیا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بڑی خانقاہ میں حوض کے اوپر مدفون ہوئی۔ آپ کے مرقد پر ایک حجرہ تعمیر کیا گیا۔ شیخ عبد الاحد شعر خوب کہا کرتے تھے چنانچہ آپ کا دیوان اور مثنوی مشہور و معروف ہیں۔ آپ کا تخلص "وحدت" تھا واقعی تخلص بھی عمدہ تھا۔ چنانچہ یہ شعر آپ کا ہے ؎

Marfat.com

در آبِ وحدت بازیچۂ دوئی بگذار　　درونِ کعبہ ہم از کعبتین بے ادبی است

ذکر دربیان

سال چہاردہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ رجوع کردن حافظ نور محمد سیالکوٹی وشاہ گل کہ از مشائخ عظام وقتِ خود بودند بخدمت آنحضرت وطلب استمداد وتوجہ کردن سلطان محمود قندھاری از آنجناب برمہم ایران وفتح یافتنِ او برآں ولایت

اس سال حافظ نور محمد سیالکوٹی جو اپنے وقت کے ایک بڑے شیخ تھے۔ آنحضرت کے مرید ہوئے۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حافظ نور محمد صاحب پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ کے خلیفہ میر محسن کے مرید تھے۔ اور حضرت امام معصوم اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی فیض حاصل کر چکے تھے۔ غرضیکہ نہایت صاحبِ حال تھے۔ اور آپ کے ارشاد سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا۔ ایک روز حافظ صاحب نے بڑی عاجزی سے بارگاہِ الٰہی میں مناجات کی کہ پروردگار میں اس زمانے میں تیرے کس دوست سے رجوع باطنی کروں۔ آپ کو الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں رجوع کرو کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہے

در آں دم شاد شد شکرِ خدا کرد　　ثنائے حق در آں ساعت ادا کرد

اپنے تمام مخلصوں اور مریدوں کو حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں بھیجا لیکن خود بسبب ضعفِ بدن حاضرِ خدمت نہ ہو سکے۔ اِس مضمون کی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں بھیجی۔ کہ یہ بے پروبال اس عالی خاندان کا تربیت یافتہ ہے۔ بسبب ضعف باطنی حاضر خدمت نہیں ہو سکتا۔ امید ہے کہ اس مسکین بے تسکین پر توجہ فرمائیں گے تاکہ حق تعالیٰ اسے باطنی استقلال عنایت فرمائے

شہنشاہا خدایت کارساز است　　کہ او از بہرِ تو عالم نواز است
تو بنوازی تو بنوازی گدا را　　بر آری بہرِ حق حاجاتِ ما را
بخواہی ہرچہ از سبحاں بیابی　　تو ئی مالک کرامت کامیابی

جب حافظ نور محمد کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنحضرت نے

Marfat.com

حافظ صاحب کے حق میں دعا و توجہ فرمائی۔ اور آپ کے باطن میں اپنی خاص نسبت کا القا فرما کر گڑھے سے نکال کمالات الٰہی کے اوج پر پہنچا دیا۔ اور قرب الٰہی کے انتہائی درجہ پر لے گئے۔ جب حافظ صاحب نے آنحضرت کی توجہ کا اثر اپنے باطن پر دیکھا۔ تو بعد شکر گزاری اپنے یاروں کو فرمایا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کمزور بوڑھے کو از سر نو جوان کر دیا ہے۔ مَیں آنحضرت کا شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جناب حافظ صاحب نے تیسرے سال قیومیت میں آنحضرت سے رجوع کیا۔ چونکہ اِس سال آپ کے اکثر یار آنحضرت کی خدمت میں پہنچے۔ اسواسطے اس سال میں مَیں نے لکھا ہے۔

ایک روز جناب حافظ صاحب کا ایک یار آپ سے رخصت ہو کر سرہند کی طرف روانہ ہوا۔ حافظ صاحب نے پوچھا کہ کس ارادے سے وہاں جاتے ہو۔ کہا۔ میں شیخ عبد الاحد کے پاس جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہم حضرت محمد زبیر قیوم زماں رضی اللہ عنہ کے معتقد ہیں۔ ان کی خدمت میں جاؤ یا جو کچھ ہم سے لیا ہے۔ واپس دو۔ آپ کا جو یار کسی اَور کا معتقد ہوتا آپ اس سے قطع تعلق کر لیتے

اسی سال شاہ گلشن جو اپنے وقت کے بڑے شیخ خیال کئے جاتے تھے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا۔ کہ مَیں ایک روز صبح کی نماز کے بعد مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ مجھے الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ، قیوم و قطب وقت ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ ایک روز شاہ گلشن ایک مقام پر بیٹھے تھے۔ کہ اچانک شمال کی طرف دست بستہ ہو کے کھڑے ہو گئے۔ اور دیر تک کھڑے رہے۔ آپ کے تمام یار حیران رہ گئے۔ اور وجہ پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ شمال کی طرف سے نور عظیم آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جس سے تمام جہان عرش سے فرش تک منور ہو رہا ہے۔ اسواسطے مَیں بے اختیار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ دیر بعد حضرت خلیفۃ اللہ اپنے ہزاروں یاروں سمیت شمال کی طرف سے نمودار ہوئے شاہ گلشن نے اپنے یاروں کو فرمایا کہ جو نور شمال کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیتا تھا وہ اس عزیز الوجود کا نور تھا۔ اب وہ نور اس بزرگ کے سر پر دکھائی دیتا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوسی کی۔ اور آنجناب کے مرید ہو گئے

Marfat.com

اور اپنے تمام یاروں کو آنحضرت کے مُرید کرایا۔ شاہ گلشن شعر نہایت نفیس کہا کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ اور قابلیتیں بھی آپ میں پائی جاتی تھیں۔ علم باطنی میں بھی بہت بزرگ تھے۔

اسی سال سلطان محمود قندھاری نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں عرض لکھی کہ ایران کی مہم میں میری فتح ونصرت کے لئے توجہ فرمائیں۔ اس قصہ کی اصلیت یوں ہے۔ کہ میرویس پٹھان نے جو قندھار کا رئیس تھا بہت سے پٹھانوں کو جمع کر کے باغی ہو گیا۔ اور حاکم قندھار نے کئی بار اس کا دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر وہ حاکم قندھار پر معہ مضافات غالب وقابض ہوا۔ اور سکہ وخطبہ میں سے ایران کے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ اور بادشاہِ ہند کو لکھا کہ میں قندھار پر قابض ہو کر تمہارے ملک میں داخل ہو گیا ہوں۔ اگر خزانہ اور فوج سے میری مدد کرو تو میں ایران کو بھی لے لوں۔ چونکہ ان دنوں سلطنت ہند میں کوئی صاحبِ عزم نہ تھا۔ اس واسطے اس کے ایلچی کو ٹال مٹولے میں رکھا اور اس بات کا بندوبست نہ کیا۔ آخر میرویس نے معلوم کر لیا کہ سلطنتِ ہند بہت کمزور ہو چکی ہے۔ ہند سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ آخر چاروں طرف سے پٹھانوں کو اکٹھا کر کے قندھار کے قریب کے علاقوں کو تاخت وتاراج کر رہا تھا کہ اسکی اجل آ پہنچی اس کا قائم مقام اس کا بھائی عبدالعزیز ہوا۔ اس نے بھی ایران کے گردونواح کو لوٹا۔ مدت بعد وہ بھی مر گیا۔ میرویس کا لڑکا محمود جو قابل حکمرانی تھا باپ اور چچا کی جگہ حاکم ہوا چونکہ محمود صاحب ارادہ وبلند حوصلہ تھا۔ اِسلئے تمام پٹھان قبیلوں کو جمع کر کے ایران پر حملہ آور ہوا۔ والیٔ ایران بھی اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب محمود نے دیکھا کہ ایران کا لشکر بہت ہے۔ فتح بآسانی نہیں ہوگی تو ایران کے چند ایک شہروں کو لوٹ کر واپس چلا آیا۔ اور اخون بلخم سے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے سلسلے کا مرید تھا دعائے فتح کا خواستگار رہا۔ اخون نے اس کے حق میں دعا کر کے اپنے مرید حاجی ولیخان کو محمود کے ساتھ کیا۔ اخون نے اسے کہا۔ کہ تیری فتح کی چابی قطب الاقطاب کی دعا ہے۔ محمود نے پوچھا قطب وقت کون ہے؟ اخون صاحب نے فرمایا کہ

Marfat.com

شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ اس وقت کے قطب ہیں۔ محمود نے آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر دوسری مرتبہ ایران کا ارادہ کیا۔ اس دفعہ بھی محمود کو کامیابی نہ ہوئی۔ بہت دل تنگ ہو کر رات کے وقت وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں اپنی فتح کے لئے التجا کی۔ کچھ اونگھ سی آگئی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے۔ ارے محمود! اگر اپنی فتح چاہتا ہے۔ تو شیخ محمد زبیر قطب جہاں وقیوم زماں رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ۔ اور ان سے دعا منگاؤ۔ دوسرے دن محمود نے اپنا ایلچی آنحضرت کی خدمت میں بھیجنا چاہا۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا۔ کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک صاحب تصرف اور صاحب خوارق وکرامات ظاہرہ وباہرہ فقیر رہتا ہے۔ محمود اکیلا اس بزرگ کی خدمت میں جاکر ملتجی ہوا۔ اس نے کہا تیری فتح قیوم وقت کی دعا پر منحصر ہے۔ جو محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زماں رضی اللہ عنہ ہے۔ محمود نے اسی وقت پوچھا۔ کہ میرے لشکر میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید کون کون سے ہیں۔ آنحضرت کے ہزاروں مرید اس لشکر میں موجود تھے۔ اس وقت آنحضرت کے خلیفہ خواجہ فیض اللہ کا ایک مرید موجود تھا۔ اس کی وساطت سے خواجہ فیض اللہ کی طرف لکھا۔ کہ میری فتح کی دعا کے واسطے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھیں۔ اور خود بھی نہایت عجز آمیز عرضی مع تحف وہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ اور اپنے عمدہ آدمی جو آنحضرت کے مرید تھے آنجناب کی خدمت میں بھیجے۔ خواجہ فیض اللہ نے بھی اس بارے میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ جب محمود اور خواجہ فیض اللہ کی عرضیاں آنجناب کی خدمت میں پہنچیں۔ تو آنحضرت نے اس کی فتح کے بارے میں توجہ بلیغ فرمائی۔ اور محمود کے ایلچیوں کو فتح ونصرت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ جب یہ خوشخبری محمود نے سنی۔ تو قوی دل ہو کر لشکروں کو جمع کر کے ایران کے پایہ تخت اصفہان کا رخ کیا۔ والئ ایران نے بھی اس کے مقابلہ کے لئے بسلمانہ حرکت کی لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کی توجہ سے اس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور بھاگ اٹھا پٹھانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کرنا شروع کیا۔ جو جہاں نظر پڑا اسی کا قتل کر دیا۔ ایران کا بادشاہ پنجہ تقدیر میں گرفتار ہو گیا۔ پٹھانوں نے تمام ایران کے زن ومرد اور بچوں تک سب کو گرفتار کر لیا ان میں سے جتنے بے ریش تھے سب کو

Marfat.com

تہ تیغ کیا۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ خصوصاً جمعہ کے روز جب محمود جمعہ کی نماز کے لئے جاتا نماز سے فارغ ہو کر قتل عام کراتا ہزار ہا رافضی اس کے سامنے لاکر قتل کئے جاتے۔ محمود اس فتح غیر معمولی پر شکر الٰہی بجالایا اور تخت سلطنت پر بیٹھ گیا۔ اور معہ تحف وہدایا ایک عرضی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ محمود نہایت عادل اور صالح مرد تھا فقرار اور علمار کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ جو راہ حج رافضیوں نے اہل سنت وجماعت کے لئے بند کر رکھی تھی۔ جاری کی۔ جابجا کنوئیں کھدوائے۔ سرائیں بنوائیں۔ تاکہ حاجیوں کو آسانی ہو۔ ہر منزل پر اپنی طرف سے حاجیوں کی ضیافت مقرر کی۔ انہیں زادراہ اور سواری بھی دیتا۔ جہاں کہیں رافضی رہ گئے ان پر جزیہ لگا دیا۔ پھر ہندوستان کی طرف کمربستہ ہوا۔ کہ اسے بھی لے لوں۔ لیکن اس کی زندگی نے وفا نہ کی۔ جب ایران کے بندوبست سے فارغ ہوا۔ تو اجل نے آدبایا۔ اِس کے بعد اس کا بھانجا اشرف تختِ ایران پر بیٹھا۔ اشرف نے ایران کے آدمیوں پر اعتبار کر کے امورِ سلطنت انکے حوالے کر دئیے۔ پٹھان اس وجہ سے بددل ہو گئے۔ اور بہت سے اس کی ملازمت چھوڑ کر قندھار میں آگئے۔ اور انہوں نے حسین کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اصفہان میں اشرف بادشاہ تھا۔ اور قندھار میں حسین۔ میرے (مولف رح) چچا شیخ محمد برکت اللہ ایران گئے۔ اشرف نے آپ کی بہت خدمت کی۔ اور آپ کا مرید ہو گیا۔ آخر آپ حج کو گئے اور وہاں سے ملک شام میں جاکر وفات پائی۔ جب پٹھان اشرف سے ناراض ہو گئے۔ تو اہل ایران نے خفیہ خفیہ اشرف کی بیخ کنی کی۔ حتیٰ کہ نادر نکل آیا۔ اور اس نے اشرف سے سلطنت چھین لی اور قندھار حسین سے۔ چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ سینتیسویں سال قیومیت میں لکھا جائے گا۔

ذکر دربیان

سال پانزدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بیان انحراف مزاج سلطان فرخ سیر از آئین آباؤ اجداد خود ومعاف نمودن جزیہ از کفار ہند وغضب نمودن حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ ازیں حرکت وبیان مآل کار سلطان

Marfat.com

بادشاہ ہند اپنے آبائی طریقہ کے خلاف سلطنت کی سیاست کو ترک کر کے غفلت کے بھنور میں پھنس گیا۔ اور ہندو راجاؤں سے سلوک کرنے لگا۔ چنانچہ اس رعایت میں ان سے جزیہ لینا بھی موقوف کر دیا جزیہ کی معافی اراکین سلطنت یعنی سادات بارہ کے طفیل ہوئی۔ جو ہندو راجاؤں سے مل گئے اور بادشاہ کو خدا و رسول سے ورغلا کر کفار کو ذلت سے بچایا۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا۔ اِسلئے اس نے ان کے کہنے سے جزیہ بالکل معاف کر دیا۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ نے سُنی تو حمیتِ اسلامی سے جوش میں آکر بادشاہ کے حق میں بد دعا کی کہ یا خدایا اِس بادشاہ کو دنیا سے اُٹھا لے۔ آنحضرت کے بد دعا کرنے سے تھوڑی ہی مدت میں امیروں اور بادشاہ میں ناراضگی ہوگئی۔ طرفین ایک دوسرے کو گرفتار کرنے کے درپے ہوئے۔ آخر ارکان سلطنت نے موقعہ پاکر بادشاہ سے دھوکا کیا اور مکر و فریب سے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ جس کا مفصل لکھنا موجب طوالت ہے صرف مجملاً تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ جب ارکان سلطنت اور بادشاہ میں نفاق ہوا۔ تو قطب الملک کا بھائی امام الملک حاکم دکن بادشاہ کے حکم بغیر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ نے فیروز جنگ محمد امین خان حاکم مالوہ کو قطعی حکم بھیجا۔ کہ خبردار امام الملک آگے نہ بڑھنے پائے۔ فیروز جنگ میں امام الملک کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ اسواسطے مجبور ہو کر اس سے سازش کی۔ دونو متفق ہو کر دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ یہ دیکھ کر بہت خفا ہوا۔ نظام الملک نے بادشاہ کی ناراضگی کو تاڑ کر عرض کیا کہ اگر اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھ کر برملا حکم کرے تو میں ان دونو بھائیوں کا علاج کر لوں گا۔ لیکن چونکہ بادشاہ بامروت تھا اسواسطے برملا حکم نہ دے سکا۔ بہرحال امام الملک اور فیروز جنگ آگے پیچھے دار الخلافہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ نے فیروز جنگ پر ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اسے قلعہ میں نہ آنے دو لیکن امام الملک سے ڈر کر اسے کچھ نہ کہا۔ وہ آکر قلعہ کے محاذی شائستہ خان کے محل میں اُترا۔ اور فیروز جنگ بھی مصلحت وقت اور عدم اطلاع کے باعث خود اسے بلا کر اپنے پاس بٹھایا۔ کہ ایسا نہ ہو اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو۔ جس سے ان کے منصوبے میں خلل آئے۔ بعد ازاں قطب الملک نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ میرا

بھائی قلعہ کے باہر بیٹھا ہے ڈر کے مارے اندر نہیں آسکتا۔ اگر اس وقت ایک لحظہ کے لئے شاہی آدمی قلعہ سے نکل آئیں تو فراخ دلی سے حاضر خدمت ہو کر ملاقات کرے۔ قرآن شریف درمیان رکھ کر قسم کھائی۔ کہ بادشاہ ہم دونو بھائیوں سے کسی قسم کا وسواس نہ کرے۔ سادہ دل بادشاہ نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور حکم دیا کہ لوگ قلعہ سے نکل آئیں۔ فدائیوں نے قلعہ سے نکلنا قبول نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ ہم بادشاہ کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتے کیونکہ انہیں معلوم تھا۔ اسواسطے وہ قلعہ سے نکلنے کے بارے میں ٹال مٹولا کرتے تھے۔ آخر قطب الملک نے بادشاہ سے کہلا کر انہیں قلعہ سے نکلوا ہی دیا۔ وہ بیچارے روتے ہوئے قلعہ سے نکلے۔ کیونکہ انہیں یقیناً معلوم تھا کہ بادشاہ پر بلائے عظیم نازل ہو گی۔ جب وہ قلعہ سے نکل آئے۔ تو خالی قلعہ قطب الملک کے قبضہ میں آگیا۔ اپنے تمام آدمیوں کو قلعہ میں بٹھا کر قلعہ کے اندر کے باغ حیات بخش میں بیٹھ گیا۔ اور روشن الدولہ کے ہاتھ بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ کہ اب مصلحت اسی میں ہے۔ کہ تمام خدمت شاہی اور اختیار سلطنت ہمیں دے دیا جائے جسے ہم اجازت دیں وہ بادشاہ کے پاس آئے جسے چاہیں نہ آنے دیں۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ کے پاس آتا ہے ہماری چغلی کھاتا ہے۔ اور بادشاہ ہم سے بدظن ہو جاتا ہے۔ خود بھی اس کے ساتھ جا کر پردہ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ جب روشن الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ کو پہنچایا۔ تو بادشاہ نے ناراض ہو کر سخت سست کہا اور گالی دیکر کہا کہ انہوں نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں انہیں جوتیاں مار کر دار الخلافہ سے نکال دوں گا روشن الدولہ نے آنکھوں کے اشارہ سے بہتیرا سمجھایا کہ اب ایسی باتوں کا وقت نہیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بعد ازاں روشن الدولہ نے قطب الملک کو آکر کہا کہ تم نے سن ہی لیا ہے۔ جو کچھ بادشاہ نے کہا ہے۔ آخر اس نمک حرام نے اپنے بھتیجے کو ایک ہزار آدمی دیکر بھیجا۔ کہ بادشاہ کو گرفتار کر لو۔ بادشاہ یہ حال دیکھ کر گھبرا گیا اور محل میں جا گھسا قطب الملک نے کہا۔ کہ اندر جا کر پکڑ لو۔ جب انہوں نے اندر گھسنا چاہا تو عورتوں اور خانگی ملازموں نے تیروں کی بوچھاڑ سے انہیں پسپا کر دیا قطب الملک نے انہیں لعنت ملامت کر کے کہا کہ تم عورتوں سے بھی گئے گذرے ہو۔ اور ایک ہزار آدمی اور مقرر کئے کہ محل کے اندر جا کر بادشاہ کو پکڑ لائیں سلطان

Marfat.com

نے بہتیری منت وسماجت کی لیکن اُنھوں نے ایک نہ مانی۔ بادشاہ کی لڑکی باپ کی یہ حالت دیکھ کر اس پر جاپڑی۔ نمک حرام نے اسے دور پھینک دیا۔ چنانچہ اس کا چہرہ زخمی ہوگیا۔ آخر بادشاہ کو بڑی بے عزتی سے گرفتار کر کے سنگ رخام کے حجرے میں قید کر دیا گیا۔ اور پھر وہاں سے نکال کر ایک تنگ وتاریک جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ پھینک دیا۔ اس معاملہ کی خبر قلعہ کے باہر کے آدمیوں میں سے کسی کو نہ تھی۔ جب دوسرے بادشاہ کو تخت پر بٹھا چکے۔ تو انہیں اطلاع کی مغل اس ہنگامہ سے واقف ہوئے۔ عبدالصمد خان اور محمد امین خان کے بیٹے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ چونکہ کام ہاتھ سے نکل گیا تھا دونو باپوں نے بیٹوں کو تسلی دی۔ کہ اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ نظام الملک ناراض ہوکر دکن چلا گیا۔ انہیں دنوں شاہجہان آباد میں طرفہ ہنگامہ ہوا۔ چند روز بعد بادشاہ کو نکال کر قتل کیا گیا۔ جب یہ مفصل خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سُنی کہ معافی جزیہ میں بادشاہ بالکل بے قصور تھا۔ صرف ارکان سلطنت کی وجہ سے اس سے یہ سرزد ہوا تو اِس بارے میں آنحضرت نے فرمایا کہ بادشاہ نے کیوں دین پر دنیا کو اختیار کیا۔ کہ ارکانِ سلطنت سے ڈر کر جزیہ کی معافی کا حکم دیدیا۔ اس کی سزا ہی یہی تھی۔ جو شخص دین پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ حق تعالیٰ دنیا بھی اس سے لے لیتا ہے۔ بعد ازاں بادشاہ کی بخشش کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اور فرمایا کہ وہ ہمارے طریقے کا مرید تھا۔ حق تعالےٰ اسے بخشے اور امید غالب ہے کہ بخشا جائیگا لیکن بادشاہ کے حق میں دعائے مغفرت مانگنے کے بعد سادات بارہ پر سخت ناراض ہوئے۔ ایک اسواسطے کہ اُنھوں نے جزیہ معاف کرایا دوسرا اسواسطے کہ اپنے ولی نعمت سے نمکحرامی کی۔ ان کی دولت کے زوال کیلئے دعا کی۔ چنانچہ عنقریب ہی انشاء اللہ مفصل لکھا جائے گا۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد صدیق کا وصال ہوگیا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ آپ کے جنازے میں شامل ہوئے۔ نماز جنازہ پڑھ کر آپ کی نعش مبارک کو سرہند بھیجدیا۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کے شمال کی طرف حضرت مروج الشریعت کی خانقاہ کے مقابل مدفون ہوئی۔ آپکے

Marfat.com

مرقد مبارک پر ایک عالیشان قبہ بنایا گیا۔

اسی سال صاحبزادوں کی والدہ صاحبہ نے مرض تپ دِق سے وفات پائی آنحضرت کو ان کی وفات کا بڑا قلق ہوا لیکن خلقت پر اس کا اظہار نہ کیا۔ اس پاکدامن کی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ جسے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں دفن کیا گیا۔

ذکر در بیان

سال شانزدہم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ وبیان استیلاء قطب الملک و امام الملک بہندوستان وظہور آمدن افغاناں شنیعہ از انہا والتجا آوردن بغلبہ اہل ایران از صدمات سادات وآزردہ شدن حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ از انہا وانجام کار شاں

سخن سنج معنی سرا اور معنی سنج سخن سرائے مشک آگیں نگاریں کلک سے سلسلہ تحریر اور رشتہ تقریر میں قیمتی موتی اور رنگین گوہروں پروئے ہیں۔ کہ حسن علیخان اور حسین علی خاں الملقب بہ قطب الملک و امام الملک شہرۂ آفاق اور بارہمہ کے مشہور سید تھے۔ دونو وزارت اور امیر الامرائی اور سرلشکری سے شرف امتیاز رکھتے تھے بادشاہ عالی جاہ عدل گستر فرخ سیر انہیں دونو بہادروں کی خنجر نمونہ سام اور صمصام خون آشام کی صفدری اعتضاد ومدد سے ادنیٰ رتبہ سے ہندوستان کی فرمانروائی وسلطنت کے اعلیٰ عہدے پر پہنچا خلیفہ زمان سلطان آدان دوران پناہ محمد شاہ کو تخت رنگین کا والی اور صاحب افسر و تمکین بنا کر وہ تمام ہندوستان میں بہادری اور دلیری میں انگشت نما ہوئے۔ ان دنوں میدان جنگ میں ان رستم واسفندیار ثانی کے مقابلے کی تاب کسی میں نہ تھی۔ ان دونو صاحب عزم کے فرمان اس طرح جاری تھے۔ کہ بڑے بڑے امرا اور حکمران ان کے واجب الاذعان فرمان اور قضا جریاں حکم سے سرمو مخالفت نہ کرتے۔ ان کا تسلط و تغلب مغلوں اور تورانی امیروں مثلاً نظام الملک اور محمد امین خان سے بھی بڑھ گیا تھا۔ ان کے پاس بارش کے قطروں سے بھی بڑھ کر فوج تھی۔ انہوں نے اپنے خویش و اقارب کو ہندو دکن آگے

Marfat.com

مختلف حصوں میں حاکم مقرر کر رکھا تھا حتیٰ کہ ہند اور دکن میں سادات بارہیہ اور انکے رشتہ داروں سے کوئی جگہ خالی نہ تھی سلطنت کا کوئی منصب یا مرتبہ ان کے بغیر باقیوں کے لئے خواب وخیال ہو رہا تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ انھوں نے فرخ سیر کو جس نے انہیں خاک مذلت سے اٹھا وزیر اعظم اور امراء ملک بنا دیا جبراً تخت سے آتار نہایت بے عزتی و رسوائی سے قتل کیا۔ اور اس طرح بے ستری کی کہ عام لوگ ان کے محل میں بے دھڑک گھس آئے۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

دیدی کہ چہ بادشاہ گرامی کردند   صدجور وجفا ازراہ خامی کردند

شہود وبے شرم چہ دید آخر کار   سادات بوے نمک حرامی کردند

اس غم افزا اور روح فرسا خوفناک واقعہ سے عبدالصمد خان اور محمد امین خان مغل اور اور تورانی ہلاکت کے بھنور اور گمراہی کے گرداب میں معشوقوں کی کاکل کی طرح پُر پیچ وتاب اور سنبل کی طرح پُر اضطراب اور رسوا وخراب تھے۔ ان کے دلوں پر تازہ حسرتوں بے اندازہ ملالتوں کے داغ کلفت اور زخم زحمت گل لالہ کی طرح نمودار تھے۔ نصیبہ کی نارسائی اور طالع کی بے رہنمائی کے سبب ان کے جگر گل صدبرگ کی طرح پارہ پارہ تھے۔ آنکھیں آئینہ کی طرح حیرت ناک نرگس کی طرح کھولی ہوئی تھیں اور عذاب وبدبختی میں مبتلا تھے۔ کثرت غم والم سے ان کے جسم بید کی طرح کانپتے تھے اور رنگ زعفران کی طرح زرد ہو گئے تھے۔ جگر سوز گلہ اور مہر افروز شکوہ سادات کے اقبال کی نسبت سوسن دہ زباں کی طرح نہایت چرب زبانی سے ہر گلی کوچے میں ہر مرد وزن کے پاس کرتے تھے اور جانگداز اور غم نما نعرے خزاں کی بلبلوں کی طرح خرابی ورسوائی کے سبب مارکر قمریوں کی طرح خرابی وخجلت کا حلقہ اور ندامت ورسوائی کا طوق اپنی ہمت کے ذمے رکھ کر آنکھوں سے فوارے کی طرح ماتم پژدہ آنسو گراتے تھے۔ غرضیکہ سیدوں کے غلبہ سے ان کا ناک میں دم آگیا تھا۔ اگرچہ یہ بھی قرب سلطانی میں سادات سے کچھ کم نہ تھے۔ چنانچہ سادات نے بزور بازو ان میں کمی کرنی چاہی لیکن نہ کر سکے۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا اس واسطے امور سلطنت میں جس طرح کا تغیر وتبدل چاہتے کرتے۔ کسی غیر کو انکی

Marfat.com

مخالفت کی جرأت نہ تھی۔ اگر کسی اور سے اتفاقاً کوئی مخالفت ہو بھی جاتی۔ تو بادشاہ اس پر سخت ناراض ہوتا۔ اس واسطے مغل ہمیشہ کڑھتے رہتے۔ ایک وزمغل اور تورانی بادیہ جہالت کے سرگردانوں کے رہنما اور وادیئے ضلالت کے واماندوں کے ہادی پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور جناب قدسی مآب کی بساط بوسی کے بعد عرض پرداز ہوئے کہ اے کوئے ناکامی کے درماندوں کے دستگیر! اے عالم بے سر انجانی کے بیچاروں کے کارساز! اے عرصۂ حیرانی کے عاجزوں کی پناہ! اے فانی غمکدہ کے مغموموں کے غمخوار! اے ماتم زدہ مظلوموں کے فریاد رس! اے صحرائے پریشانی کے غریبوں کے تکیہ گاہ! اے کوئے مقصودی کے نارساؤں کے رہنما! اے عقدۂ لاینحل کے گرہ کشا! اے مشکل کاموں کی چابی۔ اے غمناک و آشفتہ اشخاص کی خوشی کو بڑھانے والے۔ اے جان باختہ ماتم زدوں کی خوشی کو زیادہ کرنے والے۔ اے کلفت کی تاریکی کو دور کرنے والے خورشید! اے رنج وملال کے اندھیرے کو دور کرنے والے چاند! اے منصب قیومیت کے تاج کے موتی۔ اے تاج قطبیت کے گوہر۔ اے کمالاتِ نبوت کے گوہرِ نفیس۔ اے گنجینۂ وحدیت کے بے نظیر لعل۔ ہم بیچاروں کی التماس ہے کہ فضل و دعا جو اہل عالم و عالمیاں کی کارکشا ہے اور توجہ اقدس جو جہان اور اہلِ جہان کی رہنما ہے اس معاملہ میں جو بمنزلہ عقدہ لاینحل ہے۔ فرمائیں مصرعہ۔ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف۔ تاکہ ہم مہجور و مغموم رسوائی اور اضطراب کے بھنور سے نکل کر ساحل مراد پر پہنچ جائیں اور گوہر مقصود ہمارے ہاتھ آئے ؎

برمن غمِ روزگار سخت است — دریاب مرا کہ کار سخت است
سخت است سیاہیِ شبِ من — لختے ز شب است کوکبِ من
ہم کوکب و ہم شبم سیاہ است — میگویم و آسماں گواہ است
زیں شب بدر آر کوکبم را — پیشانیِ روز دہ شبم را
ہر روم باامید روشنائی — صبح بدماں بہ شب کہ دائی
دارم گرہِ گرہ گشا نیست — سنگیں ترازیں بلا بلا نیست
ایں قفلِ غم از دلم جدا کن — دستم بہ کلید آشنا کن!

Marfat.com

اس سرورِ عالم اور نائب مناب الوالعزم کی خاطرِ عاطر ان دونو بھائیوں سے جنہوں نے اپنے ولی نعمت شاہ بحر و بر فرخ سیر کے قتل کی جرأت کی تھی۔ اور جزیہ جو شعار اسلامی اور حکم شرعی ہے۔ روسیاہ کافروں اور ہندوؤں سے لینا بند کر دیا تھا۔ ناراض ہو گئی۔ علاوہ بریں مغلوں کی خرابی و تباہی جو کہ آنجناب مستطاب کے فدوی اور منظورِ نظر تھے۔ آنجناب کی اور بھی ناراضگی کا باعث ہوئی۔ ع
یکے بو مجنوں دگر خورد مے۔ مغلوں کی خوش نصیبی سے جو اس کامل الوجود اکمل بہبود کے جان و دل سے غلام تھے زبان معجز بیان سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ آجکل ہی سادات کی دولت کو زوال آنے والا ہے۔ آنحضرت کا فرمانا تھا کہ ان کی دولت میں زوال آنا شروع ہو گیا۔ بعد ازاں مغلوں کو خوشخبری سنائی۔ کہ نظر کشفی اور الہام شافی سے جو برہان قاطع اور حجت ساطع ہے اور آفتاب عالمتاب کی چمک کی طرح بلا شک و شبہ ہے معلوم ہوا ہے کہ بارگاہِ شاہی کے تمام مناصب اور فرمانروائی کی درگاہ۔ کے سارے مراتب سادات سے منتقل ہو کر محمد امین خان۔ نظام الملک اور عبد الصمد خان وغیرہ مغلوں اور تورانیوں کے سپرد ہونگے ؎

خداوند بالا و پست آفرید | زبردست ہر دست و ستی آفرید
بہ مورے دہد مالش نرہ شیر | کند پشہ بر پیل جنگی دلیر

مغل یہ دائمی خوشخبری سنکر آداب قیومیت باحسن وجوہ بجالا کر رخصت ہوئے یہ وحشت اثر خبر سنکر وزارت پناہ قطب الملک والاجاہ نے مغل پورہ کی بیخ کنی کے لئے مصمم ارادہ کر لیا اور ایک لشکر جرار لیکر دندناتا ہوا لاہوری دروازہ میں پہنچا لیکن اس لشکر کو آگے ایک قدم اٹھانے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر قطب الملک حیران و متعجب رہ گیا اپنے عالیشان مصاحبوں سے پوچھا بعض سلیم العقل اور عالی فطرت مصاحبوں نے کہا۔ کہ شیخ صاحب کی کرامات و خوارق زبان زدِ عام و خاص ہیں۔ یہ عجیب معاملہ بھی اس برگزیدۂ خالق و پسندیدۂ خلائق کی کرامت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اگر فتح کا ارادہ ہے۔ تو پہلے شیخ صاحب سے معافی مانگ لیں تاکہ دینی و دنیوی بہتری نصیب ہو قطب الملک کرامت کے ڈر سے واپس گھر چلا آیا اور سخت شرمندہ ہوا۔ پھر اس حامیِ دین کو تکلیف دینے کی جرأت نہ کی۔ چونکہ ہر خوشی کے

بعد غمی لازمی ہے۔ اور ہر عیش و عشرت کے لیئے زوال و ملامت ضروری ہے۔ اسلیئے ساوات کے زوال کے دن نزدیک آ گئے تھے۔ اس کی کیفیت یوں ہے۔ کہ جب نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا۔ تو جہاں جہاں ساوات کے آدمی تھے انہیں نکال کر ان کی جگہ اپنے آدمی بھرتی کئے۔ ساوات کے بھانجے دلاور علی خان حاکم دکن نے ساٹھ ہزار سوار سے نظام الملک کا مقابلہ کیا۔ نظام الملک بھی بر سر پیکار رہوا۔ اور آخر آنحضرت کی توجہ سے فتح پائی۔ قطب الملک نے اپنے بھتیجے عالم علی خان کو اسّی ہزار جنگی سوار دیکر نظام الملک کے مقابلہ پر بھیجا۔ مغلوں نے اس بارے میں آنحضرت سے فتح کے لئے التماس کی آنجناب نے بھی ازراہ لطف و کرم فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ واقعی اب بھی آنحضرت کی توجہ سے پہلی طرح فتح نصیب ہوئی ساوات یہ حالت دیکھکر بہت گھبرائے۔ آخر امام الملک بادشاہ کو لیکر نظام الملک کی طرف روانہ ہوا۔ اور قطب الملک سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے دار الخلافہ میں رہا۔ ابھی امام الملک بادشاہ کو لیکر اکبر آباد تک پہنچا تھا کہ محمد امین خان نے مغلوں سے مشورہ کر کے میر حیدر خان کو امام الملک کی ساری فوج لیکر مغلوں سے لڑائی کی۔ آخر ان میں سے اکثر قتل ہوئے باقی بھاگ کر قطب الملک سے جا ملے۔ مغل حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا شکریہ بجا لائے اور آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے ارسال کئے۔ اس جانگداز اور غم افزا واقعہ کے بعد قطب الملک بیشمار لشکر جرار لیکر مغلوں پر ٹوٹ پڑا۔ چونکہ مغل اس منبع کمالات نبوت اور مخزن مراتب ولایت کی حمایت میں تھے اس لئے غالب آئے اور آنحضرت کی دعا پایۂ اجابت کو پہنچی۔ وزارت اور امارت کی خدمت غرضیکہ سلطنت کے تمام عہدے اور مرتبے مغلوں کو ملے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ط

ذکر در بیان

واقعات و حادثات سلطنت کہ دریں سال بظہور آمدہ اند و التجا کردن مادر سلطان عصر روشن اختر محمد شاہ بجہت سلطنت پسر خود بجناب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ و بشارت دادن آنحضرت

اور اس سلطنت روشن اختر و سلطنت سیدین او از توجہ مبارک آنحضرت۔

پاکدامن بیگم جو سلطان عصر محمد شاہ روشن اختر کی والدہ تھی ہمیشہ صبح و شام فرخ سیر کے عہد میں حضرت قطب الاقطاب کی جناب مستطاب میں جو کمالاتِ نبوت کے آفتاب اور مراتب ولایت کے ماہتاب ہیں۔ اپنے فرزند دلبند کی کامرانی اور خلافت کے لئے جو فرخ سیر کا قیدی تھا التجا کیا کرتی تھی۔ کہ کیا ہی اچھا ہو کہ حدیقہ خاقان کا یہ نونہال اور شجرۂ شاہجہان کا یہ پھل جو واب خاقانی و قواعد سلطانی ہے تخت و تاج کو زینت دینے والا بن جائے ؎

چہ شود گر بکرم مرحمتے فرمائی گرہ از کار فرو بستۂ من بکشائی

اور شاہزادہ نازک مزاج درۃ التاج کی تکلیفوں سے جس کے نصیبے کا آفتاب مغرب ادبار میں گرفتار ہے۔ اور ملک زادۂ لطیف الطبع اور لطیف الوضع کی سختیوں سے جس کی دولت کا چاند گرہن میں آیا ہوا ہے اس زار آشفتہ حال جسے سوائے رنج و محنت اور سختی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ اور جس کی سرگردان جان کو ہر گلی کوچے میں سوائے خرابی و پریشانی اور بدحالی کے اور کچھ میسر نہیں۔ کے دیوانے دل کو تسکین آجائے۔ ؎

باہر کسے کہ شرح دہم استانِ خویش صد داغ تازہ بر دلِ آں ناتواں وہم

چونکہ روشن ضمیر درویشوں کی خاطر خطیر سینہ سوز مظلوموں کے درد اور ستم رسیدوں کے غم کے بارے میں خدا ترس اور فریاد رس ہوتی ہے۔ اِس لئے اِس بیگم قدسیہ کی مطلوبہ دعا قبول ہوئی۔ آنحضرت نے اسے خوشخبری دی کہ محمد شاہ روشن اختر ہند اور دکن کے تخت و تاج کا زینت افزا ہوگا۔ بیگم مذکورہ خوشی کو بڑھانے والی اور غم و اندوہ کو دور کرنے والی خوشخبری کو سُنکر دوگانہ شکر بجالائی۔ اور آنحضرت کا آداب قیومیت بجا لاکر سلطان الاولیاء کی بہت کچھ تعریف کی ؎

درظلِ آفتابِ تو آسودہ اند خلق یارب مباد تا بہ قیامت زوالِ تو

تھوڑے ہی عرصہ میں قضا و قدر کے کارکنوں نے تقدیر کے رجسٹر اور تدبیر کے کارخانہ سے فرخ سیر صاحب سریر کو برہم کر دیا یعنی وہ اپنے امرائے عظام اور خوانین کرام سادات بارہہ کے ہاتھوں بڑی ذلت اور رسوائی سے قتل ہوا و اہمی ؎

Marfat.com

کدام بادِ بہاری وزید در دوراں | کہ باز در عقبش نکبت و خرابی نیست
دوام پرورش اندر کنارِ مادرِ دہر | طمع مکن کہ درو بوئے مہربانی نیست

بعد ازاں امراء وارکان سلطنت نے ورثہ کے طور پر رفیع الدولہ کو جو بہادر شاہ والا جاہ کے ابنائے کبار سے قابل سلطنت تھا تخت سلطنت پر بٹھا مبارک و خوشی کے نقارے اور شادیانے بجائے۔ بیگم قدسیہ یہ واقعہ خلافِ توقع دیکھ کر روتی گرھتی جناب قطب زماں رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اے پیر روشنضمیر اکارخانہ تقدیر سے یہ کس قسم کی تدبیر ظہور میں آئی ہے۔ اور یہ کیسا ناپسندیدہ معاملہ اور نامرضیہ قضیہ نمودار ہوا ہے۔ آنحضرت نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ اس ہنگامہ کی گرمی اور اس خلیفہ کی سلطنت صرف دو تین مہینے نظر آتی ہے۔ آخر کار صاحب تخت و تاج روشن اختر ہی ہے۔ اِس دیوانی اور حیران زمانہ کا دل آنحضرت کے فرمان سے مطمئن ہوا۔ جب دو تین مہینے گذر گئے۔ تو آنحضرت کے فرمان کے موافق موجودہ بادشاہ مرگیا۔ اسکے بعد رفیع الدرجات کو بطور وارث اعیان وارکان سلطنت نے تختِ شاہی پر بٹھایا پھر وہ بیگم غم واندوہ سے بھری ہوئی واویلا مچاتی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اب بھی اس سراپا نا امید کی امید کا غنچہ باغ عشرت میں نہ کھلا۔ بلکہ الٹا پژمردہ ہوگیا۔ میری حالت پر سخت افسوس ہے۔ پہلی طرح پھر آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نقش بر آب و مثل حباب نظر آتا ہے۔ خاطر جمع رکھو صاحب چتر روشن اختر ہی ہے۔ وہ خاتون جلیس حجرہ عموم وانیس جملہ سموم چونکہ آنحضرت کی مخلصہ و معتقدہ بدرجہ غایت تھی۔ اسواسطے مطمئن ہو کر چلی گئی۔ واقعی درویشوں کی زبان سیف قاطع ہوتی ہے رفیع الدرجات کی سلطنت بھی دو تین ماہ سے زیادہ نہ رہی۔ عین جوانی میں باحسرت و ناکامی اکبر آباد میں جبکہ امام الملک اسے لئے ہوئے دکن جارہا تھا مرگیا۔ ع

مادرِ دہر نہ پرورد کسی را کہ نکشت | بینی اے دوست کہ این دایۂ بے مہر و وفاست

بعد ازاں امراء و وزراء نے متفق ہو کر عالی گہر روشن اختر کو دار الخلافہ سے منگا تاج شاہی سر پر رکھ اکبر آباد میں تختِ شاہی پر بٹھایا۔ ع

روشن اختر بود اکنوں ماہ شد | یوسف از زنداں بر آمد شاہ شد

بیگم قدسیہ عمدہ و نفیس تحف و ہدایا اس غربا نواز کی خدمت میں لائی۔ اور شکریہ

Marfat.com

ادا کیا۔ اس ضمن میں چند آرزؤں کے بعد مغل حمیت اسلامی اور اپنے ولی نعمت کے قتل کی وجہ سے قطب الملک اور امام الملک کے سخت دشمن تھے۔ موقعہ پاکر انہیں انکے برے اعمال کی سزا دی چنانچہ امام الملک کو جو امیر الامراء تھا قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ؎

غمگیں مشو کہ ساقیٔ قدرت ز جامِ دہر
گر صاف لطف میدہد و گاہ جام زہر

قطب الملک نے یہ وحشت ناک خبر سنکر شاہی لشکر سمیت ابراہیم کو تخت شاہی پر بٹھا کر روشن اختر پر حملہ کیا۔ چونکہ قطب الملک بہادری اور دلیری میں شہرۂ آفاق تھا۔ اسواسطے بیگم قدسیہ مغموما نہ حالت بنائے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئی ؎

دہنِ خشک و لبِ تشنہ و چشمِ ترما
درد مندیم خبر میدہد ارسوز دروں

جبکہ دریائے رنج سے ساحلِ گنج پر آلگا ہے ؎

اے دستگیرِ عالم دست مرا بگیر
دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

قطب الملک سخت کوش اور خدا فراموش ہے ؎

شو و قومِ تورانیاں رازیاں
اگر دست یا بد بتورانیاں

چونکہ وہ قدسیہ بیگم اس خدا آگاہ ولایت پناہ کی فیض گستری اور نوازش گری سے ممتاز و سرفراز تھی۔ اسواسطے اس کی یہ التماس بھی قبول ہوئی اور فرمایا کہ روشن اختر صاحب تخت و تاج اور ہماری دعا کے زیر سایہ ہے اللہ تعالے اس کا حامی و مددگار ہوگا۔ اگر لاکھ قطب الملک بھی ہوں تو بھی اس کا بال بیکا نہیں کرسکتے ؎

ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد
چراغے راکہ ایزد بر فروزد

واقعی بزرگوں کی توجہ جو مڑے ہوئے کاموں کو حل کرنے والی اور عارفوں کی مہربانی سے جو نارساؤں کا ذریعہ کامیابی ہوتی ہے۔ محمد شاہ کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔ قطب الملک کے بہادر اور دلیر سوار بر خلاف دلاوری کے بجائے برقرار رہنے کے فرار ہو گئے قطب الملک کو شاہی آدمیوں نے گرفتار کر لیا۔ اسکے بعد ابراہیم کو قید میں ڈالا گیا۔ قطب الملک نہایت سختی اور بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ چونکہ حقیقی منصب اور تحقیقی عادل جس کے ہاتھ میں جہان اور اہلِ جہان کی تدبیر کا کارخانہ اور تقدیر کا دفتر ہے۔ ناحق کو رواج نہیں دیتا ؎

Marfat.com

ہر کہ بدی کرد بجز بد ندید آفت آں نور بروے در رسید

جس عذاب اور سختی سے قطب الملک نے فرخ سیر کو ہلاک کیا تھا۔ اس سے زیادہ مغلوں سے دیکھی ؎

چنیں گفت دانائے آموزگار مکن بد کہ بد بینی از روزگار

سادات کی وہ دولت وعظمت اور جاہ وجلال اور قطب الملک کا باغ نوبہار باد سموم سے پائمال ہوگیا ؎

تا فلک معمار ایں معمور شد بے خارِ غم یک گلِ شادی بباغ زندگانی کس نیافت

گلستانِ عمر را در مرغزارِ روزگار نوبہارے خالی از باغ خزانی کس نیافت

جب روشن اختر بادشاہ کا ظفر اثر لشکر اکبر آباد سے شاہجہان آباد میں آیا تو ارکانِ دولت نے روشن اختر سے خواہش ظاہر کی کہ آپ جناب قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب آنحضرت نے سنا کہ روشن اختر حاضر خدمت ہونا چاہتا ہے۔ تو فرمایا۔ کہ اس کے آنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ہر وقت دعا گو ہیں۔ اپنی دستار مبارک بطور تبرک بھیجی کہ یہ روشن اختر کے سر پر باندھ دینا۔ اور آنحضرت نے محمد شاہ لقب مقرر فرمایا۔ اس اثناء میں بادشاہ کو بھی آنحضرت کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔ اپنے ہاتھ سے نیازمندانہ عرضی لکھ کر بھیجی کہ اگر حکم ہو تو جناب کی آستان بوسی کا شرف حاصل کروں۔ چونکہ آنحضرت امرا وسلاطین کی ملاقات کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ اسواسطے فرمایا کہ تمہارے آنے کی ضرورت نہیں میں صبح شام غائبانہ دعا کیا کرتا ہوں۔ اصل غرض آنے کی فقیروں کی دعا لینا ہے۔ سو میں خود کرتا رہتا ہوں۔ اسواسطے آنیکی تکلیف نہ کرنا۔ بادشاہ نے بہتیری مرتبہ منت وسماجت کی عرضیاں لکھ بھیجیں لیکن بے سود۔ جب تک آنحضرت زندہ رہے ہر سال بادشاہ زیارت کے لئے عرضی ارسال خدمت کرتا لیکن آنحضرت منظور نہ فرماتے۔ بارہا حضرت خلیفۃ اللہ کی والدہ ماجدہ مریم مکانی کے وسیلہ سے کہلوایا اور بارگاہ قیومیت کے اکثر مریدوں اور خلفاء نے بھی عرض کیا لیکن تمام بے فائدہ ورائیگاں۔ چنانچہ حسب موقع انشاء اللہ بیان کیا جائیگا

ذکر دربیان

سال ہفدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

ولادت مخدوم زادہ خواجہ محمد احرار و مرید شدن خواجہ ضیاء اللہ کشمیری و عنایت شدن خلعت تجدید از حق تعالیٰ بجناب و مرید شدن مؤلف این کتاب فقیر محمد احسان و بیان قصہ اصحاب بساط آنحضرت۔

اس سال خواجہ ضیاء اللہ کشمیری آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونیکا سبب یہ ہوا۔ کہ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دست مبارک پکڑے ہوئے ایک مسجد میں آئے جہاں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں۔ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت ایک ہوگئی۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خواجہ ضیاء اللہ کو فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ کہ تم جاکر شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید بنو۔ کیونکہ وہ قطب جہاں اور قیوم زماں ہے۔ دوسرے دن خواجہ صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت خواجہ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ فخر کشمیر ہیں۔ خواجہ ضیاء اللہ نہایت حلیم و متواضع تھے۔ اسی واسطے آنحضرت نے انہیں "مسکین کشمیری" کا خطاب دے رکھا تھا۔

اسی سال مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد احرار متولد ہوئے۔ آنحضرت نے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا۔ تو اعلیٰ درجے کا ولی ہوگا اور وادیٔ ضلالت کے بہت سے راہ گم کردوں کو ہدایت کریگا۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے بعد حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ پروردگار کی طرف سے آنحضرت کو خلعت تجدید عنایت ہوئی لوگو! ان کی اطاعت کرو تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ آنحضرت نے خلعت تجدید بروز پیر ۲۷ رجب ۱۱۰۳ھ ہجری کو پہنی۔ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد دوسری صدی قیومیت کے مجدد ہیں۔

اسی سال یہ فقیر حقیر پُر تقصیر محمد احسان مؤلف کتاب جناب قیومیت مآب کی خدمت میں مُرید ہوا۔ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے لڑکپن سے

ٹھانی ہوئی تھی۔ کہ مَیں قطب وقت کا مرید بنوں گا۔ مَیں ہمیشہ بارگاہِ الٰہی میں ملتجی رہتا ایک رات مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت قائم ہے۔ اور لوگ حرج مرج میں گرفتار ہیں۔ اسی اثناء میں میدان قیامت میں شور مچ گیا کہ قطب الاقطاب آرہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ وہ قطب پل صراط پر سے گذرنے لگا۔ مَیں بھی اس کے ساتھ ہولیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پل صراط چوڑا ہو گیا ہے۔ ہم بلا تکلف و تکلیف اس پر سے گذر گئے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو پل صراط پھر بدستور تنگ ہے۔ اور سمٹ لی گئی ہے۔ اور ایک شخص با آواز بلند کہتا ہے۔ کہ پل صراط صرف قطب الاقطاب اور اس کے مریدوں کے لئے چوڑی کی گئی تھی۔ مَیں نے پوچھا کہ اس قطب کا نام کیا ہے لوگوں نے کہا اس کا نام شیخ محمد زبیر ہے۔ جو اس زمانے کا قطب ہے۔ جب مَیں جاگا تو اس قطب کا حلیہ میں نے یاد رکھا۔ ابھی مَیں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف نہیں ہوا تھا کیونکہ ان دنوں ہم سرہند میں رہتے تھے اور میں کبھی شاہجہان آباد نہیں گیا تھا۔ کہ آنحضرت کی زیارت کرتا نیز آنجناب میری پیدائش سے پہلے ہی شاہجہان آباد تشریف لے گئے تھے۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد ایک دن میں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا۔ کہ قطب وقت کون ہے؟ فرمایا حضرت محمد زبیر قطب وقت ہیں۔ مَیں نے اپنا خواب بمعہ نیت ظاہر کیا۔ اور اس قطب کا حلیہ بھی بیان کیا۔ فرمایا۔ یہ حلیہ حضرت محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ وہ قطب زمانہ ہیں۔ تمہارا خواب بالکل صحیح اور سچا ہے۔ اب میں شاہجہان آباد جا کر تمہیں مرید کراؤں گا۔ جب میں اپنے والد ماجد کے ساتھ شاہجہان آباد گیا۔ اور آنحضرت کی زیارت کی۔ تو جو حلیہ میں نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا۔ بعد ازآں میرے قبلہ گاہ نے مجھے آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ کمال مہربانی فرمائی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء باغ جنت آثار کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آنحضرت ظہر کی نماز ادا کر کے ایک بساط پر یاروں سمیت بیٹھے اور مراقبہ کرتے رہے چنانچہ عصر کی نماز تک مراقب رہے۔ مراقبہ سے سر اٹھا کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس وقت تم پر خاص نظر عنایت فرمائی ہے۔ اپنے فضل و کرم

Marfat.com

ہے سے تم سب کے گناہ بخش دیئے ہیں اور اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔ تمام یار جو اس وقت بساط پر موجود تھے۔ دوگانہ شکر الٰہی بجالائے۔ اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے۔ جو لوگ اس بساط پر موجود نہ تھے۔ وہ اس بشارت سے محروم رہے۔ اور سخت افسوس کرتے تھے۔ جو اصحاب بساط پر تھے ان کی تعداد ستر تھی۔ اور سب کے سب آنحضرت کے بڑے بڑے خلفاء تھے۔

ذکر دربیان

سال ہژدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ مرید شدن خواجہ عبدالرحمان وقصہ اصحاب ارم وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال خواجہ عبدالرحمان مراد آبادی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولف رح) سے یہ بیان کیا۔ کہ میں خداطلبی کے لئے فقراء کے پیچھے پھرا کرتا تھا۔ اچانک ایک جنگل میں جانکلا۔ جہاں ایک نورانی شکل پیر مرد کو دیکھ کر بے اختیار اس کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ اس نے کہا میں خضر ہوں۔ تو ہر طرف کیوں مارا مارا پھرتا ہے۔ اور اپنے پیارے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ میں تجھے قیوم وقت کا پتہ دیتا ہوں۔ ان کا نام محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ ہے اور شاہجہان آباد میں رہتے ہیں۔ ان کی توجہ سے تو سیراب ہو جائے گا۔ یہ کہکر وہ عزیز غائب ہو گیا۔ لیکن اس کے کہنے سے مجھے پورا اطمینان ہو گیا چنانچہ میں آنحضرت کی قدم بوسی کیلئے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک عزیز صاحب حال سے میری ملاقات ہوئی میری حالت پوچھی میں نے بیان کر دی۔ اس نے کہا کہ اگر قرب الٰہی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو تو اس وقت کے قطب الاقطاب کے پاؤں جا پڑو۔ میں نے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ اس نے کہا۔ تمام اولیائے وقت انہیں سے فیض کے منتظر ہیں۔ میں کیونکر نہیں پہچانتا۔ میں نے پوچھا۔ تو پھر وہ کون ہیں۔ کہا حضرت

Marfat.com

شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ۔ جن کی توجہ سے ہزارہا آدمی کامل اولیا ہو گئے ہیں۔ اسکے کہنے سے میرا اعتقاد اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ عرش و کرسی پر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں بہت جلدی حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء بادشاہی باغ کی سیر کے لئے تشریف لیگئے باغ کے پھول جناب کے قدوم میمنت لزوم سے بڑھنے تھے اور شاخ سے جوان کے لئے بمنزلہ محل آنحضرت کی پائے بوسی کے لئے جھکتے تھے آنحضرت نہایت خوش و خورم ہو کر اس باغ ارم میں بیٹھے۔ جناب الٰہی سے آنحضرت پر بدرجہ غایت عنایت ہوئی۔ آنحضرت نے معہ تمام یاروں کے مراقبہ کیا۔ دیر تک مراقبہ میں رہ کر اپنے تمام اصحاب کو جو اس وقت اس باغ میں آنجناب کے نزدیک یا دور بیٹھے تھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے فضل و کرم سے اکمل اولیاء میں داخل فرمایا ہے اور کمال درجے کا اپنا قرب عطا فرمایا ہے۔ ایک شخص ایک تیر کے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے حق میں بھی فرمایا کہ یہ بھی انہیں میں سے ہے یعنی اسے بھی وہی خوشخبری حاصل ہے آنحضرت کے فرمانے سے اس شخص کا لقب "ھذا الرجل منھم" ہو گیا۔ اب وہ اسی نام سے مشہور ہے۔

ذکر در بیان

سال نوزدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

بیان عشرہ مبشرہ کہ حق تعالیٰ بہ بعثت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

باآنحضرت بشارت دادہ اند و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال حضرت سلطان الاولیاء سلطان ہند کی والدہ ماجدہ کے باغ کی سیر کو تشریف لے گئے جو خوبصورتی اور نفاست میں بے نظیر تھا۔ اس باغ کے پھولوں میں آنجناب کے وجود مسعود سے بے اندازہ تر و تازگی اور طراوت و نضارت آگئی۔ گویا باغ ارم پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور باغ بہشت کی برابری کرتے تھے۔ پھول۔ گلزار۔ گلگشت اور لالہ زار جس سے جسم کو فرحت اور آنکھوں کو

Marfat.com

بصارت حاصل ہوتی تھی۔ ان کی آب وتاب سے گل اندام گل جبینوں کے چہرے پر عرق شرم آتا تھا۔ اور نرگس کے رشک سے معشوقوں کی آنکھ بیمار تھی۔ اس کا گل لالہ لالہ عذاروں پر سبقت لے گیا تھا۔ بلکہ اس نے بازار حسرت کو رونق دے رکھی تھی۔ اس کے داغ دل پر محبوب کا خال حسد کرتا تھا۔ بلکہ محبوبوں کے دل کا سویدا اس پر رشک کرتا تھا۔ وہ ایک دانہ سپند ہے۔ اس کا گل نافرمان ناز پرداز نازنینوں کو نافرمانی کی تعلیم کرتا ہے۔ اس کے سمن کو گل اندام کے اندام سے پوری نسبت ہے۔ اور اس کے سرو کو سرو سہی سے پوری مشابہت۔ اس کی سوسن کے رشک سے آسمان نیلگوں لباس پہنے ہوئے ہے۔ اس کے گل شبو کے مقابلہ میں سیارے دندان حسرت نکالے ہوئے ہیں۔ اس کا سورج مکھی آفتاب کو مات کر رہا ہے ؎

ہر برگ گلشن زبس طراوت　　جوشید زجوشش نزاکت

اس کی سنبل نے زلف خورشید کی طرح نظارہ کرنے والوں کو دریائے شوق کی لہروں میں پھنسایا ہوا تھا۔ اور اس کے عشق پیچہ نے عاشقوں کو پیچ وتاب سکھایا ہوا تھا ؎

از جوش بہار ہر طرف گل　　بر دست نہاد ساغر مُل

اس کے چاروں کونوں میں چار تالاب اجسام میں بمنزلہ عناصر مُرتب تھے جو حوض کوثر کی برابری کرتے اور چشمہ تسنیم پر ہنسی اُڑاتے تھے۔ باد صبا اور باد شمال ہر دم ان کی بلائیں لیتی تھیں۔ اگر ان کی لہروں کے سلسلے کو تماشائیوں کی زنجیر پا کہا جائے تو مناسب ہے اور اگر محبوبوں کے گلے کا ہار کہا جائے تو بجا ہے۔ شاید جمال یار کی مجذوب ہیں۔ کہ لہر کی زنجیر ان کے پاؤں میں ہے اور ہر دم جوش کے مارے لبوں پر کف لاتی ہیں۔ چنانچہ کسی نے ان کی تعریف میں کہا ہے کہ ؎

دجلہ را امروز رفتارے عجب مستانہ ؑ　　پائے در زنجیر کف بر لب مگر دیوانہ ؑ

اس کے کنارے کا سبزہ غمزہ معشوقوں کے گھائل شدگان کیلئے بستر راحت ہے۔ اس کے آگے زہرہ جبینوں کے خط نے عاجزی کا خط کھینچا ہوا ہے۔ آنحضرت پر عالم خوشوقتی تھا۔ اسی اثناء میں باخیر وبرکت نزول واقع ہوا۔ حضرت خلیفۃ اللہ

رضی اللہ عنہٗ نے مع تمام یاروں کے مراقبہ کیا۔ دیر بعد سر اٹھا کر نماز عصر ادا کی نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ عین نماز کے وقت مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ جن یاروں نے تیرے پیچھے نماز ادا کی ہے ان میں سے دس کو میں نے بخش دیا ہے میں نے عرض کیا۔ کہ یہاں جس قدر تیرے بندے موجود ہیں سبھی تیری بخشش کے امیدوار ہیں۔ پھر الہام ہوا کہ یہ بشارت بہ تبعیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تجھے عنایت کی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلعم کا عشرہ مبشرہ تھا۔ اسی طرح تیرے دس یاروں کو بھی ہم نے بخش دیا ہے۔ مَیں شکر بجا لایا۔ آنحضرت کے تمام یار اس خوشخبری کو سُنکر شکر الٰہی بجا لائے۔ اور اس عشرہ مبشرہ کو مبارکباد دی۔

اسی سال ایک سوداگر قندھار سے آکر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوا وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتا ہے۔ کہ مَیں جنگل میں اپنے قافلے کے ساتھ جا رہا تھا۔ اچانک مَیں نے ایک مرد خدا کو دیکھا جس کی پیشانی سے انوار ولایت واطوار سعادت نمایاں تھے۔ مجھے کہا۔ کہ اس سے اچھی تجارت کر۔ جس کے حق میں پروردگار نے فرمایا ہے۔ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہیں خرید وفروخت یاد الٰہی سے نہیں روک سکتی۔ مَیں نے پوچھا وہ تجارت کیونکر ہاتھ آتی ہے۔ اس نے کہا حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں جا کر مرید ہو جاؤ کیونکہ وہ قیوم قطب زماں ہیں۔ تا کہ حق تعالیٰ انکی طفیل تجھے اپنے قرب کا انتہائی درجہ عطا فرمائے یہ کہکر وہ غائب ہو گیا مَیں سمجھ گیا کہ وہ رجال الغیب سے تھا۔ اسی رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اولیاء اللہ کی مجلس منعقد ہے۔ صدر مجلس ایک بزرگ ہے جس کے سامنے تمام دست بستہ بیٹھے ہیں۔ مَیں نے ایک سے پوچھا یہ کون ہیں۔ اچانک وہ شخص نمودار ہوا جس نے مجھے نصیحت کی تھی۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ یہ تمام اولیائے وقت ہیں۔ اور صدر جلسہ حضرت شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ پھر وہ عزیز مجھے لا کر مرید کرا گیا۔ جب مَیں بیدار ہوا۔ تو آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو ٹھیک وہی شکل وصورت تھی جو مَیں نے خواب میں دیکھی تھی۔ مَیں جان ودل سے معتقد ہو کر مرید بنا۔

ذکر در بیان

سال بستم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ وبیان خلافت دادن صوفی فرمان را فرستادن او را بہ کابل وپارۂ بیان احوال خواجہ محمد امین

اس سال صوفی فرمان جو شیخ محمد عابد سے اُتر کر آنحضرت کے تمام خلفاء سے افضل تھے خلافت دیکر کابل بھیجا وہاں کے لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا اور اس قدر مائل ومعتقد اور مرید ہوئے۔ کہ وہاں کے موجودہ مشائخ نے بڑا حسد کیا۔ کیونکہ ان کے تمام مرید صوفی صاحب کے مرید ہو گئے۔ ایک روز وہاں کے مشائخ آپ کے معترض ہوئے کہ تم نے ہمارے مریدوں کو کیوں اپنا مرید کر لیا ہے۔ صوفی صاحب نے نہایت غصے ہو کر فرمایا کہ تم ان بیچاروں کی راہزنی کرتے ہو۔ تم انہیں راہ خدا پر آنے نہیں دیتے۔ اُنہوں نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہے کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ اور تم صاحب کمال ہو۔ صوفی صاحب نے فرمایا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ آزمائش کر لو۔ سب نے اس بات کو قبول کیا۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک شخص ڈھکا ہوا دسترخوان لایا صوفی صاحب نے پوچھا بتاؤ اس میں کیا ہے پھر صوفی صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا ہمارے تمہارے امتحان کے لئے یہی کافی ہے بتاؤ اس میں کیا کیا چیز ہے۔ صوفی صاحب نے کشف باطنی سے معلوم کر کے ساری چیزیں بتا دیں۔ وہ شرمندے ہو کر اٹھ گئے۔

اس سال خواجہ محمد امین کو جن کا حال پہلے بھی کچھ لکھا گیا ہے۔ آنحضرت نے خلافت دیکر کابل کے گرد ونواح میں بھیجا۔ وہاں جب قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ تو خودی اور تکبر میں آ کر خیال کیا۔ کہ جو قوت ارشاد مجھے حاصل ہے۔ اسے آنحضرت لینا بھی چاہیں تو نہیں لے سکتے۔ آنجناب بنور باطن اس کے اس خیال سے آگاہ ہو کر اس سے ناراض ہو گئے۔ جب خواجہ نے اپنے باطن میں بے مزگی دیکھی۔ تو بے قرار ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ چونکہ آنحضرت ناراض تھے اسواسطے پرواہ نہ کی۔ خواجہ صاحب کی باطنی بدمزگی اور بھی زیادہ ہو گئی۔ اس لئے روتے

Marfat.com

اور واویلا کرتے پھرتے تھے کہ میں اب لاعلاج ہوں۔ پھر واپس وطن گئے۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے نیاز کو بھی قبول نہ فرمایا۔ ایک ہفتہ گذرا تھا۔ کہ یہ خبر کابل میں پہنچ گئی کہ خواجہ صاحب سے قطب وقت ناراض ہیں۔ یہ سنکر خواجہ صاحب کے معتقد منحرف ہو گئے ع

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

ابھی خواجہ صاحب آدھی راہ طے کر چکے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر سنی گھبرا کر پھر درگاہ عرش اشتباہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس طرح کی عاجزی کی۔ کہ آنحضرت کو بھی آپ کی نامرادی اور حالت زار پر رحم آیا۔ پھر آپ کے حق میں عنایت فرمائی اور توجہ دیکر بحال کیا۔ لیکن قوت ارشاد لے لی۔ پھر خواجہ صاحب سے ارشاد نہ ہوسکا اور نہ ہی پہلی طرح کا استقلال باطنی نصیب ہوا۔

ذکر در بیان

سال بست ویکم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ بیان اصحاب مطر و ذکر جنگ کردن مبارز خان و نظام الملک و استمداد و توجہ خواستن نظام الملک از آنحضرت و بشارت دادن آنجناب اورا بآں شہادت مبارز خاں وقضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ کی دعوت خواجہ ضیاء اللہ کشمیری الملقب بہ حسن دین نے کی اور اپنے گھر لے گیا۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی دعوت کو قبول کرکے اس کے گھر تشریف لیگئے کھانا کھانے سے فارغ ہو کر تفریح کے لئے چھت پر تشریف لے گئے اسی اثناء میں نماز کا وقت ہوا۔ ہمراہیوں نے وضو کر لیا۔ تو اس کثرت سے مینہ برسنا شروع ہوا کہ چھت سے اُترنے کی مہلت نہ ملی۔ آنحضرت نے عین بارش میں تمام ہمراہیوں سمیت نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ میں نے عین نماز کے وقت جناب الٰہی میں عرض کیا تھا۔ کہ آدمیوں کے کپڑے بھیگ گئے ہیں۔ اور بہ سبب ارش

نماز میں مطلوبہ احتیاط نہیں ہوسکی کیونکر نماز قبول ہو گی۔ اتنے میں الہام ہوا۔ کہ میں نے ان کی نماز کو قبول کر لیا ہے۔ جو شخص اس نماز میں تمہارا شریک تھا اسے بھی بخش دیا یہ تمام میری بارگاہ کے مقربوں کے صدر نشین ہیں۔ اصحاب مطر ستائیس۲۷ آدمی تھے۔ جو سب کے سب آنحضرت کے مشہور خلفاء تھے۔

اسی سال نظام الملک نے مبارز خاں پر فتح حاصل کرنے کے لئے مدد کی درخواست آنحضرت کی خدمت میں کی۔ اس کی اصلیت یہ ہے کہ جب بادشاہ عیش وعشرت اور فسق وفجور میں مشغول ہوگیا۔ اور امور سلطنت کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور تمام ممالک محروسہ ہند میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ بادشاہی ضبط اٹھ گیا تھا اور سلطنت کا خوف ورعب رعایا پر سے اُٹھ گیا تھا تو نظام الملک جو عالمگیر اورنگزیب کا تربیت کردہ تھا اور عقلمندی اور دانائی میں بے نظیر تھا۔ ہر روز بادشاہ کو وعظ ونصیحت کرتا لیکن بادشاہ کے کان پر جوں بھی نہ چلتی بلکہ اُلٹا ہنسی اڑاتا نظام الملک نے اس بات سے ناراض ہو کر شکار کے بہانے دکن کی راہ لی۔ بادشاہ نے اس کے بلا اجازت چلے جانے پر ناراض ہوکر امیروں سے مشورہ کیا۔ اور اس کی بیخکنی کرنی چاہی لیکن اس کے رعب کے مارے کسی امیر کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا۔ کہ اس مہم کا بیڑا اُٹھائے۔ مبارز خاں کے بیٹے عبد المعبود خاں نے جس کا باپ حیدر آباد کا حاکم اور بہادری اور دلیری میں شہرہ آفاق تھا کہا۔ کہ میرا باپ نظام الملک کا مقابلہ کریگا اور اس کی مہم کے لئے کافی ہوگا اور اس کا قلع وقمع کریگا۔ بادشاہ نے تمام دکن کی حکمرانی اس کے نام لکھ قطعی حکم دیا کہ نظام الملک کو دریائے نربدہ سے پار نہ ہونے دینا۔ اور دکن کی سرحد میں داخل نہ ہونے دینا۔ مبارز خاں حیدر آباد سے چل کر اورنگ آباد میں آیا۔ اتنے میں نظام الملک نے دریائے نربدا سے گزر کر ملک دکن میں خیمے نصب کر لئے۔ مبارز خاں نے اسے پیغام بھیجا کہ تو میرے ملک میں کیوں داخل ہوا ہے۔ تو میں قدیمی آشنا ہیں۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اپنی راہ لے اور اس ملک سے اپنی جان سلامت لے جا۔ ورنہ بزور شمشیر تجھے نکال دونگا نظام الملک نے اس کے جواب میں یہ خط "ہمارے اور تمہارے درمیان قدیم سے دوستانہ حقوق چلے آتے ہیں۔ جو اخلاص مجھے آپ سے حاصل ہے وہ کسی اور سے نہیں۔

اسی طرح آپ بھی میرے مخلص ہیں لیکن افسوس ہے کہ اب وہ محبت دشمنی سے بدل رہی ہے۔ اور اتفاق نفاق کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ آؤ ملک دکن کو باہمی تقسیم کر لیں۔ آپ بادشاہ کے کہنے پر نہ جائیں۔ کیونکہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے وہ بیوقوف اور بے عقل ہو رہا ہے۔ وہ امور سلطنت کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دیتا۔ میں نے اسے بہتیرا سمجھایا بجھایا لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ بلکہ اُلٹی مجھ پر ہی ہنسی اُڑائی۔ اس واسطے میں وہاں سے کنارہ کش ہو آیا ہوں۔ آپ بھی آخر کار بادشاہ کی ناشائستہ حرکات سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور میرے ساتھ جو دشمنی کرنے لگے ہو اس کے بارے میں بعد میں پچھتاؤ گے لیکن پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال سے باز آجائیں،، معہ تحائف وحلوے اور میوہ جات ایلچی کے ہاتھ مبارز خاں کے پاس بھیجا۔ مبارز خاں نے اس کی بھیجی ہوئی چیزوں کو دریا میں پھینکوا دیا اور نظام الملک کو پیغام بھیجا کہ میں تجھے حقیقی بھائی سے بھی بہتر جانتا تھا اور تمام کاموں میں تیرا شریک تھا لیکن کیا کروں اولوالامر کی مخالفت نہیں کر سکتا اور اپنے ولی نعمت کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ مناسب یہی ہے کہ یا واپس چلے جاؤ یا آمادۂ جنگ ہو جاؤ۔ نظام الملک نے صلح کی درخواست بھی کی لیکن اس نے صلح کو منظور نہ کیا۔ اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔ جب لڑائی کا دن مقرر ہو گیا، تو نظام الملک اور مغل اور تورانی بسبب مبارز خاں کی دلیری اور بہادری کے ڈرنے لگے۔ نظام الملک نے ایک عرضی درباره توجہ باطنی بغرض فتح ونصرت حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں آنحضرت کے خلیفہ صوفی ابوالحسن کی وساطت سے بھیجی۔ شاہجہان آباد میں جس قدر مغل رہتے تھے سب نے آنحضرت کی خدمت میں فتح ونصرت کی درخواست کی۔ چونکہ آنحضرت طرفین کے جنگ سے خوش نہ تھے کیونکہ مبارز خاں ایک متقی پرہیز گار اور خدا دوست آدمی تھا اس لئے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے صلح کر لو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ نظام الملک نے صلح کے لئے بدرجہ غایت کوشش کی ہے لیکن مبارز خان کسی طرح بھی صلح نہیں کرتا۔ آخر آنحضرت نے متوجہ ہونے کے بعد فرمایا کہ انجام کار نظام الملک فتح پائیگا۔ اور مبارز خاں شہید ہو جائیگا لیکن اس شہادت سے ملول ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے مرا او ز مغل

اور نظام الملک کے رشتہ دار جو شاہجہان آباد میں تھے۔ آنحضرت کی خدمت میں نظام الملک کی فتح کے لئے ملتجی ہوتے۔ انہیں دنوں ایک روز عبدالمعبود خان ولد مبارز خاں نے میرے والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے باپ کی فتح کے لئے استخارہ کریں جب آنجناب متوجہ ہوئے تو مبارز خاں کا شہید ہونا ظاہر ہوا۔ اسی وقت اپنے بڑے بیٹے شیخ محمد احسن کو بتا دیا لیکن اس کی دل شکنی کی وجہ سے اس پر ظاہر نہ کیا۔ صرف اتنا فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ تمہارے باپ کا انجام بخیر کرے۔ القصہ جب دونو کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ تو عالمگیر رومی خورشید شعاع سطوت سے اورنگ خاور پر نمودار ہوا اور شاہ شام سپاہ بیجان اور شکست خوردہ کو لیکر گوشہ مغرب میں جا گھسا ؎

نمودار شد فوج بہر نبرد — برآمد ز گردون گردندہ گرد

ازاں سو مبارز خانِ دلیر — بغرید در رزم چوں نرہ شیر

بغرید نقارہ بر پشتِ پیل — ز نجش شدہ خشک لب رودِ نیل

برآمد غریو از چشم ہفت جوش — ملک مضطرب شد فلک در خموش

بجوشید مغز دلیرانِ جنگ — برآمد بہر جانب شور و شنگ

چو بستند شمشیرہا بر کمر — کہ سازند عدو را چو شق القمر

کہتے ہیں بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ دونو طرف کے بہادروں نے بدرجہ غایت کوشش کی شجاعت اور بہادری سے شیر مست کی طرح پھرتے تھے اور زبان سے نعرے مارتے تھے۔ اور ہاتھ سے تلوار چلاتے تھے۔ طرفین کے ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے ؎

روا رو در آمد ز راہِ نبرد — ہزاہز در آمد بمردانِ مرد

سیاست در آمد بگردن زنی — ز چشم جہاں دور شد روشنی

نمودند بسیار مردانگی — ہم از زیرکی ہم ز دیوانگی

چو خانِ مبارز در آمد بجوش — برآورد آواز فرخ سروش

کہ اے جنگجویانِ غیرت نہاد — درِ مرگ بر خویشتن کرد باز

چو امروز پیش آمدہ روزِ جنگ — نظر کردہ باید بناموس و ننگ

Marfat.com

دلیرانِ جنگی و گردن فراز | ہمہ شیر گردوں ہمہ رزم ساز
زہر چار جانب فراہم شدند | پئے ننگ و ناموس باہم شدند
چناں خواست گرد از سم ہر طرف | زمیں شش شد و آسماں گشت ہف
کماں ہا کہ بودند در گوشہا | چو حیلہ نشینانِ بے توشہا
زسر ہائے کشتہ جہاں زیر بود | کہ چوں ہندوانہ بہ فالیز بود

لڑائی کی آگ کچھ اس قسم کی بھڑکی۔ کہ اس سے پہلے چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ گویا رستم و اسفندیار کی جنگ کا نمونہ تھی مبارز خاں کا لشکر نظام الملک کے لشکر پر غالب آیا اور ہزاروں نامور اور مشہور آدمی کام آئے۔ نظام الملک کے لشکر کی حالت نہایت خستہ ہوگئی قریب تھا کہ ان کے سپہ سالار کو نقصان عظیم پہنچے۔ نظام الملک نے یہ حالت دیکھ گھبرا کر آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اِتنے میں مبارز خاں کو گولی لگی جس سے اس کا کام تمام ہوگیا۔ جہان نے اس کی شہادت کا افسوس کیا۔ اس کی موت سے بہادری اور دلیری دنیا سے جاتی رہی۔ اگر رستم اور افراسیاب اس وقت ہوتے۔ تو اس کے غلام بن جاتے۔ اس کی بہادری اور دلیری ہندوستان بھر میں ضرب المثل ہوگئی تھی۔ کہتے ہیں پچپن ہزار آدمی اس میدان میں کام آئے۔ اور اتنی بڑے بڑے امیر جو ہاتھیوں پر سوار ہوا کرتے تھے۔ قتل ہوئے۔ سات ہاتھی مارے گئے نظام الملک نے مبارز خاں کے باقی لڑکوں کو دلاسا اور تسلی دی اور اسی فتح کا شکرانہ جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا ادا کیا۔ اور تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے۔ آنحضرت نے مبارز خاں کی شہادت پر بڑا افسوس کیا۔ اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔

اسی سال بدخشاں کے رئیس خواجہ خلیل اللہ بدخشی کے فرزند خواجہ عزیز اللہ بدخشی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ مجھے فرماتے ہیں۔ کہ تم ہندوستان جاؤ اور قطب الاقطاب اور قیوم روزگار حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے توجہ باطنی اور دعا کے لئے التماس کرو۔ بعد از آں اگر ہماری خانقاہ کو روشن کرنا آپ کا یہ فرمانا تھا

Marfat.com

کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک نورانی شکل آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے نور سے تمام جہان منور ہو رہا تھا۔ ہزاروں نورانی آدمی اس تخت کے گرد ہوا میں دست بستہ کھڑے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے باآواز بلند کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زماں رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور باقی کے اولیائے امت ہیں۔ جو اس بزرگ کا مرید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دوستوں میں داخل کریگا۔ اور جو اس کی اطاعت نہ کریگا غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا یہ خواب دیکھنے کے بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ اور جو صورت آنحضرت کی خواب میں دیکھی تھی۔ وہ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ آنحضرت کی خدمت سے جو کچھ حاصل ہوا سو ہوا۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آنحضرت کا طریقہ یہ تھا کہ سارا دن اور ساری رات باغ میں رہتے۔ کبھی دو دن اور دو راتیں بھی گذر جاتیں۔ ایک رات آنحضرت باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک جنازہ اس باغ کے پاس سے گذرا۔ آنحضرت نے غائبانہ دیر تک فاتحہ کہکر لوگوں کو فرمایا کہ میں اس میت کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ سخت عذاب میں گرفتار ہے۔ جب اس کے اعمال کی طرف دیکھا تو تمام گناہ ہی گناہ تھے نیکی ایک بھی نہ تھی۔ لیکن ایمان کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اس کی بخشش کے لئے میں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی۔ اور حد سے زیادہ دعا اور توجہ کی۔ تب کہیں پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے اُسے بخشا۔ اور اپنی رحمت میں مستغرق کیا بعد ازاں فرمایا کہ میں نے ایسا عذاب آجتک کسی کو ہوتے نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں اس سے کیسا گناہ صادر ہوا۔ جب دن چڑھا تو ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ وہ جنازہ ایک رنڈی کا تھا۔ جو فاحشہ بھی تھی۔

اسی سال آنحضرت کا مرید صفدر شاہ قتل ہوا۔ چونکہ قاتل بھی آنحضرت کے مرید ہی تھے۔ اور دونو خوب لڑے اور زخمی ہوئے تھے اور قریب المرگ تھے۔ اسواسطے آنحضرت نے کچھ نہ فرمایا البتہ صفدر شاہ کے لئے افسوس کیا اور اسکی بخشش کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ صفدر شاہ اپنی قوم میں مستثنیٰ تھا۔ اسے جنت

میں بھی بلند درجہ عطا ہوا ہے۔

ذکر در بیان

سال بست و دوم از قیومیت آنحضرت رضی اللہ عنہ و بیان واقع
کہ دریں سال بہ وقوع آمدہ و بیان جنگ عاملان بہ سرہند و فتح
یافتن عامل منصوب بر عامل معزول از توجہ آنحضرت رضی اللہ عنہ۔

آنجناب کے فدوی عثمان یار خان کے دل میں تمنا تھی۔ کہ کسی طرح سرہند کا حاکم ہو جائے لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے اس کی پیش نہ جاتی تھی۔ یہ خواہش آنحضرت کی خدمت میں ظاہر کی۔ آنحضرت نے ازراہ عنایت خوشخبری دی۔ کہ عنقریب ہی تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اسی اثناء میں ایک اور شخص نے ارکان سلطنت کو بہت سا روپیہ بطور رشوت دیکر سرہند کی حکمرانی اپنے نام کرا لی۔ خان مذکور یہ حالت دیکھ کر کڑھا اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نہایت منت و سماجت کی۔ آنحضرت نے پھر متوجہ ہو کر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو کہ جو فرمان اس کے واسطے لکھا گیا ہے وہ تمہیں ملے گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا کہ آنجناب کی توجہ سے صبح وہ منشور جو دوسرے کے لئے لکھا گیا تھا۔ اس میں سے اس کا نام مٹا کر عثمان یار خان کا نام لکھ دیا۔ خان مذکور خوش و خورم ہو کر اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجا لایا۔ آنحضرت نے اسے اپنے سر مبارک کا ٹپکا مرحمت کر کے سرہند رخصت کیا حاکم معزول ازراہ کوتاہ اندیشی و غرور بارہ ہزار فوج لیکر لڑائی کے لئے تیار ہوا عثمان یار خان تین ہزار سوار لیکر توکل برخدا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر بموجب آیہ کریمہ "کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ" اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسا اوقات تھوڑا لشکر زیادہ لشکر پر غالب آتا ہے، مخالفوں پر حملہ آور ہوا ہے۔

سپاہ از دو سو درخروش آمدند	دو دریائے آتش بجوش آمدند
برآمد زنقارہا طمطراق	برآواز گردید آں نہ رواق
بہ غریدن نوبتہائے کلاں	بہ جنبش درآمد زمین و زماں

تفنگ بر تفنگ سر بسر سبز شد تن دشمناں ہمچو کفگیر شد
قشا قاش پیکان جوشن شکن زرہ کردہ بر جسم مرداں کفن
چکا چاک شمشیر در کارزار بر آورد از مغز دشمن دمار

آخر کار صف شکن اور روئیں تن خان تہور ذاتی اور استعداد معنوی سے پولاد کو چبانے والے جوانوں سمیت لڑنے لگا۔ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ قریب تھا کہ عثمان بابر خان کے لشکر فیروزی اثر کو نقصان عظیم پہنچے۔ کہ خان مذکور نے نہایت عاجزی سے آنحضرت کے باطن کی طرف توجہ کی۔ اور آنحضرت کا عمامہ دشمنوں کو دکھایا جس کے دکھاتے ہی دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کے مخلص کو فتح ہوئی۔ خان مذکور نے معبود حقیقی کی بارگاہ پر جبین نیاز گھسی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے بطور شکرانہ بھیجے۔

اسی سال آنحضرت کے ہاں تیسرا فرزند پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت نے شیخ محمد رکھا۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا تو نہایت صاحب کمال ہوگا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد فوت ہوگیا آنجناب کو اس کی موت کا بڑا غم ہوا۔

ذکر در بیان

سال بست وسوم از قیومیت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ وبیان طلب کردن دعا ذکریا خان والئے لاہور برائے فتح قلعہ کوہ جموں از آنحضرت

اس سال ذکریا خان نے قلعہ جموں کی فتح کے لئے آنحضرت کی خدمت میں عرضی لکھی۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ ذکریا خاں لاہور کا حاکم تھا اور اس کا باپ حاکم ملتان تھا۔ دونو نے متفق ہوکر ان مفسدوں کی بیخکنی کے لئے حملہ کیا۔ جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے اور علاقہ لاہور کو تاخت وتاراج کیا کرتے تھے۔ وہ لٹیرے پہاڑ کی چوٹیوں کے قلعوں میں گھس گئے۔ یہ قلعے نہایت مضبوط اور بلند تھے۔ ان تک پہنچنے کی راہ بھی نہایت دشوار گذار تھی۔ سب سامان ٹھیک ٹھاک کر کے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ ان قلعوں کی راہ اس قسم کی تھی کہ اگر اوپر سے پتھر بھی پھینکیں

Marfat.com

تو بھی کئی ہزار آدمیوں کو ہلاک کر سکتے تھے۔ اس واسطے کوئی امیر یا بادشاہ ان کے حال کا متعرض نہ ہوتا تھا۔ جب ان دونو باپ بیٹوں نے ان کی بیخ کنی کرنی چاہی۔ تو پہلے جناب قیومیت مآب کی خدمت میں عرضی بھیجکر دعائے فتح کی درخواست کی آنحضرت نے توجہ کے بعد خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح ہوگی۔ ذکریا خاں آنحضرت کی فیض اشارت بشارت کے بموجب اس طرف روانہ ہوا اور اپنے چند معتبروں کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ ہر رات دعائے فتح کے لئے عرض کرتے رہیں۔ جب ذکریا خان دامن کوہ میں پہنچا۔ تو اس کا باپ بھی ملتان سے چل کر آملا۔ دونو باپ بیٹوں نے پہاڑ پر چڑھنا چاہا۔ جب تھوڑا سا رستہ طے کر چکے تو مخالفوں کو پتہ لگ گیا۔ انہوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا۔ لڑائی بڑی سخت ہوئی چونکہ انہیں پہاڑی لڑائی کی مہارت نہ تھی۔ اسواسطے ان کی فوج کا اکثر حصہ ضائع ہوا کئی ہزار آدمی مارے گئے۔ دونو نے کئی مرتبہ حملہ کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ان حملوں سے ان کی باقی فوج بھی کمزور ہوگئی۔ آنحضرت نے ان کی فوج کی طرف توجہ کی اور جو لوگ ذکریا خاں نے آنحضرت کی خدمت میں دعائے فتح کی یاددہانی کے لئے چھوڑے تھے انہیں فرمایا۔ کہ فلاں فلاں شخص قتل ہوگیا اور فلاں فلاں زخمی ہے چونکہ اس لشکر میں آنحضرت کے بہت سے مرید تھے۔ اسواسطے ان کی طرف زیادہ متوجہ تھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ بس سختی گذر گئی آیندہ نقصان نہیں ہوگا۔ اسی اثناء میں ذکریا خاں کی عرضی دربارہ استمداد پہنچی۔ آنحضرت نے تسلی کر بھیجی کہ خاطر جمع رکھو عنقریب ہی فتح نصیب ہوگی۔ پھر حملہ کرو اس دفعہ قلعے والے گرفتار ہو جائیں گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ اس دفعہ جب حملہ کیا تو سارے قلعے فتح ہوگئے اور بائیس راجے گرفتار ہوئے۔ ان کی اکثر فوج تہ تیغ ہوئی۔ ذکریا خاں انتظام کے لئے کچھ فوج وہاں چھوڑ خود لاہور آیا اور آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے بھیجے۔ جب لشکری آدمی لڑائی کے بعد واپس آئے۔ تو انہوں نے جنگ کی وہی کیفیت بیان کی جو آنحضرت نے اس سے پہلے بیان فرمائی تھی

ذکر دربیان

سال بست و چہارم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

عرضداشت کردن والیٔ کاشغر بخدمت آنحضرت وبیان قضایا
کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال کاشغر کا ایک امیر حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا باعث یوں بیان کرتا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی بڑا اور روشن دریا ہے جس کی روشنی سے تمام جنگل منور ہو رہا ہے۔ اور ہزاروں آدمی اس دریا سے پانی پیتے اور نہاتے ہیں۔ پانی پینے اور نہانے سے انکے چہرے روشن اور خوش شکل وخوبصورت ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا حسن آفتاب کی طرح چمکتا ہے۔ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ دریا قطب جہاں اور قیوم زماں کا باطن ہے اے بندگانِ خدا! آؤ۔ قطب وقت کے باطنی دریا سے سیراب ہو لو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور اپنے مقربوں میں داخل کر لیگا۔ اسی اثناء میں ایک عزیز کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور یہ دریا اس کے تخت تلے سے جوش مار کر نکل رہا ہے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ اور شاہجہاں آباد میں رہتے ہیں۔ جب میں جاگا۔ تو ہند کے سفر کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اپنے بادشاہ سے رخصت مانگی۔ بادشاہ مجھ پر نہایت مہربان تھا اور سلطنت کے اکثر کام میرے متعلق تھے۔ مجھے اجازت نہ دی۔ میں نے اپنا خواب سربسر بیان کیا۔ وہ بھی سنکر متعجب سا رہ گیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تو نے ایسا خواب دیکھا ہے تو جا اور میرے لئے بھی دعا کے واسطے التماس کرنا۔ اسی رات بادشاہ نے بھی خواب میں دیکھا کہ ایک شخص باواز بلند کہتا ہے کہ شیخ محمد زبیر اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ جو شخص ان کا مرید ہو گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دیگا۔ اور دین و دنیا میں اسے معزز کریگا۔ دوسرے دن بادشاہ نے مجھے بلاکر اپنا خواب بیان کیا پھر اپنے حالات کی ایک عرضی معہ تحف وہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ اور مجھے رخصت کیا۔ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا اور اپنے بادشاہ کے تحفے اور ہدیئے نذر کئے۔ آنحضرت نے والئے کاشغر کے حق میں دعائے خیر کی اور تحائف وہدایا کو قبول فرمایا۔

اسی سال حاجی امان بدخشی جو عزیز زمانہ تھے حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت

میں مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولف رح) سے یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ تم جاکر ان کے مرید ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کس شہر میں رہتے ہیں۔ فرمایا۔ شاہجہاں آباد میں۔ میں آنجناب کے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

اسی سال وزیر ہند کی بیوی ولائتی بیگم جو صالح زمانہ تھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی مریدہ بنی وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتی ہے۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ شیخ محمد زبیر جو قطب الاقطاب اور میرا نائب کامل ہے اس کی خدمت میں جاکر مرید ہو۔ دوسرے دن میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئی۔

اسی سال ایک شخص کابل سے ہند میں آیا۔ جو اپنی سرگذشت یوں بیان کرتا ہے۔ جب دریائے چناب کے قریب پہنچا تو ایک جنگل میں مجھے رات ہو گئی۔ ایک درخت تلے بیٹھ گیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا۔ تو بہت سے نورانی چہرے والے آدمی ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ ایک نے کہا یہ چشت کے رئیس ہیں لیکن وہ سبھی کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک نورانی شکل عزیز گھوڑے پر سوار نمودار ہوا جس کے نور سے تمام زمین و آسمان روشن ہو رہے تھے۔ تمام بزرگان چشت اس کا ادب بجا لائے۔ اور پیادہ پا اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ اس نے کہا یہ عزیز شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ قطب وقت ہیں اور شاہجہاں آباد کے محلہ مغل پورہ میں رہتے ہیں۔ یہ معاملہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ جب شاہجہاں آباد پہنچا اور حضرت خلیفۃ اللہ کی زیارت کی۔ تو جو صورت میں نے جنگل میں دیکھی تھی بعینہ ویسی صورت تھی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء جنگل کی سیر کو تشریف لے گئے جب شہر سے باہر آئے تو بیری کے چند درخت دیکھ کر ان کے تلے بیٹھ گئے اور مراقبہ کرنے لگے۔ دیر تک مراقبہ میں رہکر لوگوں کو فرمایا کہ میں نے اس درخت سدرہ پر

Marfat.com

نور الٰہی دیکھا تھا اسواسطے اس کے تلے بیٹھ گیا۔ اس وقت باخیر وبرکت نزول واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت بدرجہ غایت مجھ پر ہوئی۔ اور مجھے الہام ہوا کہ تجھے مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ۔ اور حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ تمام رات اسی درخت تلے انوار وبرکات الٰہی میں مستغرق رہے۔ اتفاق سے اُسی رات آنحضرت کے ایک رفیق کی گائے گم ہوگئی۔ اس نے آنحضرت سے التجا کی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تیری گائے کہیں نہیں جائے گی۔ تلاش کر۔ یہیں ہوگی۔ بہتیری تلاش کی مشعلیں لیکر تمام جنگل ڈھونڈ مارا لیکن گائے نہ ملی۔ جب صبح ہوئی۔ تو پھر گائے کا مالک آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت نے پھر فرمایا کہ گائے تمہاری کہیں نہیں گئی۔ یہ دیکھو فلاں درخت تلے کھڑی ہے۔ جاؤ جا کر لے آؤ۔ جب گیا تو اسی درخت تلے کھڑی تھی۔ سب کو یقین ہوگیا۔ کہ گائے آنحضرت کے تصرف سے واپس آئی۔ کیونکہ ساری رات ہم جنگل میں تلاش کرتے رہے ہیں۔ کہیں پتہ نہ تھا۔ بعد ازاں آنحضرت اس بیری تلے سے اُٹھ کر بادشاہ کی والدہ کے باغ تک تشریف لائے۔ آنحضرت کی یہ عادت تھی۔ کہ جہاں کہیں تشریف لیجاتے سارا دن وہاں رہتے۔ آدھی رات کو گھر تشریف فرما ہوتے۔

اسی سال مولوی عبد الحکیم قصوری نے جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے اور آنحضرت کے مخلص ومعتقد تھے۔ آنحضرت کی دعوت کی۔ سارا دن وہاں گذار کر آدھی رات کے وقت وہاں سے اُٹھے۔ میرے (مؤلف رح) بڑے بھائی شیخ محمد محسن فرماتے ہیں۔ کہ میں اس رات آنجناب کے ساتھ تھا۔ آنحضرت کی سواری کے سامنے سے بہت سے لوگ شور وواویلا مچاتے آرہے تھے۔ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ فیلبان ہیں۔ اور ان کے پیچھے ایک مست ہاتھی چلا آرہا ہے۔ بادشاہ نے اس ہاتھی کو منگایا تھا۔ مستی کے سبب وہ دن کے وقت نہیں آسکتا تھا اسواسطے رات کو لا رہے تھے۔ بلکہ رات کو بھی چند ایک آدمی جو مکانوں پر سوتے تھے اس نے پکڑ کر ہلاک کر دیئے ہیں۔ مہاوتوں نے گذارش کی کہ اگر آنحضرت کی سواری ایک گھڑی کے لئے ایک طرف کو ہو جائے۔ اور کسی کوچے میں کھڑی ہو جائے تو بہتر ہے

Marfat.com

تاکہ ہاتھی گذر جائے۔ لیکن آنحضرت نے منظور نہ فرمایا۔ دوسرے آدمیوں نے بتیرا عرض کیا لیکن بے سود۔ جب چند قدم آگے بڑھے تو ہاتھی کے پاؤں کی زنجیروں کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اب تو ہاتھی دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس پر مہاوت نہیں۔ لوگ ڈر گئے اور ہاتھی آنحضرت کی سواری کے مقابل آکھڑا ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ٹھیرو مت۔ لوگوں نے عرض کیا رستہ بہت تنگ ہے۔ ایک آدمی سے زیادہ نہیں گذر سکتا۔ پہلے بذات خود اپنا گھوڑا ہاتھی کے سامنے سے گذارا۔ پھر پیدل سوار ہاتھی کے پاس سے ہوکر گذر گئے بلکہ بعض اس کے پیٹ تلے سے ہوکر گذرے ہاتھی پتھر کی مورت کی طرح کھڑا رہا۔ لوگ اس کے پاؤں اور سونڈ پر ہاتھ مارتے تھے لیکن وہ ہلتا بھی نہ تھا۔ جب آنحضرت کی سواری کے سارے آدمی گذر چکے تو پھر وہ ہاتھی روانہ ہوا۔ پھر اپنی شرارت کرنے لگا۔ جو آدمی دوکانوں پر سوئے ہوئے تھے انکو گھسیٹ کر پاؤں میں روندتا جاتا تھا۔ لیکن آنحضرت کے حضور میں اس کی ساری مستی زائل ہوگئی تھی۔ اور لومڑی کی طرح عاجز ہوگیا تھا۔

ذکر دربیان

سال بست و پنجم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ عرضداشت فرستادن شاہ چترال بجناب قیومیت و در بیان واقعات دیگر کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال شاہ چترال نے ایک عرضی مشتمل بر عجز و نیاز اور ارادت اور طلب خلیفہ آنحضرت کی خدمت میں بھیجی اس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ شاہ چترال نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت اور قطبیت کے اوصاف بکثرت سنے تھے۔ اس لئے آنحضرت کا نہایت معتقد اور مخلص تھا۔ جو شخص ہند سے آتا اسی سے آنحضرت کے حالات پوچھتا۔ اور اس کی خاطر تواضع کرتا۔ ایک رات شاہ چترال نے خواب میں دیکھا کہ ایک باغ میں سرخ یاقوت کا ایک نہایت عالیشان محل بنا ہوا ہے جس کے گرداگرد ہزارہا اولیاء دست بستہ کھڑے ہیں۔ اس محل کے اوپر ایک مرد خدا بیٹھا ہے اور ایک شخص بآواز بلند کہتا ہے۔ کہ یہ عزیز جو محل پر ہے۔ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

قطب جہاں وقیوم زماں ہے۔ جو شخص اس کا مرید ہوگا۔ دین و دنیا میں اسکی بہتری ہوگی۔ اور جو اس کی قطبیت وقیومیت کا انکار کریگا۔ وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا اے بندگانِ خدا! اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کے مرید ہو جاؤ۔ تاکہ حق تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے۔ اسی اثناء میں چاروں طرف سے آواز آئی۔ کہ ہم اس شخص کی قطبیت وقیومیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے حلقہ بگوش غلام ہیں۔ شاہ چترال یہ خواب دیکھ کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا بہت ہی معتقد اور مخلص ہو گیا۔ اور اس مضمون کی ایک عرضی آنحضرت کی خدمت میں بھیجی کہ ہم مدت سے آنجناب کے دیدار فائض الانوار کے آرزو مند ہیں لیکن بعض مواقعات کی وجہ سے حاضر خدمت نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ جناب اپنے مریدوں میں داخل فرمائیں گے اور اپنے ایک خلیفہ کو اس ملک میں بھیجیں گے۔ تاکہ ہم اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور دریائے ضلالت سے نجات پاکر ساحل ہدایت پر پہنچیں۔ اس مضمون کی عرضی معہ تحف وہدایا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی تو آنحضرت نے تحائف وہدایا قبول فرماکر اس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور خلیفہ لعل کو چترال بھیجا۔ شاہ چترال نے معہ اُمراء و فوج اس کا استقبال کیا اور اس کا مرید ہوا۔

اسی سال صوفی نور محمد سفید پوش آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث مجھ (مؤلف رح) سے یہ بیان کیا کہ ایک رات میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں۔ اور اس خطبہ میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان فرماتے ہیں! اور لوگوں کو آنحضرت کی ارادت کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اے بندگانِ خدا! اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمت عظمےٰ عنایت فرمائی ہے کہ تمہارے درمیان شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو جو پروردگار کا نائب اتم اور محبوب کردگار کا خلیفہ اعظم ہے مبعوث کیا ہے۔ وہ مجدد الف ثانی۔ عروۃ الوثقیٰ اور حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما کی طرح اس امت کے تمام اولیاء سے افضل ہے۔ دوڑو اس کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن جاؤ جس قدر ہو سکے اس سے کمالاتِ الٰہی حاصل کرو۔ کیونکہ بعد میں پچتاؤ گے اس وقت کا

پہچانا مفید نہیں ہو گا۔ یہ خواب دیکھکر میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا جو کچھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ واقعی اسی طرح حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پایا۔

اسی سال حاجی سعادت اللہ جو صالح وقت تھا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔اس نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مؤلف رح) سے یہ بیان کیا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر تمام اولیائے امت جمع ہیں ان میں چار تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور تمام اولیا ان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ اور ایک شخص بلند آواز سے کہتا ہے۔ کہ جس طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چار اصحاب خلفاء تھے۔ اسی طرح ان کے علاوہ چار قیوم تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ میں نے پوچھا وہ چاروں قیوم کون سے ہیں لوگوں نے کہا کہ پہلے تخت پر حضرت قیوم اول۔ دوسرے پر عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی تیسرے پر حجۃ اللہ قیوم ثالث اور چوتھے پر قیوم رابع شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہا ہیں۔

ذکر در بیان

سال بست و ششم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ
و بیان تشریف آوردن حضرات مشائخ احمدیہ سرہندیہ برائے دعوائے
حق اللہ و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال ایک شخص متصدی پیشہ سرہند میں تھا بلکہ زمانہ بھر کا اجڈ سمجھو تمام شہر اور مضافات پر غالب تھا۔ بسبب شقاوت ازلی اس کی زبان سے بے اختیار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نامناسب کلمات نکلے۔ جب یہ خبر حضرات مشائخ احمدیہ نے سُنی۔ تو مارے حمیت اسلامی کے جوش میں آئے۔ اور اسے وہیں اسکی سزا دینی چاہی لیکن پھر سلطنت کی بدنامی سے ڈر گئے کہ کہیں کوئی شخص خلاف واقعہ بادشاہ سے نہ کہدے۔ آخر اکٹھے ہو کر مشورہ کیا جس میں قرار پایا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شاہجہان آباد میں بادشاہ کے روبرو کرنا چاہئے۔ تمام بڑے بڑے مشائخ احمدیہ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ پہلے آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اور یہ تذکرہ چھیڑا۔ اور التماس

Marfat.com

گیا کہ آنحضرت بھی اس مجلس میں رونق افروز ہوں۔ گو آنحضرت ایسی مجلسوں میں تشریف نہیں لیجایا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا دریغ نہیں کرونگا لیکن مجلس میں نہیں جاؤں گا۔ انہوں نے اس بات کو مان لیا۔ جب بادشاہ اور وزیر نے سُنا کہ حضرات سرہند تشریف لا رہے ہیں۔ تو اپنے بڑے بڑے امرا کو اُنکے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاکر اتارا۔ ان میں سے اکثر شیخ محمد پارسا کے ہاں اُترے۔ نیز شیخ صاحب سوائے حضرت قیوم رابعہ کے تمام حضرات سرہند کے ویسے بھی سردار تھے۔ اور تمام ارکان سلطنت معہ بادشاہ آنجناب کے معتقد تھے۔ اور باقی کے غازی الدین خان کے مدرسہ میں اُترے۔ بعد ازآں خود وزیر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کی خاطر خواہ اور شرع کے موافق اس مقدمے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازآں سرہند کے تمام کارکنوں کو معطل و معزول کیا اور حاکم کو بدل دیا اور نئے کارکن اور نیا حاکم مقرر کیا۔ بادشاہ نے حضرات سرہند کو تحف و ہدایا دیکر نہایت تعظیم سے رخصت کیا بعض مشائخ احمدیہ نے جو حضرت سلطان الاولیاء کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔ اور اپنی خود نمائی چاہتے تھے۔ اپنے آپ کو شاہجہان آباد میں اس طریقہ علیہ کا سردار ظاہر کرنا چاہا اور اس بارے میں بہتیری کوششیں کیں لیکن سوائے ذلت و رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ حالانکہ شاہجہان آباد کے کئی رئیس ان کے مرید تھے اور وہ خود بھی اس بات کے خواہاں تھے لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا جب دیکھا کہ یہ کوشش رائیگاں گئی۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے قائل ہوئے کیونکہ آنحضرت کا ارشاد دن بدن ترقی پر تھا۔ اور آنحضرت کی قیومیت آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ اسلئے مجبوراً آنحضرت کے مرید ہوئے اور مشائخ نے بھی اس خیال محال سے توبہ و استغفار کی ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد ہر آنکس تف کند ریشش بسوزد

ذکر در بیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ و کشتہ شدن کفش فروش کہ از مریدان آنحضرت بود و بیان

واقعات و حادثات دیگر کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال آنحضرت کا ایک مرید جو جوتیاں بیچا کرتا تھا ایک کافر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ موسم بہار میں ہندوستان کے کافر عیش و عشرت کرتے اور دف طنبور اور چنگ و رباب بجاتے ہیں زعفران اور زرد رنگ ایک دوسرے پر پھینکتے ہیں۔ اور خوب رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ جسے ان کی اصطلاح میں ہولی کہتے ہیں۔ اور مارے خوشی کے دیوانے ہوتے ہیں۔ ہولی کے دنوں میں ایک رات ایک جوہری جو بادشاہ کا مقرب تھا اور تمام ارکان سلطنت کو اس سے واسطہ پڑتا تھا بازار میں بہت سے لوگوں سمیت بانسری بجا رہا تھا۔ اور وہ آپس میں ایکدوسرے پر سرخ اور زرد رنگ چھڑک رہے تھے۔ اس طرح گاتے بجاتے اور رنگ رلیاں مناتے گذرے۔ اتفاق سے زعفران کے چند قطرے اس کفش فروش مرد کے کپڑے پر پڑے۔ اس نے ناراض ہو کر کہا عقل کے اندھو یہ تم نے کیا کیا۔ وہ ملعون بسبب غرور و تکبر اس سے لپٹ گئے۔ وہ بھی لڑنے لگا۔ اتنے میں ایک ملعون نے پیچھے سے آکر اس پر تلوار کا وار کیا جس سے وہ صالح مرد شہید ہو گیا۔ اس واقعہ سے بازار میں شور مچ گیا۔ اور وہ بدبخت جوہری بھاگ گیا۔ اس واقعہ سے اس ملعون کی غفلت کی آنکھ کھلی۔ تو حواس باختہ ہو کر گلی کوچوں میں پھرنے لگا۔ حتیٰ کہ ایک رکن سلطنت روشن الدولہ کے گھر جا چھپا اور ساری حقیقت اسے بتا دی چونکہ روشن الدولہ اس کافر کا مخلص تھا۔ اسواسطے اسے بہت دلاسا دیکر چھپا لیا۔ اس مقتول کے خویش و اقارب اور تمام مسلمان اس ملعون کی گرفتاری کے درپے تھے۔ اُنھوں نے بہتیری تلاش کی لیکن ہاتھ نہ آیا۔ اس واسطے لوگ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے قاضی شہر کو کہلا بھیجا کہ مدعا علیہ کو حاضر کرکے شریعت کے موافق مستحق کو حق دلایا جائے۔ روشن الدولہ کو بھی اطلاع کر دی کہ وہ کافر جہاں ہو اسے حاضر کرو۔ کیونکہ تمہاری خیریت اسی میں ہے لیکن روشن الدولہ نے اسے کسی اور جگہ چھپا کر کہدیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں مسلمانوں نے اس کے تلاش کرنے میں بدرجہ غائت کوشش کی لیکن نہ ملا۔ آخر مجبور ہو کر پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توجہ باطنی کے طالب ہوئے۔ آنحضرت یہ سنکر سخت ناراض

Marfat.com

ہوئے اور بادشاہ اور وزیر کو کہلا بھیجا۔ کہ اس ملعون کو حاضر کر کے موافق شریعت
فیصلہ کرو لیکن وہ آنحضرت کے حکم کو ٹالتے رہے۔ آنحضرت حد سے زیادہ ناراض
ہوئے اور تمام علما اور مشائخ کو کہلا بھیجا کہ اگر اس مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو۔ تو جمعہ کے
روز شاہی جامع مسجد میں خطبہ نہ پڑھنے دینا۔ تمام مسلمان اس مصلحت پر راضی ہوئے
بعد ازاں حضرت سلطان الاولیا نے بارگاہ الٰہی میں دین اسلام کی تقویت اور کفر
کی ذلت کے لئے توجہ کی۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں لوگوں کو خوشخبری دی کہ اللہ
تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین اسلام غالب آئے گا۔ اور وہ ملعون بے عزت ہوگا تمام
علما مشائخ اور باقی مسلمان جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ بادشاہ ان کے اس مشورے
سے واقف تھا۔ اس لئے خود جمعہ کے لئے نہ گیا۔ صرف قاضی کو بھیجا کہ جا کر خطبہ
پڑھ دینا۔ جب قاضی نے خطبہ پڑھنا چاہا تو لوگوں نے اٹھکر قاضی کی خوب گت بنائی
حتیٰ کہ قریب المرگ کر دیا وہ بیچارہ وہاں سے بہ ہزار دقت باہر نکلا۔ جب عام بلوے
کی خبر بادشاہ نے سنی۔ تو اس کے فرو کرنے کے لئے روشن الدولہ کو بھیجا۔ جب
لوگوں نے اسے دیکھا۔ تو بے اختیار اس کی طرف جوتیاں برسائیں۔ اور مارے
جوتوں کے ذلیل کر دیا۔ روشن الدولہ کے آدمی ان لوگوں سے لڑنے لگے جنہوں نے
روشن الدولہ پر جوتیاں برسائی تھیں۔ وہ بھی مستقل مزاج ہو کر ان سے لڑنے لگے اسی
اثنا میں اعتماد الدولہ وزیر مسلمانوں کی مدد کے لئے مسجد میں آیا تمام امیر اور باقی مسلمان
جو آنحضرت کے مرید تھے مسجد میں آئے۔ اور ہاتھی گھوڑے اونٹ وغیرہ مسجد میں اکٹھے
ہو گئے۔ دونو طرف کی سپاہ پہاڑ کی طرح ڈٹ گئی۔ اور سیاہ بادل کی طرح گرجنے لگی
اور تیر تفنگ اور گولے برسنے لگے ہر در و دیوار سے خون برسنے لگا۔ خنجر اور تلوار
بجلی کی طرح لوگوں پر پڑتی تھی۔ مسجد کا صحن مردوں کا قتل گاہ یا انسانی مذبح بنا ہوا
تھا۔ یا اسے شفق خورشید کہہ سکتے ہیں۔ نہیں نہیں دریائے خون تھا۔ جس میں آفتاب
کا عکس بمنزلہ کشتی تھا۔ اور مقتولوں کے سر بمنزلہ حباب تھے۔ اور ان کے بدن
نہنگوں اور مچھلیوں کی طرح اس میں تیرتے پھرتے تھے۔ غازی لوگ بزور شمشیر دشمنوں
کی زندگی کی کشتی غرق کر رہے تھے۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر اللہ تعالے کے
فضل اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی توجہ سے مغل لوگ غالب آئے۔ اور

Marfat.com

وہ سیاہ بخت روشن الدولہ اسم بے مسمیٰ جان بچا کر روتا اور گڑگڑاتا ہوا مسجد سے نیچے گرا۔ اور بھاگ گیا۔ فتح ونصرت کی نسیم وزیر ہند کے پھریرے پر چلنے لگی۔ روشن الدولہ کے بہت سے آدمی کام آئے۔ جو امیر اس کے ساتھ تھے بہت ذلیل ہوئے اور بُری طرح دُم دبا کر بھاگے۔ بازاری آدمیوں نے ان کا لباس اتار لیا۔ بعض تو مادرزاد ننگے ہو گئے۔ چند روز بعد بادشاہ نے اس جوہری کو حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجا۔ کہ جس طرح مزاج مبارک میں آئے کریں۔ کیونکہ آنجناب کی رضامندی سلطنت کے استقلال کا باعث ہے۔ اعتماد الدولہ وزیر اور روشن الدولہ دونو اس جوہری کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے شرع کے مطابق اس مرد کے قاتل کو قتل کرایا۔ اور جوہری کا مال مقتول کے وارثوں کو دلایا اور اس کے گھر کو گرا کر مسجد بنوائی اور وہیں اس مقتول کی قبر بنوائی لیکن جوہری کی جان بخشی کی۔

ذکر در بیان

سال بست وہشتم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ ندامت کردن بعضے حاسداں از حضرت سلطان الاولیاء بر سلطان ہند و مآل کار ایشاں وبیان وقائع کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب اس قبلہ ولایت کی ہدایت کا نقارہ جہان اور اہل جہان تک پہنچا۔ اور حضرت قطب الاقطاب خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت وارشاد کے انوار نے آفتاب عالمتاب کی شعاعوں کی طرح جہان کو روشن کیا۔ اور آنحضرت کی قطبیت وقیومیت کی تعریف وتوصیف تمام چھوٹے بڑے اور وضیع وشریف نے سنی۔ اور آنجناب قیومیت مآب ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں اور ربع مسکون کے سلطانوں عظیم الشان امراء اور جمہور انام کے مرجع ومدار ہو گئے اور اطراف جوانب سے ٹڈی دل کی طرح لوگ امڈے چلے آتے تھے۔ اور آنجناب کے آستان عرش نشان پر جو انوار تجلیات الٰہی اور رحمت نامتناہی کا مورد تھا۔ سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے لئے ہمہ تن چشم بن کر منتظر تھے۔ جنہیں کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا

Marfat.com

اور اس مرشد کامل کے خلفائے راشدین جہان کے ہر ایک ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ ہر جگہ ہر شخص استغنا کے چار بالش پر مربع بیٹھ کر اذکار حق کا غلغلہ اور اوراد کا طنطنہ بند کئے ہوئے تھا۔ دین متین کا ہنگامہ گرم تھا۔ چنانچہ تمام جہان کے بادشاہ آنحضرت کے مرید تھے۔ اور قریباً دو سو آدمی صاحب حال ہر روز آنجناب سے توجہ باطنی جس سے مراد کمالات الٰہی کا القاہے حاصل کرتے تھے۔ اور پھر ان آدمیوں کی باری ہفتہ کے بعد آیا کرتی یعنی ایک ہزار سے زیادہ آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ جو لوگ نئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے اور تقلیدی لباس اتار خلعت تحقیق سے سرفراز ہوتے خارج از تحریر و بیان ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ تمام اُمرا۔ خان اور خاقانِ ہند آنجناب کے مرید تھے۔ چونکہ آنحضرت کی ذات بابرکات کے طفیل چاروں طرف شریعت۔ طریقت اور حقیقت کا بازار گرم تھا اور معرفت کو تازہ رونق حاصل تھی۔ اسلئے مخالفانِ دین اور منافقان راہ یقین حسد اور حسرت کی آگ میں حرمل کے دانے کی طرح بھنے جاتے تھے لیکن سوائے حسرت کے اور کچھ کر نہ سکتے تھے۔ اسی اثناء میں آنحضرت کا ایک مرید نواح پنجاب میں ایک آدمی کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ وارثوں نے آنحضرت سے عرض کیا آنحضرت نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شرع کے مطابق ہونا چاہیئے لیکن اس کے مخالفوں نے جو بادشاہ کے مقرب تھے اس مقدمہ کو التوا میں ڈال دیا۔ پھر آنجناب نے تاکیداً وزیر کو کہلا بھیجا کہ اس مقدمے کا جلدی فیصلہ کرو۔ وزیر نے مقتول کے وارثوں کو اپنے پاس بلا کر ان کی مرضی کے مطابق مقدمے کا فیصلہ کیا

اسی اثناء میں ایک روز مولوی عبدالحکیم جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے حسب ذیل مضمون کا ایک محضر لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں لائے "کہ بادشاہ دین اسلام کے کاموں میں سستی اور سہل انگاری سے کام لیتا ہے۔ اور کفار سے جزیہ نہیں لیتا۔ ضروری ہے کہ احکام شرعی میں کوشش کرے اور کفار سے جزیہ لے اور جس طرح پہلے بادشاہ کرتے آئے ہیں اسی طرح یہ بھی کرے"۔ اور عرض کیا۔ کہ اول آنجناب اس پر مہر لگائیں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ میں اس بارے میں استخارہ کرتا ہوں پھر مہر لگاؤنگا۔ کل پر رہنے دو۔ دیکھوں استخارے

میں کیا ظاہر ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے اس بات کو منظور کیا۔ دوسرے دن جب مولوی صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ بہتر یہ ہے۔ کہ اس بات سے درگذر کرو کیونکہ یہ سرانجام ہوتی نظر نہیں آتی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اگر آنجناب مہر لگادیں۔ تو یہ کام ضرور بالضرور سرانجام ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر میرے مہر سے احکام شرعی کو رواج ہوتا ہے۔ تو لو یہ رہی مہر۔ لے لو۔ مولوی صاحب نے اس مہر سے محضر کو زینت بخشی۔ جب یہ خبر جراحت اثر عبد الغفور خان کے گوش بدخروش میں پہنچی۔ جو کہ بہتان طرازی افتراپردازی اور سحر سازی میں سامری کا منہ بولا بھائی تھا۔ تو دوسرے بدبخت مخالفوں مثلاً جان محمد کی دختر بد اختر خیر النساء جو اپنے آپ کو بادشاہ کی دودھ بہن کہتی تھی اور لائق سقر والنار خواجہ سرائے خدمتگار برگشتہ روزگار مونس ناساز روشن الدولہ طرباز خاں سے اس بات کو چھیڑا۔ یہ بدنہاد اسواسطے جناب قیومیت مآب کے حاسد تھے کہ ایک تو ان کے خود باطنی ہی خبیث تھے۔ دوسرے یہ کہ عبد الغفور فقیری حیثیت کا دشمن تھا جس نے اپنے آپ کو درویش نما شیطان بنا رکھا تھا۔ خیر النساء کا باپ بھی اسی قسم کا فقیر تھا۔ روشن الدولہ ہر مہینے ایک مجلس کر کے تمام مشائخ کی ضیافت کیا کرتا تھا کئی مرتبہ آنحضرت سے بھی التجا کی۔ کہ تشریف فرما ہوں۔ لیکن آنجناب نے ہرگز نہ مانا۔ بہتیری منت و سماجت بھی کی لیکن بے فائدہ۔ اسواسطے ان سب نے جمع ہو کر ایک محض جھوٹا محضر لکھا انہیں خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شرم نہ آئی اپنے دین و ایمان کو برباد کیا اور وہ محضر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ محضر شیخ محمد زبیر نے لکھا ہے۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ "بادشاہ دینِ محمدی پر قائم نہیں اس میں سلطنت کی لیاقت نہیں۔ مجھے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تم خود خلافت کے ضامن بنو۔ اور تاج شاہی سر پر رکھو۔ تاکہ دین قدیم رونق پائے"۔ ساتھ ہی زبانی بھی کہا۔ کہ شیخ صاحب کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے۔ اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو جس کا علاج بعد میں محال ہوگا۔ اس حادثہ کے وقوع ہونے سے پہلے ہی اس کا تدارک کرنا چاہیئے لیکن بادشاہ نے ان کی یاوہ گوئی کا اعتبار نہ کیا۔ اور نہ انکی

Marfat.com

بات کا چنداں خیال کیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ اکثر اوقات جناب قیومیت مآب کے دیدار فائض الانوار کی آرزو کیا کرتا تھا۔ اور آنحضرت قبول نہ کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے۔ اس وقت حاسدوں نے موقع پاکر بادشاہ کو کہا کہ دیکھو شیخ صاحب کس قدر متکبر ہیں۔ کہ بادشاہ وقت کا کہا نہیں مانتے۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ سلطنت کی خواہش رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کے کہنے سے کچھ وہم سا پیدا ہو گیا اور اپنی والدہ سے جو نہایت عقیلہ وفہیمہ تھی بیان کیا۔ اس نے کہا۔ بیٹا! تمہارے بادشاہ ہونے سے پانچ سال پیشتر آنحضرت نے تمہارے بادشاہ ہونیکی خوشخبری دی تھی۔ اور جب قطب الملک نے تم پر چڑھائی کی تھی۔ اس وقت آنجناب نے تمہیں اپنی دعا کی پناہ میں لیا تھا۔ اب بھی تمہاری سلطنت کے حامی ہیں۔ یہ کسی نے محض بناوٹی بات کہی ہے۔ خبردار کسی قسم کا خیال نہ لانا۔ ورنہ نہ تم رہو گے اور نہ تمہاری سلطنت۔ ماں کے کہنے سے بادشاہ نے جو کدورت اس کے دل میں تھی دور کردی۔ پھر وزیر کو بلا کر اس سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ وزیر سنکر حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ آنحضرت تمہاری سلطنت کے ممدو معاون ہیں۔ اور تمہاری بادشاہی کو استقلال بھی آنجناب کے طفیل سے ہے۔ یہ بات کسی نے تم سے بہت ہی بُری کہی ہے۔ اور وہ تیرا دشمن ہے۔ اگر تمہارے دل میں یہ خیال جم گیا۔ تو تمہاری سلطنت کے زوال کا موجب ہو گا۔ کیونکہ وہ اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہیں اور جہان کے تمام بادشاہ آنحضرت کے نائب ہیں۔ پس جس وقت نائب منیب کے حق میں فاسد خیال کرتا ہے۔ تو اس کی نیابت کو ضرور زوال آتا ہے۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سے کامل یقین ہو گیا۔ کہ جو کچھ میں نے سُنا ہے محض جھوٹ ہے۔ جب حاسدوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا ارادہ نہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے برسر پرخاش ہو۔ تو پھر وہ جھوٹا محضر بادشاہ کو دکھلایا اور کہا کہ اس بارے میں جان بوجھ کر غفلت کرنا سوائے خسارت اور ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔ جہاں تک ہو سکے جلدی اس کا تدارک کرو۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا انہیں دنوں ایک روز بادشاہ باغ کی سیر کے لئے گیا۔ اس باغ میں پتھر کا تراشا ہوا ایک تخت بادشاہ کے لئے بنا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس تخت کا ایک پایہ ٹوٹ گیا

Marfat.com

بادشاہ نے خیر النسا اور خواجہ سرا سے اس کی وجہ پوچھی خیر النسا نے کہا حضرت شیخ محمد زبیر نے اس تخت پر بیٹھ کر شراب پی اور بدمستی کر کے تخت کے پائے کو توڑ ڈالا۔ بادشاہ نے یہ واہیات بات سن کر منہ پھیر لیا۔ جب بادشاہ باغ سے نکلا۔ تو عبدالغفور خاں نے ارکان سلطنت کو بلا کر بتایا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام شاہی فوج لیکر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خانقاہ پر ہلہ بولو اور انہیں بمعہ خلفا قتل کر دو۔ جب یہ خبر عام لوگوں نے سنی۔ تو شور مچ گیا۔ آناً فاناً حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے تمام مرید اور فدائی ہزاروں کی تعداد میں پروانہ کی طرح خانقاہ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر لوہے کا پہاڑ بھی ہو تو بھی ہم اکھیڑ ڈالیں گے۔ اور اس نالائق بادشاہ کو گرا کر چھوڑیں گے۔ آنحضرت نے ان سب کو دلاسا دیا۔ اور فرمایا کہ بادشاہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ خاطر جمع رکھو۔ بیٹھ جاؤ۔ لیکن احتیاطاً بہت سے مغل خانقاہ کے گرد دن رات موجود رہتے۔ اسی اثناء میں مخالفوں نے موقع پا کر بادشاہ کو کہا کہ جو ہم خیال کرتے تھے اس کا ظہور ہو گیا ہے۔ تمام ہند کا لشکر شیخ محمد زبیر کے ساتھ ہے اور بادشاہ سے لڑنے مرنے پر تلا ہوا ہے۔ عنقریب ہی فتنہ عظیم برپا ہونے والا ہے۔ جس کا فرو کرنا ناممکن ہو گا۔ بادشاہ یہ وحشت اثر خبر سنکر ڈرا۔ اور اعتماد الدولہ وزیر کو بلا کر یہ ماجرا اس سے بیان کیا۔ عبدالغفور نے کہا۔ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے جو کر سکتے ہو جلدی کرو۔ وزیر نے کہا۔ یہ بات محض بہتان اور افترا ہے۔ آنحضرت اس بات سے بری ہیں بلکہ سلطنت کو آنحضرت سے منسوب کرنا بھی آنحضرت کی سخت اہانت ہے۔ ان دنوں مشہور ہو گیا ہے۔ کہ بادشاہی فوج آنحضرت کی خانقاہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ اسواسطے آنحضرت کے مرید احتیاطاً جمع ہو گئے ہیں لیکن آنحضرت نے سب کو واپس کر دیا ہے۔ اگر بالفرض آنحضرت سلطنت کا ارادہ بھی کریں تو انہیں روکنے والا کون ہے۔ کیونکہ شاہی فوج کا اکثر حصہ آنحضرت کا مرید ہے۔ اور باقی مرید لشکر سے بھی کہیں بڑھ کر ہیں۔ اگر بادشاہ آنحضرت پر حملہ کرنا بھی چاہے تو بادشاہ کے مخصوص فدائی بھی بادشاہ کے دشمن ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ سب آنحضرت کے مرید ہیں روشن الدولہ نے کہا شیخ صاحب کو ہند سے نکال دینا چاہئے تاکہ فتنہ فرو ہو جائے وزیر نے جواب دیا کہ ساتوں ولائتوں میں آنحضرت کے خلفاء اور مرید پھیلے ہوئے ہیں

Marfat.com

ہزارہا آدمی آنحضرت کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جہان بھر کے بادشاہ آنحضرت کے مرید ہیں۔ جب آنجناب کے مرید سنیں گے کہ ان کے شیخ کو ملک بدر کیا گیا ہے۔ تو سب شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور تمام بادشاہ انتقام لینے پر کمربستہ ہو جائیں گے۔ جو لوگ ہند میں آنحضرت کے مرید ہیں۔ وہ بھی ان سے مل جائینگے اور سارے ہند کو اپنے تیر کا نشانہ بنائیں گے۔ اور اہل ہند کا ناک میں دم کر دیں گے اس وقت کیا علاج کرو گے۔ اس کے سوا اب کوئی چارہ نہیں۔ کہ آنحضرت کی خدمت سے دعا و توجہ کے لئے التماس کرو۔ اور سلطنت کا استقلال انہیں کے طفیل سے سمجھو مملکت کی خیریت انہیں سے طلب کرو۔ اور اس خیال فاسد۔ وہم کاسد۔ کلمات واہیہ اور شیطانی پھسلاؤں سے باز آجاؤ۔ نہیں تو نہ تم رہو گے نہ تمہاری سلطنت یہ کلمات سُن کر بادشاہ نہایت خوش ہوا جو وہم اس کے دل میں تھا دور کر دیا۔ اسی اثناء میں شہر میں شور مچ گیا کہ بادشاہ نے وزیر کو بلایا ہے۔ کہ خانقاہ کے لئے فوج مقرر کرے۔ یہ سنکر تمام مغل لڑائی کے لئے تیار ہو کر وزیر کے پاس گئے۔ اور اس بات کی اصلیت دریافت کی۔ وزیر نے ساری کہانی کہ سنائی۔ پھر جاکر بادشاہ سے کہا۔ کہ جاکر آنحضرت سے معافی مانگو ورنہ مغل میرے بس کے نہیں رہے۔ یہ واہیات باتیں جو تمہاری مجلس میں ہوتی رہی ہیں۔ ان کا نتیجہ سوائے ندامت اور پشیمانی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ بادشاہ نے وزیر کو کہا۔ کہ تم آنحضرت کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرو کہ ہم آباؤ اجداد سے اس عالی خاندان کے مرید چلے آئے ہیں۔ اور ہمیں سلطنت بھی جناب ہی کی توجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ میں بھی اپنی سلطنت کا استقلال آنجناب کے طفیل سے جانتا ہوں پھر محضر کی حقیقت بیان کرنا۔ وزیر نے بادشاہ کے کہنے کے مطابق حاضر خدمت ہو کر پیغام پہنچایا اور جھوٹے محضر کی حقیقت بیان کی آنحضرت نے اس کے جواب میں فرمایا۔ میں ہر رات محمد شاہ کی سلطنت کے استقلال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور تمام کاموں میں اس کا حامی و مددگار ہوں۔ باوجود اتنے حقوق کے پھر وہ میری طرف سے وہم کرتا ہے۔ یہ محضر بالکل بناوٹی ہے۔ مجھے اس کی خبر بھی نہیں۔ کفار سے جزیہ لینے کے بارے میں علما نے ایک محضر لکھا ہے۔ اس محضر میں میں بھی شریک ہوں۔ میری اور محمد شاہ کی مثال خواجہ بہاؤالدین نقشبند

رضی اللہ عنہ اور امیر تیمور کی سی ہے۔ کہ خواجہ نقشبند رضہ نے اپنی توجہ کی قوت سے امیر تیمور کو بادشاہ بنایا تھا لیکن امیر تیمور اپنی بادشاہی میں آنجناب کا ممنون احسان نہ تھا میں نے بھی محمد شاہ کی سلطنت کے لئے بہت کوشش کی ہے۔ تب کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اسے بادشاہ بنایا۔ اس کوشش کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم سے ایسا سلوک کرتا ہے اور حاسدوں کے ایک ہی دفعہ کے کہنے سے مجھ سے بدظن ہوتا ہے وزیر نے آنحضرت کی خدمت سے رخصت ہو کر بادشاہ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ بادشاہ کو یہ سنکر تشفی ہو گئی۔ اسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت وسیع جنگل میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے۔ اور ہزارہا اولیا اس کے تخت کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ جہان بھر کے بادشاہ اس عزیز کے پاس آتے ہیں۔ اور ہر ایک کو سلطنت کا حکم دیتا ہے۔ ایک شخص پکار کر کہ رہا ہے۔ کہ یہ عزیز جو تخت پر بیٹھا ہے قطب جہاں اور قیوم زماں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔ جہان بھر کے بادشاہ اس کے پیشکار ہیں۔ وہ اس وقت جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ توجہ ہے۔ جو اس پر اعتقاد کامل رکھے گا اس کی دنیا اور دین دونو سلامت رہیں گے اور جو معتقد نہ ہوگا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اسی اثناء میں تمام آدمیوں نے بادشاہ ہند کو ملامت کی۔ کہ تجھی نے حضرت قطب الاقطاب کے بارے میں خیال فاسد کیا تھا۔ حالانکہ ان کے اس قدر حقوق تیرے ذمے ہیں۔ دوسرے دن بادشاہ نے اس مضمون کا ایک رقعہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا "حقائق ومعارف آگاہ قطبیت وقیومیت پناہ۔ قدوۃ العارفین رئیس الواصلین یعنی شیخ محمد زبیر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اشتیاق ملاقات حد سے زیادہ ہے خدا کرے کسی طرح آنجناب کا دیدار فائض البرکات نصیب ہو۔ باقی حالات زبانی عرض کئے جائیں گے۔ والسلام" جب بادشاہ کا یہ خط آنحضرت کو ملا۔ اور قاصد نے زبانی عرض بھی کہا کہ بادشاہ آنحضرت کی ملاقات کا نہایت ہی خواہشمند ہے۔ تو آنحضرت نے منظور نہ فرمایا۔ بادشاہ نے آنحضرت کی والدہ ماجدہ کی بھی سفارش کرائی۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مسجد خانہ خدا ہے۔ اگر حکم ہو تو وہاں جناب کی زیارت کرلوں۔ یا جمعہ کے روز باغ میں تشریف لے چلیں تو وہاں دیدار فائض الانوار سے مشرف ہولوں لیکن پھر بھی آنحضرت نے قبول نہ کیا۔ اس دفعہ حضرت خلیفۃ اللہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ تمہارے سوا ملک ہند پر کسی کو حکمران نہ دیکھیں۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ جب نادر شاہ ہندوستان پر قابض ہوا تو وہ بھی دہلی سے لوٹ گیا آگے نہیں بڑھا۔ اور محمد شاہ کو دوبارہ اپنی سلطنت ملی۔ یہ بات انشاء اللہ حسب موقع مفصل بیان ہوگی بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا کر حضرت قیومیت مآب کی جناب میں بہت تحفے اور ہدیئے بھیجے اور معتقد ہو گیا۔ اس فساد کے مٹ جانیکے بعد ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جو لوگ اس فساد کے بانی مبانی تھے۔ عنقریب غضب الٰہی میں گرفتار ہونگے۔ آنحضرت کے فرماتے ہی عبد الغفور۔ خیر النسا روشن الدولہ اور خواجہ سرا پر جو شاہی عنایت تھی۔ قہر سے بدل گئی۔ اور یہ شاہی قرب و اعتبار کے مرتبہ سے گر گئے عبد الغفور خان کا سحر باطل ہو گیا۔ چنانچہ بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا کہ عبد الغفور کا تمام مال و اسباب زر و زیور۔ اونٹ گھوڑا ہاتھی اور سارا گھر لوٹ لیا جائے۔ اسی وقت سپاہی آسمانی بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے اور اسکے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس جادوگر کو معہ اس کے بیٹے کے گرفتار کر لیا۔ اور سیخ دار آہنی پنجرے میں قید کر کے بڑے عذاب سے قتل کیا۔ اور اس کا تمام مال و اسباب شاہی خزانے میں داخل کیا۔ باقی چیزوں کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جنس کے علاوہ تیس ہزار روپیہ نقد اس کے گھر سے نکلا۔ کہتے ہیں۔ عبد الغفور خاں اعلیٰ درجے کا جادوگر تھا۔ اس واسطے اس نے بادشاہ کو مطیع کر رکھا تھا۔ کہتے ہیں بعض جادو ایسے بھی ہیں جنہیں استعمال کرتے وقت گوہ کھانا پڑتا ہے۔ اور استنجا نہیں کیا جاتا۔ عبد الغفور خاں بھی اسی قسم کا جادو کیا کرتا تھا۔ خواجہ سرا دیوانہ ہو گیا۔ اور چند روز بعد مر گیا روشن الدولہ بھی غضب شاہی میں گرفتار ہوا۔ اس کا تمام مال و اسباب لے لیا گیا انہیں دنوں وہ اسی غم میں بیمار ہو گیا۔ اور زمانے کے ہاتھ سے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر مرا۔ شاہجہاں آباد میں شاہی قلعہ کے مقابل سنہری مسجد اسی کی یادگار ہے۔ خیر النسائ جو بادشاہ کی دودھ بہن بنی ہوئی تھی قہر سلطانی میں گرفتار ہوئی۔ بادشاہ نے اسے شاہی قلعہ سے رسوا کر کے نکال دیا۔ اور اس کے مال و اسباب کو شاہی بیت المال میں داخل کیا۔ یہ چاروں شخص سلطنت ہند میں اس قدر غالب تھے اور ان کا رعب اسقدر

Marfat.com

تھا کہ تمام امور سلطنت انہیں کے اختیار میں تھے۔ جو چاہتے تھے کرتے تھے حتیٰ کہ جو کاغذ بادشاہ کے پاس دستخط کے واسطے آتے ان پر خیر النساء ہی دستخط کر دیتی۔ غرضیکہ بادشاہ اور وزیر برائے نام تھے۔ سلطنت کے سارے کاروبار وہ خود ہی کیا کرتے تھے چنانچہ نظام الملک نے کہا ہے ؎

در ملک ہند نے شاہ نہ وزیرے — یک قحبہ ویک حیز ویک فقیرے

اسی واسطے نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا تھا۔ اور بادشاہ نے مبارز خاں کو دکن کا حاکم مقرر کر کے اس سے لڑنے کے واسطے بھیجا تھا جیسا کہ اکیسویں سال قیومیت میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ باوجود اس جاہ وجلال اور شان وشوکت کے یہ چاروں یعنی عبد الغفور۔ خیر النسا۔ خواجہ سرائے اور روشن الدولہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی مخالفت کے سبب خاک مذلت میں گر پڑے۔ اور کتے کی موت مرے ؎

خدائیکہ بالا و پست آفرید — زبردست ہر دست دست آفرید

اس فتنہ کے سبب جو انہوں نے برپا کیا تھا۔ ایک ہی سال میں عیش وکامرانی کی مسند اور نشاط وشادمانی کی گدی سے ذلت وحیرانی کے دریا اور عدم کے قید خانے میں جا پڑے ؎

گنج قاروں کہ فرو میرود از قہر زمیں — خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشانست

جو فقراء سے الجھا وہ مرا۔

ذکر در بیان

سال بست ونہم از قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ۔ بیان قصہ اصحاب جبل

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی ایک صالحہ مریدہ دن رات پروردگار کی عبادت میں مشغول رہا کرتی تھی۔ سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے فنا وبقا کے درجے کو پہنچا چاہتی تھی۔ کہ وہ اس سال بیمار ہو گئی۔ جب قریب المرگ ہوئی۔ تو اس نے اپنی یہ حالت دیکھ کر اپنا حال آنحضرتؐ سے عرض کر بھیجا۔ کہ میں نزع میں ہوں اگر جناب کے جہاں آرا جمال سے مشرف ہو جاؤں تو امید غالب ہے کہ گذشتہ گناہ

بخشے جائیں گے۔ اور ایمان کی سلامتی بھی حاصل ہو جائے گی۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی حالت سنتے ہی جلدی اس کے پاس پہنچ گئے جب اسے اس نعمت غیر مترقبہ کی اطلاع ہوئی۔ تو مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی اور یہ شعر بے اختیار اس کی زبان سے نکل گیا ؎

وقت جاں دادن نگارم بر سر بالیں رسید بخت ما بیدار شد وقتے کہ ما را خواب بُرد

بعد از آں شادی مرگ ہو کر جان جاناں کے حوالے کی۔ آنحضرت اس کی موت سے حسرت زدہ اور رضا بقضا ہو کر اس کے مکان سے باہر تشریف لے آئے۔ جو اس مسافر عالم بالا کی جدائی کا غم جناب کے دل مبارک پر اس طرح ہوا جیسے سانس سے آئینہ پہ تیرگی آجاتی ہے۔ کیوں نہو ؎

خاطر روشن دلاں بسیار صائب نازک است میتواں کردن بآہے زنگبار آئینہ را

اپنی باطنی تشفی اور ظاہری رنج والم کے دفعیہ کے لئے سیر کا ارادہ کیا۔ اس وقت چھوٹے بڑے بہت سے مرید آنحضرت کے ہمراہ سعادت دارین حاصل کر رہے تھے وہ مقبول انام نہایت شوق سے ایسے انبوہ کثیر کے ساتھ قدرت قادر کا تماشا دیکھنے کے لئے اس شعر کے مطابق ؎

جا بجا جلوہ گاہ معشوق است چشم باید کہ تا نظارہ کند

گلی کوچوں سے گذرتے راستہ طے کرتے جا رہے تھے۔ جب آنحضرت کے ہمراہیوں پر تکان اور سستی کا غلبہ ہوا۔ تو آنجناب ہمراہیوں کے آرام لینے کے واسطے شہر کے درمیان ہی ایک نہایت اونچا پہاڑ تھا۔ جس کی چوٹی پر ایک عمارت سلطان فیروزشاہ کی یادگار تھی۔ اس پہاڑ کے روبرو ایک مینار بھی بنا ہوا تھا۔ اس مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک ارم بنایا۔ یہاں پر قلم سیر ہے میں اس قدوۃ السالکین کی صاف شراب سے مخمور ہو کر پوروؤں کی مدد سے صفحہ قرطاس پر اسے چلاتا ہوں اور کہتا ہوں۔ کہ جب ہادیئے راہ ریاضت نے اس عمارت پر جلوس میمنت مانوس فرمایا۔ گویا آفتاب افلاک کی بلندی سے طلوع ہوا یا حضرت موسےٰ علیہ السلام نے انوار الٰہی کی تجلی لینے کے لئے کوہ طور کو زینت بخشی۔ تو پے در پے تجلیات کا ظہور ہوا اور حق تعالیٰ کی عنایت بے غایت نے آنجناب کو گھیر لیا۔ اس اثناء میں آنحضرت

Marfat.com

نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ اے پروردگار! میرے ہمراہی صبح سے عشا تک بھوکے پیاسے محض تیری خاطر میرے ساتھ رہے ہیں اب یہ تیری نظر عنایت و رحمت کے امیدوار ہیں۔ دعا کے بعد بارگاہ الٰہی سے الہام ہوا کہ میں نے ان سب کو قبول کیا اور ان کے گناہ بخش کر انہیں اپنی بارگاہ کے مقربوں کا صدر نشین کیا۔ آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کو اپنے ہمراہیوں پر ظاہر کیا اور فرمایا کہ اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجا لاؤ۔ اصحاب جبل (آنجناب کے ہمراہی) تعداد میں ۷۲ بہتر تھے۔

اسی سال مخدوم زادہ شیخ محمد کی والدہ اس جہان فانی سے سرائے جاودانی کو سدھاریں آنحضرت نے غمزدہ ہو کر ان کی نعش سرہند بھیج دی جو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون کی گئی۔

شیخ عادل اور حاجی سعادت اللہ جو قدیم الایام سے آنحضرت کی خانقاہ میں رہا کرتے تھے۔ اور آنحضرت کے مقرب خاص تھے اس سال فوت ہوئے۔

اسی سال شاہجہان آباد میں وبائے عظیم پھوٹ پڑی۔ ایک ایک دن میں ہزارہا لوگ مرتے تھے۔ لوگوں نے عاجز آ کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لکھکر دیتے تھے۔ مریض کے گلے میں باندھتے ہی اسے شفا ہو جاتی۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ اس مرض پر خواجہ صاحب کا اسم مبارک مجرب ہے۔ اس نام سے وبا دفع ہو جاتی ہے کیونکہ آپ کا وصال اسی وبا سے ہوا تھا۔ اور آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جس مریض کے گلے میں میرا نام لکھ کر باندھو گے شفا پائے گا۔ ایک پیسہ اس کی نیاز ہے۔ جب وبا حد سے زیادہ ہو گئی۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ بھی تپ سے بیمار ہو گئے۔ لوگ آنجناب کی بلائیں لیتے تھے۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ یہ وبا اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک ہم اس بلا کو اپنے اوپر نہ لیں گے۔ بعد ازاں آپ کو اس شدت کا تپ ہوا حتیٰ کہ پندرہ روز تک کچھ نہ کھایا۔ پھر فضل الٰہی سے شفائے کلی ہوئی اور خلقت کو بھی اس بلا سے نجات ملی۔

ذکر دربیان

سال ہشتم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

آمدن خواجہ سعد اللہ کہ از اکابر مشائخ بخارا بود بخدمت آنحضرت عرضداشت کردن بادشاہ توران بجناب قیومیت مآب و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند وعنایت شدن آنحضرت را از جناب الٰہی خدمت پل صراط کہ مردم بآسانی بگذرانند

اس سال بخارا کے بڑے شیخ خواجہ اسد اللہ آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونیکا سبب یہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے دو فرزند صاحب کمال سجادہ نشین ہوئے۔ ایک شیخ محمد نعمان دوسرا خواجہ اسد اللہ۔ توران کے تمام آدمی ان دونو بھائیوں کے مرید تھے۔ ابوالفیض خاں بادشاہ توران ان دونو کا بڑا نیازمند تھا۔ ہفتہ میں دو دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ جو کام شروع کرتا ان سے پوچھ لیتا۔ اگر وہ اجازت دیتے تو کرتا۔ ورنہ ترک کر دیتا ایک رات خواجہ اسد اللہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام حضرات خواجگان نقشبند ایک جگہ جمع ہو کر کہیں جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کہاں جانا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں جو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ ہیں۔ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص کامل اعتقاد سے ان کی زیارت کریگا۔ اس کے تمام گناہ بخشے جاویں گے اور بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگا۔ اسی اثناء میں یہ تمام مردان خدا ہند کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ شاہجہان آباد پہنچ گئے۔ اور سب نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی لیکن تمام دست بستہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑے رہے اس وقت آنجناب نے اسد اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ یہ سنتے ہی خواجہ صاحب بیدار ہوئے اور آنحضرت کے دیدار کا اشتیاق غالب آیا۔ یہ خواب خواجہ صاحب نے اپنے بھائی شیخ محمد نعمان سے بیان کیا۔ جس نے کہا میں نے بھی ان دنوں ایک خواب دیکھا ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں کہ تم جا کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو جاؤ۔ خواجہ اسد اللہ نے کہا میں ہند جا کر آنحضرت کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ جب بادشاہ کو آپ کے ہند جانے کی خبر ہوئی تو اپنے آدمی بھیج کر خواجہ صاحب کو ہند جانے سے روکنا

Marfat.com

چاہا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اس کی ایک نہ سنی اور ہند کا ارادہ کرلیا۔ خواجہ صاحب کے روانہ ہوتے وقت بادشاہ نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خانقاہ میں تمام اولیا جمع ہیں۔ اور حضرت خواجہ بھی ان میں بیٹھے فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب ہیں۔ اور پروردگار کے خلیفہ ہیں۔ لوگو ان کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو موجودہ تمام اولیا ان کی برکات وفیوض کے منتظر ہیں۔ جو ان کا معتقد و مرید ہوگا حق تعالیٰ اسے دین و دنیا میں عزت بخشے گا۔ اتنے میں ایک بزرگ نورانی شکل ابلق گھوڑے پر سوار نمودار ہوا۔ اور ایک شخص نے بلند آواز سے پکارا کہ یہ سوار شیخ محمد زبیر محبوب الٰہی ہیں۔ اے دوستان خدا! ان سے مصافحہ کرو اور ان کی پیروی اختیار کرو۔ تاکہ تمہارا قرب الٰہی زیادہ ہو جائے تمام بزرگ جو کھڑے تھے۔ سب نے آنحضرت سے مصافحہ کیا۔ اور پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اتنے میں میری آنکھ کھلی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کروں۔ پہلے میں آپکو جانے سے روکتا تھا لیکن اب اجازت دیتا ہوں۔ کہ میری طرف سے جاکر میری حالت عرض کرنا اور دعا و توجہ کی درخواست کرنا۔ خواجہ اسد اللہ نے اس بات کو منظور کیا۔ بادشاہ نے اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا خواجہ صاحب کے سپرد کرکے رخصت کیا۔ خواجہ صاحب منزلیں طے کرکے شاہجہاں آباد پہنچے۔ اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بادشاہ کی عرضی معہ تحف و ہدایا خدمت والا میں پیش کی اور اپنے بھائی شیخ محمد نعمان کا حال بھی عرض کیا۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کے بھائی اور بادشاہ کے حق میں دعا کرکے فرمایا کہ توران کے بادشاہ حضرت قیوم اول کے زمانہ سے لیکر آج تک اس سلسلہ کے مخصوص مرید ہوتے آئے ہیں۔ پھر خواجہ صاحب پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ خواجہ صاحب بھی خانقاہ عالم پناہ کے غلام ہو گئے۔ حتیٰ کہ سلوک باطنی ختم کرکے خلافت پائی۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کے بھائی کے حق میں فرمایا۔ کہ ہم ہر رات شیخ محمد نعمان کے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔

اسی سال ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے میدان قیامت دیکھا ہے اور لوگ جزع و فزع میں مبتلا ہیں۔ مجھے

Marfat.com

حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ جا کر پل صراط پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور مسلمانوں کو آسانی سے اس پر سے گذار دو۔ میں حسب الحکم پل صراط پر جا کھڑا ہوا۔ اِتنے میں منادی ہوئی کہ اے اہل اسلام حق تعالیٰ نے پل صراط کی خدمت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی ہے۔ تمام آکر حاضر خدمت ہو جاؤ۔ تاکہ تمہیں بآسانی پل صراط پر سے گذار دیں بعد ازاں جوق جوق اور گروہا گروہ مسلمان آنے لگے۔ میں ان کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط سے گذارتا گیا۔ حتیٰ کہ تمام گذشتہ و آیندہ مسلمانوں کو پل صراط پر سے گذارا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ وجیہہ الدین آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مصنف رح) سے یہ بیان کیا کہ میں ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب و قیوم وقت ہیں۔ ان سے جا کر کمالاتِ باطنی حاصل کرو۔ پھر آپ وطن مالوف سے آکر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی کرامت مآب جناب میں مشرف ہوئے اور توجہ کی طلب کی۔ آنحضرت نے اس بارے میں تامل کیا۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے پہلے پیر کی اجازت بغیر تمہیں اپنا مرید نہیں کر سکتا۔ اِسی اثنا میں میں (مولف کتاب) کسی تقریب سے سرہند جانا چاہتا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ محمد احسان تم سرہند جاتے ہو۔ جاؤ۔ جا کر شیخ ضیاء الدین سے پوچھنا کہ اگر اجازت ہو تو شیخ وجیہہ الدین کو مرید کر لیا جائے۔ آخر میں نے حسب الارشاد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت لی اور آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مرید کیا۔ اور بتدریج عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کے احوال میں لکھی جائیں گی۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد پارسا کا وصال ہو گیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئے آپ کی قبر پر ایک اور گنبد بنایا گیا۔

Marfat.com

ذکر در بیان

سال سی ویکم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ بیان خلافت دادن آنحضرت بہ مولف ایں کتاب فقیر محمد احسان و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدند

اس سال بادشاہ ہند کے وزیر نے مشرقی اور جنوبی مفسدوں کی تنبیہ کیلئے توجہ کی۔ چونکہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی مرضی مبارک نہ تھی کہ وزیر اس کام کے لئے جائے۔ اس واسطے مفت میں چار، پانچ مہینے گشت و گرد کر کے ناکامیابی کا منہ دیکھ شاہجہاں آباد لوٹ آیا۔

اسی سال منجھلے مخدوم زادے عبدالقادر ثانی کی شادی حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی لڑکی سے ہوئی۔ شاہ محمد پارسا حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین تھے۔ آنحضرت نے شادی کا سامان بادشاہوں کی طرح کیا اور اپنی چھوٹی بہن اور اکثر یاروں اور خلیفوں کو سرہند بھیجدیا۔ قیومیت کے اس نونہال نے سرہند پہنچکر بڑی دھوم دھام سے شادی کی اور واپس شاہجہاں آباد آکر اپنے والد ماجد کی قدمبوسی حاصل کی۔

اسی سال مؤلف کتاب یعنی فقیر محمد احسان کو جو جناب قیومیت مآب کا جبہ سا ہے۔ آنحضرت نے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ۱۱ ماہ جمادی الثانی ۱۴۵ھ ہجری بروز پیر اشراق کی نماز کے بعد اس فقیر کو اپنے سر مبارک سے عمامہ اتار میرے سر پر رکھا۔ اور اپنا طیلسان مراقبہ مبارک جو چھ مہینے تک مراقبہ کے وقت آنحضرت نے اپنے چہرہ مبارک پر رکھا تھا۔ مجھے عنایت فرمایا۔ ان دنوں ایک شخص ایک عصا بطور نیاز لایا تھا۔ اور چند مرتبہ آنجناب دست مبارک میں لیکر مسجد تشریف لے گئے تھے۔ وہ بھی مرحمت فرمایا۔ اور ایک کمر طاؤسی جو لعجلو تحفہ امرائے عظام نے بھیجا تھا۔ عنایت کیا۔ اور قبا جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سالگرہ کے موقعہ پر پہنی تھی۔ ازراہ کرم مجھے پہنائی۔ فرماتے تھے کہ میں نے اس قبا میں اپنا خاصہ ودیعت کر رکھا ہے۔ اسے پہن کر میں اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا۔ پھر خلافت نامہ

Marfat.com

اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمایا۔ خلافت نامہ یہ ہے۔

خلافت نامہ

فقیر حقیر محمد احسان ابوالفیض کمال الدین کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بدست مبارک خود نوشتہ اند

"الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوص علیٰ سید الوریٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ نجوم الھدےٰ اما بعد مخفی نہ رہے کہ چونکہ برادر عزیز محمد احسان مدت تک خدا طلبی کے لئے اس فقیر کے ہمراہ رہے اور اس راہ کی ضروریات حاصل کیں بلکہ اپنے بزرگوں کی نسبت بطور ورثہ انہیں ملی۔ اس واسطے اس فقیر نے برادر مذکور کو طریقہ علیہ نقشبندیہ اور قادریہ کی تعلیم طریقہ دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ جو برادر مذکور کا ہم نشین ہوگا۔ دونو طریقوں کی برکات سے بہرہ مند ہوگا۔ اجازت اس شرط پر مشروط ہے کہ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدےٰ

کتبہ فقیر محمد زبیر"

انہیں دنوں آنحضرت ایک روز باغ کی سیر کے لئے تشریف لیگئے۔ میں بھی آنحضرت کے ہمراہ تھا۔ وقت خوش تھا حق تعالیٰ کی عنایات آنحضرت پر وارد ہوئیں اچانک زبان الہام ترجمان سے نکلا۔ کہ میں ایسے مقام تک گیا جہاں کوئی شخص نہ تھا میں نے بہتیرا چاہا کہ اپنے کسی یار کو بھی وہاں لے چلوں۔ بعد از آں الہام ہوا کہ اس مقام میں پہلے بہت آدمی تھے۔ لیکن اس وقت تمہارے سوا کوئی نہیں۔ پھر مجھے (مصنف رح) مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ محمد احسان! اگر تم چاہو۔ تو میں تمہیں اس مقام پر لے چلوں۔ تو میرے لئے فلاں بازار سے حلوا لاؤ۔ بعد از آں میں نے آداب بجا لاکر اس نعمت کا شکر ادا کیا سہ

منکہ باشم کہ برآں خاطر عاطر گذرم لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

بعد از آں میرے حال پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ انہیں دنوں ایک روز مجھے فرمایا کہ تمہیں خلقت کی ارشاد کے لئے پورب بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ مجھے آنحضرت کی مفارقت دوبھر تھی۔ اور اپنے آپ کو کسی طرح بھی اس کام کے قابل نہ سمجھتا تھا اسواسطے عرض

Marfat.com

کیا کہ مجھے اس آستانہ علیہ سے جدا ہونا ناگوار گذرتا ہے۔ آنحضرت نے حد سے زیادہ تاکید کی۔ کہ عذر کی مجال نہ رہی۔ اور از راہ بندہ نوازی فرمایا۔ کہ میں تمہیں اپنے سامنے قوت ارشاد دیتا ہوں۔ آخر لاچار ہو کر یہ عرضی منظوم کر کے آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔

عرضی قصیدہ

سرزد ز آتش دل و جان شعلہ و شرار — چنداں بسوختم کہ شدم اخگر و غبار

دل و جان کی آگ سے اس قسم کے شعلے اور شرارے پیدا ہوئے جن سے میں جل کر کوئلہ ہوا اور پھر غبار بن گیا

از آتش فراق دل و جان من بسوخت — خوننابہ شد رواں ز دو چشمان اشکبار

جدائی کی آگ سے میرے جان و دل جل گئے — دونو آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہو گئے

نوعے کہ من بسوختم از ترس بیم ہجر — ہرگز کسے نہ سوختہ ز ابنائے روزگار

جیسا کہ ہجر کے ڈر سے میں جلا ہوں — ابنائے روزگار میں سے کوئی نہیں جلا

طاقت نماند آنکہ دہم شرح درد او — زاندوہ فرقت و ز جدائی آں نگار

مجھ میں اس معشوق کی جدائی اور فرقت کے سبب اتنی بھی طاقت نہیں کہ اس کے درد کی شرح کر سکوں

ہر شام تا بہ صبح بسوزم ز دست ہجر — ہر صبح تا بہ شام نہ آرام و نے قرار

شام سے صبح تک ہجر کے ہاتھوں جلتا ہوں — اور صبح سے شام تک نہ آرام ہے نہ قرار

یارب چگونہ زندگی خود بسر کنم — در فرقتش چگونہ بود طاقت و قرار

اے پروردگار میں اپنی زندگی کیونکر بسر کروں — اس کی جدائی میں کیونکر طاقت و قرار ہو

او حکم میکند کہ برو ملک خاوری — من در غم فراق چناں گشتہ ام نزار

وہ پورب میں جانے کا حکم دیتا ہے (میری یہ حالت ہے) — کہ میں غم فراق میں اس قدر دبلا پتلا ہو گیا ہوں

نے طاقت جدائی و نے تاب حکم او — یارب چناں کنم کہ چنیں زارم و نزار

کہ نہ مجھ میں جدائی کی طاقت ہے نہ اسکا حکم بجا لانیکی تاب — اے پروردگار میں اب کیا کروں کیونکہ میں بہت نحیف ہو گیا ہوں

چوں حکم اوست محکم حرماں ہلاک جاں — آمد بیاد مصرع فطرت کسے بکار

جب اس کا یہی حکم ہے کہ حرمان سے جان ہلاک کروں — تو مجھے کسی کا اتفاقیہ یہ مصرع یاد پڑا

حرمان و وصل چیست چو مطلب رضائے ست — خواہی بغمزہ میکش خواہی بانتظار

جب اسکی رضا مطلوب ہے تو پھر وصل و جدائی کیا حقیقت رکھتی ہے — خواہ تو غمزہ سے ہلاک کر خواہ انتظار سے

Marfat.com

جان بزیر پائے تست چو چشم آرزو چہ باک | جسمیکہ جاں نداشتہ باشد چہ اعتبار
جان تیرے پاؤں تلے ہے | جس جسم میں جان نہ ہو اس کا کیا اعتبار
اے آفتاب مطلع انوار حق زسر | ہستی خلیفۃ اللہ قیوم روزگار
اے باعث سر انوار حق کے مطلع | تو خلیفۃ اللہ اور قیوم روزگار ہے
قطب زمانہ عارف حق نائب رسول | بر مسند شریعت و دیں دائم استوار
زمانے کا قطب عارف باللہ اور رسول صلعم کا نائب ہے، | شریعت و دین کی گدی پر ہمیشہ قائم رہیو
روشن بود چو دین محمد ز نور تو | از فیض باطن تو جہاں را بود قرار
تیرے نور کی وجہ سے دین محمدی روشن ہو جیو | تیرے باطنی فیض سے جہان کو قرار حاصل ہے
گردندگی اگر چہ بود پیشۂ فلک | از بہر آنکہ گرد تو گردد ہزار بار
اگر آسمان کا پیشہ ہی گردش کرنا ہے لیکن اسواسطے ہے | کہ تیرے گرد ھزار بار پھرے
احسان امیدوار عنایات و فضل تست | لیکن اگرچہ ہست غلام گناہگار
احسان (محمد احسان مولف) تیری عنایت و مہربانی کا امیدوار ہے | اگرچہ وہ ایک گنہگار غلام ہے

بعد از آں مجھے نہایت مہربان ہو کر رخصت فرمایا میں آنحضرت کے قضا تمثال امر کے بموجب مشرقی علاقے کو روانہ ہو لیا۔ جب دریائے گنگا سے پار ہوا۔ تو علی محمد خان کے علاقے میں داخل ہوا۔ علی محمد خان سالک اور صاحب حال مرد تھا عدل بذل کرم۔ اور حلم۔ اور نیک خصلتوں میں بے نظیر تھا۔ ہزارہا آدمی اسکے انعام واکرام کے طفیل آسودہ تھے۔ اور بہت سے گاؤں اور قصبے اس کے زیر سایہ محفوظ و مامون ہیں۔ وہاں کے مفسدوں کی اس نے بیخکنی کر ڈالی ہے ہندوؤں کے بت خانوں کو مسمار کرا کے ان کی جگہ مدرسے اور مسجدیں بنوائیں۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف و متصف تھا۔ اکثر علما و فضلاء نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ جو عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں۔ اسواسطے قطب وقت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ اسے برادر مہربان لکھا کرتے تھے۔ نہایت صالح متقی اور خدا دوست تھا۔ راتوں جاگنا اس کا پسندیدہ طریقہ تھا اس کی مجلس علما اور مشائخ سے بھری رہتی۔ سوائے تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوف اور مراقبہ کے اور کوئی کام نہ تھا۔ کبھی ضرورتاً اذکار و عبادات سے فارغ ہو کر مسلمانوں

Marfat.com

کی خبر گیری اور احوال پرسی کرتا۔ اس کا علاقہ اس کے عدل کے سبب جنت آباد تھا۔ اور سیاح لوگ اسے سمرقند اور بخارا کا ثانی بتلاتے تھے۔ محمد علی خان میرا نہایت مخلص تھا۔ کیونکہ میں اس سے پیشتر مجذوب ہو کر آوارہ پھرا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُدھر بھی آنکلا۔ اس وقت اس رئیس سے ملاقات کا اتفاق ہوا تھا پھر جب جناب قیومیت مآب کی آستان بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اور آنحضرت نے مجھے اس سفر کا حکم دیا۔ اور میرا گذر یہاں ہوا۔ تو اس عزیز نے مجھ پر نہایت مہربانی کی اور مجھے بھی اس کے حالات پسند آئے۔ چونکہ آنحضرت کی مرضی مبارک یہی تھی کہ میں اسی جگہ رہوں۔ اس واسطے مجبوراً یہیں رہنے سہنے لگا۔ اور آج تک یہیں رہتا ہوں وہ عزیز اور اس کے لواحق و توابع میرے مخلص ہیں۔ انہیں دنوں ایک منظومہ عرضی آنحضرت کی خدمت میں لکھی جس کا جواب آنحضرت نے نظم میں دیا۔ ہر دو درج ذیل ہیں۔

عرضداشت فقیر محمد احسان بجناب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اے پیک صبا رسان سلامے — از ذرۂ کمترین غلامے

اے صبا کے قاصد! کمترین غلام ذرۂ بمقدار کی طرف سے

درحضرتِ پاک ہادیٔ راہ — قیوم زمان خلیفۃ اللہ

ہادیٔ راہ قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام پہنچانا

قیوم چہارم جہان است — ثانیٔ مجدد زمان است

وہ جہاں کے چوتھے قیوم اور زمانے کے دوسرے مجدد ہیں

اے خاتمِ مظہر محمد — اتمام کمال دین احمد

اے مظہر محمد کے خاتم اور — دین احمد کے کمال کے متمم

کز امر تو ایں سفر گزیدم — در قصبہ آنولہ رسیدم

آپ ہی کے حکم سے میں نے یہ سفر اختیار کیا — اور قصبہ آنولہ میں پہنچا

سالار دریں نواحی واحد — خانیت کلاں علی محمد

اس علاقے کا سردار علی محمد نام ایک بڑا خان ہے

از داد و کرم کمال دارد — ہر دم بحق اشتغال دارد

جسے بخشش اور انصاف میں کمال حاصل ہے — اور جو ہر دم حق میں مشغول ہے

Marfat.com

خدمات مرا سعادت انگاشت　　از دل علم ارادت افراشت
اس نے میری خدمت کو سعادت سمجھا　　اور تہ دل سے میرا مرید ہوا

اندر طلب خدا است زاخلاص　　مصروف شریعت بہ نیت خاص
اخلاص دلی سے وہ خدا کا طالب ہے　　اور شریعت میں خاص نیت سے مصروف ہے

امید کہ خاص خود شمارند　　در جرگۂ خاصگاں درآرند
امید ہے کہ جناب اسے اپنے خاصوں میں شمار کر کے اپنے مخصوصوں کے گروہ میں شامل فرمائینگے

پے رشد ز من امیدوار است　　مارا بجواب انتظار است
وہ مجھ سے ارشاد کی تمنا کرتا ہے　　لیکن میں اس کے مرید کرنے میں متامل ہوں

چندیں افغاں گرفتہ تلقین　　زآں جان محمد و صدر دین
کئی پٹھانوں نے مجھ سے تلقین حاصل کی ہے　　انہیں سے جان محمد اور صدر دین کی حالت اچھی ہے

یک سر ز فنائے دل کشیدہ　　دیگر بہ فنائے دل رسیدہ
ایک تو فنائے دل سے آگے ترقی کر گیا ہے　　اور دوسرا ابھی فنائے دل تک پہنچا ہے

بعضے بہ لطیفہ ہائے خمسہ　　مشغول شدہ صباح و امسہ
باقیوں میں سے بعض صبح و شام لطائف خمسہ میں مشغول ہیں

دو واقعہ عجیب دیدیم　　یک طرفہ تر و غریب دیدیم
میں نے خواب میں ایک نہایت عجیب و غریب معاملہ دیکھا۔ وہ یہ کہ

در جامۂ سرخ یک نسائے　　در خوبی و حسن دلربائے
ایک نہایت ہی حسین اور دلربا عورت سرخ لباس پہنے ہوئے ہے

پائم ز غلط برو بر افتاد　　از دیگر سو زنے ندا داد
اس پر جب غلطی سے میرا پاؤں پڑا　　تو دوسری طرف سے ایک عورت نے آواز دی

کہ احساں بنگر و ایں جمالم　　من نور خدائے ذوالجلالم
کر لے احسان! ذرا میرے جمال کو تو دیکھ　　میں تو خدائے ذوالجلال کا نور ہوں

دیگر کہ شدیم مست سرشار　　مدہوش خمار سخت خمار
دوسرے یہ کہ میں مست و سرشار ہو گیا　　اور پھر سخت خمار میں مبتلا ہوا

دیگر شدہ دائرہ نمودار　　گم شد ز میانش نقطہ پرکار

Marfat.com

اور یہ ایک دائرہ نمودار ہوا — لیکن اس کا مرکز گم ہے

زلبم لعاب تاں ہمے ریخت — خلقے بہ ملامتم در آویختیت

اس دائرے میں میرا لعاب دہن گرتا ہے — میری یہ حالت دیکھکر لوگ مجھے ملامت کرنے لگے

جملہ بجواب باز گشتند — گفتند زمانہ ساز رفتند

سب نے مجھے یہ کہکر کہ یہ زمانہ ساز ہے جواب دے دیا اور چلتے بنے

حل کن ہمہ مشکلات مارا — مے بیں بہ تفضلات مارا

جناب میری ان مشکلات کو حل فرمائیں — اور نگاہ تفضل سے دیکھیں

احساں کہ از حضرت زبیر است — متوقع از دعائے خیر است

احسان زبیری بارگاہ سے دعائے خیر کا امیدوار ہے

مکتوب آنحضرت درجواب عرضداشت ایں مسکین

اے نسیم صبا بصد عنواں — گر توانی سلام ما برساں

اے نسیم صبا! اگر تجھ سے ہو سکے تو سینکڑوں طرح سے ہمارا سلام

بر آنکہ ہست شیخ زماں — صاحب ارشاد مردمانِ جہاں

شیخ زماں اہل جہاں کے صاحب ارشاد

غرق دریائے وحدت و عرفاں — سالکِ راہ حق میاں احساں

دریائے وحدت و عرفان میں غرق شدہ — اور راہ حق کے سالک میاں احسان کو پہنچا

ہر کہ باشد زحالِ ما پرساں — یک بیک را سلامِ ما برساں

جو جو ہمارا حال پوچھے انہیں ایک ایک کرکے ہمارا سلام پہنچاؤ۔ دوسرے یہ کہ

کہ ماہ مبارک رمضاں — بہ شب ختم حضرتِ قرآں

کہ ماہ مبارک رمضان میں — جس رات قرآن شریف ختم ہوتا تھا

عرضئی آں محب با اخلاص — گشت روشن چو سورۂ اخلاص

اس مخلص مجید کی عرضی — سورۂ اخلاص کی طرح روشن ہوئی

عرضئی مثل گلستاں رنگیں — پائے تا سر چو نیشکر شیریں

وہ عرضی پھلواڑی کی طرح رنگین تھی — اور سرتاپا گنے کی طرح میٹھی تھی

Marfat.com

چوں شدم آگہ از مضامینش | بکشودم زباں بہ تحسینش
جب میں اس کے مضامین سے آگاہ ہوا | تو میں نے اسکی تعریف کیلئے زبان کھولی
کہ ہمہ بود حسب اہل اللہ | معنیٔ لا الٰہ الا اللہ
کیونکہ وہ ساری کی ساری اہل اللہ کے حسب حال | لا الٰہ الا اللہ کے معانی تھی
کردہ بودی ز حبِ خود تحریر | بر شما نیست حاجتِ تقریر
جو تو نے محض اپنی محبت سے لکھی | تمہیں اپنی محبت کے اظہار کی ضرورت نہیں
صدق ہر کس بقدرِ دانشِ اوست | پیشِ ما ظاہر است دشمن و دوست
کیونکہ ہر شخص کا صدق اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے۔ اور ہمیں دوست و دشمن معلوم ہیں
آں قدر مقبل و وفا کیشی | ہر چہ بنوشتۂ ازآں بیشی
تم اس قدر مقبل اور وفادار ہو | کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے تم اس سے بھی زیادہ ہو
حق تعالیٰ سلامتت دارد | تا ابد بے ملامتت دارد
اللہ تعالےٰ تمہیں سلامت رکھے | اور ابد تک بے ملامت رکھے
ہستی از گلشنِ مجدد دیں | آں شہِ رہنمائے راہِ یقیں
تم مجددِ دین کے باغ سے ہو | جو راہ یقین کے رہنما تھے
تو ہم اولادِ آں شہنشاہی | بیش زیں از خدا چہ میخواہی
تم اسی شہنشاہ کی اولاد ہو | اس سے زیادہ اور کیا خدا سے چاہتے ہو
اے پسر از نصیحتم مخروش | سخنم را بکن چو دُر در گوش
بیٹا! میری نصیحت سے جوش و خروش میں نہ آنا | میری بات کو کان میں موتی کی طرح پہن لینا
خود بخود طالبِ مرید مشو | ہمچو یارانِ روز عید مشو
خود بخود مرید کا طالب نہ ہو جانا | اور نہ ہی عید کے دن کے یاروں کی طرح بن جانا
ہر کہ آید ز راہ صدق و صفا | بنشاں بر دلش نہالِ وفا
جو سچے دل سے حلقہ مریدی میں داخل ہونا چاہے | اس کے دل میں وفا کا پودا لگا دینا
شو بہ تلقین ذکر او مشغول | تا کہ گردد بہ نزد حق مقبول
اور اسے ذکر الٰہی تلقین کرنا | تاکہ وہ حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جائے
بطفیلِ خدا اثر بینند | قدرتِ حق بچشم سر بینند

Marfat.com

وہ اللہ تعالیٰ کے طفیل سے اثر دیکھے — اور قدرت حق کو ظاہری آنکھوں سے دیکھ لے

دل ہر کس شبہ ناک بود — شغل نا دادیش چہ باک بود

جس کے دل میں شبہ ہو — اسکو شغل الٰہی میں مشغول کرنا کچھ مضائقہ نہیں

نکنی بہر طالباں تاخیر — زیں سبب نیست حاجت تحریر

طالبوں کے واسطے دیر نہ کرنا — کیونکہ اس بارے میں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں

زینہار اے پسر بصد زنہار — کہ حذر کن زنفس آدم خوار

خبردار ہرگز ہرگز نفس آدم خوار کے کہنے میں نہ آنا۔ اور اس سے ڈرتے رہنا

نفس را در طریقہ راہ مدہ — پائے در راہ اشتباہ منہ

نفس کو طریق راہ میں دخل نہ دینا — اور کسی مشتبہ طریقے میں پاؤں نہ رکھنا

تا بنزد خدا شوی مقبول — راہ یابی بحق رسی بحصول

تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاؤ — اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ تمہیں مل جائے

مندرج بود در عریضہ چنیں — کہ بدیدم بخواب مہ جبیں

تمہارے عریضہ میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ میں نے خواب میں ایک مہ جبین کو دیکھا ہے

او بمن التفات بیحد کرد — نشہ ساں ہوش از سرم رد کرد

جس نے حد سے زیادہ توجہ کی ہے — جس کے سبب میں متوالا ہو گیا ہوں

مژدہ باد ترا ازیں شادی — کز خرابی رسی بہ آبادی

سو تمہیں اس خوشی کی خوشخبری دی جاتی ہے — کہ خرابی سے نکل آبادی نصیب ہوگی

ایں خبر مے دہد ز استعداد — کہ خدایت نمود استمداد

اس سے تمہاری استعداد کا پتہ لگتا ہے — کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی

ایں ولایت ز سرور دین است — کہ بہ معنی نشان او این است

یہ سرور دین کی ولایت ہے — کیونکہ حقیقت میں یہ نشان اسی کا ہے

ز آں ولایت ترا شمر باشد — ز ایں ولایت ترا خبر باشد

تم اس ولایت (ولایت محمدی) میں شمار کئے جاؤ گے اور اس ولایت کی تمہیں خبر ہوگی

ذکر دربیان

قضا یا کہ در سال سی و دوم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع

Marfat.com

سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ بوقوع آمدہ اند۔ آمدن حضرت
شیخ ضیاء الدین یوسف کہ بلا واسطہ نبیرہ حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ عنہ بودند از سرہند بزیارت آنحضرت

اس سال شیخ ضیاء الدین جو حضرت شیخ محمد یحیٰی المشہور بہ شاہ جیو کے بلاواسطہ فرزند اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے سرہند سے شاہجہان آباد آئے۔ اسکی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت شیخ ضیاء الدین نے سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ سے حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے پورا کیا اور خلافت پائی۔ ان دنوں آپ خلق اللہ کے مرجع ومآب تھے۔ اور تمام حضرات سرہند آپکی اطاعت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ بیواسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کوئی اور پوتا زندہ نہ تھا۔ علاوہ ازیں آپ عمر میں بھی تمام مشائخ سرہند سے بڑے تھے۔ اسواسطے سارے آپ کی عزت کیا کرتے تھے۔ اور زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ جمعہ کے روز سارے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوتا کہ بیان سے باہر ہے۔ جب آپ کی عمر اخیر کو پہنچی۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ اب تمہاری زندگی تھوڑے دن اور ہے۔ بہتر ہے کہ قطب زماں قیوم جہاں کی خدمت میں جاکر اپنے واسطے توجہ کی درخواست کرو۔ آپ نے یہ کشف دیکھکر شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ جب شہر کے رؤساء نے آپ کا یہ ارادہ سنا۔ تو سارے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ اس ضعف وپیری میں سفر کرنا مناسب نہیں اس عارف باللہ نے مذکورہ بالا ماجرا انہیں سنایا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہاں جانے پر مامور ہوں۔ یہ کہکر شاہجہان آباد کی راہ لی۔ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اور مریدانہ سلوک تواضع اور ادب کیا۔ آنحضرت نے آپ سے بھی زیادہ آپ کا ادب کیا کیونکہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ نے اپنا مکاشفہ عرض کیا اور فیض باطنی کے لئے درخواست کی۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں توجہ باطنی

Marfat.com

اور القائے نسبت کیا۔ بعد ازاں آپ چند روز آنحضرت کی خدمت میں رہکر واپس سرہند آئے۔ سرہند پہنچتے ہی آپ مرض موت میں مبتلا ہوئے۔ اور تھوڑے دن بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ اپنے والد کے قبہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے محاذی مدفون ہوئے۔ لوگوں کو آپ کی وفات کا سخت افسوس ہوا کیونکہ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کوئی بیواسطہ پوتا زندہ نہ تھا۔

ذکر انتقال مخدوم زادہ خواجہ محمد احرار از این جہان پر ملال

اس سال مخدوم زادہ خواجہ محمد احرار جو آنحضرت کے تیسرے فرزند تھے۔ بیمار ہو گئے۔ حضرت سلطان الاولیاء کو آپ کی بیماری کا ازبس غم ہوا۔ کیونکہ آنحضرت اس سلالۂ دودمان قیومیت کی طرف بہت متوجہ تھے۔ اور اس مخدوم زادہ کی استعداد کی حد سے زیادہ تعریف کیا کرتے تھے۔ بلکہ ان بشارات کا اشارہ کیا کرتے تھے۔ جن سے مشائخ کبار ممتاز ہوتے ہیں۔ جوں جوں مخدوم زادہ صاحب زیادہ بیمار ہوتے جاتے تھے۔ آنجناب زیادہ ملول ہوتے جاتے تھے۔ انہیں دنوں ایک روز میرے (مولف رح) والد بزرگوار کو فرمایا کہ بھائی صاحب میں نے محمد احرار پر اس طرح کی توجہ کی ہے کہ اگر پہاڑ پر بھی کرتا تو موم کی طرح پگھل جاتا۔ لیکن تقدیر حق کا کوئی علاج نہیں۔ اغلب ہے کہ یہ فرزند اس مرض سے نجات نہیں پائے گا۔ یہ کہتے ہی مخدوم زادہ کا مرض ایک سے سوگنا ہوگیا اور دن بدن حالت بدلتی گئی۔ جس دن فوت ہونا تھا۔ اس دن صبح کے وقت آپ کی حالت میں کچھ تبدیلی ہوئی۔ جیسا کہ موت کے قریب پہنچکر اکثر ہوا کرتا ہے۔ ایک شخص نے آکر یہ خبر آنحضرت کو دی تو آنحضرت نے فرمایا کہ یہی نامبارک دن ہے۔ اس بات کو ابھی ایک لمحہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ خبر آگئی کہ مخدوم زادہ صاحب جانکنی میں ہیں۔ آنجناب یہ وحشت اثر خبر سُنکر گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ابھی گھر کے دروازے پر پہنچے تھے کہ شاہزادہ نے جان خدا کے سپرد کی اور پاس بیٹھے ہوئے اشخاص سے گریہ وزاری کی آواز نکلی۔ آنحضرت فصبر جمیل کہکر دروازے کے پاس کے کنوئیں پر بیٹھ گئے لیکن وقار کو ہاتھ سے نہ دیا۔ افسوس وغیرہ کا کوئی لفظ تک

Marfat.com

زبان سے نہ نکلا کبھی کبھی آنکھوں سے آنسو رخساروں پر گرتے تھے۔ سوائے اسکے اور کوئی بیقراری یا افسوس کی علامت نہ دیکھی گئی۔ بعد ازاں مخدوم زادہ کو غسل دے کر نماز جنازہ پڑھ کر نعش سرہند بھیج دی۔ منجھلے مخدوم زادہ صاحب پہلے ہی سرہند میں تھے وہ اور اور اکابر شہر نعش کے استقبال کو آئے۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کی پائنتی کی طرف دفن کیا۔

از مرغ فغاں سرود برخاست | وز چشمہ غنچہ گرد برخاست
ہم باد برابر آستیں زد | ہم آب کلاہ بر زمیں زد
بادے چو دم نہنگ خونریز | آبے چو سحاب اژدہا تیز
گلزار شد از گل افسردہ | غمخانہ صد چراغ مردہ
برخاست خزاں بہر کنارے | افتاد چمن بجا کبارے

ماتم پرسی کے دن گزرنے پر خواجہ عبدالقادر والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت کو اس واقعہ سے اس قسم کا غم والم ہوا کہ قلم اس کے تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ ہر ہفتے جمعہ کے روز باغ کی سیر کو تشریف لیجایا کرتے تھے وہ بھی ترک کر دیا۔ اور مریدوں کو توجہ دینا بھی چندروز کے لئے موقوف کر دیا۔ صبح و شام کے اوراد میں بھی تغیر و تبدل ہو گیا ضعف بدن بھی حد سے زیادہ ہو گیا طرح طرح کے امراض پیدا ہوئے۔ چنانچہ چند مرتبہ ایسا ضعف طاری ہوا۔ کہ لوگوں کو آنحضرت کی نا امیدی ہو گئی۔ پھر تخفیف ہو جاتی۔ لیکن پھر عود کر آتا۔ گو آنحضرت اپنے آپ کو بہ تکلف تندرست ظاہر کرتے تھے۔ لیکن زیادہ کمزور ہوتے جاتے تھے۔ سات سال یہی حالت رہی۔ ایک دن بھی صحت میں نہ گزرا۔ ان دنوں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے اندر شیخ رہ گیا ہے۔ آخر اس ضعف کا نتیجہ یہ ہوا کہ سل دق کا عارضہ ہو گیا اور اسی عارضہ سے آنحضرت کا وصال ہو گیا۔

ذکر در بیان

سال سی و سوم از جلوس قیومیت آنحضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بیان وقائع کہ دریں سال واقع شدہ اند۔ بازد

Marfat.com

نمامت کردن حاسداں بہ سلطان عصر از حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اس سال بعض حاسدوں نے اپنی شقاوت ازلی کے سبب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی نسبت خلاف واقع کلمات بادشاہ وقت سے کہے۔ بادشاہ کو اپنی معہودہ عادت کے مطابق وہم سا ہو گیا۔ گو بادشاہ آنحضرت کا بڑا معتقد تھا۔ لیکن مغلوں کی وجہ سے جو آنحضرت کے غلام تھے۔ اور کبھی کبھی بادشاہ اور ان کے درمیان نفاق ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ اکثر بادشاہ سے دینی امور میں کوئی ایسی بات ظاہر ہو جاتی جس کی بابت مغل آنحضرت کی خدمت میں شکایت کرتے تھے اسواسطے بادشاہ کو ان کا رعب غالب معلوم ہوتا تھا۔ واقعی سلطنت میں سراسر ڈر اور خوف ہوتا ہے۔ بادشاہ نے تنگ آ کر اپنے بعض فدائیوں کو تفتیش کے لئے آنحضرت کی خانقاہ میں بھیجا۔ اسی اثناء میں حاجی امان بدخشی جو آنحضرت کا خلیفہ تھا۔ بطور مسافر دو تین دن سے آنحضرت کی خانقاہ میں آیا ہوا تھا اسے مار پیٹ ہوئی کہ یہ شاہی جاسوس ہے۔ جب آنحضرت نے اسے پٹتے دیکھا۔ تو جھڑک کر لوگوں کو منع کیا اور فرمایا کہ وہ جاسوس نہیں بلکہ (ایک پاس کھڑے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کرکے) یہ جاسوس ہے۔ پھر اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ خبردار! اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو کسی قسم کی جھوٹی خبر بادشاہ کو نہ دینا۔ اس نے عرض کیا کہ کیا مجال کہ میں قطب زماں کو ناراض کروں۔ اور غضب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤں۔ آنحضرت نے اسکے حق میں دعا کی۔ انہیں دنوں ایک اور جاسوس نے بعض حاسدوں کے کہنے سے جھوٹی خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ خبر پہنچاتے ہی اس کا سارا چہرہ سوج گیا اور اس کی زبان بند ہو گئی۔ جب بادشاہ نے اس بات کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ خبر محض جھوٹ تھی اسلئے شرمندہ ہو کر آنحضرت سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ اگر آنحضرت جمعہ کے روز منبر پہ کھڑے ہو کر مغل وغیرہ مسلمانوں کو میری اطاعت کا حکم دیں۔ تو میری سلطنت کو نہایت تقویت ہو جائے گی۔ آنجناب نے اس بات کو منظور فرما کر جمعہ کے روز نماز سے فارغ ہو کر منبر پہ آ کر تمام وضیع و شریف کے روبرو اپنی خانقاہ میں فرمایا۔ یا ایہا الناس اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ بادشاہ وقت کی اطاعت کو واجب جانو۔ سب نے جان و دل سے آنجناب کے فرمان کو قبول کیا۔ بادشاہ یہ

Marfat.com

خبر سنکر نہایت ہی خوش ہوا۔ اس کے شکریہ میں تحف وہدایا نذر کئے۔ بعد ازآں آنحضرت کے بارے میں حاسدوں کی بات کو نہ سنا۔ تھوڑی مدت میں حاسدوں کا جان ومال نیست ونابود ہوگیا لیکن آنجناب کا مزاج مبارک بادشاہ سے بہت منحرف ہوگیا۔ کہ باوجود اس قدر توجہات کے پھر فاسد خیالات اس نے کئے۔ آنحضرت ان دنوں فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے نزدیک سلطنت رائی کے دانے کی طرح ہے لیکن مَیں نہیں جانتا۔ کہ محمد شاہ کن خیالات میں ہے تھوڑے ہی عرصے بعد ان خیالات کا بدلہ اسے مل گیا۔ لیکن پھر آنحضرت نے ازراہ بندہ نوازی اس کو اس بلا سے نجات دلوائی۔ جو انشاء اللہ عنقریب ہی بیان کیا جائے گا۔ اس ہنگامہ کے بعد بادشاہ نے پھر آنحضرت کی ملاقات کی خواہش کی لیکن بے سود۔ آنحضرت نے وہی پہلا جواب دیا اور عذر کر بھیجا۔

ذکر در بیان

خلافت دادن خواجہ عزیز اللہ و فرستادن او را بہ بدخشان و
بیان قضایا کہ خواجہ را درآں ملک دست دادہ و عرضداشت
شاہ بدخشان بجناب آنحضرت رضی اللہ عنہٗ

اسی سال حضرت سلطان الاولیا نے خواجہ عزیز اللہ بدخشی کو خلافت دیکر بدخشان روانہ فرمایا۔ جب آپ وہاں پہنچے۔ تو وہاں کا بادشاہ جو آپ کے آباؤاجداد کا قدیمی مرید تھا۔ آپ کے استقبال کے واسطے آیا۔ اور آپ کو نہایت تعظیم وتکریم سے شہر میں لے گیا۔ اس ملک کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ اور علما و مشائخ حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ وہاں کے چھوٹے بڑے صبح شام آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ ایک روز بادشاہ نے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے حالات دریافت کئے۔ خواجہ صاحب نے آنحضرت کی بزرگی کماحقہٗ بیان کی۔ بادشاہ نے کہا۔ اس وقت ایسے بزرگ کا ہونا بہت غنیمت ہے لیکن گذشتہ اولیاء کو اپنی ولایت میں عجب استقلال ہوا کرتا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا آجکل ہزاروں ویسے کیا بلکہ ان سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خانقاہ میں موجود ہیں۔ اور آنحضرت سے باطنی فیض حاصل کرتے ہیں۔ تم نے حضرت سلطان الاولیاء

رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھ رکھا ہے آنجناب قیوم زمانہ ہیں اور آنجناب کا بدن مبارک جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ خمیر طینت سے بنا ہوا ہے۔ تمام قطب فرد اور غوث قیوم کے نائب ہوتے ہیں۔ سو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ۔ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اور کوئی شخص قیوم نہیں ہوا۔ تمام اولیائے سلف وخلف حضرت سلطان الاولیا کے ظل کمالات کے دائرہ میں ہیں۔ بادشاہ یہ سنکر خاموش ہو گیا۔ ہاں یا نا کچھ بھی نہ کی۔ دیر کے بعد کہا۔ کہ بیشک تم انہیں اس قدر بزرگ سمجھتے ہو گے۔ لیکن میرے خیال میں تمہارے دادا شیخ خلیل اللہ بدخشی جیسا ایک بھی نہیں۔ خواجہ صاحب سخت ناراض ہو کر مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بلند آواز سے کہا۔ کہ اے بادشاہ! دیر نہیں گذریگی کہ تم حضرت خلیفۃ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گے۔ تم نے حضرت سلطان الاولیا کی سلطنت کو قبول نہیں کیا۔ ہم تمہیں بدخشاں کی سلطنت سے معزول کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب ناراض ہو کر اپنے گھر لوٹ آئے۔ اور اپنے تمام یاروں کو جمع کر کے فرمایا۔ کہ آؤ اس کے حق میں بد دعا کریں کہ حق تعالیٰ اسے اس جہان سے اٹھالے۔ پھر نہایت عاجزی سے دعا کی دعا کرتے ہی بادشاہ کے پیٹ میں درد اٹھا۔ اور اسی رات اس جہان فانی سے چل بسا۔ دوسرے دن ارکان سلطنت نے ایک اور کو تخت شاہی پر بٹھایا۔ اس بادشاہ کو خواجہ صاحب کی خدمت میں لا کر آپ سے استقلال سلطنت کے لئے دعا منگائی۔ خواجہ صاحب نے تاج شاہی اس کے سر پر رکھکر دعائے استقامت کی۔ اور اسے فرمایا تمہاری سلطنت کا قیام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کمالات اور قیومیت کے اعتقاد پر موقوف ہے۔ اس نے کہا میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بدخشان میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور بہت سے نورانی چہروں والے آنحضرت کے ساتھ ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ شاہ بدخشاں کو حاضر کرو۔ اتنے میں مردہ بادشاہ کو لائے آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہم نے تمہاری ہدایت اور تمہاری سلطنت کے استقلال کے لئے اپنا خلیفہ بھیجا لیکن تم نے اس کی قدر نہ کی بلکہ بجائے شکر گذار ہونے کے کفران نعمت کیا۔ تم سلطنت کے لائق نہیں۔ ہم

تمہیں سلطنت سے معزول کر کے اس جہان کو تمہارے وجود سے پاک کرتے ہیں۔ پھر مجھے بلا کر تاج شاہی میرے سر پر رکھ کر فرمایا۔ ہم نے تجھے بدخشان کا بادشاہ کیا۔ اپنی سلطنت میں عدل کرنا اور قیوم اربعہ کی قیومیت کا معتقد رہنا۔ ہمارے خلفاء کی خدمت کرنا جب میں جاگا تو شہر میں شور مچا ہوا تھا کہ بادشاہ مرگیا ہے۔ ارکان سلطنت نے آکر مجھے شاہی تخت پر بٹھایا بعد ازاں خواجہ عزیز اللہ کا مرید ہوا اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی بیعت قیومیت بھی خواجہ صاحب کے ہاتھ پر کی۔ اور اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جب اس کی عرضی معہ خواجہ صاحب کی عرضی کے آنحضرت کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنحضرت نے بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور اپنے مخلصوں کے زمرے میں شامل کیا۔

ذکر در بیان

مراجعت شیخ محمد نعمان حق رسا کہ نبیرۂ حضرت مروج الشریعت کہ رئیس مشائخ سرہند اند از حرمین الشریفین واخذ فیض کردن از حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اسی سال شیخ محمد نعمان حق رسا جو شیخ محمد پارسا کے فرزند رشید اور حضرت مروج الشریعت کے پوتے اور تمام حضرات سرہند کے سردار تھے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے، اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد کی خدمت سے کسب و کمال حاصل کیا تھا۔ ان کے وصال کے بعد حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً وکرماً گئے۔ وہاں آپکو بے شمار اور لاانتہا باطنی ترقیات نصیب ہوئیں۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کمالات کو بھی دیکھ لیا۔ بلکہ جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ جو سالک اس زمانہ میں ہیں اگر اپنے باطن کی سلامتی چاہتے ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوجائیں خصوصاً آپ کو تو حکم ہوا کہ تم جا کر قیوم زماں کی خدمت سے فیض اخذ کرو۔ علاوہ بریں شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد سے سنا تھا۔ کہ قطب الاقطابی کا منصب حضرت شیخ محمد زبیر کو حاصل ہے۔ اس واسطے آنحضرت کی قطب الاقطابی کے معتقد تھے۔ اس سفر سے واپس آکر

Marfat.com

آنحضرت کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر ہو کر طلب توجہ کی۔ آنجناب نے غور و تامل اور آپ کی منت و خوشامد کرنے کے بعد توجہ باطنی اور اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کسی اور پر اس کا عشر عشیر بھی نہ تھے آپ آنحضرت کی تواضع اس طرح کرتے جیسے مرید پیروں کی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ خود تمام حضرات سرہند کے سردار تھے اور تمام امراء بادشاہ اور سلاطین آپ کے نیازمند تھے۔ اور ہزارہا لوگ آپ کے محتاج تھے۔ باوجود ان تمام باتوں کے حضرت خلیفۃ اللہ کے آداب بجالانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ آپ کا گھر خانقاہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر تھا۔ بسا اوقات اندھاری راتوں کو کیچڑ میں پا پیادہ چلکر بے خبر آکر آنحضرت کی خانقاہ کے ایک گوشے میں بیٹھ رہتے۔ جب آنحضرت کو آپ کے آنے کی اطلاع ہوتی۔ تو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے برابر بٹھاتے اور اکثر اُٹھتے وقت نعلین پکڑ لیتے کہ آنجناب کے پاؤں میں پہنائیں۔ آنحضرت بہتیرا منع کرتے۔ لیکن آپ عرض کرتے۔ کہ میں یہ خدمت للہ کرتا ہوں۔ مجھے اجر سے کیوں محروم رکھتے ہیں حضرت خلیفۃ اللہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رض کے اعلےٰ خصائص اور بشارات سے سرافراز فرمایا۔ آپ مجھ (مؤلف رہ کتاب) سے زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں کیونکہ میرا غم بھی سنتے ہیں۔ مجھے فرماتے تھے کہ بھائی صاحب! مجھے حضرت خلیفۃ اللہ مجھے مقاماتِ ولایت اور کمالاتِ نبوت میں اس طرح کشاں کشاں لیجاتے ہیں۔ کہ میں اس نعمتِ عظمےٰ کا شکریہ بجا ہی نہیں لا سکتا ؎

گر بر تنِ من شود زبان ہر موے یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ذکر در بیان

سال سی و چہارم از جلوسِ قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء و بیان تنازع عامل سرہند با مخدوم زادہ و سزاے رسیدن او و بیان وقائع کہ درین سال بہ وقوع آمدہ اند؂

اس سال سرہند کے حاکم اور حضرات مخدوم زادوں میں بعض امور کی وجہ سے نزاع ہو گئی۔ حتےٰ کہ فریقین آمادہ جنگ ہو گئے۔ قریب تھا کہ فتنہ و

Marfat.com

فساد کی آگ بھڑک اُٹھے۔ سارا شہر اور مضافات حضرات مخدوم زادوں کے ساتھ تھے اور حاکم تھوڑی سی فوج لئے شہر کے باہر پڑا تھا۔ لیکن حضرات کی مخالفت سے ڈر گیا۔ کہ کہیں غضب سُلطانی میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ اس واسطے معافی مانگ لی۔ لیکن حضرات نے معافی نہ دی۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ نے سُنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ سرہند کا حاکم خدا سے نہیں ڈرتا۔ کہ حضرات مخدوم زادوں کی مخالفت کرتا ہے

اسی اثناء میں بادشاہِ وقت کو بھی اس بات کی اطلاع ہو گئی۔ اُس نے یہ خبر سُنتے ہی حاکم سرہند کو معزول کیا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ سے بہت کچھ معافی مانگی۔ ایک اور حاکم تجویز کر کے مقرر کیا۔ اور قطعی حکم دیا۔ کہ جس طرح مخدوم زادے چاہیں کریں۔ تم نے متعرض نہ ہونا۔ مخدوم زادوں اور عامل کی باہمی نزاع کا باعث یہ ہوا کرتا تھا۔ کہ شہر کے گرد و نواح اور مضافات کی مدد معاش میں مخدوم زادوں کا تصرف تھا۔ اور بہت سے لوگ اُن کی قوت کے بھروسے ہر سال دیہات اور قصبات کی آمدنی مخدوم زادوں کے نام کر کے اپنے قبضے میں لاتے۔ حاکم اس سبب سے ان لوگوں سے لڑتا اور روپیہ مانگتا۔ وہ مخدوم زادوں کی طرف اشارہ کرتے۔ تو عامل مخدوم زادوں کی طاقت سے ڈر کر نصف یا چوتھا حصہ زر کا لینا چاہتا وہ لوگ یہ بھی نہ دینا چاہتے۔ اس واسطے عامل اُن کے درپے آزار ہوتا۔ وہ مخدوم زادوں کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور اس بارے میں مدد طلب کرتے۔ وہ کمال کرم اور خیر خواہی خلق اللہ سے جو اس خاندانِ عالی کا شیوہ مرضیہ ہے عامل سے لڑتے وہ ادب کر کے فروگذاشت کرتا۔ اگر کبھی مخالفت کرتا تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ آخر رئیس بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دیتے۔ عامل مجبوراً صلح کر لیتا کہ کہیں بادشاہ ناراض نہ ہو جائے اور معافی مانگتا۔ بعض اوقات مخدوم زادے اُس کے عذر کو قبول نہ کر کے یہ معاملات وزیر اور بادشاہ کے پاس بھیج دیتے۔ وزیر اور بادشاہ اِن معاملات کو مخدوم زادوں کی مرضی کے مطابق سرانجام دے کر انہیں خوشدل کرتے۔ اور عامل اور کارکنوں کو سزا دیتے۔

اسی سال اس مؤلف کتاب نے مشرقی علاقہ سے جہاں وہ رہا کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حسب ذیل منظومہ عرضی بھیجی:-

عریضۂ الفت فقیر حقیر محمد احسان معصومی سرہندی بجناب حضرت
خلیفۃ اللہ در قصیدہ نظم :-

الا اے ہدہد فرخ سر فرازی سخندانی　　که بادا بر سرت زیبندۂ دیہیم سلیمانی
اے سرفرازی و سخندانی کے مبارک ہدہد ! تمہارے سر پر سلیمانی تاج زیبندہ ہو

رساں ز احساں سلام عجز انجامے بدرگاہی　　که بگذارد در آنجا عقل کل در سجدہ پیشانی
احسان کی طرف سے عجز آموز سلام اس درگاہ میں پہنچانا جہاں عقل کل بھی سر بسجود ہوتی ہے

امام المسلمین شیخ الشیوخ ہادئے عالم　　گرامی دودۂ فاروق اشمع است لمعانی
اس بارگاہ کے مالک مسلمانوں کے امام شیخ الشیوخ جہاں کو راہنما فاروق کے معزز گھرانے کی روشن منور شمع

امیر المومنین سلطان صدیقین زیب دین　　محمد زبیر آں قیوم رابع مجدد ثانی
مومنین کے امیر، صدیقوں کے بادشاہ، دین کی زینت محمد زبیر قیوم رابع مجدد ثانی

رئیس الواصلین قائم مقام انبیائے دین　　که تاج العارفین و اولیاء را قبلۂ ثانی
واصلوں کے سردار انبیاء، دین کے قائم مقام عارفوں کے تاج اور اولیا کے قبلۂ ثانی ہیں

برائے اتقیا شرف و رحیل اصفیا سرور　　نتیجہ مرسلین و مظہر اسرار ربانی
پرہیزگاروں کے لئے باعث شرف اور صفیا کے فخر ہیں مرسلین کے نتیجہ اور اسرار ربانی کے مظہر ہیں۔

ولایت را بود معدن حقیقت را بود مخزن　　شریعت را بود ناصر طریقت را بود بانی
آنحضرت ولایت کی کان اور حقیقت کے خزانے ہیں۔ شریعت کے مددگار اور طریقت کے بانی ہیں۔

ز دانش مسند قیومیت را زینت تازہ　　که نازل آمدہ در شان او آیات رحمانی
آنحضرت کے علم سے قیومیت کی مسند کو تازہ زینت حاصل ہے جس کی شان میں رحمانی آیات نازل ہوئی ہیں

بود بیت نبوت را فقد او مصرع زیبا　　عیاں زو مطلع انوار کیفیات یزدانی
نبوت کے گھر کے عمدہ کواڑ اور مصرع زیبا ہیں آنحضرت سے کیفیات یزدانی کا مطلع انوار ظاہر ہے

کسے نتواند آں قیوم رابع را ثنا کردن　　که در او صاف او عاجز بود عرفی و خاقانی
کوئی شخص قیوم چہارم کی ثنا نہیں کر سکتا عرفی و خاقانی جیسے زبردست شعرا آنحضرت کی توصیف سے عاجز ہیں

میسر نیست بعد از انبیاء کس را چنیں شانے　　که او آمد امام الحق و ہم محبوب صمدانی
انبیاء کو چھوڑ کر باقیوں میں سے کسی کو یہ شان حاصل نہیں کیونکہ آنحضرت امام الحق بھی ہیں اور محبوب صمدانی بھی

غلط گفتم که ذات پاک او را نیست نزد شاں　　ازیں عالی مقاماتے که در انفاس او دانی

میں نے غلط کہا ہے کہ اس کی ذات پاک کا فخر و شان نہیں
بلکہ جس قدر وہم و خیال میں آ سکتا ہو حضرت کے مقامات اس سے بھی عالی ہیں

کمالاتِ رسالت را بود او جامع و لامع
صفاتِ احمدی را سر بسر در ذات او خوانی

آنحضرت کمالات رسالت کے جامع اور روشن کنندہ ہیں۔
جناب کی ذات میں صفات احمدی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے

شہ قائم مقام انبیائے اولی العزم آمد
مہ نائب مناب ایزد خلاق دو جہانی

آنجناب انبیائے اولو العزم کے قائم مقام بادشاہ ہیں
اور دونوں جہان کے خالق ایزد متعال کے نائب مناب ہیں

بدین و ملت از دانشش رواج و رونق دیگر
بید موسیٰ بدم عیسےٰ بخوبی ماہِ کنعانی

دین و ملت کو آنحضرت کے علم کے سبب خاص ہی رواج اور رونق حاصل ہے
یوں سمجھو کہ بلحاظ ید تو موسیٰ علیہ السلام بلحاظ دم عیسےٰ اور بلحاظ خوبی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں

دل او مظہر نور تجلے از خدا یابی
ضمیر روشن او مورد آیات قرآنی

آنحضرت کا دل الٰہی نور کی تجلی کا مظہر ہے
اور ضمیر روشن آیات قرآنی کے وارد ہونے کا مقام

مبرا بود انفاسش از دنیا و ما فیہا
ملک پیشش نیارد کرد لافِ پاک دامانی

آنحضرت کے انفاس دنیا و ما فیہا سے مبرا ہیں
فرشتہ بھی آنجناب کے روبرو پاکدامنی کی لاف نہیں کر سکتا

برائے منصب خلت از و شد پایہ برتر
ز محبوبیت ذاتی بود یکتائے سبحانی

خلت کے منصب کی قدر آنجناب کے طفیل سے زیادہ ہو گئی ہے
بلحاظ محبوبیت ذاتی یکتائے زمانہ ہیں۔

بزہد و ورع باشد ناز انفاسِ پاک او
بتقوائے و صلاح از ذات او حاصل فخر ارزانی

آنحضرت کے انفاس پاک بلحاظ زہد و ورع ہمارے لئے باعث ناز ہیں
اور ہمیں آنحضرت کے تقوے و صلاحیت پر فخر حاصل ہے

نجابت را ز والا گوہرئے او شرف حاصل
نقابت را ز عالی نسبتش فخر فراوانی

نجابت کو آنجناب کی والا گہری کے سبب شرف حاصل ہے
اور آنحضرت کی عالی نسبتی کی وجہ سے نقابت کو بہت بڑا فخر ہے

فروغ شمع بزم معرفت اعنی خدیو من
جمالِ حق کمالِ احمدی قیوم ربانی

بزم معرفت کی شمع کا فروغ یعنی میرے بادشاہ
جمالِ حق۔ کمالِ احمدی قیوم ربانی

محمد عزیز و عبد قادر را سلام من
کہ ہستند آں دو نجم روشن خورشید پیشانی

محمد عزیز اور عبد القادر کو میری طرف سے سلام
وہ دونوں خورشید کی سی پیشانی والے روشن ستارے ہیں

بگو کز جوشش استیلائے شوق آستانبوسش
برنگ گل کند دل ہر زماں چاک گریبانی

آنحضرت کی آستانبوسی کے غلبہ شوق کی وجہ سے
دل ہر وقت پھول کی طرح گریباں چاک کرتا ہے

فلک رفعت جناب فیض پیر دستگیر من
ملک سیرت قدر قدرت خلیل کعبۂ ربانی

میرے پیر دستگیر کی آسمان جیسی بلند بارگاہ ہے
اور آنحضرت فرشتہ خصلت قدر قدرت اور ربانی کعبے کے خلیل ہیں

Marfat.com

چو ماہی ام کہ دور از آب دارد بیقراریہا — طپاں بر روئے رنگ آتشیں افتادہ ام دانی

میں ماہیٔ بے آب کی طرح بے قرار ہوں — یوں سمجھو کہ میں انگاروں پر لوٹتا ہوں

دمادم چوں رگ سیماب میدارم طپیدنہا — چو مرغ نیم بسمل مینمایم حال جنبانی

میں دمبدم پارے کی طرح تڑپتا ہوں — اور نیم بسمل پرندکیطرح پروبال پھڑپھڑاتا ہوں

بداں میداشتم شوق جمال پائے بوس او — کہ در رمضان رسم خدمت محبوب سبحانی

مجھے آنحضرت کی پابوسی کا شوق اس بات پر آمادہ کرتا تھا — کہ میں اس محبوب سبحانی کی خدمت میں ماہ رمضان میں پہنچ جاؤں

چو بشنید ایں ارادہ را ز من علی محمد خاں — بہ پیشم آمد و اظہار کرد از عجز و گریانی

جب میرے اس ارادے کی خبر علی محمد خاں کو ہوئی — تو اُس نے عاجزی اور منت وسماجت سے کہا

نے شاید کہ از برکات ایں ایام متبرک — مرا و مسلمین را ایں ہمہ محروم گردانی

کہ یہ مناسب نہیں کہ آپ ان متبرک ایام کی برکتوں سے — مجھے اور مسلمانوں کو محروم کریں

چو زینساں التجا آورد خان دوست فقرا — ازیں معنی بماندم ز دولت خدمت بحرانی

جب اس فقراء کے دوست خاں نے اسطرح التجاکی — اسواسطے میں آنحضرت کی دولت خدمت سے محروم رہگیا

ہماز بعضے سعادتہا کہ حاصل میشد از خدمت — دریں ایام متبرک از آں فیاض دورانی

اس فیاض زماں سے ان مبارک دنوں میں بعض سعادتیں — صرف حاضر خدمت ہی ہو کر حاصل ہوسکتی ہیں

کنوں شرح مکاشفہائے خود را بے شک و شبہ — بہ پیش قبلۂ دین مینمایم داستاں رانی

اب میں اپنے بعض مکاشفات بلاشک وشبہ — اس قبلۂ دین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں

بروز غرۂ رمضان فرخ در مکاشفہ ام — ز جسم من برآمد نور نہ آں شخص انسانی

ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو مجھ پر منکشف ہوا — کہ میرے جسم سے نور نکلا ہے لیکن وہ انسانی قالب نہیں

پس آنگہ در ہماں ساعت از آں قالب ہمی گشتہ — بہ پیش چشم ایں عاجز گرفتہ شکل انسانی

بعد ازاں آناً فاناً اس قالب سے ایک انسانی شکل نکل — مجھ عاجز کے سامنے آئی اور

درآمد در تکلم آنکہ من نفس تو میباشم — کنوں گردیدہ ام من بہرہ اندوز مسلمانی

کہنے لگی کہ میں تیرا نفس ہوں۔ لیکن اب — مجھے مسلمانی سے کچھ حصہ نصیب ہوا ہے

صلاحیت از و پیدا توجہ تام میبایم — فلاحیت از و ظاہر چو مقبولان ربانی

اس سے صلاحیت ٹپکتی ہے اور اس میں توجہ تام پاتا ہوں — اور مقبولان ربانی کی طرح اس سے فلاحیت ظاہر ہوتی ہے

ازاں ساعت انابت شد و ہم سرکشی ہرگز — نے آید ز من اے خسرو ملک خدادانی

Marfat.com

اس وقت سر انانیت اور سرکشی جاتی رہی
بعد ازاں اے مالک فضل دائمی (بادشاہ مجھ کو سرکشی نہیں ہوئی)

زوال عین و انزالحال فوق الفوق مے بینم
بحالِ خویش مے یابم کمالِ لطف سبحانی

میں سے زوال عین اور فوق الفوق حال کا خیال کرتا ہوں
اور اپنی حالت پر لطف سبحانی بدرجہ کمال پاتا ہوں

گہے میدانم اعراض وجودِ خویش را ز نیساں
کہ ملحق گشت گویا با وجودِ پاک جسمانی

کبھی میں جانتا ہوں کہ میرا وجود اس طرح بہشتی
وجود پاک سے مل گیا اور اصلی حالت کو چھوڑ گیا ہے

سپس شد در شب آئینہ قدمن چناں اطول
کہ نتواں کرد شرح ایں چنیں بسیار طولانی

بعد ازاں جمعہ کی رات میرا قد اتنا لمبا ہو گیا
کہ اس طول کی شرح ہی نہیں کر سکتے

میانِ سایۂ او عالمے دیدم بچشمِ خود
درعین سایہ سر یافتم خورشید نورانی

اس کے سائے میں میں نے اپنی آنکھوں سے ایک جہان کو دیکھا
اور عین سایہ سر میں نورانی آفتاب کو دیکھا

بدیدم پرتوِ او بر جہان و اہل آں یکسر
دراں خورشید تاباں شہرہا و قصرہا دانی

میں نے اس کا پرتو سارے جہان پر پڑا ہوا دیکھا
اُس چمکتے ہوئے سورج میں شہر اور محل موجود تھے

زمانے آمد الہامم کہ اے تو انِ باستی
ہر آنکس را کہ گردد دست بیعت از زبان خوانی

کچھ دیر بعد مجھے الہام ہوا کہ ایک تو ہستی میں ہے
جس شخص کو تو بیعت کریگا گویا وہ ہم سے ہوگا

بوقتے از جناب سرور عالم توجہ را
کہ نتواں در قلم آورد شرحش از فراوانی

ایک وقت مجھے جناب سرور کائنات سے توجہ
نصیب ہوئی جسکی شرح بسبب کثرت احاطہ تحریر سے خارج ہے

یعنوانے کہ در حق بشر از باب مے آید
بحالِ خویش دیدم بذل زان ہمتائے ربانی

اس انسان کے حق میں جو تیرے دروازہ سے آتا ہے
میں نے اپنی طرح اوس ہمتائے ربانی کا بذل خاص دیکھا

چناں گشت از عنایاتِ فراواں بر زبان جاری
کہ تو فرزند مائی نور چشمی جسمی و جانی

بہ سبب کثرت عنایت زبان پر یوں جاری ہوا
کہ تو میرا فرزند اور میرا جسمی و جانی نور چشم ہے

ازاں پس در تہجد خود مجدد الف ثانی ام
بساط سبز گسترده چو خضرائے گلستانی

بعد ازاں میں تہجد میں گویا خود مجدد الف ثانی ہوں
اور سبزہ باغ کی طرح بساط سبز بچھی ہوئی ہے

بہراں مسند نشستہ یافتم خود را ہماں ساعت
بآئیں کہ نشیند شاہ بر تخت جہانبانی

میں نے اپنے آپ کو اسی وقت اس مسند پر اس طرح بیٹھا پایا
جسطرح کہ تخت جہانبانی پر بادشاہ بیٹھا کرتے ہیں

و گر مسترشدیں من کہ مے بینند حالاتی
ز حیرت ہا برد دل را فرو در قعر عمانی

مجھ سے ارشاد سیکھنے والے ان حالات کو دیکھ کر
بحر حیرت میں ڈوبے جاتے ہیں ۔

Marfat.com

نمے آید ز من بظہور توفیق و ارادا تی
مجھ سے توفیق و ارادت ظہور میں نہیں آتیں

کہ نا منظور گردد در جناب پاک یزدانی
کہ کہیں اللہ تعالے کی پاک جناب میں منظور نہ ہو جائے

سرانجامیکہ و اصل جانب یزداں تواند شد
وہ سرانجام جو یزداں کی طرف ملا سکتا ہے

نمے آید سرانجام از رہ بے سر و سامانی
وہ بسبب بے سر و سامانی سر انجام نہیں ہوتا

گرفتار تعجب ہم باز مانند متکبر
پھر میں متکبر کی طرح تعجب میں گرفتار ہوں

فرو ہستم بہائم وار در لذات نفسانی
اور نفسانی لذتوں میں چوپایوں کیطرح مستغرق ہوں

چناں دارم امید واثق از انفاس قدسیہ
مجھے آنحضرت کے انفاس قدسیہ سے یہ اُمید واثق ہے

کہ گردد از دلِ من مرتفع خطرات شیطانی
کہ میرے دل سے خطرات شیطانی اُٹھ جائیں گے

چو ایں فدوی زماں ز اں بودن بخدمت والا
جب یہ فدوی خدمت والا میں حاضر تھا۔ تو

در ایام صیام از عتبہ چوں بیت ربانی
ماہ رمضان میں کعبہ کی سی دہلیز اور

بشاراتیکہ باشد قدسیاں را آرزوئے او
معبود جہانی کے کعبہ سے وہ بشارات حاصل کیا کرتا تھا

بخود مے یافتم زاں کعبہ معبود دو جہانی
جن کی آرزو فرشتوں کو بھی ہوا کرتی ہے

کنوں از مدت سہ سال زیں برکات قدسیہ
اب میں تین سال سے ان قدسیہ برکات سے

مجال خویشتن گردیدہ ام موسوم حرمانی
محروم ہو گیا ہوں۔

اُمید از فضل آں دارم کہ از و کرم بخشی
مجھے جناب کے فضل سے اُمید ہے کہ از راہ کرم

تلافی گذشتہ را بجود الطاف ارزانی
نوازش گذشتہ کی تلافی فرمائینگے

بارشادات کرم بنوازی احقر را
اگر ارشادات سے مجھ احقر کی نوازش فرمائیں

سر فخر مباہات تا ماہ برسانی
تو یہ سبب فخر و ناز میرا سر چاند تک پہنچ جائیگا

وگرنہ خویشتن را بے نصیب دانم آں قبلہ
نہیں تو میں اپنے آپ کو بے نصیب

بیایم مہربانی تو کمتر زاں فراوانی
جانونگا اگر آپ کی مہربانی کو فراوانی سے کم پاؤں

روانہ کردہ ام اکنوں بخدمت نور محمد را
اب میں نے خدمت والا میں اپنے خاص التماس یہ

کہ باشد از مریداں اخص ایں فدوی جانی
اور فدوی جانی نور محمد کو روانہ کیا ہے

سرافرازم کنی از روئے سند و شد نوازیہا
امید ہے کہ مجھے آنجناب ازروئے مرید نوازی

جواب با صواب نامہ ام را باز گردانی
میرے نیاز نامہ کے جواب سے سرفراز فرمائینگے

ازیں پس جز دعا دیگر چہ آید از من عاجز
بود تا قائم عالم تو خود قائم در جہانبانی

Marfat.com

بعد ازاں مجھ عاجز سے سوائے دعا کے اور کیا ہو سکتا ہے — خدا کرے آنجناب آخر تک جہان میں زندہ قائم رہیں

تمامی دوستان خانقاہ فیض منزل را — رسد از من سلامے شوق مسنون مسلمانی

فیض منزل خانقاہ کے تمام دوستوں کو — میری طرف سے مسلمانی مسنون سلام قبول ہو

ادا کرد عرصۂ احسان ششت و پنج فرو آورد — امید فضل دارد از در قیوم ربانی

امید ہے کہ جناب مجھے اس شش و پنج کی پھنسے سے نجات دینگے — اور مجھے درگاہ قیوم سے امید قوی ہے۔

مکتوب حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء در جواب عرضداشت مؤلف این کتاب فقیر ابو الفیض کمال الدین محمد احسان معصومی سرہندی

سلام ما رساں اے باد بر مقبول ربانی — کہ در کشف و کرامت نیست او را در جہاں ثانی

اے ہوا ہمارا سلام اس مقبول ربانی کو پہنچا نا — جو جہان بھر میں بلحاظ کشف و کرامت لاثانی ہے

بتاریخ ماہ شوال یوم پانزدہ رفتہ — بہ پیش چشم من نور محمد گشت نورانی

پندرہ ماہ شوال کو نورانی شکل نور محمد — میرے پاس آیا۔

چو نیکو گشت معلوم کہ زنگنے دوست مے آید — سلامت را زبانش میل شکر افشانی

جب مجھے ٹھیک طور پر معلوم ہوا کہ یہ دوست کیطرف سے آرہا ہے — اور اسکی زبان تمہارے سلام سے شکر افشانی کرتی ہے

بدستش عرضیت دیدم محبت در خروش آمد — کہ شرح حال خود بنوشتہ باشد مخلص جانی

اس کے ہاتھ میں تمہاری عرضی دیکھ کر محبت جوش زن ہوئی — کیونکہ اس میں مخلص جانی نے اپنے مفصل حالات درج کر رکھے تھے

کشودم عرضی رنگین تر ا گلزار معنی ہا — جوابش را مگر گوید دریں دم خسرو ثانی

میں نے تمہاری رنگین عرضی کو جو فی الحقیقت گلزار معانی تھی کھولا — اس کا جواب لکھنے کیلئے اب کوئی خسرو ثانی ہونا چاہئے

نخستیں در خط اخلاص التحریر نمودی — خدا امید اند و من دانم اجر تو ہم دانی

پہلے تم نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا سو اس اجر کو — یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا میں جانتا ہوں یا تم جانتے ہو

چہ حاجت شرح اخلاص و محبت در وفاداری — خموشی بہتر است اینجا زبان دارد زبان دانی

وفاداری میں اخلاص و محبت کی شرح کی ضرورت نہیں — یہاں پر خموشی زبان حال سے مضمون کو ادا کرتی ہے

بشارتہائے پے در پے کہ در عرضی رقم کردی — مبارک باشدت ہر یک زتحریرات عرفانی

وہ بشارات جن کا ذکر اس عرضی میں بار بار کیا گیا ہے — وہ تمہیں تحریرات عرفانی سے ایک ایک کرکے مبارک ہوں

ز روئے کشف بنوشتی کہ شکل خود ز خود دیدم — جو او از من جدا گردید ہر گشت نورانی

تم نے اپنے کشف کے لحاظ سے یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنے آپ — ایک شکل نکلتی ہوئی دیکھی جب وہ مجھ سے جدا ہوئی تو نورانی ہو گئی

Marfat.com

بانگ وقت آں ہمہ دوں برابر چشم خود دیدم | کہ شکل و بظاہر ہمچوں شکل بود انسانی

تھوڑے وقت بعد میں نے اسے ظاہری آنکھوں سے دیکھا | کہ اسکی شکل انسانی ہو گئی ہے -

ضمیر پاک بازم رہ اچناں ظاہر شد از معنی | کہ نفس کافرت آوردہ روئے بر مسلمانی

بہرے پاک ضمیر میں یہ آتا ہے کہ تمہارا نفس کافر | اب مسلمانی کا رخ کئے ہوئے ہے

ہمہ از فیض پیران طریقت میتواں گفتن | نہ آید بدست کس چنیں معنی بآسانی

یہ سب کچھ پیرانِ طریقت کے فیض سو تمہیں حاصل ہوا ہے | ایسی بات ہر کسی کو بآسانی حاصل نہیں ہو سکتی

جناب سرور دیں بکشف خود اگر دیدی | ازیں دولت چہ بہتر اے برادر بر تو ارزانی

اگر تم نے بذریعہ کشف جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے | تو بس پھر بھائی جان اس سے بڑھ کر اور کیا دولت ہوگی

مجدد الف ثانی را بکشف خود اگر دیدی | رہیدی از بلاہائے خدا و از پریشانی

اگر تم نے اپنے کشف میں حضرت مجدد الف ثانی رضی کی زیارت کی ہے | تو سمجھو کہ تم پریشانی اور بلائے خدا سے نجات پا گئے

ز تاثیر توجہ فیض باطن بود ایمانی | چہ مشکل باشد از فیض عموم پیر عرفانی

توجہ کی تاثیر سے فیض باطنی حاصل ہوا کرتا ہے | سو یہ بات پیر خدا شناس کے عام فیض سے کچھ مشکل نہیں

تو ہم اولاد آں شہباز بالا سیر لاہوتی | کہ خود را کردہ است از شوق بہر دوست قربانی

تم بھی لاہوتی سیر والے شہباز کی اولاد ہو | جس نے اپنے آپ کو بسبب شوق دوست کے واسطے قربان کر دیا ہے

زما ہم دمبدم یاد آوری در خاطرت باشد | کہ دلہا را بدلہا راہ مے باشد بہ پنہانی

ہم بھی تمہیں دمبدم یاد کرتے رہتے ہیں۔ | مشہور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوا کرتی ہے

بوصل دوست آساں نیست تا واصل شود انساں | بغیر از رنگ زرد و آہ سرد و چشم گریانی

دوست کا وصل حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں | بغیر زرد رنگ سرد آہ اور روتی ہوئی آنکھ کے انسان واصل نہیں ہو سکتا

برفعت خویش را دیدی بکشف فائض بردم | شود قدرت بلند از پیش تو در سلک خدادانی

پھر جو تم نے کشف میں اپنے آپ کو بلند اور لوگوں کو فیض پہنچاتے ہوئے دیکھا ہے | سو سلک خدادانی میں تمہاری قدر و منزلت بڑھ جائیگی

زوال عین در عرضی من تحریر بنمودی | اثر شاید نمود است ظاہر از فیض سبحانی

اپنی عرضی میں جو تم نے زوال عین لکھا ہے - | شاید فیض سبحانی نے ظاہر اثر دکھلایا ہو

بقدر اعتقاد خود کہ داری بر من عاجز | بحمد اللہ چہ دوستہا عنایت کرد ربانی

جسقدر تمہیں مجھ عاجز پر اعتقاد ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے | کہ اسی قدر اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوستیہا عنایت فرمائی ہیں

نصیحت بشنو از من ہمچو دُر در گوش خود جا دہ | اگر دریافتن بر لب بنہ مہر سلیمانی

Marfat.com

میری نصیحت کو سن کر موتی کی طرح کان میں پہن لو۔   ورنہ اگر تمہیں عرفان کی قوت حاصل ہو گئی ہو تو اپنے لبوں پر مہر پشیمانی لگا دو

کس از کشف و کرامت این قدر ظاہر نمی سازد   بکس ظاہر مکن با ما بمن اسرار پنہانی

کوئی شخص اسقدر کشف و کرامت کو ظاہر نہیں کرتا   مجھ سے یا کسی اور پر یہ اسرار پنہاں ظاہر نہ کرنا

ہمیں معنی نشانِ پختگی را میکند باطل   چرا مانند طفلاں میشوی مشہور نادانی

یہی بات (بھید کا ظاہر کرنا) پختگی کو باطل کر دیتا ہے   تم اپنے آپ کو بچوں کی طرح کیوں نادانی میں مشہور کرتے ہو

مکن باور کہ این نفس سگ امارہ عاجز شد   بود چوں اخگرہا در پردہ زیر کاہ پنہانی

یہ ہرگز یقین نہ کرنا کہ نفس امارہ کا کتا عاجز ہو گیا ہے   بلکہ اسے تنکوں تلے آگ سمجھنا

فریب نفس سرکش را مخور اے سادہ دل بشنو   کہ صنعاں شیخ کامل کردہ خوک را نگہبانی

اے سادہ دل! نفس سرکش کے فریب میں نہ آنا   سنو! صنعان جیسے شیخ کامل نے سور چرائے تھے

ز حالِ شیخ برصیصا مگر نشنیدۂ ہرگز   کہ او را در چہ حال انداخت آں خطرات شیطانی

شاید تم نے نہیں سنا کہ خطرات شیطانی نے برصیصا کی   کیا حالت بنا دی جبکہ اس شیخ کی حالت اس قسم کی پائے

بباعور انگر کاندر زمان حضرت موسیٰ   بہ پیغمبر دعائے بد نمود از شر شیطانی

بلعم باعور نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں   شر شیطانی سے پیغمبر وقت کے حق میں کیا دعائے بد کی

الٰہی جملہ مومن را ز شرِ نفس امارہ   بفضلِ خود مرا ہم از فریب نفس برہانی

اے پروردگار! تمام مومنوں کو نفس امارہ کے شر سے بچا   اور مجھے بھی اپنے فضل و کرم سے فریب نفس سے آزاد کر

ز انشاد غزل یکدم نشیں بر مسند شیخی   حدیثِ مخبرِ صادق بخوان و قصہ کیدانی

غزل کے گانے سے ایکدم مسند شیخی پر بیٹھ   مخبر صادق کی حدیث و قصہ کیدانی پڑھ

بخواں صرف بہائی را و تصریف مجرد را   مخواں در گوش مردم صفحہائے زنجانی

صرف بہائی اور تصریف مجرد کو پڑھ   لیکن زنجانی کے صفحات لوگوں کو نہ سنا

ز صاحبزادہا بادا سلامے آں برادر را   سلامِ آں برادر ہم رسید از فضل ربانی

صاحبزادوں کی طرف سے اس بھائی کو سلام ہو   اس بھائی کا سلام بھی فضل ربانی سے پہنچ گیا ہے

ز احقر آں سلامے آں رہبرِ شمع ہدایت را   کہ دارد رشتہ اخلاص محکم چوں سلیمانی

بندۂ احقر کی طرف سے اس شمع ہدایت کے رہبر کو سلام ہو   جو سلیمان کی طرح اخلاص کا سلسلہ مضبوط رکھتا ہے

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی ہمشیرہ صاحبہ جو حضرت صبغۃ اللہ کے پوتے شیخ غلام معصوم کی منکوحہ تھیں اس سرائے فانی سے سرائے جاودانی کو رحلت فرما گئیں۔

Marfat.com

آنحضرت نے نماز جنازہ پڑھ کر نعش کو سرہند بھیجدیا جو حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی ۔

اس سال میرے (مصنف رح) والد ماجد حضرت شیخ حسن احمد کا وصال ہوگیا حضرت خلیفۃ اللہ کو آپ کی وفات کا بڑا افسوس ہوا۔ کیونکہ خویش و اقرباہیں سے کسی سے آنحضرت کو اس قدر محبت نہ تھی جتنی آپ سے تھی ۔ چنانچہ جب آپ کا جنازہ خانقاہ میں لایا گیا ۔ تو آنحضرت اس قدر روئے کہ رخساروں پر سے آنسو بہنے لگے ۔ اور فرمایا ۔ جو محبت بے اختیاری مجھے آپ سے تھی ۔ دنیا میں کسی سے اس کا عشر عشیر بھی نہیں ۔ اچھا بھائی جان ! تم نے پہل کی ہم بھی تمہارے پیچھے جلدی آتے ہیں ۔ چنانچہ تین سال تین ماہ اور تین روز بعد آنحضرت نے بھی اس جہان کو وداع کیا ۔ آنحضرت نے رنج و افسوس کے بعد نماز جنازہ پڑھی ۔ اور نعش سرہند بھیجدی ۔ شاہ محمد رسا اور شیخ محمد نعمان حق رسا جو تمام حضرات سرہند کے رئیس تھے مع روسائے شہر نعش کے استقبال کو آئے ۔ اور نہایت اعزاز سے حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے روضۂ منورہ میں دفن کیا ۔ میں (مصنف رح) ان دنوں دامن کوہ کی سیر کو گیا ہوا تھا ۔ کہ اچانک اس وحشتناک خبر کو سنا ۔ سنتے ہی بدحواس ہو گیا ۔ اس طرح غم و الم میں مبتلا ہوا کہ بیان سے باہر ہے ۔ لیکن جب حضرت سلطان الاولیاء پر نگاہ ڈالتا تو اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لا کر دل کو اس اندوہ و غم سے تسلی دیتا کہ خیر والد ماجد گذر گئے ہیں تو آنحضرت کا سایہ تو مجھ پر ہے ۔ لیکن جب آنحضرت کا وصال ہوگیا ۔ تو پھر دل کو کس طرح تسلی دوں گا حضرت خلیفۃ اللہ کو ہزار درجہ والد سے دوست رکھتا تھا ۔

ذکر در بیان

سال سی و پنجم از جلوس قیومیت قیوم رابع سلطان الاولیاء بیان آمدن غنیم برشاہجہان آباد از دکن و باز منہزم شدن او از توجہ حضرت خلیفۃ اللہ وقضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند ۔

اس سال سیواجی نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا ۔ پرانے بازار کا اکثر حصہ اور اس کا گرد و نواح اور خواجہ قطب الدین کے مزار کے گرد کی آبادی سب تاخت و تاراج کردی ۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ قدیم الایام میں ملک دکن میں ایک مفسد رہتا

Marfat.com

تھا۔ بادشاہانِ ہند ہمیشہ اس کی نیک بختی کی کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ عالمگیر نے پورے چالیس برس اس ملک میں بسر کئے اور اُس کے قلع قمع کے لئے بدرجۂ غایت کوشش کی لیکن ایک پیش نہ گئی۔ چونکہ ان دنوں سلطنت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت میں نفاق تھا۔ امراء بھی آپس میں ایک دوسرے کی اہانت کے درپئے تھے۔ اس واسطے ممالک محروسہ میں سخت کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ اور سیواجی ہر سال دار الخلافہ پر حملہ کیا کرتا تھا۔ اس طرف سے امراء بھی باری باری اس کے دفعیہ کے لئے آتے۔ ایک سال وزیر ان کی تادیب کے لئے آجایا کرتا تھا اور دوسرے سال امیر الامراء ان لٹیروں کی بیخکنی کے لئے جایا کرتا تھا جس سال وزیر کی باری تھی تو وہ شاہجہان آباد سے سات منزل کے فاصلے پر اکبر آباد میں پہنچ گیا غنیم بعض امراء کے اشارے سے دوسرے رستے دار الخلافہ میں پہنچگیا۔ جب بادشاہ کو ان بدبختوں کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ کہ انہوں نے خواجہ قطب الدین کے بازار کو لوٹ لیا ہے۔ اور شاہی قلعہ کا رُخ کیا ہے تو بہت گھبرایا اور قلعے کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر لیا اور برجوں اور فصیلوں کو مضبوط کر لیا۔ اور اپنے آدمی آنحضرت کی خدمت میں بھیجے تاکہ آنحضرت اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائیں۔ تاکہ اللہ تعالے اس بلا کو اس شہر سے جلدی دفع کرے۔ تمام اہل شہر نے بھی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی التجا کی۔ آنحضرت انکی حالتِ زار پر رحم کھا اس بلا کے دفعیہ کے لئے متوجہ ہوئے۔ ظہر کا وقت تھا۔ کہ آنجناب کے چہرہ مبارک پر خوشی و خورمی کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب دُعا کی اجابت کا وقت آپہنچا ہے۔ بعد ازاں آنجناب نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ لوگو! خاطر جمع رکھو۔ اللہ تعالے نے اس بلا کو شہر سے دفع کر دیا ہے۔ بادشاہی آدمیوں کو بھی خوشخبری دی کہ اپنے بادشاہ کو ہمارا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ حافظ حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں اس بلا سے بچا لیا ہے۔ اللہ تعالے کا شکر بجالاؤ۔ اور جو امیر شہر میں موجود ہیں۔ انہیں اس کے مقابلہ کے لئے بھیجو۔ اللہ تعالے کے فضل و کرم سے اُمید واثق ہے کہ فتح ہوگی۔ لیکن بڑے بڑے امیروں میں سے کوئی بھی شہر میں نہ تھا۔ کیونکہ بادشاہ انہیں غنیم کے مقابلے پر بھیج چکا تھا۔ اس واسطے کہ جب وزیر روانہ ہوا۔ تو اس نے بادشاہ سے باقی امیروں کو بھی مانگ لیا۔

Marfat.com

جو لوگ اس فساد کے محرک تھے وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح شہر سے کنارہ کریں غنیم نے موقع پاکر شاہجہان آباد پر حملہ کیا۔ جو تھوڑی سی سپاہ خاصہ تھی۔ اسے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق توکل بر خدا اس آیۂ کریمہ کم فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله، کے موافق دشمنوں کے لشکر پر جس نے عیدگاہ کے قریب ادو ہم مچا رکھا تھا۔ حملہ کیا۔ جب دشمنوں نے تھوڑی سی فوج دیکھی۔ تو اور بھی دلیر ہو گئے۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ قریب تھا کہ شاہی لشکر کو سخت نقصان پہنچے لیکن مسلمان سپاہیوں نے درخت کی جڑوں کی طرح قدم جمالئے اور مردانہ کوشش کرتے رہے۔ بجلی کیطرح متواتر حملے کرتے رہے۔ مردی اور مردانگی کو اس معرکہ میں جلا دی ؎

نمودند بسیار مردانگی ہم از زیرکی ہم ز دیوانگی

زموزونئے خربہائے سنان برقص آمدہ اسپ زیرعناں

فرو رفت بر رفت روز نبرد بماہی نم خون و بر ماہ گرد

آخر کار فهزموا هم باذن الله، کے بموجب دشمنوں کو شکست ہوئی اور بھاگ اُٹھے۔ اور مسلمان فتح و نصرت سے واپس آئے۔ بادشاہ اس نعمت عظمٰے کا شکریہ بجالایا اور حضرت خلیفۃ اللہ کا بھی شکر گذار ہوا۔ وزیر یہ حالت سن کر راتوں رات اپنے بعض مخلصوں سمیت دارالخلافہ میں پہنچ گیا۔ لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی۔ پھر لشکر کو دشمن کے پیچھے بھیجا۔ آنحضرت کی توجہ سے دشمن نے دکن تک آرام نہ لیا ؛

ذکر در بیان

سال سی و ششم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ و بیان استدعا کردن وزیر ہند برائے فتح ملک بارہہ از آنحضرت و بیان وقائع کہ دریں سال واقع شدہ اند :۔

اس سال وزیر ہند کا ایک عمدہ امیر اور عامل ملک بارہہ میں سید ولی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ وزیر اور ساداتِ میں پرانی عداوت چلی آتی تھی۔ جیسا کہ سولھویں سال قیومیت میں قدرے بیان ہو چکا ہے۔ اس شخص کے قتل

کا موجب یہ تھا۔ کہ بادشاہ وقت نے ملک کا اکثر حصہ وزیر کو بطور جاگیر دیا ہوا تھا۔ تک بارہہ میں بھی اس کی جاگیر کا کچھ علاقہ تھا۔ اس علاقے کے حاکم سادات تھے۔ لیکن برائے نام سادات تھے۔ ورنہ اصل میں دین و آئین کی انہیں مطلق خبر نہ تھی ہمیشہ شراب نوشی، قمار بازی۔ داڑھی ہنڈوانا ان کا طریقہ تھا۔ تارک الصلوٰۃ اس قسم کے تھے۔ کہ میں نے اس علاقہ میں بہتیری سیر کی مسجدوں کا نشان بہت کم دیکھنے میں آیا۔ اور اگر کہیں تھی بھی۔ تو وہ خراب حالت میں۔ گویا کبھی کسی نے یہاں نماز پڑھی ہی نہیں۔ اس کا انجام معلوم نہیں کہ کیا ہو۔ جاہل اس درجہ کے تھے کہ کفر و اسلام کے لفظوں کا فرق تک معلوم نہ تھا۔ باوجود ان باتوں کے رافضی مذہب کو حدِ افراط تک پہنچایا ہوا تھا۔ وہ وزیر کے عاملوں سے بدسلوکی کرتے۔ وزیر انہیں بہتیرا سمجھاتا لیکن وہ پرواہ نہ کرتے آخر اس نے اپنے ایک سردار کو اس علاقے پر مقرر کیا۔ اُنہوں نے موقعہ پاکر اسے قتل کر دیا۔ وزیر یہ سنکر سخت ناراض ہوا۔ اور خود اس مہم پر جانا چاہا۔ لیکن اس کے ہمراہیوں نے روکا اور کہا کہ تمہارا جانا قرینِ مصلحت نہیں۔ بہتر ہے کہ تم اپنے بھائی کو ایک جرار لشکر دیکر روانہ کرو۔ وزیر نے اس بارے میں حضرت خلیفۃ اللہ سے پوچھا کہ آیا میں جاؤں یا اپنے بھائی کو بھیجوں۔ جناب اس بارے میں توجہ بلیغ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں۔ آنحضرت نے اس کی خواہش کو منظور فرمایا۔ دُوسرے دن پھر بشارت فتح کے لئے عرض کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے بھائی کو بھیجدو۔ اُمید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح و نصرت نصیب ہوگی۔ وزیر یہ خوشخبری سُن کر بہت خوش ہوا۔ اور اپنے چچازاد بھائی کو جو اس کا بہنوئی بھی تھا۔ ایک جرار لشکر دیکر اس مہم کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ سادات کی کثرت شجاعت مشہور تھی اس لئے وہ بھی آنحضرت کی خدمت میں بشارت فتح حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ جب نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ اگر جناب اپنے دستِ مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھدیں۔ تو دل کو اطمینان کلی نصیب ہو گا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ کشفی نظر میں تمہاری فتح صبح کی طرح نظر آتی ہے خاطر جمع رکھو بعد ازاں اُس کے اطمینان کے واسطے اپنے دستِ مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھدی۔ وہ نہایت خوشی سے آداب قدمبوسی بجا لاکر رخصت ہوا۔ اور دریائے جمن

سے گذرا جو شہر تلے سے گذرتا ہے۔ اتنے میں مشرقی علاقے کا حاکم علی محمد خان جس کے کچھ حالات اکتیسویں سال قیومیت میں درج ہو چکے ہیں۔ اور بہادری اور جرار فوج کی کثرت کے سبب ہند میں ضرب المثل تھا۔ اور جسے وزیر نے اس مہم میں مدد دینے کے لئے لکھا تھا آکر اس لشکر سے مل گیا۔ تاکہ دونوں ملکر اس مہم کو سرانجام دیں۔ چونکہ بارہہ کا علاقہ علی محمد خاں کے علاقہ سے متصل تھا۔ اس واسطے وزیر کی خاطر اپنے ملک سے حرکت کرکے ملک بارہہ میں داخل ہوا۔ وزیر کا بھائی جو اس فوج کا منتظم تھا اس کے آتے ہی بہت جلدی علی محمد خاں سے جا ملا۔ دونوں متفق ہو کر دشمن کی طرف روانہ ہوئے پہلے صلح کا پیغام بھیجا۔ لیکن سیدوں نے تکبر و غرور۔ اپنی بہادری اور کثرت فوج کے سبب صلح نہ کی۔ چونکہ مؤلف کتاب بھی علی محمد خاں کے ساتھ تھا۔ حافظ رحمت اللہ جو علی محمد خاں کا بھائی تھا۔ نہایت صالح، متقی، پرہیزگار، خدا طلب اور درویش مرد تھا۔ حافظ مذکور اور مؤلف لشکر میں اکٹھے رہا کرتے تھے اور شہر میں بھی ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے۔ غرضیکہ صلح کے بارے میں بہت کچھ کوشش کی گئی لیکن بے سود۔ کیونکہ سادات صلح پر مائل نہ تھے۔ اس واسطے مجبور ہو کر جنگ کی ٹھانی۔ میں (مؤلف رح) نے ان دونوں فریقین کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس طرف کی فتح معلوم ہوئی۔ میں نے علی محمد خاں کو خوشخبری دی بہرحال دونو طرفیں لڑائی کے لئے آمادہ ہوئیں۔ دونو کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ وزیر کے بھائی اور علی محمد خاں کی فوجیں جنوب شمال کی ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر جا رہی تھیں۔ شعر

ہمہ نامداران جوشن وراں   برفتند با تیغہائے گراں
دلیران یک ایک چو شیر ژیاں   ہمہ بستہ بر کیں خونی میاں
شد از سم اسپاں زمیں لعل رنگ   ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ

پہلے ہی حملہ میں ان کا مقابلہ علی محمد خاں کے ہراول سے ہوا۔ جو بہادری اور دلیری میں زمانہ بھر میں مشہور تھا۔ شعر

بگیتی کسے مرد زینساں ندید   نہ از نامداراں پیشیں شنید
بصحرا چو شیر یست فیروز جنگ   بدریا دلیرے است ہمچوں نہنگ

اور ایسی جدوجہد کی کہ اگر سام نریمان۔ بہمن اور اسفندیار اس وقت ہوتے۔ تو غلام

Marfat.com

بن جاتے۔ اور اس طرح جنگ کی کہ جلادِ فلک بھی شرمندہ ہوتا تھا ؎

بھر نیزے از شصت آں پہلواں — تن جنگ جوئے سپرداخت جاں
کسے راکہ زد تیغ سنداں شگاف — دو پیکر نمود از سرش تا بناف
کسے راکہ زد تیر بر فرق سر — کلہ خود از شکم بہر پدر

ایسی سخت لڑائی ہوئی۔ کہ اس قسم کی جنگ چشمِ فلک نے نہ دیکھی ہوگی۔ اور زمانے کے کان نے وہ فسانہ نہ سنا ہوگا ؎

آنچہ روزے بود یا رب گر تیغ زد — آسمان در ضطراب آمد زمیں در اضطراب

دشمن یہ حالت دیکھ کر گھبرائے اور نیم بسملانہ حرکت کی۔ بہت سے عدم آباد کو سدھارے۔ پھر اس طرف سے رُخ پھیر کر وزیر کے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے۔ تلواریں سونت گھوڑوں کو ایڑ لگا اچانک اس کی فوج پر جا پڑے۔ اس کا ہراول ان کے صدمے سے بھاگ اٹھا۔ علی محمد خاں یہ حالت دیکھ کر غضبناک ہوا۔ اور خشمناک شیر کی طرح دھاڑ کر اپنی جگہ سے ہلا اور باز کی طرح دشمن کا رُخ کیا۔ لیکن وہ سدِ سکندری کی طرح جگہ سے نہ ہلے اور مردانہ جنگ کی۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا ؎

دو لشکر چو مور و ملخ تاختند — نبرد جہاں در جہاں ساختند
بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند — گذر گاہ کردند بر مور تنگ
طرائفے کہ از معرعہ خاستہ — بروں رفتہ زیں طاق آراستہ
بر پشت پیلانِ تیر دزباں — خروشاں وجوشاں و یلہ کناں
سناں برسرِ سوئے بازی کناں — بخوں روئے دشمن نماری کناں

اسی اثناء میں وزیر کا بھائی جو میدانِ جنگ سے دور کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا یہ پکڑ دھکڑ دیکھ کر رستم و اسفندیار کی طرح لڑا ؎

رواں کرد موکب شتابندۂ — ز پولاد چوں برق تابندۂ
بجولاں زدن سر فرازی کناں — ز شمشیر چوں برق بازی کناں
درآمد بہا در و چالش کناں — بخونِ مخالف سگالش کناں

علی محمد خاں نے انہیں اسطرح پریشان کر دیا۔ جیسے ہرن شیر سے عاجز آجاتا ہے ؎

بجو دار شیر سے کہ بر گور نر — زند پنجۂ گور آید بسر

وزیر کے بھائی کے داخل ہونے کی دیر تھی تو اُس کے پھریرے پر فتح و نصرت کی ہوا چلنے لگی۔ دشمنوں کی جمعیت ٹوٹ گئی اور ان کا مجمع پروین بنات النعش اور فرق فرقدان کی طرح منتشر اور تتر بتر ہو گیا۔ ان کا سردار قطب الملک کا بھائی سیف الدین قتل ہوا۔ بعد ازاں خوشی کے نقارے بجا کر اس ملک کا بندوبست کیا۔ اور پھر شاہجہان آباد واپس چلا آیا۔ علی محمد خان اپنے علاقے میں چلا گیا۔ میں (مؤلف رح) بھی اس سے جدا ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وزیر اس فتح سے خوش ہو کر حضرت سلطان الاولیاء کا شکر گذار ہوا۔ اور اپنے بھائی کو مع تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا ؛

ذکر در بیان

رسیدن مؤلف این کتاب بخدمت سراسر سعادت حضرت خلیفۃ اللہ و بہ نظر مبارک گذرانیدن کتاب کشف الحقائق مقامات قبولیت تحسین و آفرین کردن آنجناب و خبر دادن آنحضرت از قرب ارتحال خویش ازین جہان ؛

اس کتاب کا مؤلف فقیر محمد احسان اس مہم کے بخیر سرانجام ہونے کے بعد حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن مجھے آنحضرت کی خانقاہ کا نقشہ بالکل بدلا ہوا نظر آیا۔ جیسے کوئی کارکن اپنے کام سے فارغ ہو کر اُٹھنے کو ہوتا ہے ان دنوں آنحضرت اکثر حسب ذیل شعر وردِ زبان رکھتے ؎

بحمد اللہ کہ بر زعمِ زمانہ   بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ

مذکورہ بالا شعر مولوی جامی رح نے یوسف زلیخا کی تصنیف سے فارغ ہو کر آخیر پر لکھا ہے بعض اوقات یہ مصرعہ پڑھتے۔ مصرع

برخیز ازیں بزم نشستم بسیار

مجھے یہ حالت دیکھ کر وہم سا ہو گیا۔ آخر ایک روز آرام کے وقت آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جناب کے اس شعر اور مصرعہ کے پڑھنے سے مجھے بہت وہم ہو گیا ہے۔ اگر نہ پڑھیں تو بہتر ہے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کیسی باتیں کرتے ہو۔ لیکن چونکہ مجھ پر بدرجہ

Marfat.com

غایت مہربان تھے۔ اس واسطے یہ شعر پڑھنا ترک کر دیا۔ اتنے میں آنحضرت کے بڑے خلیفہ صوفی مرزا حاجی ایک روز مجھ سے آنجناب کی کثرت ارشاد کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک اُن کی زبان سے نکلا۔ کہ حضرت پیر دستگیر فرماتے ہیں۔ کہ اب آخری وقت ہے جو قوت ارشاد حق تعالےٰ نے مجھے عنایت فرمائی ہے اسے میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ ان کی اس بات سے میرا وہم اور بھی زیادہ ہو گیا۔ وہ یہ کہ آنجناب کی عمر کا آخیر وقت آ پہنچا ہے پھر میں نے صوفی صاحب سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ صوفی صاحب نے میرے گمان کو تاڑ کر فرمایا کہ آخری وقت سے مراد قرب قیامت ہے۔ اُنہوں نے پھر میری تشفی کے لئے حضرت حجۃ اللہ کا مکاشفہ دربارہ حضرت خلیفۃ اللہ بیان کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے مکاشفہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کو مسن اور ضعیف مشاہدہ کیا ہے۔ اس سے مجھے گونہ تسلی ہوئی۔ اس خوشخبری کے شکرانہ میں مَیں نے مٹھائی منگا کر آنحضرت کے حضور پر نور میں رکھی اور ساری بات عرض کر دی۔ آنجناب نے فرمایا۔ واقعی حضرت حجۃ اللہ نے مجھے فرمایا تھا کہ کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا ہے کہ تم مُسن اور ضعیف ہو گے یعنی بڑی عمر کو پہنچو گے بعد ازاں فرمایا کہ اس وقت میری عمر کے قریبًا ساٹھ سال گذر چکے ہیں۔ ضعف بھی غالب آ گیا ہے ڈاڑھی بھی سفید ہو چکی ہے۔ دانت گر چکے ہیں۔ سو حضرت حجۃ اللہ کا مکاشفہ صادق آ چکا ہے ۔

انہیں دنوں ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں قبرستان سے گذرے آنحضرت نے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھا۔ مَیں حاضر خدمت تھا۔ عرض کیا۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں جناب کی زندگی میں اس جہان سے گذر جاؤں اور جناب میری قبر پر فاتحہ پڑھیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دیکھا جائیگا۔ اول ہم مرتے ہیں یا تم بلکہ جو کچھ تم کہتے ہو عنقریب ہی اس کے برعکس ظہور میں آئیگا ۔

اسی سال میں نے اپنی تصنیف کشف الحقائق مقامات قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد ہر روز چار ورق اس کے نظر ثانی کرتے تھے حضرت خلیفۃ اللہ نے اس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف نہایت عجیب و غریب ہیں جنہیں اس سے پہلے کسی شیخ نے بیان نہیں کیا۔ یہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خاصہ علوم ہیں۔ جو ابھی تک تحریر میں نہ آئے تھے۔ حق تعالےٰ نے تم پر ظاہر کئے اور ان کا

Marfat.com

تحریر کرنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ کہ پروردگار نے تمہیں ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ چونکہ اس کتاب میں آپ نے متعلقہ حقائق و معارف ظاہر کئے ہیں اور قیومیت کے عجیب و غریب علوم کا ذکر کیا ہے۔ ہم اس کتاب کا نام کشف الحقائق مقامات قیومیت مقرر کرتے ہیں۔ اسی نام پر دعائے خیر کی۔ اس کی تاریخ "مقامات قیومیت" سے نکلتی ہے۔ اس واسطے اس کا بھی نام قرار پایا۔ نیز اس کی تاریخ "ظہور اول" سے برآمد ہوتی ہے +

انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے منصب قیومیت کے خاصہ مقطعات قرآنی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ واضح رہے کہ مقطعات قرآنی کے اسرار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقتعالے نے سوائے حضرات قیوم اربعہ یعنی حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت عروۃ الوثقےٰ حضرت حجۃ اللہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہم کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اپنے والد بزرگوار کی بہت منت و سماجت کی۔ کہ ان اسرار سے مجھے بھی مطلع فرمائیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی نے ان اسرار کے بارے میں لب کشائی نہیں کی۔ اور نہ ہی ان کے باطن کو اس سے آگاہی تھی۔ میں کیونکر ظاہر کروں۔ دشمن بڑا قوی دشمن ہے۔ ایسا نہ ہو چوری سن لے۔ پھر پھر عرض کیا۔ جناب قادر ہیں۔ شیطان کو واضح کرلیں۔ آخر آنجناب نے اپنے فرزند عزیز کی خاطر صرف حرف ق کے اسرار بیان فرمائے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ پر باقی اسرار خود بخود منکشف ہوئے۔ چنانچہ یہ بات حضرت قیوم اول کے حالات میں مفصل بیان ہو چکی ہے۔ پھر یہی اسرار حضرت عروۃ الوثقےٰ نے حضرت حجۃ اللہ کو بذریعہ توجہ باطنی القا کئے۔ عشا کی ہر نماز کے وقت یہ اسرار حضرت خلیفۃ اللہ پر وارد ہوتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت خلیفۃ اللہ کو بھی ان اسرار کی خوشخبری دی۔ نماز عشاء میں حضرت خلیفۃ اللہ پر بھی ظہور ہوا۔ اس فقیر کو بھی آنحضرت نے از راہ کرم و بندہ نوازی بشارت عظیم دی۔ آنحضرت کی توجہ مبارک سے انہیں دنوں ان اسرار کے علم سے سرفراز فرمایا۔ یہ فضل الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے ؎

اگر بادشاہ بر در پیرہ زن بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

اللہ تعالےٰ کی مغفرت نہایت وسیع ہے ان اسرار کو بطور اشارہ کشف الحقائق مقامات قیومیت

Marfat.com

میں بیان کیا ہے۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث بھی یہی اسرار ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف سے پہلے آنحضرت کی توجہ سے یہ اسرار مجھ پر ظاہر ہوئے تھے جنہیں میں نے آنحضرت سے بیان کیا تھا۔ اور آنجناب نے فرمایا تھا۔ کہ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں۔ حقتعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے تم پر ظاہر کئے ہیں۔ بہتر ہے کہ انہیں کتاب کی صورت میں لکھو۔ میں نے حسب الارشاد وکشف الحقائق مقامات قیومیت، تصنیف کر کے آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ نے ان اسرار کی خوشخبری معہ اُنکے لوازمات کو عنایت فرمائی۔ اور اس بشارت کی خلعت اپنی خاص قبا مجھے پہنائی۔ اس واسطے میں نے اس بشارت کو اس سال کے حالات میں لکھدیا ہے۔ پھر مجھے آنحضرت نے مشرقی علاقے میں جانے کا حکم دیا۔ لیکن میں مشوش تھا۔ کہ یہ کام مجھ سے کیونکر نبھیگا۔ نیز میں آنحضرت کی خدمت سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ جب آنحضرت نے سخت تاکید کی۔ تو مجبور ہو کر میں نے یہ ظاہر کیا آنحضرت نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو۔ تم پھر بھی مجھ سے ملوگے۔ اس بات سے میری تسلی ہوئی۔ پھر مجھے مشرقی علاقے کی طرف روانہ کیا۔ میں مدت تک اس علاقے میں رہا۔ لیکن صبح شام قلق میں تھا۔ ہر روز وحشتناک خواب آتے جیساکہ آگے لکھے جائینگے ✦

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی چھوٹی لڑکی اس دار فانی سے رحلت کر گئی۔ آنحضرت کو اس کی وفات کا نہایت قلق ہوا۔ اس کی نعش سرہند بھیجدی جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی ✦

ذکر در بیان

سال سی و ہفتم از جلوس قیومیت رابع در انحراف مزاج مبارک آنحضرت از سلطان مع ارکان او و سکنہ شہر دار الخلافہ شاہجہان آباد از کثرت اعمال سیات ایشاں و سزا یافتن آنہا از بدکرداری خود و شمۂ احوال نذر قتلی کہ الحال موسوم بہ نادر شاہ است و تسلط و غلبہ او بر ملک ہند :۔

اس سال شاہجہان آباد کے باشندے اس طرح فسق و فجور میں مبتلا ہوئے کہ خارج از تحریر ہے۔ غریبوں پر اس قدر ظلم و تعدی ہوتا تھا کہ زبردست حتی المقدور زیر دستوں

Marfat.com

پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے۔ لیکن کوئی اُن کی نہیں سُنتا تھا۔ بادشاہ وقت ایسا غافل تھا۔ کہ اسے اپنے قلعہ کی بھی خبر نہ تھی۔ کہ لوگوں کی کیا حالت ہے اور کس فکر میں ہیں سوائے شراب نوشی اور فاحشہ عورتوں کے شغل کے اور کوئی کام نہ تھا۔ ایسی صورت میں رعایا کی کون خبر لیتا ہے

وز بہرے چناں شہر ہا یے چناں جہاں چون بگیرد قرارے چناں

ارکان سلطنت بھی عیش وعشرت، بدعت اور مردم آزاری میں مشغول تھے۔ سرکار سے مستحق لوگوں کے جو وظائف مقرر تھے۔ یک قلم موقوف کردئے۔ جب وہ عدالت کو عرض کرتے تو کوئی اُن کی طرف توجہ نہ کرتا۔ جو لوگ صاحب مرتبہ تھے وہ اس درجہ بخیل تھے کہ ایک پیسہ تک مسکینوں کو نہ دیتے تھے۔ گداگر اس کثرت سے تھے۔ کہ گلی کوچوں میں حشرات الارض کی طرح پھرتے تھے جن کی آنتیں قل ہو اللہ پڑھتی تھیں۔ کوئی ان کا پرساں حال نہ ہوتا میں ان دنوں حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں تھا۔ دیکھا کرتا تھا۔ کہ بیشمار فقرا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور گداگر آنجناب کی خانقاہ کے گرداگرد روتے پھرتے تھے۔ آنحضرت حتی المقدور اُن کی غور و پرداخت کرتے۔ اور اکثر مجھ فقیر کو مخاطب کرکے فرماتے تھے۔ کہ شہر کے باشندے۔ ارکان سلطنت مع بادشاہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرتے تھے۔ اور خلق اللہ کے حق میں تساہل کرتے ہیں۔ اہل احتیاج کے وظائف بند کر لئے ہیں اور مسکین بھوکوں مر رہے ہیں۔ اُن کی خبر گیری نہیں کرتے۔ ظلم و تعدی بکثرت کرتے ہیں۔ ان باتوں کا انجام بُرا معلوم ہوتا ہے۔ نظر کشفی میں یہ آتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب ہی بلائے عظیم میں مبتلاء ہونگے جس سے مخلصی محال ہوگی۔ کافر لوگ بسبب صمصام الدولہ مُسلمانوں پر غالب آئے تھے کیونکہ فوج کا سپہ سالار صمصام الدولہ تورانیوں سے ڈر کر راجگانِ ہند سے جو کافر بت پرست تھے۔ دوستی کرتا تھا۔ اور ان کا ممد و معاون بنا ہوا تھا۔ اور بادشاہ کو ورغلایا ہوا تھا۔ کہ یہ تیرے دوست ہیں۔ بادشاہ نے اس کی ابلہ فریب باتوں میں آکر اکبر آباد کا حاکم بنا کر بھیجا۔ ان ملعونوں نے وہاں کے مسلمانوں پر طرح طرح کے ستم توڑنے شروع کئے۔ اور کفر کی رسموں کو جاری کیا۔ اور گائے کی قربانی جو اسلامی شعار ہے مطلق بند کردی۔ علانیہ کوچہ وبازار میں بت پرستی شروع ہوگئی۔ کفار کے معبد جو عالمگیر نے گرا کر مسجدیں تعمیر کرا کے اسلام آباد نام رکھا ہوا تھا ان دنوں ان بدبختوں نے موقع پاکر انہیں گرایا اور پھر اپنے معبد از سر نو بنائے اور بدعت کو جاری

Marfat.com

کیا۔ مسلمانوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ مغل اِن حرکات سے ناراض تھے۔ صمصام الدولہ نے اُن کی ناراضگی کو بادشاہ سے کسی اور طرح ظاہر کیا۔ کہ یہ تمہارے پکڑنے کی فکر میں ہیں۔ کم عقل بادشاہ نے اس کے کہنے کو قبول کر لیا۔ اور مغلوں کی طرف سے بدخیال ہو گیا۔ اور اپنے ارکان سلف سے بگاڑ لی۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کی آپس میں بگڑ گئی۔ تمام جہان میں کھلبلی مچ گئی۔ ہر ایک سر میں جدا ہی خیال اور ہر ایک گوشے میں الگ ہی کانا پھوسی ہو رہی تھی۔ اس شہر کے باشندے اس سے پہلے اگرچہ بُرے افعال کے مرتکب ہوتے تھے۔ لیکن جب حضرت خلیفۃ اللہ انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے تو یہ تائب ہو جاتے تھے۔ اور اپنے بُرے افعال سے باز آجاتے تھے۔ فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور بخل میں اس طرح منہمک تھے کہ پھر خدا کا رُخ نہ کیا۔ کئی سال اسی جہالت و تاریکی میں بسر کئے۔ خاصکر اس سال تو ان کی سرکشی اور نافرمانی کی کوئی حد نہ رہی۔ بہت سے ستم رسیدہ اور مستحق لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آنحضرت اُن کی تسلی کرتے اور دلداری دیتے۔ اور ارکانِ سلطنت اور بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرتے۔ وہ منافقانہ طور پر سمعاً و طاعتاً کہدیتے تھے۔ لیکن کرتے نہیں تھے۔ آنحضرت سخت ناراض تھے۔ ایک تو اس واسطے کہ بادشاہ سے ناشائستہ حرکات ظہور میں آتی تھیں۔ دوسرے اس واسطے کہ خلق اللہ فسق و فجور اور نافرمانی میں مشغول تھی لیکن پھر بھی آنحضرت انہیں وعظ و نصیحت کرتے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ آنحضرت اس قدر غضبناک ہوئے کہ روئے مبارک کا رنگ سرخ ہو گیا۔ تیسری مرتبہ از حد غضبناک ہو کر امراء و بادشاہ کو فرمایا کہ اگر بُرے کاموں سے باز آجاؤ تو بہتر ورنہ تم پر اور اس شہر پر ایسی بلا نازل ہوگی۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہو۔ لیکن پھر بھی ان کم بختوں کے کان پر جوں تک نہ چلی۔ آنحضرت نے "واعرض عن الجاھلین" کے مطابق ان سے روگردانی کر لی۔ لیکن آنحضرت کا غضب و غصہ دن بدن بلکہ ساعت بساعت زیادہ ہوتا گیا۔ کیونکہ آنحضرت نے اپنی توجہ سے بادشاہ اور ارکان سلطنت کو خاک سے اُٹھا آسمان پر پہنچایا تھا چنانچہ بادشاہ پہلے قید خانے میں گلتا سڑتا تھا۔ اسے اپنی توجہ سے تخت و تاج کا مالک بنایا۔ دوسرے امراء جب قطب الملک اور امام الملک کے پنجے میں گرفتار تھے۔ اور انہیں ایسا عاجز کر رکھا تھا۔ زندگی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ انہیں اپنی حمایت میں لیکر قطب الملک اور امام الملک کی جگہ مقرر کر دیا۔ پھر جبکہ قطب الملک نے ان پر حملہ کیا۔

Marfat.com

جبکہ امام الملک ان کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا۔ تو وہ پریشاں حال ہو کر آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ اور آنحضرت سے توجہ کی درخواست کی تھی۔ تو آنحضرت نے بادشاہ اور امراء دونوں کو اپنی دعا کی حمایت میں لیا۔ اور اس بلا سے نجات دلا کر مظفر و منصور کیا۔ باوجود اس قدر احسانات اور حقوق کے سب کو فراموش کر کے آنحضرت کی مرضی کے خلاف عمل کرتے تھے۔ بلکہ بادشاہ تو بعض حاسدوں کے کہنے سے آنحضرت کی نسبت بدگمان ہو چلا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہیں شیخصاحب خود ہی سلطنت نہ سنبھال لیں۔ چنانچہ یہ بات مفصل لکھدی گئی ہے کہ بادشاہ کے دل میں کیونکر خیال و وہم پیدا ہوا اور آنحضرت نے اُسے کس طرح رفع کر کے پھر بادشاہ کے حالات کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر ایسی حالت میں آنحضرت غضبناک نہ ہوں تو کیا کریں۔ آنحضرت کے غضب کا نتیجہ جلدی ہی بادشاہ اور امراء کو مل گیا۔ جو انشاءاللہ عنقریب ہی لکھا جائیگا۔ اس موقعہ پر بنی اسرائیل کے انبیاء کی ایک سرگذشت یاد آئی ہے جو بجنسہٖ لکھی جاتی ہے:۔

تمثیل۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بنی اسرائیل کے ایک نبی ارمیا نام شہر بیت المقدس میں مبعوث ہوئے۔ اور خلقت کو امر نہی کی دعوت کرنے لگے۔ اور اُخروی عذاب سے ڈرانے لگے۔ لیکن لوگ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ اس حالت پر عرصہ دراز گذر گیا۔ تو آخر بذریعہ وحی نبیؑ کو حکم ہوا کہ خلقت کو کہدو کہ اگر بُرے افعال سے باز آجائے تو بہتر ورنہ عذاب کے لئے منتظر رہے۔ ہم ان پر وہ لوگ مقرر کرینگے جو انہیں بھیڑ بکری کی طرح ذبح کرینگے۔ اس نبیؑ نے اللہ تعالےٰ کا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دیا۔ لیکن وہ پھر بھی افعال شنیعہ سے باز نہ آئے۔ تھوڑی مدت بعد اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو وہاں بھیجا جس نے وہاں کے ہزارہا باشندوں کو بیدریغ ہو کر تہ تیغ کیا۔ بخت نصر نے قسم کھائی کہ جب تک چھتیس میل تک خون کا دریا نہ بہیگا۔ میں تلوار نیام میں نہیں ڈالونگا۔ واقعی اس نے ایسا ہی کیا۔ کہ خون کا دریا بہا دیا۔ اور جو تلوار سے بچ رہے وہ مصر بھاگ گئے بخت نصر نے پیغمبر وقت سے بھی سلوک کرنا چاہا۔ لیکن اس کے آدمی جو بطور جاسوس اس ملک میں آئے تھے۔ اور پیغمبر وقت کی وعظ و نصیحت سے واقف تھے۔ اُنہوں نے بخت نصر کو کہا۔ کہ اس بزرگ نے اس قوم کو بہت کچھ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن یہ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ بخت نصر نے پیغمبر وقت سے معافی مانگ کر رخصت کیا۔ پیغمبر خدا از راہِ

Marfat.com

کرم جو انبیاء کا خاصہ ہے۔ بھاگے ہوئے لوگوں کے پیچھے مصر گئے کہ شائد اس مصیبت سے بچکر سمجھ جائیں اور راہِ راست پر آجائیں۔ اس خیال سے پھر انہیں وعظ و نصیحت کی۔ لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جو لوگ اپنی ہٹ پہ تھے۔ وہ برابر مُصر ہی رہے۔ ان کے اعتقاد میں بال بھر فرق نہ آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حکم کے مطابق پیغمبرِ خدا نے اِن لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ تمہاری شامت اعمال سے مصر خراب ہو جائیگا۔ جو مصیبت بیت المقدس پر تم پر نازل ہوئی تھی وہی یہاں پر ہوگی یعنی بخت نصر یہاں بھی آجائیگا۔ اور چار پتھر پکڑ کر ایک جگہ کھدئے اور کہا کہ بخت نصر کو لاکر یہاں رکھیگا۔ اور تمہاری سخت سے سخت بے عزتی کرے گا۔ بہتر ہے کہ توبہ کرو۔ لیکن ان لوگوں نے ایک نہ مانی۔ جب بخت نصر بنی اسرائیل کے قتل سے فارغ ہوا۔ تو ایلیا یعنی بیت المقدس کو لوٹا کھوٹا اور مسجد اقصٰے کو جس میں حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ نے یاقوت جڑوائے تھے۔ گرائی۔ اور پھر مصر کا رُخ کیا۔ پہلے وہاں کے بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ کہ جو لوگ بھاگ کر تمہارے ہاں پناہ گزین ہوئے۔ اگر انہیں واپس دے دو تو بہتر ورنہ وہی گت بناؤں گا جو بیت المقدس کی بنائی ہے۔ بادشاہ نے لکھ بھیجا کہ وہ پیغمبر زادے ہیں۔ یہ آزاد ہیں۔ بندے نہیں۔ دوسرے یہ بات مروّت سے بعید ہے کہ یہ میری پناہ میں ہوں۔ اور میں انہیں تمہارے سپرد کردوں۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔ جو کچھ تم سے ہوسکتا ہے کرو۔ جب بخت نصر نے ایسا جواب سُنا تو ناراض ہو کر مصر کا رُخ کیا وہاں پہنچ کر تمام باشندوں کو مع بادشاہ قتل کردیا۔ اور جو بیت المقدس سے بھاگ کر آئے تھے اُن پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ اتنے میں بخت نصر کی نگاہ ایلیاؑ پیغمبر پر پڑی۔ ناراض ہو کر انہیں بھی تکلیف پہنچانی چاہی۔ اور کہا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا پھر تو نے کیوں دشمنوں کا ساتھ دیا اس نے کہا میں انہیں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا۔ کہ شائد اپنے افعال قبیحہ سے باز آجائیں۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ میں نے تمہارے آنے کی اطلاع انہیں دے دی تھی۔ لیکن اُنہوں نے نہ مانی۔ چنانچہ چار پتھر جو تمہارے تخت تلے ہیں۔ میں نے ہی رکھے تھے کہ ان پتھروں پر اس کا تخت ٹکیگا۔ بخت نصر کے آدمیوں نے جو اس حالہ کی خبر بادشاہ کے پاس لائے تھے گواہی دی۔ کہ حضرت ایلیاؑ ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر بخت نصر نے پیغمبر صاحب کو کچھ نہ کہا۔ بلکہ بہت سا ہدیہ دے کر معافی مانگی۔ اور رخصت کیا ؎

Marfat.com

ذکر دربان

ابتدائے احوال نذر قلی کہ مشہر بنادر شاہ است و بہ سلطنت رسیدن او

نادر شاہ کے ابتدائی حالات اور اُس کا سلطنت تک پہنچنا مؤرخوں نے مختلف طور پر بیان کیا ہے لیکن ایک قول صحیح ہے جو معتبر اشخاص کی زبانی سُنا ہے وہ یہ ہے کہ قندھار کے خاقان جب پھر غالب آکر ایران پر قابض رہے ان سے پھر نادر شاہ نے لیا۔ اور انہیں گرفتار کر کے نہایت عزت کے ساتھ اپنے ہمراہ رکھا۔ جب نادر شاہ ہند کو فتح کر کے اپنے وطن مالوف کو گیا۔ تو اُنھوں نے ہند میں بود و باش اختیار کرلی۔ ان میں سے ایک رسول خاں نامی میر (دمؤلف) مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ نادر شاہ اصل میں قبیلہ افشار سے۔ اس کا باپ شتربانی کیا کرتا تھا۔ اور ایک گاؤں میں رہا کرتا تھا۔ اور بھلی بُری کھیتی باڑی بھی کرلیا کرتا تھا۔ وہ گاؤں خراساں کے علاقے میں تھا۔ اس ساربان کے ہاں یہ لڑکا ۱۱۰۰ھ ہجری میں پیدا ہؤا۔ قہر الٰہی کی علامات اس کی پیشانی سے نمایاں تھیں۔ اور سختی رعب دار اور ہیبت کی نشانیاں اس کے چہرے پر نمودار تھیں ؎

اگر مادر زاید زنِ باردار | بہ از آدمی زادۂ دیو سار

اس کا نام والدین نے نذر قلی رکھا۔ جب بالغ ہوا۔ تو اس کا باپ مرگیا۔ گاؤں کا نمبردار اس کی غور و پرداخت کیا کرتا تھا۔ بلکہ اس کا تمام کاروبار اسی کے سپرد تھا۔ جب وہ نمبردار مرگیا۔ تو اس کا مال و اسباب سب نذر قلی کے ہاتھ آیا۔ پھر ساز و سامان ٹھیک ٹھاک کر کے پاس کے ایک رئیس سے مل بانٹ کی۔ اور ترقی کرنے لگا۔ جس کام کو شروع کرتا اسے انجام تک پہنچا کر چھوڑتا۔ حتٰی کہ صاحبِ اختیار اور اس کا منتظم ہوگیا ایک رات موقعہ پاکر اسے قتل کردیا۔ اور خود اس کی ریاست پر قبضہ کرلیا۔ اس تمام مال و اسباب پر قابض ہو کر اس علاقے کا بندوبست کر کے وہاں کا مستقل حاکم بن بیٹھا۔ جدھر توجہ کرتا بآسانی وہ علاقہ فتح ہوجاتا۔ ڈاکہ بھی ڈالا کرتا۔ راہزنی بھی کیا کرتا۔ اور شاہی علاقے میں بھی لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ جب اس نے اس کام میں خاص ترقی کرلی۔ تو شاہِ ایران کو خبر پہنچی۔ کہ خراسان کے ملک میں ایک شخص قزاقی اور رہزنی

کرتا ہے۔ اور وہاں کے اکثر شہر اس کے ظلم کے باعث ویران ہو گئے ہیں بادشاہ نے یہ سنتے ہی اُس کے دفعیہ کے لئے فوج بھیجی۔ چند مرتبہ شاہی فوج اور نادر کے مابین چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر شاہی فوج اسے تسلی دے کر بادشاہ کے پاس لائی بادشاہ نے اُس کی پیشانی پر سرداری کے آثار دیکھ کر اسے رکن سلطنت بنا لیا۔ چونکہ اس کی اصل میں خطا تھی۔ اس لئے موقع پاکر ایرانیوں سے مل ایک قدیمی شہزادے کو تخت پر بٹھا کر شورش برپا کی بادشاہ نے اس کا بہتر دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر نادر نے ایران پر قابض ہو کر بادشاہ کو قتل کیا۔ اور جس شہزادے کو تخت پر بٹھایا تھا اس کا کام بھی تمام کر دیا۔ اور تخت شاہی پر بیٹھ کر نادر شاہ بن بیٹھا۔ تھوڑی مدت سلطنت ایران کا بندوبست کر کے روم کا رُخ کیا۔ رومیوں اور اس کے مابین چند مرتبہ سخت لڑائی ہوئی جس میں روم والوں کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آخر رومیوں نے متفق ہو کر اسے شکست فاش دی چنانچہ تاریخ میں اس قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کے آنے جانے کی بابت لکھا ہے۔ کہ اس کی آمد و رفت مد و جزر (جوار بھاٹا) کی طرح ہوئی۔ جب شکست کھا کر ایران آیا۔ تو پھر لشکر جمع کر کے روم پہنچکر کسر نکالی۔ چنانچہ عراق و عرب میں قتل عام کیا اور پھر ایران پہنچکر بندوبست کر کے گرد و نواح پر ہاتھ صاف کیا۔ پھر قندھار کا ارادہ کیا۔ جب قندھار کے قریب پہنچا۔ تو وہاں کا حاکم مقتول شاہ ایران کا بھائی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ دو سال تک جنگ جاری رہی۔ جب تنگ آگیا۔ تو صلح کر کے قلعہ نادر کے حوالے کیا۔ نادر شاہ نے وہاں کا انتظام کر کے ہندوستان کا رُخ کیا +

ذکر در بیان

جنبیدن لشکر ہند و عراق یعنی توجہ نمودن نادر شاہ بسوئے ہندوستان و مقابلہ نمودن عساکر ہندوستان او را۔

جب نادر نے ایران اور قندھار کے انتظام سے فراغت پائی۔ تو ہند کا رُخ کیا۔ ان دنوں چونکہ ہندوستان کی سلطنت بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور امراء اور بادشاہ کی آپس میں بگڑی ہوئی تھی۔ بعض ارکان سلطنت جو بادشاہ کے خیر خواہ تھے۔ وہ بادشاہ کی کم عقلی۔ بد اعمالی اور اس کے بدعتیوں سے مل بیٹھنے کے باعث ناراض رہتے تھے اور اکثر مشفقانہ

Marfat.com

کلمات بادشاہ سے عرض کرتے۔ لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے ان کی دال نہ گلتی تھی۔ جب نادر نے قندھار پر حملہ کیا۔ تو بعض ارکان سلطنت نے نادر شاہ کو لکھا کہ اگر بادشاہ بطور سیر بھی ہند کا رُخ کرے۔ اور ہمارے بادشاہ کو وعظ و نصیحت سے راہ پر لاکر مخالفوں کو جن کی وجہ سے بادشاہ فسق و فجور میں مبتلا ہے درمیان سے اُٹھا دئے۔ تو بہتر ہوگا۔ لیکن یہ ان کا کمینہ پن تھا۔ کہ بیگانے کو اپنے ملک میں داخل کرتے ہیں اور مخالفوں کو اپنے پر غالب کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مع بادشاہ اس کے سامنے ذلیل و خوار کرتے ہیں۔ رعیت کو اس کے تابع کرتے ہیں۔ ایسی رائے دور اندیش عقل سے تو بالکل بعید ہے۔ ؎

بدستِ خویش تبہ میکنی تو صورتِ خود وگرنہ ساختہ اندت چنانکہ مے باید

لیکن ارادہ ازلی کا اول بدل کرنا محال ہے۔ جب نادر شاہ کو یہ خط پہنچا تو تھوڑے ہی عرصہ میں ٹڈی دل لشکر لیکر ۱۱۵۰ھ ہجری میں بلائے مبرم کیطرح ہند کا رُخ کیا پہلے غزنی لیا۔ پھر کابل۔ اہل کابل نے پہلے تو مقابلہ کیا۔ لیکن آخر تنگ آکر شہر اور قلعہ دونو اس کے حوالے کئے۔ وہاں کا انتظام کرکے پشاور کا رُخ کیا۔ لیکن پٹھانوں نے مزاحمت کی۔ حتےکہ اِدھر قدم نہیں رکھنے دیتے تھے۔ جب نادر نے دیکھا کہ اب یہاں سے گذرنا ٹیڑھی کھیر ہے۔ تو جلال آباد میں ڈیرے ڈال دئے۔ یہ سُنکر پشاور کا حاکم شہر سے نکل جمرود کے قریب مقابلہ کے لئے آڈٹا۔ اور پٹھانوں سے ملکر اس نے سارے ناکے اور راستے بند کر دئے۔ اور ہندوستان کے بادشاہ کی طرف عرضی لکھی۔ کہ یہاں کے تمام آدمی غنیم سے لڑنے کے لئے مستعد ہیں۔ اگر حضور سے کچھ مدد پہنچ جائے۔ تو یہ مہم جلدی سرانجام ہو جائے۔ لیکن بادشاہ نے بسبب غفلت ذرا پرواہ نہ کی۔ ارکانِ سلطنت نے کہا کہ اس حادثہ کی تدبیر قبل از وقت کرنی چاہئے۔ اسی اثناء میں حضرت خلیفۃ اللہ نے بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کو کہلا بھیجا کہ نظر کشفی میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر تم جلدی دشمن کے مقابلے پر چلے جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے فتح تمہیں عطا کریگا۔ بادشاہ تو اس حکم کی بجاآوری کے لئے آمادہ ہوا۔ لیکن بعض خوشامدیوں کے کہنے سے پھر عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ حسب ذیل نظم اس وقت کی سلطنت کے کاروبار پر بالکل صادق آتی ہے۔ ؎

زہے بزمِ عشرت تو عیش مستمنداں تلخ نہ ہے عزمیت اندوہ فزائے شاہ دیگاہ

Marfat.com

نعوذ باللہ ازاں دم کہ این واں گوئیند کہ زد مخالف بر شہر خیمہ و خرگاہ

اس قصہ کے مطابق خوارزم شاہ کی حکایت ہے جو اس وقت دل میں آئی ہے۔ اور بالکل شاہ ہند کے حالات کے مطابق ہے:۔

تمثیل۔ جب چنگیز خاں پورے طور پر سُلطان محمد شاہ خوارزم پر غالب آگیا۔ تو اس وقت بادشاہ نے عیش و عشرت کی بساط کو وداع کیا۔ کہتے ہیں اس وقت بعض محتاج اس کے دروازے پر کھڑے تھے۔ کوئی ان کا پرساں حال نہ تھا۔ اس کی جباری سے حیران اور عاجز تھے۔ ایک روز وزیر سے اُنہوں نے سخت شکایت کی۔ وزیر نے کہا۔ مجھے معاف رکھو۔ پہلے میں بادشاہ کی مطربہ عورتوں کی زیب و زینت کا انتظام کر لوں جب تک اس سے فارغ نہ ہونگا۔ اور کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاؤنگا۔ اتنے میں خبر آئی۔ کہ چنگیز خاں کی فوج دریائے جیحوں کو عبور کر کے نزدیک آپہنچی ہے۔ پھر بادشاہ کی جو گت بنی سو بنی۔ اسی طرح ہندوستان کی رعایا کی حالت تھی۔ بادشاہ سے تنگ آکر حسب ذیل اشعار پڑھتے تھے

اے خداوند ہفت سیارہ بادشاہے فرست خونخوارہ
کہ در دوشت راکند چوں دشت جوئے خوں آورد بخوں پارہ
عدد مرداں بنفر آمد ہر یکے راکند بصد پارہ

لیکن چونکہ نادر شاہ بہت مُدت ڈیرا ڈالے رہا۔ اس واسطے اس کا لشکر تنگ آگیا۔ چاروں طرف سے پٹھانوں نے سامانِ رسد بند کر دیا۔ اور موقعہ پاکر رات کو حملہ آور بھی ہوتے تھے۔ نادر شاہ کے آدمی حیران تھے۔ کہ کریں تو کیا کریں۔ اکثر اوقات اونٹوں اور گھوڑوں کو ذبح کر کے قوت لایموت بناتے بہت سے اپنے وطن کو لوٹ گئے۔ اور باقی جو تھے وہ بھی اس مصیبت سے رہائی کی تدبیریں سوچتے تھے۔ اتنے میں تقدیر الٰہی سے ایک پٹھان رئیس جو اپنے قبیلوں کا دشمن تھا۔ نادر شاہ سے آملا۔ نادر نے اس پر شاہانہ عنایات کیں۔ اس نے عہد کیا۔ کہ اگر بادشاہ اس علاقے کی ریاست مجھے دے تو میں کسی نہ کسی طرح پشاور پہنچا دونگا۔ نادر نے منظور کیا۔ وہ نادر کو شارع عام سے بہت دور ایک اور راہ جمرود سے لایا۔ حاکم پشاور جو وہاں پہلے ہی سے لڑائی کے لئے تیار تھا۔ لڑا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ مارا گیا۔ باقی بھاگ گیا۔ اور خود گرفتار ہوا۔ نادر نے پشاور کو لوٹا۔ اور دریائے سندھ کو عبور کیا۔ راستے میں جو ملتا اسے ہی قتل کر دیتا۔ اور گاؤں اور قصبوں

Marfat.com

کو جلا دیتا۔ تھوڑے دنوں میں لاہور کے قریب آپہنچا۔ وہاں کا حاکم اس کی آمد سے مطلع ہو کر لڑائی کے لئے مستعد ہوا۔ نادر نے اسے کہلا بھیجا۔ کہ ہم سے کیوں لڑتا ہے۔ اگر خود تو سلطنت کا دعویدار ہے۔ تو ہم سے لڑ ورنہ جو غالب آئیگا۔ اس کا مطیع رہنا۔ وہ اس بات کو مان گیا۔ لیکن بعض دلیری کر کے نادر شاہ کے لشکر سے لڑے۔ چنانچہ میرزا عزیز بیگ تین ہزار سوار لیکر سخت لڑائی لڑا۔ اس نے نادر شاہ کی بہت سی سپاہ تباہ کی۔ لیکن آخر شہید ہو گیا۔ اس واسطے لاہور اور اس کے گردو نواح کے اکثر باشندے قتل ہوئے۔ حاکم لاہور نے نکلکر نادر سے ملاقات کی۔ اور کچھ تحفے دیکر اپنے بیٹے کو نادر کے ساتھ کیا۔ لاہور سے نکلکر جب شاہجہان آباد کا رخ کیا۔ تو حکم دیا کہ رستے میں جو فرد بشر پاؤ کیا بوڑھا کیا جوان کیا مرد کیا عورت سبھی کو قتل کر دو۔ اور ان کے گھر جلادو۔ سڑک کے دونو طرف کے شہر گاؤں اور قصبوں کو جلایا اور اُن کے باشندوں کو قتل کیا۔ اسی طرح قتل و غارت کرتا سرہند جا پہنچا +

ذکر دربیان

رسیدن نادر شاہ بجوار الارشاد سرہند و ملاقات نمودن حضرات

مخدوم زادہائے سرہند و امان یافتن شہر از دست غارتِ او

نادر شاہ نے سرہند میں پہنچنے سے پہلے ٹھانی ہوئی تھی۔ کہ اس شہر کے ایک باشندے کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ حتیٰ کتے بلی تک ہلاک کر دونگا۔ کیونکہ شاہجہان آباد کے بادشاہ آبا و اجداد سے حضرات سرہند کے مرید چلے آتے تھے۔ اور ان کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رض سے منسوب ہے۔ جن کے تمام اہل ایران دشمن ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام تورانی اس خاندان کے مرید ہیں۔ اور ایرانیوں اور تورانیوں میں قدیمی دشمنی چلی آتی ہے اس واسطے نادر نے حکم دے دیا۔ کہ اس شہر کا نام و نشان تک نہ چھوڑنا۔ اسی اثنا میں ایک روز نادر تخت پر سونا ہی چاہتا تھا۔ کہ ایک نورانی شکل سفید ریش کندھے پر مصلے ڈالے ہاتھ میں عصا لئے ہوئے کھڑا کہتا ہے۔ کہ نادر شاہ! اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو اس شہر کو تکلیف نہ پہنچانا۔ بلکہ اس پاک شہر کی عزت کرنا۔ اور اس شہر کے مشائخ کو راضی کرنا تاکہ تو اس ملک پر فتح حاصل کر سکے۔ نہیں تو ایسی بلا نازل ہوگی۔ کہ اس سے نہ تو بچیگا نہ تیرا

Marfat.com

لشکر یہ تین مرتبہ تاکید کر کے وہ شخص نظر سے غائب ہوگیا۔ نادر شاہ یہ کلمات سُن کر گھبرایا۔ اور پاسبانوں کو بُلا کر ڈانٹنے لگا۔ کہ اس شخص کو تم نے ایسے وقت میں اندر کیوں آنے دیا انہیں سزا دینی چاہیئے۔ تو اُنہوں نے قسم کھا کر کہا۔ کہ ایسے وقت میں کوئی شخص ہم نے گذرنے نہیں دیا۔ نادر سمجھا کہ یہ مردِ غیب تھا۔ بعد ازاں حاکم لاہور کے لڑکے سے جو اس کے ساتھ تھا پُوچھا کہ اس شہر کے مشائخ کون ہیں۔ اُس نے کہا۔ کہ اس شہر میں حضرت مجدد الف ثانی رض آرام کئے ہوئے ہیں۔ جو جناب غوث الثقلین کے بعد تمام اولیائے اُمت کے امام ہیں ؎

نگیں گشتہ در حلقۂ اولیاء — چو در انبیاء خاتم انبیاء
ازو تازہ شد دین بعد از ہزار — بعالم نبی گوئی آمد دو بار

یہاں کے مشائخ آنحضرت کی اولاد ہیں۔ اور سب کے سب صاحب حال عارف باللہ اولیائے کبار اور اُمتِ محمدی میں سے مستثنےٰ ہیں۔ اس زمانہ میں اِن جیسا کوئی ولی نہیں ؎

ز صاحبزادہ ہائے پاک گوہر — چگوئم چوں زہر وصف اند برتر
بصورت ہر یکے صاحب جمالے — بمعنی ہر یکے صاحب کمالے
سریرِ معرفت را ہر یکے شاہ — سپہرِ مکرمت را ہر یکے ماہ
بہ سلک سروری علوی گہر ہا — ز نخلِ معرفت شیریں ثمر ہا
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ زاہاں — بخلوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را اگر چہ در عصمت سائی ست — ازیشاں کردہ کسب پارسائی ست
فروتر طفلگانِ آں گذر گاہ — قدم برمسلک پیرانِ آگاہ
چگوئم مدحت پیرانِ آں در — کہ آمد طفل آں در پیر رہبر
بزرگئے بزرگانش ازیں داں — کہ با خورداں بزرگی داد یزداں

نادر شاہ نے یہ سنکر اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور ساٹھ سوار حضرات مخدوم زادوں کی خدمت میں روانہ کئے۔ کہ انہیں نہایت عزت کے ساتھ ہمارے پاس لاؤ۔ سواروں نے جب آکر مخدوم زادوں کو کہا۔ کہ آپ کو بادشاہ سلامت بُلاتے ہیں۔ چونکہ انہیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی اس واسطے جانے میں لیت و لعل کرتے تھے۔ صرف دو بزرگوں نے جانے کا ارادہ کیا۔

Marfat.com

ایک مولوی فرخ شاہ کے فرزند حضرت خازن الرحمۃ کے پوتے حقائق و معارف آگاہ فضائل وکمالات دستگاہ شیخ محمد ضیاء اللہ جو عالم و عامل تھے۔ دوسرے حضرت شیخ سیف الدین کے پوتے شیخ رفیع القدر۔ وہ دو جب بادشاہ کے پاس گئے جو شہر سے تین میل کے فاصلے پر اترا ہوا تھا۔ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ اور شہر کے تین کوس کے گرد اگرد کا علاقہ معافی کے طور پر انہیں لکھ دیا۔ اور نہایت عزت سے رخصت کیا۔ اور کہا کہ آپ شہر میں جاکر لوگوں کو تسلی دیں۔ میں بھی آتا ہوں۔ جب خود شہر گیا۔ تو تمام حضرات مخدوم زادوں سے عزت سے پیش آیا۔ اور ہر ایک کے حال کے مناسب خلعت دی۔ اور اس شہر کا نام دار الامان رکھا۔ دروازوں پر جابجا سپاہی مقرر کر دئے۔ کہ کسی لشکری کو شہر میں نہ آنے دیں۔ جب شاہجہان آباد میں اس نے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ اس وقت بھی جو شخص کہتا کہ میں سرہند کا ہوں۔ تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ شاہجہان آباد کے اکثر باشندے یہ کہہ کر بچے۔ نادر شاہ بارہا کہا کرتا تھا۔ کہ جو غصہ مجھے سرہند پر تھا۔ ہندوستان کے کسی شہر پر نہ تھا۔ لیکن میں نہیں جانتا۔ کہ کس شخص نے میرے غصے کو فرو کیا ہے۔ اور اس کے عوض میرے دل میں رحم ڈال دیا ہے۔ وہ شخص حضرت خلیفۃ اللہ تھے۔ آنحضرت نے باطنی توجہ سے اپنے وطن مالوف کو بچایا۔ ایران سے لیکر شاہجہان آباد تک کوئی شہر یا گاؤں ایسا نہ تھا جو نادر شاہ کے ہاتھ سے تاخت و تاراج نہ ہوا ہو۔ صرف ایک شہر سرہند بچا۔ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ اس کا لشکر اسی شہر سے ہو کر گذرا۔ بلکہ اب تک بھی اس کی فوجوں کی آمد و رفت کا رستہ اسی شہر سے ہو کر جاتا ہے۔ لیکن کسی کی مجال نہیں۔ کہ کسی خشک درخت کو بھی ایندھن کے واسطے استعمال کرے۔ اب تک اس کے آدمی آتے جاتے ہیں۔ لیکن یہی دستور ہے۔ یہ سب آنحضرت کا تصرف ہے ؛

ذکر دربیان

حادثہ اعظم یعنی مقابلہ نادر شاہ و محمد شاہ و حرب عساکر
ہند و ایران و آل کار ایشان ؛

جب نادر شاہ سرہند سے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ تو کسی گاؤں یا قصبے یا شہر میں قتل و غارت کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ہر جگہ ہزارہا باشندے

Marfat.com

قتل کئے۔ جب یہ قیامت اثر خبر بادشاہ نے سُنی۔ کہ ؎

ہمہ سپر تن وشمشیر دست تیر انگشت ہمہ سپہ شکن و دیو بند و پیل شکار

بسانِ دریا لیکن بہ حملہ صاعقہ بار کہ دیدہ ہرگز دریائے صاعقہ کردار

سرہند سے گذر رہا ہے۔ قریب تھا کہ اس ہولناک خبر کو سن کر اس قوم کو سختی سے اس کا وجود گر جائے۔ اور اس کی بنیاد اکھڑ جائے۔ اسی وقت اپنے وزیر کو جناب قیومیت مآب حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ توجہ کے لئے التماس کرے۔ آنحضرت نے سخت غضبناک ہو کر فرمایا۔ کہ جب میں نے بڑی تاکید سے تمہیں کہا تھا۔ کہ اب بھی نکلو۔ تو بفضل خدا فتح تمہاری ہوگی۔ اس وقت تم نہ نکلے۔ اب جب موقعہ نکلگیا ہے۔ تو فتح کے لئے دعا کراتے ہو۔ اُس نے بڑی عاجزی ظاہر کی۔ تو آنحضرت نے انکی بیچارگی پر رحم کھا کر فرمایا۔ کہ اچھا اگر اب بھی استقامت چاہتے ہو۔ تو کامل تدبیر سے جنگ کرو۔ مخالف نیچا دیکھیگا۔ ہم نے تمہیں معہ بادشاہ اپنی دعا کے ضمن میں لے لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہارا انجام بخیر کریگا۔ بادشاہ نے ارکان سلطنت کو معہ لشکر نادر شاہ کے مقابلے پر بھیجا۔ چند روز بعد خود بھی شہر سے نکل اپنی فوج خاصہ لیکر اس شہر سے جا ملا۔ اور دہلی سے چون۵۴ میل کے فاصلہ پر کرنال میں صف آرائی کی۔ تین لاکھ سوار اور پیادے تھے۔ جن میں سے لاکھ سے زیادہ کابلی تھے۔ باقی ہندوستانی۔ بارہ میل میں لشکر پڑا ہوا تھا۔ یہی ٹھانی کہ جنگ نہیں کرنی چاہیئے۔ اس سے آگے بڑھنا قرین مصلحت نہیں۔ یہ رائے ضعیف صمصام الدولہ کی تھی۔ کیونکہ اسے اپنی جان کا ڈر تھا۔ اب اس ڈر نے عملی صورت اختیار کی۔ نادر نے اپنی فوج کو ترتیب دیا۔ اور محمد شاہ کے لشکر سے چھ میل کے فاصلہ پر صف آرا ہوا۔ محمد شاہ نے اپنے لشکر کو یوں ترتیب دیا کہ دائیں فوج صمصام الدولہ کے سپرد کی۔ بائیں فوج اعتماد الدولہ وزیر الملک کو سونپی۔ سامنے کی آصف جاہ نظام الملک کے زیر کمان تھی۔ درمیانی اور اِدھر اُدھر کی باقی امیروں کے ماتحت کیں ۱۱۵۱ھ میں جنگ ہوئی ؎

دو خسرو عناں در عناں آورند رہ دوستی درمیان آورند

ایک کارکن سلطنت برہان الملک مدت سے مشرقی علاقے کا حاکم تھا۔ اس نے پوشیدہ طور پر نادرشاہ سے خط و کتابت کی تھی۔ شاہجہان آباد سے نکل کر محمد شاہ نے اسے بلایا۔ وہ تیس ہزار سوار لیکر ساتھ آیا

ابھی وہ خیمے وغیرہ بھی نہ لگانے پایا تھا۔ کہ نادرشاہ کی فوج نے آکر اُسے غارت کر دیا۔
برہان الملک نے یہ سن کر بادشاہ سے لڑائی کی اجازت لی۔ بادشاہ نے کہا۔ آج کا دن
ہمارے لئے اچھا نہیں۔ کیونکہ دشمن نے تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔
کل خاطر جمع سے فوج کو ترتیب دیکر اور سامان ٹھیک ٹھاک کر کے جنگ کرنا۔ لیکن
اس مکار نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ اگر آج میں نہ لڑوں تو میری عزت نہیں
رہتی۔ بے عزتی کا باعث ہے۔ یہ کہہ کر بادشاہ سے اٹھ آیا۔ اور اس فوج پر حملہ آور ہُوا
جس نے اس کا مال و اسباب غارت کیا تھا۔ لیکن وہ عمداً بھاگ اُٹھے۔ اُس نے اُنکا
پیچھا کیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی۔ تو اُس کی مدد کے لئے اور فوج مقرر کی۔ جو زیر کمان
صمصام الدولہ و دیگر امرا روانہ ہوئے۔ اُس کے بھائی مظفر خاں کو بھی ایک لشکر کثیر دیکر
مدد کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی نظام الملک اعتماد الدولہ اور تمام ارکان سلطنت سمیت
ساری مغلیہ اور تورانی فوج لیکر لشکر سے نکلا۔ جب نادرشاہ کی فوج برہان الملک
سے شکست کھا کر بھاگی۔ اور انہوں نے تعاقب کیا۔ اور صمصام الدولہ مع بھائی اور دوسرے
امراء کے اس سے جا ملا۔ تو اتنے میں نادر کی ساٹھ ہزار فوج جو گھات لگائے بیٹھی
تھی۔ اچانک اُن پر حملہ آور ہوئی اور شکست خوردہ فوج بھی مڑ کر لڑنے لگی۔ اور
نادرشاہ نے اپنے تمام امراء کو بھیجدیا۔ اور خود بھی فوج لیکر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا
امرائے ہند کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک تو وہ خود لشکر سے جلدی سے نکلے تھے
دوسرے بہت سا لشکر فتح کی اُمید پر ان سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور لوگ بادشاہ کو
فتح کی مبارکبادیں دے رہے تھے۔ جب امراء نے نازک موقعہ دیکھا تو پہاڑ کی طرح ڈٹ
گئے۔ اور انہوں نے بدرجہ غایت کوشش کی۔ ہندی تلوار سے بہت سے ایرانیوں کے
سر قلم کئے۔ بعد ازاں بڑے گھمسان کا معرکہ ہُوا۔ زمین پارے کی طرح لرزنے لگی۔ اور
آسمان مردانِ جنگی کے شور سے ہل گیا تھا۔ دریا مارے گولوں کے خشک ہو گئے درخت
جڑھوں سے اکھڑ گئے۔ پہاڑ درخت کے پتوں کی طرح ہلنے لگے۔ زمین کے ساتویں
طبقہ کی چیزوں میں بھی تہلکہ مچ گیا۔ کروبی فرشتے خلقت کی حیرانی و پریشانی دیکھ کر تسبیح
و تہلیل سے باز رہے۔ گرد و غبار اس طرح اُٹھا کہ شب دیجور کا نقشہ جما ہُوا تھا۔ قریب
تھا۔ کہ ہمیزوں اور بہادروں کے نعروں اور طبل و تفنگ کی آواز سے کرہ زمین کے اجزاء

Marfat.com

اڑنے کو تھے۔ زمین و زمان میں زلزلہ سا آگیا۔ اور رستم و افراسیاب کی لڑائی کا نقشہ تھا دارا اور سکندر کی لڑائی اس کا ادنےٰ نمونہ تھی ؎

بر آمد ز کوس سجانی خروش | در آمد سپاہی ریاحین بجوش
زرخ خویشتن ابر درہم کشید | بدعوئے کمانہائے رستم کشید
شدہ تیر باران و رستم کماں | مسلح بہ تیر و کماں آسماں
نہاں گشت در آہن تیغ و مہر | بجوشید زاں ابر جوشن سپہر
ز آشوب باراں و جوشن سحاب | ہمہ جوش و خود گردید آب
بر آمد خروش خم ہفت جوش | بجوش اندر آمد سپہ را خروش
غریو رود در و بر آمد بماہ | تزلزل در آمد پے راہ و راہ
ز جنبیدن آں سپاہِ گراں | بجنبیدہ گیتی گراں تا گراں
ز پروازِ نازاں طغرل شکار | زمین و زمان سربسر بیقرار
خرامیدن شرزہ شیراں ہست | کمرگاہ گاوِ زمین نے شکست
ز میغ سم خنگ برنا و پیر | بر و پشت ماہی شدہ نقش گیر
دراں سہمگین آتش رستخیز | گراں بود شیرے غریں درگریز
ز سم ستورانِ ہر دو سپاہ | تزلزل در آمد بنا و در گاہ
ز ہر دو طرف شیون انداختند | ہزبرانہ بر یکدگر تاختند
در از یک فتنہ پر شد بلند | کہ رحمت بنا یدپدید از گزند
نہاں گشت از سختئ آں مصاف | مروت چو سیمرغ در کوہِ قاف
سر سینہ پر دلاں سینہ سوز | شدہ خاک شمشیر ہا تیرہ دوز
اجل آمد از آسماں بیگماں | کمیں کردہ در گوشہائے کماں
غبار سیہ پردۂ مہر و مہ | زمیں پر ز نم و آسماں بستہ راہ
ز خوں گل شدہ جلوہ گاہِ مصاف | فرو رفتہ اسپاں دراں تا بناف
سم بادپایاں شدہ فرق سائے | سر سرکشاں ماندہ در زیر پائے
پذیرفتہ بنیاد مردم خلل | کشادہ شدہ دستگاہ اجل
ز سن گشتہ افتادہ بر خاک راہ | شدہ عرصۂ رزم گاہ قتلگاہ

Marfat.com

فتادند ہزاراں اسپاں بلہ | ز اسپ دیلہ ہر طرف صد گلہ
رواں گرد دریائے چوں مرد جنگ | شناور ہزاراں در آنجا نہنگ
پلا ہائے ایراں دراں خون و خاک | ز شمشیر ہندی شدہ چاک چاک
زرہ بر تنِ مرد خون ریختہ | چو غربال گردِ فنا بیختہ
ز در نیزہ ہا شاں مروت نہ مہر | چو بارانِ مردہ بمہرہ زہر
شدہ گردہ سر باش ہائے شاں | بصد درد و غم زیر سر ہائے شاں
دلیرانِ ایراں ہمہ دردناک | شد از فوج ہندی ہمہ خشمناک
چناں کشتہ گشتند پنہاں بخون | کہ سر ہا رواں جو در جوئے خون

ہند کے امیروں نے اہلِ ایران پر کچھ ایسے حملے کئے کہ وہ حواس باختہ ہوئے۔ اور نادر شاہ کے بہت سے امراء اور ارکانِ سلطنت قتل ہوئے۔ ہزار ہا ایرانیوں نے ہندی تلوار کی آب سے موت کا ناگوار شربت چکھا۔ جو باقی رہ گئے۔ وہ گلی کوچوں میں چرغ اور گدھ کی طرح مجروح اور نالاں تھے

سپہ ہر زماں پُر آشوفتند | ز مژگانِ دل خوں ہمے ریختند
فراواں ز ہر دو سپہ کشتہ شد | سرے تختِ ایرانیاں کشتہ شد

قریب تھا کہ نادر شاہ بھاگ اُٹھے اور اس کی بہت سی فوج بھاگ کر اپنے بقیہ حصے سے جا بھی ملی۔ لیکن چونکہ حکیم علی الاطلاق کے ارادہ میں سلطان ہند اور اس کی رعایا کی مذلت تھی۔ اسے کیونکر تبدیل کر سکتے تھے۔ نمک حرام برہان الملک جسے جلدی ہی نمک حرامی کی سزا مل گئی معہ اپنی تمام فوج لشکر سے جدا ہو کر نادر شاہ سے جا ملا۔ صمصام الدولہ اور اس کا بھائی حتے المقدور جنگ میں کوشش کرتے رہے۔ اُن کی فوجیں بہتری تتر بتر ہوئیں۔ اور صمصام الدولہ کے ہمراہی امیر بکثرت قتل ہوئے۔ لیکن پھر بھی جو باقی رہ گئے تھے۔ انہوں نے دشمن پر حملہ کیا۔ اور بہتوں کو قتل کیا۔ اور بہادری اور دلیری کو اس جنگ میں زینت بخشی۔ اگر افراسیاب اس وقت ہوتا۔ تو اُس کا حلقہ بگوش غلام بن جاتا

ہر کجا رش نموے مرداں را دست بہ بد | ہر کجا تیغش بد اوے مر عدو را یادگار
بیضۂ مغفر شکستی در سر شیرانِ رزم | جبہ جوشن دریدے در سر مردانِ کار

Marfat.com

جب ایران کی فوج سے سپہ دار ہند کو نرغے میں لے لیا۔ اور اس کا بھائی باقی فوج سمیت قتل ہوا۔ تو صرف پانسو آدمی باقی رہ گئے۔ محمد شاہ اور ارکان سلطنت جو کھڑے تھے۔ اُنھوں نے بھی ان بیچاروں کی مدد نہ کی۔ بادشاہ تو اُن کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ارکانِ سلطنت نے پُرانی دشمنی وعداوت کی وجہ سے بادشاہ کو اس سے باز رکھا۔ حتیٰ کہ بیچارے یہ بھی ضائع ہو گئے ؎

وقتیکہ کم شود در سرکشان خرد　　روزیکہ بگسلد زبیں پرولاں رواں
واں آب سنجمہ کہ سنانست نام او　　از لف حملہ دررگ جانان شود رواں
درتازی کرانہ چو شیران جنگ جو　　گوپال بر زمین زنی و بانگ بر زماں
آں لحظہ کس نیارد پائے تو جز رکیب　　وآنزد را کس نگیرد دست تو جز عناں

ضرورتاً بعض فدائیوں نے ارادے کی باگ بادشاہی لشکر کی طرف موڑی۔ لیکن مارے زخموں کے نڈھال تھے ؎

سپہ دار چوں بخت برگشتہ دید　　سوارانِ ہندی ہمہ کُشتہ دید
نہ خود بر کشاں سوے یورت شتافت　　از ایرانیاں کام کینہ بتافت
شد آں درنگہ سر بر جوئے خون　　علمہائے سلطانِ دہلی نگون

صمصام الدولہ جنگ کے تیسرے روز ہی محمد شاہ سے علیحدہ ہو گیا۔ جسے سُن کر بادشاہ کو سخت افسوس ہوا ٭

ذکرِ دربیان

طامہ اکبرِ استیلائے نادر شاہ بہ سلطانِ ہند و گرفتار شدن بعہ ارکانِ سلطنت ٭

جب نادر شاہ کو ایسی فتح نصیب ہوئی۔ جو اُس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ تو دل کو مضبوط کر کے محمد شاہ کے لشکر کے گرد و نواح اپنا لشکر مقرر کیا۔ کہ رسد رسانی کا سلسلہ بند کر دے اور جو شخص لشکر سے نکلنا یا اس میں آنا چاہے اسے قتل کر دے۔ اور بارہ ہزار سوار اس بات کے لئے مقرر کئے کہ محمد شاہ کے لشکر اور شاہجہان آباد کے مابین دیہات اور قصبات کو تاخت و تاراج کریں۔ اور وہاں کے

Marfat.com

باشندوں کو قتل کریں۔ شہری اور لشکری آدمیوں کو ایک دوسرے کی خبر نہ لینے دیں۔
چنانچہ لشکر والوں کو دارالخلافہ کی خبر نہ تھی۔ اور دارالخلافے والوں کو لشکر کے حال کی
واقفیت نہ تھی۔ ان دنوں اہل دہلی خاصکر وزیر آصف جاہ اور نظام الملک کے متعلقین
قیومیت مآب حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بہت منت وسماجت کرتے تھے اور
آنجناب انہیں تسلی دیتے تھے۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ کہ بادشاہ وزیر اور نظام الملک تینوں
بخیریت شہر میں داخل ہونگے۔ ہم نے انہیں اپنی دعا کے زیر سایہ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ
کے فضل وکرم سے امید ہے کہ انجام بخیر ہوگا۔ اس خوشخبری سے لوگوں کو اطمینان ہوا
میرے (مصنف رح) بڑے بھائی مخدومی واعظمی خواجہ محمد احسن بھی لشکر ہند میں تھے۔
بلکہ صمصام الدولہ کے ساتھ ہو کر جنگ میں شریک تھے۔ اس واسطے ہمارے گھر
میں بھی گھبراہٹ تھی۔ لیکن حضرت سلطان الاولیاء نے بارہا خوشخبری دی کہ محمد احسن جلدی
ہی بخیر وعافیت واپس آئیگا۔ اس واسطے گھر والوں کو تسلی تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی
دنوں بعد بادشاہ وزیر نظام الملک اور میرے بھائی خیر وعافیت سے داخل شہر
ہوئے۔ جب لشکر ہند کا ناک میں دم آگیا۔ اور رسد وغیرہ پہنچنی بالکل بند ہوگئی۔ اور
ہزارہا باشندے ہر روز بھوکوں مرنے لگے۔ اور لشکر کے اچھے اچھے آدمی اونٹ
گھوڑوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت سے قوت لایموت بنانے لگے۔ بلکہ بعض اوقات
یہ بھی میسر نہ آتا تھا۔ اور گرداگرد نادر کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ
لشکر سے کوئی چیز باہر لیجائے یا اندر پہنچائے۔ تو نظام الملک نے نادر شاہ سے
ملاقات کی اور اس بات پر صلح کرنی چاہی۔ کہ بیس لاکھ روپیہ بطور تاوانِ جنگ
اور دریائے سندھ پار کا علاقہ نادر شاہ کو دیا جائے۔ نادر اس بات پر راضی
ہوگیا۔ بشرطیکہ محمد شاہ ملاقات کرے۔ نظام الملک نے اس بات کو منظور کرکے واپس آیا
دوسرے دن بادشاہ کو معہ اس کے چند مخصوصوں کے شرط کے بموجب نادر شاہ
کے پاس بھیجا۔ اگرچہ سارے لشکر کی یہ مرضی نہ تھی کہ بادشاہ نادر شاہ کے پاس جائے۔
اعلےٰ سے ادنےٰ تک تمام نے روکا۔ اور بادشاہ کی باگ کو پکڑ کر رونے لگے۔ لیکن
کچھ مفید نہ پڑا۔ بادشاہ نے نظام الملک کو معہ تمام ارکان سلطنت رخصت کیا۔ اور خود اپنے
چند خاصوں کے ساتھ نادر شاہ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس کی آمد کی خبر

Marfat.com

نادر شاہ کو ہوئی۔ تو اپنے بیٹے کو سو تمام اراکین سلطنت اور امراء و وزراء کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے لشکر میں لایا۔ خود نادر شاہ نے اپنے خیمہ خاص سے نکلکر اس کا استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع اور تعظیم سے مسند پر اپنے برابر بٹھایا۔ دلاسا اور تسلی دے کر بہت سی عمدہ عمدہ نصیحتیں کرنی شروع کیں چنانچہ کہا۔ کہ اول جب کہ میں نے تمہارے ملک کا رُخ کیا۔ تو تمہیں ہماری مطلق خبر نہ تھی پھر جب میں داخل ہوا۔ تو تم نے جان بوجھ کر غفلت کی۔ حتیٰ کہ میں تمہاری خواب گاہ تک آگیا تب تمہیں تھوڑی سی خبر ہوئی۔ اور حرکت مذبوحی کی۔ امور سلطنت اور جہانبانی میں اس قدر غفلت مناسب نہیں۔ دوسرے یہ کہ شراب پینا چھوڑ دو۔ کیونکہ بادشاہ خلق اللہ کے پاسبان ہوا کرتے ہیں۔ اور شراب عقل کو کھو دیتی ہے حیف ہے کہ پاسبان ہو کر غفلت کرے ؎

کہ چوں شد او خراب انگور ولایت کے تواند داشت معمور

تیسرے یہ کہ بادشاہوں کے لئے وقار ضروری ہے۔ تاکہ سلطنت پر اُن کا رعب ہو ؎

ہے سرمایۂ شاہی وقار است شہ آں باشد کہ چوں کوہ استوار است

بادشاہ سے کوئی ایسی حرکت ظاہر نہیں ہونی چاہیئے۔ جو باعث خفت ہو۔ ڈاڑھی مُنڈانا سب سے بڑی ہلکی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے ترک کرو۔ دیگر یہ کہ تم نے وزیروں کو اس قدر ملک دے رکھا ہے کہ اپنے برابر کر دیا ہے۔ سب مغرور ہو کر تمہارے حکم سے سر پھیرتے ہیں۔ اس کے عوض سپاہ کو دو کہ تمہارے کام آئے۔ امراء کو صاحب خزانہ کرنا سوائے نقصان کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمہاری سلطنت کمزور ہو گئی ہے۔ اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کر کے محمد شاہ کو رخصت کیا۔ بادشاہ جب اپنے لشکر میں آیا۔ تو ہندوستانی سپاہیوں کی جان میں جان آئی۔ دوسرے دن محمد شاہ نے صمصام الدولہ کی امیر الامرائی نظام الملک کے بیٹے فیروز جنگ سے سپرد کی۔ برہان الملک یہ سُن کر بہت کڑھا۔ کیونکہ وہ آپ اس آسامی کا اُمیدوار تھا۔ اُس نے نادر کو کہا۔ کہ بادشاہ ہند میں آیا۔ اس ملک کو فتح کیا۔ خدا مُبارک کرے لیکن افسوس ہے۔ کہ شاہجہان آباد جیسے بے نظیر شہر کی سیر نہ کی۔ میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ جس قدر رقم اُنھوں نے بطور تاوانِ جنگ دینی منظور کی ہے۔ شہر چلکر اس سے

سو گنا دوں گا۔ نادر نے پوچھا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اُس نے کہا نظام الملک کو بلا کر بٹھالو پھر جو مانگو گے ملجائیگا کیونکہ ہند میں سوائے نظام الملک کے اور کوئی نہیں۔ اس کے سوا بادشاہ اور وزیر دونوں محض کٹھ پتلی ہیں۔ چنانچہ نظام الملک کو پکڑ منگایا۔ اور کہا اب مصلحت یہی ہے۔ کہ محمد شاہ کو بلاؤ۔ نظام الملک نے جب دیکھا کہ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے تو مجبوراً بادشاہ کو لکھ بھیجا۔ کہ اگر کچھ آپ سے ہو سکتا ہے تو کر گذرو ورنہ خود آجاؤ۔ جو اللہ تعالےٰ کی مرضی ہے ہو کر رہیگی۔ جب بادشاہ نے دیکھا۔ کہ لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔ اور اناج نام کو نہیں ملتا۔ تو مجبوراً جواہر و یاقوت ہاتھیوں پر لاد نادر شاہ کے پاس لے گیا۔ اور کہا میں حاضر ہوں۔ جو تمہاری مرضی میں آئے کرو۔ لیکن اس قدر بندگانِ خدا کو جو میرے سبب ہلاک ہو رہے ہیں۔ چھوڑ دو۔ نادر شاہ نے بادشاہ کو اطمینان دلایا۔ اور بڑی عزت سے خیمے میں نظر بند کیا۔ اس خیمہ کے گرد اپنے سپاہی بٹھا کر حکم دیا۔ کہ سوائے بادشاہ کے خاصوں یا مقرب امراء کے اور کوئی آدمی ان کے پاس نہ آئے۔ اور نہ بادشاہ کسی کو بلائے۔ جب یہ وحشت اثر خبر محمد شاہ کے لشکر میں پہنچی۔ تو تمام گھبرا اُٹھے۔ اور رونے لگے ؎

دریغا کہ شد ملک شوریدہ بخت | دریغا کہ خالی شد از شاہ تخت
دریغا کہ سلطان کشور نماند | دریغا ضیاء ملک اختر نماند
دریغا کہ از باغ شاہنشہی | بنا کام بشکست سرو سہی
چرا دل ببندد بمہرِ جہاں | کہ ناپائدار است نامہرباں
چنیں است رسم جہان از درست | گہے پشت بر زین گہے زیں بہ پشت

دوسرے دن نادر شاہ نے اپنے سپاہی بھیجکر محمد شاہ کا تمام مال اسباب اور زر و جواہرات اور خزانہ وغیرہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ بعد ازاں وزیر اعظم ہند اعتماد الدولہ کو بھی بلا بھیجا۔ اکثر امیروں نے جو اس وقت لشکر میں تھے۔ وزیر سے عرض کیا۔ کہ اب بھی ہماری فوج کی تعداد کافی ہے۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو جو سپاہی آئے ہیں۔ اُنہیں دور کر دیا جائے۔ پھر جو مناسب سمجھیں کریں۔ وزیر نے کہا۔ اب موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ یہ باتیں اب کام کی نہیں۔ یہ کہہ کر وزیر اُٹھا اور اپنے سپاہیوں کو کہنے لگا۔ کہ جہاں تمہاری مرضی ہے چلے جاؤ۔ اور خود چند ایک آدمی لے کر

Marfat.com

نادرشاہ کے لشکر کی راہ لی۔ اور شاہِ ایران کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ اسے بھی وہیں بٹھادیا گیا۔ جہاں محمد شاہ اور نظام الملک بیٹھے تھے۔ وزیر کے چلے جانے کے بعد لشکر میں استقلال نہ رہا جس کا جدھر رخ ہوا بھاگ گیا۔ لیکن پھر بھی بیچاروں کو نجات نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ سو سو کوس گرد و نواح تک نادرشاہ کی فوج تاخت و تاراج کر رہی تھی۔ جو ہندی سپاہی ملتا اسے قتل کر دیتے۔ چنانچہ یہاں سے دہلی تک شہر کے قتل عام کے علاوہ چار لاکھ آدمی قتل ہوئے۔ جب بادشاہ کے نظر بند ہونے کی خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے سنی۔ تو بہت افسوس کیا۔ اہل شہر کے ورد زباں حسب ذیل شعر پڑھا ہے

خروشاں و جوشاں و یلہ کناں ۔ بصد درد و غم دست بر سر زناں

اور نہایت عاجزی سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر توجہ کے لئے درخواست کی۔ آنجناب نے بہت توجہ اور دعا کے بعد فرمایا۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ کسی اور کو بادشاہ نہیں ہونے دینگے فضل الٰہی سے امید غالب ہے۔ کہ پھر بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھیگا۔ اہل شہر کو آنحضرت کے فرمانے سے تسلی ہوئی مغل پورہ کے لوگ ان دنوں بکثرت بھاگ رہے تھے کیونکہ مغل پور شہر کی شمال کی طرف تھا۔ اور بادشاہی فوج کے شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے مغل پورہ ہی رستے میں آتا ہے۔ اس واسطے لوگ اس محلہ کو چھوڑ احتیاطاً قلعہ کے اندر جا رہے تھے۔ آنحضرت نے بتیرا فرمایا۔ کہ مغل پورہ ہر طرح سے محفوظ ہے اس کے چاروں طرف فرشتے مقرر ہیں۔ جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کے قول کو نص قاطع سمجھتے تھے۔ وہ تو بیٹھ رہے۔ لیکن جن کے یقین ٹھیک نہ تھے۔ وہ کچھ تو چلے گئے۔ اور بعض نے اپنے اہل و عیال کو کہیں بھیجدیا۔ جو لوگ مغل پورہ سے نکلے وہ یا تو قتل ہوئے یا بلائے عظیم میں گرفتار ہوئے۔ اور جو اسی محلہ میں رہے۔ انہیں کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہوئی۔ ان دنوں مغل پورہ آنجناب کی برکت سے گویا نوح ؑ کی کشتی بنا ہوا تھا۔ کہ جو اس میں بیٹھا بچ رہا۔ اور جس نے مخالفت کی ہلاک ہوا ے

چو کشتی نوح آں رسول خدا ۔ مصون گشت آں مسکیں رہنما

سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ نادرشاہ کا لشکر مغل پورہ کے قریب شہر کے باہر پڑا تھا

Marfat.com

اور مغل پورہ میں سے ہو کر گذرتا تھا۔ لیکن کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ مغل پورہ میں سے کسی کو پوچھے کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔ جب اس محلہ سے باہر نکلتے تو پھر ظلم و تعدی کرتے۔ باقی تمام شہر میں غلہ میسر نہ ہوتا۔ اگر کہیں تھا بھی تو چھپا کر گراں قیمت پر فروخت ہوتا تھا۔ مغل پورہ میں دکانیں کھلی تھیں۔ اور علانیہ سستا فروخت ہوتا تھا۔ تمام شہر کے بازار بند تھے۔ لیکن مغل پورہ کے کھلے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان دنوں شہر میں نادری فوج کے ڈر سے لوگ مسجدوں میں نماز باجماعت ادا نہ کرتے تھے۔ بلکہ اکثر مسجدیں خون سے اٹی ہوئی تھیں۔ اور مُردوں سے پٹی ہوئی تھیں۔ کیونکہ لوگ جان کے ڈر سے مسجدوں میں چھپتے تھے اور وہ بدبخت مسجدوں میں بھی گھس کر انہیں قتل کر جاتے تھے۔ لیکن خانقاہ میں پہلے سے بھی زیادہ نماز باجماعت ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ شہر کے اکثر آدمی آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ میں آتے تھے۔ جو آئے وہ دینی دنیاوی تکلیف سے محفوظ رہے۔ یہ بھی آنحضرت کی کرامت تھی

القصہ نادر شاہ نے برہان الملک اور وزیر ہند کے چچازاد بھائی ظہیر الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کی خاطر بھیجا۔ اور ایک ہزار اپنے سپاہی اُن کے ساتھ دیئے۔ جنہوں نے آکر شہر کا بندوبست کیا۔ اور نادری سپاہیوں کو حفاظت کے لئے بھیجا۔ جب نادری آدمیوں کے قبضے میں قلعہ آگیا۔ تو ان بدبختوں نے شہر میں ظلم و ستم شروع کیا۔ برہان الملک اور ظہیر الدولہ نے اپنے اچھے آدمیوں کو آنحضرت کی خانقاہ بلکہ تمام مغل پورہ کی حفاظت کی سخت تاکید کی۔ کہ کوئی شخص خانقاہ میں آنے نہ پائے۔ نادر شاہ ان دونو کے بھیجنے کے بعد خود بھی دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا۔

ذکر دربیان

واہیہ اکبر دخول نادر شاہ بدار الخلافت شاہجہان آباد و بیان قتل و غارت کہ دراں شہر واقعہ شدہ است

مؤرخین نے جہان کے احوال پُر اختلال اور حادثات عظیمہ۔ تواریخ کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ بخت نصر کا بنی اسرائیل کو قتل کرنا۔ پھر اس کا فارس پر قابض

ہونا چنگیز خاں کا ایران اور توران پر غالب آنا۔ اور اس کا ان ممالک میں خونریزی کرنا ہلاکو خاں کا عراق پر چڑھائی کرنا اور خلفائے بنی عباس کو قتل کرنا۔ اگر گذشتہ واقعات کا مقابلہ نادری کشت وخون سے مقابلہ کیا جائے۔ تو اغلب ہے کہ یہ اُن سے بڑھ جائے۔ کیونکہ گذشتہ حادثات میں صرف قتل ہی تھا۔ لیکن اس میں پہلے طرح طرح کا عذاب دیکر پھر قتل کیا جاتا تھا۔ بے عزتی، بے حرمتی، اور بے ستری اس کے علاوہ تھی جو ہتک عزت ہندو مسلمان کی نادرشاہی قتل وغارت میں ہوئی۔ کسی گذشتہ لڑائی یا ظلم کے وقت نہ ہوئی۔ بلکہ ان کا لکھنا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اتنی تکلیفوں مصیبتوں اور عذاب کے بعد قتل کئے جاتے تھے۔ نیز گذشتہ حادثات کسی ایک یا دو ممالک تک محدود تھے۔ صرف چنگیز خاں کا فتنہ وفساد کئی ممالک تک پہنچا لیکن پھر بھی نادرشاہی قتل وغارت سے زیادہ نہ تھا۔ کیونکہ اس میں تقریباً تمام جہان شامل تھا۔ نادرشاہ کے ایران پر غالب آنے سے لیکر شاہجہان آباد میں داخل ہونے تک حسب ذیل ممالک کو اس کے لشکر سے نقصان پہنچا۔ وہ یہ ہیں:۔ ایران وتوران۔ ہمدان۔ جرجان۔ آذربائیجان۔ قم۔ کاشان۔ ہیاطل۔ خباطل۔ جاج۔ نخجند۔ رشن۔ تشن۔ شروان۔ نہاوند۔ اورگنج۔ گردو نواح قبچاق۔ سچاق۔ فارس۔ باروس۔ عراق۔ عرب۔ عجم۔ روس۔ طوس۔ قزوین۔ سلطانیہ۔ کرخ۔ نرماخ۔ گیلانات۔ خوارزم۔ بلکری۔ دشت بے۔ سعد۔ چترال۔ کچ مکران۔ دلرسان۔ کراوستان۔ اترودستان۔ مازندران۔ حلوان۔ خراسان۔ بدخشان۔ نیمروز۔ سیستان۔ قہستان۔ سجستان۔ طبرستان۔ ترکستان۔ اور ہندوستان وغیرہ جہاں کہیں اس کا لشکر پہنچا قتل وغارت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بادشاہ رعایا۔ وضیع وشریف۔ چھوٹے بڑے۔ غرضیکہ کوئی ہو۔ سب کو ہزارہا طرح کا عذاب دیکر بُری طرح قتل کیا۔ گویا قیامت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ اب میں ان واقعات کا بیان لکھتا ہوں۔ جو نادرشاہی لشکر کے شاہجہان آباد میں داخل ہونے سے وقوع میں آئے۔ جن دنوں محمدشاہ اور نادرشاہ ایک دوسرے کے مقابل پڑے تھے۔ اور لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اصحاب کو فرمایا۔ کہ آج صبح کی نماز کے بعد

Marfat.com

ایسا معلوم ہوا ہے۔ کہ سیاہ رنگ کا بگولا شمال کی طرف سے اٹھا اور اس شہر میں آیا۔
یہاں کے لوگ دیکھ کر گھبرائے۔ حتیٰ کہ اس بگولے سے شہر میں تاریکی پھیل گئی۔
صرف خانقاہ اور اس کے گردونواح (مغل پورہ) پر اس کا اثر تک نہیں ہوا۔ یہ بیان
کر کے اس کی تعبیر یوں فرمائی۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہو گی۔
لیکن حق تعالے اس محلے کو اس بلا سے نجات دیگا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ مغل پورہ
آنجناب کی توجہ سے بالکل محفوظ رہا۔ نادر شاہ شاہجہان آباد سے چھ میل کے فاصلے
پر آگیا۔ اور محمد شاہ کو معہ ارکان سلطنت ایک روز پہلے شہر میں بھیجا اور اپنے ایک
ہزار سپاہی اسکے ساتھ کئے۔ اگرچہ شہر میں داخل ہوتے وقت سواری کی آرائش اور زینت
بے ترتیب تھی۔ لیکن نہایت عزت سے بادشاہ کو تخت پر بیٹھا کر شہر میں لائے امراء
بھی اپنی اپنی فوجوں سمیت بادشاہ کے ساتھ تھے۔ شہر میں داخل ہوتے وقت لوگ
بادشاہ کو سلام کرتے تھے۔ بادشاہ ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کرتا تھا۔ کہ سلام نہ
کرو۔ یہ عجب حالت ہے کہ ایسے جاہ و حشم کے باوجود اپنی باگ دوسرے کے ہاتھ دے رکھی
تھی۔ اپنے آپ کو مخالفوں کے روبرو ذلیل کرنا بعید از عقل ہے۔ بہر حال بادشاہ اپنے
خاص قلعہ میں اترا۔ امرا بھی اپنے اپنے مکانات میں اترے۔ نادری سپاہیوں نے
لوٹ مار شروع کر دی۔ ان کے ظلم و ستم کی خبر بادشاہ کو ہوئی۔ لیکن پھر بھی وہ ظلم و
تعدی سے باز نہ آئے۔ جب بادشاہ شہر میں داخل ہوا۔ تو اس کے دوسرے روز
۹۔ ذوالحجہ کو نادر شاہ بھی وہاں آگیا۔ گویا قران السعدین ہو گیا۔ نادر نے حکم دیا کہ میری
سواری کے وقت تمام بازار۔ کوچے۔ مکان اور دریچے وغیرہ بند ہوں۔ اگر کوئی کسی حیلے سے
مجھے دیکھیگا تو قتل کیا جائیگا۔ اس کے خاص خیمے سے لیکر قلعے تک دورویہ توپ
بندوق کا پہرہ تھا۔ جو بادشاہ کے گذرتے وقت سر ہوتی تھیں۔ قلعہ میں داخل ہوتے
وقت قطعی حکم دیا کہ شہر اور قلعہ کا بارود خانہ بالکل خالی کر دیا جائے۔ اس روز عجیب
قسم کا شور و غوغا تھا۔ نادری سپاہی لوگوں کے گھروں میں بے دھڑک گھس آتے
اور گھر والوں کو وہاں سے نکال کر خود قابض ہو جاتے تھے۔ خلق اللہ نہایت اضطراب اور
تملکہ میں تھی۔ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو ایک نے یہ
افترا پردازی کی۔ کہ جب بادشاہ قلعہ میں داخل ہوا اور بارود وغیرہ خرچ کیا گیا۔ تو گولی لگنے سے

Marfat.com

نادرشاہ مرگیا ہے۔ شہر والوں نے جب یہ سنا۔ تو شور مچ گیا۔ جہاں کہیں نادری لشکر تھا قتل کیا گیا۔ چنانچہ کئی ہزار قزلباش قتل ہوئے۔ اور شہر کے اچھے اچھے امیر مثلاً اشرف خاں و شہسوار خاں اور خواجہ نیاز خاں وغیرہ تمام شہر سے متفق ہو کر نادر شاہ کی فوج سے لپٹ گئے۔ اور عام بلوہ ہو گیا۔ اس میں ایسے عاجز ہو گئے۔ کہ ٹوپی اُتار سر رذیل آدمیوں مثلاً حجام اور حمامی آدمیوں کے قدموں پر رکھ کر کہتے تھے۔ کہ خدا و رسُول کے واسطے بچا لو۔ ہم تمہارے ممنون احسان ہو کر اس مُلک سے چلے جائینگے۔ لیکن کوئی اُن کی منت و سماجت نہ سُنتا تھا۔ بھیڑ بکری کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔ جب یہ خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفہ اللہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ اور بعض نے عرض کیا کہ نادرشاہ کی بابت جو خبر اڑی ہے آیا سچ ہے یا جھوٹ؟ آنحضرت نے توجہ کے بعد فرمایا۔ کہ یہ خبر جو لوگوں میں مشہور ہو گئی ہے محض جھوٹ ہے۔ بہتر ہے کہ جو لوگ لڑ رہے ہیں باز آ جائیں ورنہ اس کا بدلہ بہت بُرا انہیں ملیگا۔ اور بلائے عظیم نازل ہوگی۔ آنحضرت کا فرمان مفسدوں کو پہنچایا گیا۔ لیکن بلوہ اس قدر عام ہو چکا تھا۔ کہ کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی۔ جب آنحضرت نے دیکھا کہ لوگ جنگ کی مستی میں ہیں۔ اور وعظ و نصیحت اُن پر کارگر نہیں ہوئی۔ تو پھر اس بارے میں متوجہ ہو کر اپنے اصحاب کو فرمایا کہ اگر اس وقت بڑے بڑے ارکان یعنی نظام الملک اور اعتماد الدولہ سوار ہو کر جنگ کریں تو امید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں فتح نصیب ہوگی۔ چند ایک مغل جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہیں فرمایا کہ تم جا کر وزیر اور نظام الملک سے یہ بات کہدو۔ اگر اس پر عمل کریں تو بہتر ورنہ سخت ندامت اُٹھائینگے۔ جب آنحضرت کا پیغام مغلوں نے امراء کو پہنچایا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے صلح کر لی ہے۔ اب ہم کیونکر جنگ کریں۔ بلکہ جو لوگ جنگ کر رہے تھے اُن میں سے بھی اکثروں کو منع کیا۔ اور واقعی سخت ندامت اُٹھائی۔ الغرض دوپہر سے لیکر ساری رات یہ شور و غوغا مچا رہا۔ رات کو جب نادرشاہ اس ہنگامے سے باخبر ہوا۔ تو پوچھا۔ کہ شہر میں شور کیسا ہے؟ کہا شہر باغی ہو گیا۔ بادشاہ سے پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہے؟ بادشاہ نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں۔ پھر آدمی بھیج کر وزیر اور نظام الملک سے پوچھا۔ انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ ایک شخص نے مجھ

Marfat.com

سے بیان کیا کہ میں اس رات نادر کے ساتھ تھا۔ تمام رات گھبرایا ہوا اکھڑا رہا۔ اور کہتا رہا کہ اب رات ہے میں کچھ نہیں کہتا۔ کل جو مناسب ہو گا کرونگا ؎

چو فردا بر آید بلند آفتاب | من و گرز و میدان و افراسیاب

صبح جبکہ مشرقی بادشاہ خطائی اور چینی ترکوں کی مدد کے لئے نکلا۔ اور ہند کے لشکر کو شکست دی یعنی آفتاب۔ عالمتاب جہاں سوز ستاروں کی سپاہ پر غالب آیا ؎

روز دیگر کہ ایں جہان پر غرور | یافت از سرچشمۂ خورشید نور

دوسرے دن صبح کو جو صبح قیامت کا نمونہ تھی۔ نادر شاہ نے توپچیوں کو حکم دیا۔ کہ قزلباش لشکر جمع ہو ؎

بفرمود تا رخش را زیں کنند | دم اندر دم نائے زریں کنند

بفرمود تا زیں براد ہم نہند | بہ پشت صبا مسند جم نہند

نادر شاہ سوار ہو کر سنہری مسجد میں جو قلعہ سے تین تیر پرتاب کے فاصلہ پر تھا آبیٹھا۔ اور اپنی فوج کو ؎

ہمچو سنگ تولہ ہمہ دست و پائے | ہمچو زر قلب ہمہ ناروائے

چہرہ شاں و یہ نیم یافتہ | جائے بجائے کزلک و خم یافتہ

ریش پیراہن چنداں ز نخ | سبزہ کجا بر دمند از روئے یخ

جہاں نما جامع مسجد میں بھیجا کہ وہاں خلقت جمع ہے۔ تمام علما صلحا کو یک لخت قتل کر دو۔ ان ملعونوں نے تلواریں سونت لیں۔ اور وہاں جا کر سب کو قتل کر دیا بہتیرے اپنے آپ کو طالب علم ظاہر کرتے اور قرآن شریف کو شفیع بناتے لیکن اُن کی ایک نہ سُنی گئی۔ سب کو قتل کر کے مسجد کو لاشوں سے بھر دیا۔ اور دیواریں صحن اور چھت سب خون آلودہ کر دئے۔ مقتولوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ چند ایک مقامات سے مسجد بھی زخمی ہوئی ؎

اولا بر وند فرہر یک از سرِ او خانمان | ہر چہ بود از نقد و جنس اندر نہان و آشکار

تاج بر بودند از منبر چو دستار از خطیب | طاق بر کندند از مسجد چو زنبیل از نیاز

بوریا در ناخن عابد زنا ہر یک کہ خبر | حلقہ بیروں کن ز گوش و طوق مؤذن پیش نماز

Marfat.com

ایسا فعل قبیح کرنے کے بعد وہ ظالم اور خونخوار اسی پر اکتفا نہ کر کے اپنے لشکر کو جو وحوش سیرت اور بہایم سیرت تھے گویا دین و ایمان کی نہیں بو ہی نہ تھی ہے

ہمہ از دین تہی و پُر از ہوس ہمہ تاریک روے و شوم نفس
باد طبعان جنس گدائی ہمہ چوں سگ و گربہ ناں ربائی ہمہ

قطعی حکم دیا کہ اس شہر کے ہر ایک جاندار کو قتل کر دو۔ اِن بدبختوں نے شہر کا رُخ کیا۔ جہاں کسی کو پایا قتل کیا۔ حتیٰ کہ کہتے ہیں دیگر حیوانات کو بھی زندہ نہ چھوڑا ہے

سیاست در آمد بگردن زنی ز چشمِ جہاں دُور شد رَوشنی
ستونِ علم جامہ در خوں زدہ نجات از جہاں خیمہ بیروں زدہ

شہر میں اس قسم کا قتل عام ہوا۔ کہ خون کے دریا بہ نکلے۔ جو تالاب شہر کے اندر تھا وہ خون سے پُر ہو گیا۔ گویا در و دیوار سے خون برس رہا تھا۔ خون کی لہریں آسمان تک پہنچ گئیں ہے

ز بس کشتہ پشتہ جہاں گشت خم وزیں سوئے دیگر زمیں داد نم

واقعی جو شخص ملا اسے نابود کیا۔ جو سامنے آیا اسے پناہ نہ ملی ہے

کشتہ ایں تیغ سیاست بلیت الحمہ اماں یافت از دکم کے است
راند چو بر تختۂ ہستی قلم عالیہا سافلہا زد رقم

غرضیکہ قتل عام اس قدر ہُوا۔ کہ کنوئیں۔ مسجدیں۔ بازار اور گھر مُردوں سے پُر ہو گئے ہے

دیدی کہ ہوا چہ حد سردی کرد یا پیر و جواں چہ ناجوانمردی کرد

بلکہ گھرے کنوئیں اس طرح مُردوں سے پُر ہوئے کہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ یہاں کنوئیں ہیں بھی یا نہیں۔ مسجدوں کی محرابیں کشتوں سے بند ہو گئیں ہے

عقل دریں واقعہ سرمست ماند عاقبت از صبر تہی دست ماند

تمام گلی۔ کوچے۔ اور بازاروں میں پہاڑوں کی طرح کشتوں کے پشتے لگے ہوئے تھے۔ جن پر سے گذرنا مشکل تھا ہے

Marfat.com

بسکہ چشمانِ تو خونِ اہلِ عالم ریختند　　پشتہ پشتہ کشتہ در کوے تو برہم ریختند

اس روز بعض بچے جو خوبصورتی میں بے مثل تھے۔ جب اُنھوں نے لوگوں کو قتل ہوتے دیکھا۔ تو بے اختیار گھر کے کونوں سے نکل دوڑنے لگے۔ لوگ انہیں بغل میں لیکر روتے تھے۔ اور خود بھی اُنھی میں شامل ہو جاتے تھے ؎

بر گلِ رخسار سرو قد خوباں چو گل　　چشم گردوں چو سحاب از روئے عبرت شکبار

تودہ تودہ بے کفن لنداہائے نازنین　　درمیانِ خاک خوں افتادہ چوں خس خارزار

وہ سنگدل ان نازنینوں کو نہایت بے رحمی سے تہ تیغ کرتے تھے ؎

گماں مبر کہ ز تاثیر ابر و باراں است　　کہ چرخ روئے زمیں را ہمے کند تزئیں

ز بس کہ ریخت فلک خون شاہداں بر خاک　　ہمے دمد از زمیں سوسن و گل و نسریں

یہ اس قسم کی بلا تھی کہ نہ زباں سے بیان ہو سکتی ہے نہ قلم سے لکھی جاتی ہے۔ نہ کانوں سنی جاتی ہے۔ اِس قدر ظلم و ستم برپا ہوا۔ کہ گویا مو الید ثلاثہ (نباتات حیوانات و جمادات) کا قتل عام تھا۔ جہاں کہیں انسان، حیوان یا ذی رُوح کو پاتے فوراً قتل کرتے۔ اور درختوں کو یا جڑھ سے اُکھاڑتے یا کاٹ ڈالتے عمارتوں کو گراتے۔ آلات و اجناس جسقدر اُٹھا سکتے لے جاتے باقی کو جلا دیتے۔ وہ خناس اور غول بیابانی گویا انسان ہی نہ تھے۔ کہ ان کا کوئی مقابلہ کرے۔ یوں سمجھو کہ پہاڑی حیوانات نے انسانی صورت اختیار کر رکھی تھی ؎

گروہے نہ بر صورتِ آدمی　　ز مردم جدا دور از مردمی

ز خار و خسک ہر طرف بیشتر　　ز افعی و عقرب بد اندیشتر

شتابندہ اول بتاراج مال　　روند آنگہے سوئے اہل و عیال

جہاں را بس از کشتن کد خدائے　　برانند و زنند آتش اندر سرائے

نہ در دل ترحم نہ در دیدہ شرم　　زباں ہم نگردد بگفتار نرم

بکثرت فزوں اند از دیو و دد　　خدا وند دیو و از عدد

ترا بند ز ایشان فراواں شبے　　بعمرے نگیرد کسے راتبے

چو سگ جیفہ خوار ند گندہ دہن　　ہمہ یادہ گو ہمچو زاغ و زغن

بود ہر چہ بینند در آب و خاک　　خورند و ندارند ز آں ہیچ باک

Marfat.com

چو جُثہ خارج آواز کوتہ قدم   چو افعی وارقم سراسر شکم
خرابہ نشینند چوں جغد و بوم   قدمہائے نازک بدیدار شوم
زنے راگہے خواستند دہ تنند   چو سگ دہ دو اندر زلی بجیر ہند
ہمہ بے حمیت بسانِ خروس   گہے جفت شاں بادرو گہ عروس
بہ شہوت درآیند درپیش ہم   ندارند شرمے ہم از خویش ہم
نہاں زیر مویند چوں دام ودد   لباس جبد رستہ ہم از جسد
زن و مرد را موئے سرتا بپائے   شدہ پوشش بانوِ کدخدائے
رود باد شاں گربسوئے مغل   رود تا بفرسنگ بوئے بغل
مراں ہذرکاں راز نانے عجب   زباں داں شاں نے عجم نے عرب
ہمہ پیل پائند و بازو ستون   زفرہاد در زور بازو فزوں
جو برگرداں دودش بار آورند   شتر بار بے پیل وار آورند
پلنگ گور را در زمین درست   بگیرند بالا نہندش بہ پشت
زناخن بخارا خراش آورند   چناں سنگ را در تراش آورند
چنار چہل سالہ را بے سخن   گرفتن توانند کندن زبن
برغبت بخایند بر زنجیر را   بدانساں کہ سگ پائے نخجیر را
ہمہ دیو ساراں ژولیدہ موے   بریشِ دراز و درازئے موے
بود جامہ تن تا بزانوے شاں   خدایا نہ بینند کسے روئے شاں
نہ ہر موئے آلودہ ہر سر درت   گرسنہ سگے را تواں داد قوت
فتادہ بسانند و دنداں دراز   شتر لب و دانند و دنداں گداز
ز سرما و گرما ندارند باک   نہ سکنند و آہن نہ از آب و خاک
ندارند کارے بجز خور و خواب   ندانند چیزے بجز نان و آب
بجنگ اندر آیند خورد و بزرگ   بچنگال و دنداں چو دنداں گرگ
چو در پیش گیرند راہ گریز   بخندند بر توسن تیز خیز

جب قتل عام کی خبر حضرت قطب الاقطاب قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے سنی۔ دوپہر کے قریب خواب قیلولہ کے وقت میرے (مؤلف) بھائی حقائق آگاہ معارف دستگاہ

Marfat.com

شیخ محمد محسن سلمہ ربہ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ سارا شہر قتل ہوگیا ہے اور اب اس محلہ کا رُخ کیا ہے۔ چونکہ آنحضرت کو الہامات کے ذریعہ اس محلہ کی حفاظت کا اطمینان تھا۔ اس واسطے آنحضرت کے مزاج مبارک کو کسی قسم کا اضطراب نہ ہوا۔ بلکہ یہ خبر سنکر فرمایا۔ کہ یہ محلہ بلا سے محفوظ ہے۔ فضل الٰہی سے اسے کسی قسم کی مُصیبت نہ ہوگی۔ مطمئن ہو کر گھروں میں بیٹھے رہو۔ بعدازاں سر سرہانے رکھے سو گئے۔ لیکن حقیقت میں اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابھی ایک گھڑی بھی نہ گذرنے پائی تھی۔ کہ تمام اہل شہر ٹڈی دل کی طرح قتل عام کے خوف سے آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ میں آئے اور ہزارہا باشندے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد جمع ہو کر آہ وزاری کرنے لگے اچانک بیکسوں کے فریادرس اور جہان اور اہلِ جہان کے قبلہ توجہ اس شور وغوغا سے جاگ پڑے۔ اور کیفیت پوچھی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ شہر کے لوگ جو تلوار سے بچ رہے ہیں۔ وہ قتل کے خوف سے بھاگ کر اس بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور نادری لشکر انکے تعاقب میں ہے۔ چنانچہ قریب آپہنچے ہیں ؎

ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز محروم زدرگاہ تو کے گردد باز

آنحضرت کو یہ سُن کر بندگانِ خدا کی حالت پر رحم آیا۔ ہر ایک پر مہربانی کرکے فرمایا۔ کیوں گھبراتے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اب تمہیں اپنے فضل وکرم سے اس بلائے عظیم سے بچالیا۔ چونکہ آنحضرت نے کشف باطنی سے لوگوں کی نجات معلوم کرلی تھی۔ اس واسطے اُن کی تشفی کی۔ چونکہ وہ گھبرائے ہوئے بہت تھے۔ اس واسطے انہیں پوری تسلی نہ ہوئی۔ پھر عرض کیا۔ کہ جتنی فوج ہمارے پیچھے آرہی ہے۔ اگر وہ اپنی قمچیاں بھی پھینکیں تو بھی خانقاہ پُر ہو جاتی ہے۔ جب ان لوگوں نے منت وسماجت بدرجہ غایت کی۔ تو آنجناب نے ازراہِ لطف وکرم جو آنحضرت کو خلقت کے حال پر تھا۔ اُن کی تسلی کے لئے تازہ وضو کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہ الٰہی میں اس بلا کے دفعیہ کے لئے دُعا کی۔ دیر تک دُعا کرنے کے بعد چہرہ مُبارک پر بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب خلقت کا رنج وحُزن خوشی سے بدل گیا۔ پھر آنحضرت نے خلقِ خدا کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ ہم نے بارگاہِ الٰہی میں منت وسماجت کرکے یہ بلا تم پر سے ٹلوادی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کا عوض

Marfat.com

مانگتا ہے۔ دیکھئے اس امر عظیم کا عوض کیا ہو۔ لوگوں کو اس بشارت عظمےٰ سے تسکین ہوئی

القصہ جب شہر میں قتل عام حد کو پہنچ گیا۔ اور صبح سے لیکر ظہر تک لوگ قتل ہوتے رہے

بادشاہ اور ارکانِ سلطنت یہ حال دیکھ کر کڑھتے تھے۔ آخر نظام الملک اور اعتماد الدولہ

وزیر نے نادرشاہ کے پاس آکر معافی مانگی اور عذر کئے۔ اور خدا اور رسول کو شفیع بنایا

تب کہیں اس ظالم کے دل میں رحم آیا۔ اور اُس نے قتل کی ممانعت کا حکم دیا

کہ کسی کو کچھ نہ کہو۔ قاصدوں نے سپاہیوں کو یہ پیغام پہنچایا ؎

بقیہ کہ ز انساں بماند در حیوان	کنند تہنیت یکدگر کوں بحیات
ز سر گرفت طبیعت توالد انساں	بروئے بند گئے درگہش دگر بارہ
وزاں سپس کہ پرورد صواعق بطلاں	بدیدہ مے شود آشنائے حرت نسل وجود
عمارت از سر نو پدید آمد از پس طوفاں	تو عمر نوح بیابی از انکہ در عالم

لوگ اس نعمت غیر مترقبہ کا شکرانہ آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ دوسرے دن جن امراء نے نادری سپاہیوں کو قتل کیا تھا۔ وہ اُنکے عوض قتل کئے گئے۔ ان میں سے ایک اعزاز خاں بھی تھا۔ کیونکہ اس نے بھی بہت سے نادری سپاہی قتل کئے تھے۔ اس نے سزا سے ڈر کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تسلی رکھو تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ ہم تمہاری طرف متوجہ ہیں۔ آخر آنحضرت کی توجہ سے نادرشاہ کو رحم آیا۔ اور اعزاز خاں کو خیر و عافیت سے رخصت کیا۔ بعد ازاں حکم دیا کہ جس جس محلہ میں نادری فوج قتل ہوئی ہے۔ اُس محلے کو سزا دو۔ مغل پورہ کے آدمیوں نے بھی تعدی کی تھی۔ اس محلے کو بھی سزا دینی چاہی۔ چند روز مغلپورہ میں یہ شورش رہی۔ بعض نے آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب نقل مکان فرمائیں۔ تو بہتر ہوگا۔ آنحضرت نے انہیں تسلی دیکر فرمایا۔ کہ کسی قسم کا خطرہ نہ کرو۔ یہ محلہ آفت سے محفوظ ہے۔ آخر آنحضرت کی توجہ سے یہ محلہ محفوظ رہا۔ حتیٰ کہ دوسرے محلوں کے لوگ اس میں آکر رہنے لگے۔ قتل عام کے بعد شہر ایسا بھیانک ہوگیا۔ کہ خارج از بیان ہے کیونکہ تمام گلی کوچے۔ اور بازار کشتوں سے پُر تھے۔ بازار کی دُکانیں اور گھر گرے ہوئے تھے۔ اور مردوں کے گلنے سڑنے سے شہر میں سخت عفونت پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ اپنی زندگی سے تنگ آگئے تھے۔ حتیٰ کہ خود نادرشاہ کی وحشی سیرت فوج بھی

اس معاملہ سے تنگ آگئی تھی۔ مُردوں کو جلایا۔ تو تعفن اور بھی زیادہ ہوگیا۔ شہر کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ وہ شہر جو روئے زمین پر رشک ارم و خلدِ بریں تھا۔ خاک سیاہ ہوگیا۔ اس شہر کے حادثہ پر زمانہ سابق کی ایک نقل یاد آگئی ہے جو لکھی جاتی ہے:۔

تمثیل۔ جب چنگیز خاں سلطان محمد خوارزم شاہ کو فتح کر کے اس کے شہروں اور قلعوں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس کے ایک افسر نے دارالخلافہ ہرات میں ایسا قتل عام کیا۔ کہ ایک ذی روح کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ صرف مولانا شرف الدین خطیب مع پندرہ آدمیوں کے ایک گوشے میں رہ گئے۔ ان میں سے ایک شخص بازار میں آکر ایک دکان پر بیٹھا۔ اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ جب کوئی نہ پایا۔ تو چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اب عمر بھر فراغت سے گذریگی۔ بعد ازاں پچیس آدمی گردو نواح کے ان سے ملے۔ اور سولہ سال تک صرف چالیس آدمی اس شہر میں آباد رہے۔ وہ گو جان سے بچ گئے۔ لیکن روٹی نہ ملتی تھی۔ مُردوں کے سوکھے گوشت پر گذارہ کرتے تھے ؎

الغرار اے عاقلاں زیں محنت آباد الفرار ۔۔۔ میکند ہر دم بجائے بلبلاں فریاد بوم

ذکر در بیان

احوال سی و ہشتم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بیان تغلب و تسلط نادرشاہ بر مملکت ہند و دادخواہ شدن و استغاثہ نمودن خلایق و سلطانِ ہند بمعہ ارکانِ سلطنت از جور و اذیت بجناب حضرت سلطان الاولیاء

نادرشاہ نے قتل عام کے بعد شہر کے دروازوں کو بند کرا کے اپنی فوج چاروں طرف مقرر کردی۔ کہ باہر کے لوگوں کو اندر نہ آنے دیں۔ اور غلہ وغیرہ اشیاء کی خرید فروخت نہ ہو۔ اِن بدبختوں نے شہر کے چالیس کوس گرداگرد لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ شہر میں غلہ کی گرانی اس قدر ہوئی۔ کہ بڑے

بڑے امیر بھوکوں مرنے لگے۔ ان کا ظلم و ستم افراط کی حد کو پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ بڑے بڑے امیر آدمیوں سے وہ سخت کام کراتے تھے۔ جن کے کرنے سے وہ عاجز تھے۔ جب کرنے سے انکار کرتے۔ تو انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے۔ اسی اثناء میں نادر شاہ نے برہان الملک کو کہا۔ کہ جس زر کا وعدہ تم نے کیا تھا دلاؤ۔ اس نے کہا۔ اگر آپ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھائیں۔ اور جس طرح میں کہوں۔ اس طرح کرو تو تھوڑے عرصے میں بہت سا روپیہ حاصل ہو سکتا ہے۔ نادر نے غضبناک ہو کر کہا۔ او نمک حرام! کیا تجھے یہ بات زیب دیتی ہے کہ اپنے بادشاہ کے بارے میں جس کے وسیلے سے تو اس مرتبہ پر پہنچا ہے۔ ایسی بات کہتا ہے کہ اسے سلطنت سے دور کرنا ہے۔ اگر اس سے تمہارا یہ سلوک ہے۔ تو ہم سے کیا کرو گے۔ بعد ازاں سخت جھڑکی دیکر کہا۔ کہ جس روپیہ کا تو نے ہم سے اقرار کیا ہے جلدی لا ورنہ پچھتائیگا۔ اپنے گھر آکر روپے کا بندوبست کیا۔ لیکن مقررہ روپیہ پورا نہ ہو سکا۔ اس واسطے مجبوراً زہر کھاکر خودکشی کی۔ نادر شاہ نے اپنے دو ہزار سپاہی اُسکے بھتیجے کے ساتھ بھیجے کہ جس قدر روپیہ ہو سکے۔ اسی قدر لے آئے۔ وہ بد بخت دہلی سے لیکر اس کے علاقے تک گئے۔ اور رستے میں جس قدر گاؤں اور قصبات آئے۔ تمام کو برباد کر دیا۔ اس کے علاقے میں اس کا بھانجا جس کے نکاح میں برہان الملک کی لڑکی تھی۔ وہاں کا حاکم تھا۔ اس سے تیس ہزار روپیہ نقد معہ تھوڑی سی جنس لیکر واپس آئے۔ واپس آتے وقت علی محمد خاں کے علاقے سے گذرے۔ لیکن ان کی جرأت نہ پڑتی تھی۔ کہ کسی پر ہاتھ اُٹھائیں۔ بلکہ ڈرتے ڈرتے گذرے۔ نادر شاہ نے دہلی کے باشندوں کو سخت عذاب دے دے کر ستر لاکھ روپیہ جمع کیا۔ اور تین کروڑ روپیہ بادشاہ سے لیا ہے

بادشاہِ ہند برسر چون زناں چادر گرفت　　شامتِ اعمال مردم صورتِ نادر گرفت
راست آمد او ز ایران تا ہندوستان گرفت　　قتل و ظلم او کرد و زر از ہر سر افسر گرفت

جواہر اور یاقوت اس قدر بے قیمت ہو رہے تھے۔ کہ کوئی انہیں پوچھتا نہیں تھا۔ اور یہ وحشی انہیں کوڑیوں کے مول بیچتے تھے۔ تمام قیمتی اسباب۔ برتن اور بیش قیمت کتابیں

Marfat.com

بازاروں میں پڑی تھیں۔ کوئی اُن کی طرف دیکھتا نہیں تھا۔ کیونکہ نادری سپاہی سوائے سونے چاندی کے اور کچھ نہ لیتے تھے۔ اور ہندوستانیوں میں اتنی قدرت نہ تھی۔ کہ بازار میں آئیں۔ روٹیوں کے محتاج تھے۔ جن کے پاس روپیہ تھا۔ وہ ان چیزوں کو خریدتے تھے۔ وہ بےوقوف اِن چیزوں کو بڑے سستے داموں بیچتے تھے۔ لباس اور کتابیں اور اور قیمتی چیزیں جنکی قیمت ہزاروں روپیہ تھی۔ غلہ کی طرح وزن کر کے چند ایک درہم کے بدلے بیچ ڈالتے تھے۔ غلے کا اس قدر قحط ہوگیا۔ کہ حسب ذیل شعر اس حالت پر صادق آتے ہیں ؎

چناں قرص جویں را اعتبار است — کہ گوئی روئے گندم گوں یار است

تنگی اس درجہ تھی۔ کہ غلہ وغیرہ اجناس عنقا کی طرح نایاب تھیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ؎

زعنقا ہست نامے پیش مردم — زمرغ من بود آں نام ہم گم

اکثر غریب آدمی مارے بھوک کے مردہ حیوانات کا سوکھا گوشت کھاتے تھے۔ بسا اوقات یہ بھی نہ ملتا تھا۔ قریب تھا۔ کہ آدمی آدمی کو کھائے۔ اور طاقتور کمزور کو پکڑ کر اپنا ناشتہ بنائے۔ اس حالت کے مناسب ایک حکایت یاد آئی ہے۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے :-

حکایت۔ ۵۹۹ھ ہجری میں جبکہ اتابک تخت نشین ہوا۔ ملک فارس میں سخت قحط ہوا۔ اکثر لوگ بھوک کے مارے مر گئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ اکثر قوی آدمی کمزوروں کو پکڑ کر ناشتہ کر جاتے تھے۔ انہیں دنوں ایک رات ایک مؤذن بارگاہ الٰہی میں دعا کر رہا تھا۔ کہ اچانک اس پر کمند پھینکی گئی۔ اُس کی پگڑی کمند میں آگئی۔ اور خود بیچارہ بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ جب تک اس ولایت میں رہا۔ کسی سے اس کا ذکر نہ کیا۔

اسی قسم کا تذکرہ ترجمہ یمینی میں لکھا ہے۔ ۴۰۱ھ ہجری میں نیشاپور میں اس قسم کا قحط پڑا۔ کہ وہاں لاکھوں آدمی بھوکوں مر گئے۔ شہر کا ایک رئیس بڑے جید عالم شیخ ابوطیب کے پاس آکر کہنے لگا کہ انہیں دنوں ایک رات جب میں فلاں کوچے میں جارہا تھا۔ کہ اچانک میرے گلے میں کمند آپڑی۔ حتیٰ کہ میرا گلا گھٹنے لگا۔ حتیٰ کہ مجھے گھسیٹ کر ایک کوچے میں پہنچایا گیا۔ وہاں میں نے ایک بڑھیا کو دیکھا۔ جس نے اپنے

Marfat.com

دونو زانو میرے خصیتین پر مارے۔ تو مجھے ہوش آیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے آدمی میرے پاس کھڑے میرے چہرے پر چھینٹے دے رہے ہیں۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے مجھے پہچان کر میری حالت پر رحم کھایا۔ اور مجھے ایسی مصیبت سے بچالیا۔ میں بڑی تکلیف سے اپنے گھر پہنچا۔ بیس روز تک بیمار رہا۔ جب قدرے صحت ہوئی۔ تو صبح نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آرہا تھا۔ کہ اچانک ایک اور کمند میں گرفتار ہو گیا۔ میری پگڑی کھوٹی گئی۔ لیکن میری جان بچ گئی +

جب شاہجہان آباد کے آدمیوں کا ناک میں دم آگیا۔ اور ہر روز بہت سے آدمی بھوک کے سبب ہلاک ہونے لگے۔ نادر شاہ اپنے مطبخ سے بادشاہ ہند کو صبح شام کھانا وغیرہ بھیجتا۔ اور اپنے باورچی کو حکم دیا۔ کہ بادشاہ ہند کے تمام توابعات اور متعلقین کو کھانا پہنچایا کرے۔ مغلپورہ آنحضرت کی توجہ کی برکت سے بالکل محفوظ تھا غلہ بھی وہاں سستا تھا۔ اور ظلم وستم بالکل نہ تھا۔ حالانکہ نادر شاہ کا لشکر شہر کے باہر پڑا تھا۔ اور شہر میں جب آتا تو مغلپورہ میں سے ہو کر گذرتا۔ لیکن اہل محلہ کا مستعرض نہ ہوتا۔ جب یہاں سے نکلتا تو پھر خلق خدا پر ظلم و تعدی کرتا۔ جب شہر کے لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ مغلپورہ دارالاماں ہے۔ تو تمام نے اسی کا رُخ کیا۔ چنانچہ تمام حضرت قطب الاقطاب قیوم زمان خلیفۃ اللہ کی عالم پناہ خانقاہ کے گرد ونواح میں پڑے تھے۔ ان دنوں شہر کی مسجدیں ویران پڑی تھیں۔ اور لوگوں کے خون سے آلودہ تھیں۔ کوئی شخص ظالموں کے ہاتھوں مسجد میں آکر نماز نہ پڑھ سکتا تھا۔ نہ انہیں صاف کرسکتا تھا۔ بلکہ کئی مسجدوں میں نادری فوج کے ٹٹو باندھے جاتے تھے۔ اور بعض میں اُس کا لشکر اُترا ہوا تھا۔ لیکن آنحضرت کی خانقاہ میں نماز باجماعت ادا ہوتی تھی۔ اور شہر کے اکثر مسلمان وہیں آرام کرتے تھے۔ لذت و بیزاری کی اچھی طرح تمیز کرتے تھے۔ اور دین و دُنیا کی تکلیف سے محفوظ رہتے تھے +

تمثیل۔ یہ قصہ اس حکایت کے مشابہ ہے۔ کہ زمانہ سلف میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے بنی اسرائیل کی قوم میں ایک پیغمبر شعیب نام مبعوث ہوئے۔ اُنھوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالےٰ کی طرف بُلانا چاہا۔ بعض

Marfat.com

اس پر ایمان لائے۔ اور بعض نے انکار کیا۔ جب ان کا فسق و فجور حد کو پہنچ گیا۔ وہ نبی برحق انہیں اُخروی عذاب سے ڈراتا تھا۔ لیکن وہ اپنے بڑے اعمال سے باز نہ آتے تھے۔ آخر پیغمبر نے وحی کے بموجب انہیں اطلاع دی۔ کہ اگر تم ان گناہوں سے باز نہ آؤ گے۔ تو بلائے عظیم کے منتظر رہو۔ پھر بھی اُنہوں نے بہ سبب گمراہی اُس کی بات کی پرواہ نہ کی۔ اس کے تھوڑی مُدّت بعد دقیانوس بادشاہ کو جو جباری اور ستمگاری میں یکتائے زمانہ تھا۔ حقتعالٰے نے اُن پر مقرّر کیا جس نے اُس سارے ملک میں قتلِ عام مچا دیا۔ اور گاؤں اور قصبات تہ و بالا کر دیئے۔ بلکہ اس ولایت میں عمارت کا نام و نشان تک نہ چھوڑا۔ ممکن سے ممکن خرابی اور تباہی اور رسوائی کی۔ صرف پیغمبرِ وقت اور اُس کے گرد و نواح کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ جب بدکاروں نے نبی کے مکان کو جائے امن دیکھا۔ تو مجبوراً پناہ لینے کے لئے اس مکان میں آئے۔ اور توبہ کر کے ایمان لائے۔ اور اس ہلاکت سے بچے ✦

چونکہ حضرت سلطان الاولیاء انبیاء کے نائب مناب اور رسل کے قائم مقام تھے۔ اس واسطے یہ سنّتِ سنیہ بھی آنجناب سے ظہور میں آئی۔ ان دنوں ایک روز نادرشاہ نے شہر کے بڑے بڑے آدمیوں کے حالات دریافت کئے۔ اسی اثناء میں حضرت قیوم زمان قطب جہان حضرت خلیفۃ اللہ کا بھی ذکر خیر آیا۔ تو سلطانِ ہند سے پُوچھا۔ کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ بادشاہ نے مناسب طور پر تعریف کی۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا۔ کہ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ اگر آئیں۔ تو ہم نہایت تواضع سے پیش آئیں۔ اتنے میں نظام الملک اور اعتماد الدولہ نے اُٹھ کر آداب بجالا کر عرض کیا۔ کہ سلطان ہند جو آبا و اجداد سے آنجناب کا مُرید ہے۔ کئی مرتبہ منّت و سماجت کر چکا ہے کہ مجھے حاضر خدمت ہو کر زیارت کر لینے دیں۔ لیکن آنجناب نے قبول نہ فرمایا۔ یہ محال ہے کہ آنحضرت قلعہ میں تشریف لائیں۔ آنجناب قطب وقت اور قبلہ توجہ جہان و جہانیاں ہیں۔ حق تعالٰے نے جہان کی نیکی بدی آنحضرت کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ اور بادشاہوں کا تغیر و تبدل آنجناب کے اختیار میں ہے ٥

کارے جہاں بسر نہ بجز رضائے او | در دست اوست بخشۂ چرخ راہہار
بر جملہ خاکداں روا ست حکم او | چوں جادہ در حجاز چوں موج دبہار

یہ آفت جو ہمارے ملک پر آتی ہے محض اس قطب کی نافرمانی کا باعث ہے۔ بارہا آنحضرت نے لوگوں کو پہلے اطلاع دی۔ کہ تم نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف نہ کرو۔ لیکن ہم نے آنحضرت کی وعظ و نصیحت پر عمل نہ کیا۔ اسی واسطے ہم اس بلا میں گرفتار ہوئے۔ جس شخص نے آنحضرت کی مخالفت کی اور اُس پر آنجناب خفا ہوئے۔ وہی مُصیبت میں گرفتار رہا۔ پھر فرخ سیر۔ قطب الملک اور امام الملک کا قصہ بیان کیا۔ یہ سُنکر نادرشاہ کے دِل پر رُعب چھا گیا ؎

ہستئے حق است ایں از خلق نیست | ہستئے ایں مرد صاحب دل نیست
ہر کہ ترسید از خدا تقوٰئے گزید | ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید
گر بدیدی چشم ایں شاہ را | پس بدیدی گاڑ حز اللہ را
شاہ آں باشد کہ ہو خود شہ بود | نے کہ از لشکر رعیت شہ بود
رو رعیت باش گر سلطان نہٗ | خود مراں چوں مرد کشتی باں نہٗ
ایں نہ آں شیر لیست کزوے جاں بری | باز غضب پنجہ اش ایماں بری

بعد ازاں کہا۔ کہ اگر وہ بطور رہبر تشریف لائیں تو ہم زیارت کر لیں۔ پھر اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ بہتر یہ ہے کہ اول کسی کو بھیجکر آنحضرت کی مرضی دریافت کرنی چاہئے۔ پھر اُس پر عمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ آنحضرت کی مرضی کے خلاف کرنا موجب تکلیف و نقصان ہے بادشاہ نے اس رائے کو پسند کر کے اپنے ہندوستانی آشنا سردار خاں کو جو آنحضرت کا مرید تھا مع فارس کے امراء کے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ جب نادرشاہ کے تحف و تحائف آنحضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ اور بادشاہ کے حاضر خدمت ہونے کے بارے میں التماس کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی مرضی نہیں۔ صرف آنجناب نے درویشانہ سلام و دُعا بادشاہ کو دیا۔ اور سردار خاں کو رخصت کر دیا۔ اس نے سارا ماجرا نادرشاہ سے بیان کیا۔ بادشاہ نے بھی آنحضرت کی دعائے غائبانہ پر اکتفا کی۔ جب تک شہر میں رہا۔ آنجناب سے دُعا و توجہ کے لئے التماس کرتا رہا ؎

چہ کردی در نادرام تو شد | نگین سعادت بنام تو شد

Marfat.com

چونکہ نادرشاہ نے آنحضرت کی خدمت میں عاجزی کی۔ اس واسطے ہند سے اپنا سر سلامت لے گیا ورنہ بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا۔ نہ خود رہتا نہ اس کا لشکر۔ یہ بات اکثر پر ظاہر ہوئی۔ کہ اگر آنجناب قیومیت مآب سلطان الاولیاء کا معتقد نہ ہوتا۔ تو جلدی ہی مع فوج ہلاک ہو جاتا۔ وہ بھی یہ بات دیکھ کر آنحضرت کا معتقد ہو گیا۔ اسی اثناء میں بعض حضرات مخدوم زادوں نے سرہند سے آکر بادشاہ کے پاس اپنے حاکم کی شکایت کی۔ کیونکہ اس نے مدد معاش والے گاؤں میں دخل دیا۔ اسی وقت بادشاہ نے نہایت تہدید آمیز حکم لکھا۔ کہ خبردار حضرات احمدیہ کی وجہ معاش میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کرنا۔ اور اُن کے کام میں دخل نہ دینا۔ جو لوگ اس ہنگامے سے پہلے اپنے وطن سے آئے تھے۔ نہایت عزت سے انہیں رخصت کیا۔ اُن کے ساتھ شاہجہان آباد کے ہزارہا آدمی نکلے۔ اور اس ہلاکت سے بچے۔ رُخصت ہوتے وقت حضرت سلطان الاولیاء نے شاہ محمد رسا کے بڑے بیٹے محمد احد رسا کو فرمایا۔ کہ ہم بھی عنقریب اُس علاقے میں آئینگے۔ وہ تاڑ گئے۔ کہ آنجناب جلدی سرہند تشریف لائینگے۔ وہاں آنحضرت کے مکانات کو صاف کرایا۔ اور شکست وریخت کی مرمت کی۔ اور لوگوں کو آنحضرت کی تشریف آوری کی مبارک باد دی۔ تمام اہلِ شہر اس خبر سے نہایت خوش ہوئے۔ اور آنحضرت کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ کہ دیکھئے وہ آفتاب سعادت اُفق مکرمت سے کب نکلتا ہے۔ سات ماہ بعد اچانک آنحضرت کی نعش مبارک سرہند میں آپہنچی۔ جو جگہ صاف کی تھی وہیں دفن کی گئی۔ اور مکان مذکور پھر ہی آنحضرت کا روضہ مبارک بنایا گیا۔ صبح امید شام مشقت و رنج والم سے تبدیل ہو گئی۔ جب شاہجہان آباد میں قحط بدرجہ غائط ہو گیا۔ بلکہ مغلپورہ میں بھی اس کا اثر ہونے لگا۔ اور لوگ آنجناب سے ارزانی کے لئے التماس کرتے تھے۔ اِسی اثناء میں ایک شخص بازار سے تھال میں آٹا لایا۔ اُس وقت آنحضرت خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لائے۔ اچانک آنحضرت کی نگاہ اُس پر پڑی۔ اتنے میں کسی اور نے پہلے سے پوچھا۔ کہ یہ آٹا کتنے کا لائے ہو۔ اس نے پہلے عام بھاؤ سے سَو گنا قیمت بتلائی۔ آنجناب نے سن کر سخت افسوس کیا۔ اور مسجد میں جاکر ظہر کی نماز ادا کی بعد ازاں غلہ کی ارزانی اور خلق اللہ کے آرام کے واسطے توجہ بلیغ فرمائی۔ عصر کی نماز سے

فارغ ہوئے تھے۔ کہ غلہ کی ارزانی کی خبر آگئی تھی۔ کہ سات آٹھ روز میں نرخ بدستور ہوگیا لوگوں کو آنحضرت کی توجہ سے ارزانی غلہ کی طرف سے تسلی ہوئی۔ لیکن نادری لشکر کے ظلم وستم سے نہایت عاجز آگئے تھے۔ اکثر اس بارے میں آنحضرت سے التماس کرتے تھے۔ کہ کسی طرح اِس بلا سے خلاصی پائیں۔ بادشاہ اور امیر ہر روز آنحضرت کی خدمت میں بھیجتے اور نہایت عاجزی سے توجہ و دُعا کے لئے التماس کرتے کہ کسی طرح اس ظالم کے ہاتھوں بچ جائیں۔ اور اِن نامبارک وحشیوں کا قدم اس ملک سے نکل جائے۔ آنحضرت نے اِس بارے میں بہت توجہ کی۔ چنانچہ صبح شام ختم کرتے اور ہر نماز کے بعد دُعا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو اِن ظالموں سے نجات پانے کی خوشخبری دیتے تھے جن لوگوں کا ظلم وستم حد سے گزر گیا۔ اور مدت تک ہندوستان میں رہے۔ اور لوگوں پر اُن کی دست درازی بدرجہ غایت پہنچی۔ اور خلق خدا گھبرا گئی۔ شہر کے تمام آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عجز و نیاز کرتے۔ انکی آہ و زاری آسمان تک پہنچ گئی۔ بارہا عرض کرتے کہ خدا اور رسُول کے واسطے ہمیں اس نادر شاہی آفت سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے بچائیں۔ کیونکہ اب ہماری طاقت سلب ہو چکی ہے۔ ہم اب ایک روز بھی اس بلا کو برداشت نہیں کرسکتے۔ ورنہ ہم ہلاک ہو جائینگے یا خودکشی کرلینگے۔ کیونکہ اب تو عزت برباد ہو رہی ہے۔ اور وہ بدبخت بے حُرمتی کر رہے ہیں۔ اسی طرح بادشاہ اور امرا نے بھی عرض کر بھیجی۔ اور خدا اور رسول صلعم کو شفیع لائے۔ کہ ہمیں اِس بلا سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے آزاد فرمائیں۔

ذکر دربیان

بشارت دادن حضرت خلیفۃ اللہ خلق را از تخلیص آفت قزلباش دیر آوردن نادرشاہ را از ہند و جلوس محمد شاہ بر تخت سلطنت ہند کرت ثانی از توجہ شریف خود مراجعت نمودن نادرشاہ از ہند با نفع پورت خود

جب اہل ہند کی عاجزی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عجز و نیاز بدرجہ غایت ہوئی۔ حتیٰ کہ خانقاہ مبارک کے گرد و نواح روتے

Marfat.com

چلاتے پھرتے تھے۔ چنانچہ ان کے شور وشغب سے اذکار اشغال میں فرق آگیا متواتر
تین روز تک یہی حالت رہی۔ ایک گھڑی بھی آرام نہ لیا اور نہ کسی کو لینے دیا۔ بادشاہ
اور امراء کے پیغام بھی نہایت پرسوز تھے۔ سننے والا تاب نہیں لاسکتا تھا۔ صبح شام
آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ خلقت کا اس قسم کا اضطراب دیکھ کر آنحضرت کا
دل بھر آیا۔ اس بارے میں ایسی توجہ نہ فرمائی۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ فرمائی تھی۔ دیر کے
بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ کہ یہ بلا دعا و توجہ کے متعلق نہیں بلکہ قضاء مبرم ہے۔ جس کا ٹلنا محال
ہے۔ پس اس بلا کو ہم اپنی جان پر لیتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو خلق اللہ پر فدا کرتے ہیں تاکہ
لوگ اس مصیبت سے بچ جائیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو ہند میں ایک متنفس بھی زندہ نہ
رہیگا۔ اسی طرح حضرت ذکریا پیغمبر نے اپنے آپ کو خلقت پر فدا کیا تھا۔ یہ قصہ
یوں ہے۔ کہ ایک دفعہ کفار نے یحییٰ بن ذکریا علیہما السلام کو قتل کر دیا۔ حق تعالیٰ نے ظالم
اور جبار بادشاہ ذو نواس کو اس قوم پر مقرر کیا۔ جس نے اکثروں کو قتل کیا۔ جو باقی
بچ رہے۔ وہ حضرت ذکریا ع کے پاس پناہ لے گئے۔ اور اسلام سے مشرف ہوئے
حضرت ذکریا علیہ السلام نے ان لوگوں کی نجات کے لیئے بارگاہِ الٰہی میں دعاء کی۔
کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ ان لوگوں کو قتل کرنے کا ہے۔ تو ان کے بدلے
میری جان لے لے۔ آپ کی دعا قبول ہوگئی۔ اور ذو نواس نے اپنے آدمیوں کو
بھیجکر حضرت ذکریا علیہ السلام کو پکڑ منگایا۔ جب آنحضرت نے یہ بات سنی۔ تو الفرار
مما لایطاق من سنن المرسلین، کے مطابق عمل کیا۔ اور شہر سے نکل جنگل کی راہ لی۔ لشکر نے
آپ کا تعاقب کیا۔ جب کفار آپ کے نزدیک پہنچ گئے۔ تو آپ نے ایک درخت
کو اشارہ کیا۔ وہ درخت بیچ میں سے پھٹ گیا۔ جب آپ اس میں آگئے۔ تو
پھر وہ مل گیا۔ شیطان نے کفار کو ورغلایا۔ کہ ذکریا ع اسی درخت میں ہے آپ
کے داخل ہوتے وقت جو دامن کا نشان رہ گیا تھا۔ دکھلایا۔ انہیں یقین ہو گیا۔
انہوں نے درخت کو معہ ذکریا آرہ سے دو ٹکڑے کر دیا۔ اس وقت وہاں کوئی ارہ
موجود نہ تھا۔ شیطان نے لوہے کا ٹکڑا لاکر اس کے دندانے نکالے اور کفار کو
دیا۔ ارہ شیطان ہی کی ایجاد ہے۔ جب حضرت سلطان الاولیا۔ قیوم زمان خلیفۃ اللہ
نے لوگوں کو اطلاع دی کہ دو تین دن میں یہ آفت اللہ تعالیٰ تم پر سے ٹال دیگا۔

Marfat.com

اس خوشخبری سے لوگ پھولے نہ سمائے لیکن جب دوسری خبر سُنی کہ یہ بلا ہم نے اپنے اوپر لی ہے۔ تو بہت ہی غمگین ہوئے۔ گویا وہ خوشی غم سے تبدیل ہوگئی۔ بعض کو اس سے آنحضرت کے انتقال کا یقین ہوگیا۔ اور بعض نے خیال کیا۔ کہ آنحضرت بیمار ہو جائینگے۔ آنحضرت وصال تک اسی عقیدے پر مصر رہے۔ جن دنوں آنحضرت نے اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اکثر صاحبِ حال آدمیوں نے بذریعہ کشف معلوم کیا۔ چنانچہ اِن دنوں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک سیاہ رنگ عظیم الجثہ گائے ہاتھی کی مانند ہے۔ اور وہ دیو پیکر مجھے ہلاک کرتا ہے۔ خلقت اس سے ڈر کر کانپتی ہے اور بھاگتی ہے۔ اور کہیں پناہ نہیں ملتی۔ آخر خلق خدا گھبرا کر حضرت سلطان الاولیاء کی خانقاہِ عالم پناہ میں آئی۔ اور آنحضرت سے اس بارے میں مدد چاہی۔ آنحضرت نے خانقاہ سے نکلکر اس گائے کے سینگوں کو خوب مضبوطی سے پکڑا اور لوگوں کو فرمایا کہ تم جا کر گھروں میں مطمئن ہو کر بیٹھو۔ ہم یہ بلا تم تک نہیں آنے دینگے۔ بعد ازاں پھر آنحضرت اپنی قوت سے اسے زمین پر لٹا کر اسکے سینے پر بیٹھ گئے۔ اور ایسا زور کیا۔ کہ وہ سُست ہو کر حرکت سے باز آئی۔ پھر اسے سینگوں سے پکڑ کر شہر سے باہر لے گئے۔ اس قسم کے واقعات اکثر آدمیوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالت ہے ۔

القصہ جس روز آنحضرت نے لوگوں کو خوشخبری دی۔ اس کے دوسرے روز نادرشاہ نے تمام امرائے ہند کو جمع کر کے محمد شاہ کو تخت ہند پر بٹھایا۔ اس روز کانون ثانی کی پہلی تاریخ تھی۔ دوسرے دن خود شہر سے نکل اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا۔ نادرشاہ سلطنت ہند پر تین ماہ قابض رہا۔ تشرین کی پہلی تاریخ شاہجہان آباد میں داخل ہوا۔ سارا تشرین ثانی اور کانون اول ظلم و ستم بندگانِ خدا پر جاری رہا۔ کانون ثانی میں واپس چلا گیا۔ تخت طاؤس جو دس کروڑ کی لاگت سے شاہجہان نے تیار کیا تھا۔ اور جس میں قسم قسم کے جواہرات جڑوائے تھے۔ اپنے ساتھ لے گیا۔ عالمگیر کی پوتی کام بخش کی لڑکی ایرانی شاہزادے سے بیاہ لے گیا۔ کہتے ہیں وہ بیگم رستے ہی میں فوت ہوگئی۔ بعض کہتے ہیں زہر کھا کر مرگئی۔ اس کی نعش پھر شاہجہان آباد بھیجدی اور ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطین ہند کا قبرستان ہے دفن ہوئی۔ جب نادرشاہ شاہجہان آباد سے نکل آیا۔ تو تمام اہل شہر نے دوگانہ شکر ادا کیا۔ بعد ازاں آنحضرت

Marfat.com

کی قدمبوسی کی۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے ارکان سلطنت مثلاً آصف جاہ نظام الملک اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ تمام نے آستاں بوسی کی شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہ ملتے تھے ؎

شکر نعمت کئے تو انیم از کراماتہائے تو شکرِ نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو
عذرِ تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

بادشاہ اور تمام اہلِ ہند نے آنحضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور شکر گذار ہوتے ہوئے یہ شعر پڑھے ؎

بلطفِ خارق آں قطب مصدر عرفاں بسیط روئے زمین گشت باز آبادان
تو برگرفتی ناقوس را بجائے اذاں تو داد مسجد اسلام بستہ ہائے ز صلیب
کہ از تصادم کفار گشتہ بد ویراں ز بازوے تو قوی گشت بازوئے اسلام

آنحضرت نے بھی ہر ایک پر مہربانی فرما کر دعائے خیر کی۔ نادر شاہ کے چلے آنے کے ایک مہینہ بعد آنحضرت کی صحت میں فرق آ گیا۔ گو اس مہینے کے اندر بھی کبھی درد معدہ اور کبھی درد سر کی شکایت ہو جاتی۔ لیکن ایک مہینے کے بعد سے تو تپ شروع ہو کر چھ ماہ تک رہا۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اس سال مشرقی ممالک میں سخت بارش ہوئی۔ گویا طوفانِ نوح کا نمونہ تھا۔ پانی کی طغیانی اس قدر تھی۔ کہ گاؤں کے گاؤں بہ گئے۔ کہتے ہیں چھ سو گاؤں اور چار سو بیل ضائع ہوئے۔ جن کا نام و نشان تک نہ ملا۔ ہزاروں آدمی اس طوفان میں ہلاک ہوئے۔ اسی سال دریائے گنگا کے مشرقی کنارے قصبہ سہسواں کے گرد و نواح میں ایک آہنی سی چیز پچاس من وزنی آسمان سے گری اور تین قد آدم کے برابر زمین میں دھس گئی۔ اور جہاں گری تھی۔ آدھا دن وہاں سے آگ کے شعلے نکلتے رہے۔ اس کے گرتے وقت کڑک کی سی آواز پیدا ہوئی۔ اور بارہ بارہ میل تک لوگوں نے سنی۔ وہ آواز اس قدر مہیب تھی۔ کہ سب کو یقین ہو گیا۔ کہ شاید آسمان پھٹ گیا ہے۔ جب شعلہ بند ہو گیا۔ تو لوگوں نے بڑی مشکل سے جر ثقیل کے آلات کی مدد سے اسے نکالکر اس علاقے کے حاکم کے سپرد کیا جس کا نام علی محمد خاں تھا۔ اس نے اس لوہے کے اوزار بنوانا چاہے لیکن نہ بن سکے کیونکہ کوٹنے سے چینی کی طرح بکھر جاتا تھا۔ میں (مؤلف) نے بھی اسے دیکھا۔ جب

Marfat.com

چھری سے کھرچا تو پارے کی طرح چمکیلی سی چیز نکلی۔ جو قابل اصلاح نہ تھی۔ واضح رہے۔ کہ یہ تینوں علامتیں جو اسی سال ظہور میں آئیں۔ جو اس سے پہلے نہ ہوئی تھیں۔ اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ حقتعالےٰ کی طرف سے جو نعمت عظمےٰ خلق کو حاصل تھی۔ وہ اُٹھالی گئی ہے وہ نعمت عظمےٰ حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جو منصب قیومیت کے خاتم اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اُتم تھے۔ جو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ نیز وہ نعمت عظمےٰ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا خاصہ تھے۔ اس قسم کی علامات جو اس سال ظہور میں آئیں۔ اس سے پہلے زمانہ قدیم میں بھی صحابہ کرام کے بعد ایک دفعہ ظاہر ہوئی تھیں ✦

تمثیل۔ جب خلفائے بنی اُمیہ کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا۔ اور طرح طرح کا فسق وفجور کرنے لگے۔ جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھا ہے۔ تو حقتعالیٰ نے اُن کی بداعمالی کے باعث ابو مسلم مروزی کو جو خلفائے بنی عباس کا تھا۔ اُن پر مقرر کیا۔ اسکے ہاتھ سے ان کی جو گت بنی سو بنی۔ اس کے اور خلفاء کے لشکر کی آپس میں کئی مرتبہ سخت لڑائیاں ہوئیں۔ ایک دفعہ قحطبہ بن شعبہ کو ابو مسلم نے خلفائے بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان حمار کے سردار یزید بن ہبیرا کے مقابلے پر بھیجا۔ رات کے وقت دونوں لشکروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ اتفاقاً قحطبہ گھوڑے پر سے پانی میں گر پڑا گرتے ہی ڈوب کر مر گیا۔ پیشتر اس کے کہ آدمیوں کو اسکے حال کی خبر ہو۔ یزید بن ہبیرہ کو جس کی بہادری کی دھاک بندھی ہوئی تھی شکست دی۔ اور اس کے لشکر کو تہ وبالا کر ڈالا۔ جب یہ خبر مروان نے سنی تو کہا کہ جس لشکر کو ایک ڈوبا ہوا شخص شکست دے اس میں خیر وبرکت کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ پھر لشکر کو جمع کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ جب دو نو فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ تو مروان گھوڑے پر سے اُتر قضائے حاجت کے لئے بیٹھا۔ اس کا گھوڑا دوڑ کر دونو لشکروں کے بیچ سے ہو کر گذرا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ شائد وہ قتل ہو گیا ہے۔ اس واسطے اس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ مروان نے یہ حالت دیکھ کر کہا۔ جب مدت ختم ہو جائے تو تیاری کام نہیں آتی۔ عرب میں ضرب المثل ہو گئی۔ ”ذھب الدولۃ ببولۃ“ بول کے بدلے

دولت دے دی۔ مروان بھاگ کر پاس کے ایک جنگل میں جا گھسا۔ ایک فدائی جا کر اُسے اس کا سر قلم کر کے امیر لشکر کے پاس لے آیا۔ جب اس کا سر مجلس میں لایا گیا۔ تو اُس کی زبان منہ سے گر پڑی جسے ایک بلی لے بھاگی۔ تمام حاضرین مجلس کو یہ دیکھ کر عبرت ہوئی اور سب نے چندروزہ دُنیا پر افسوس کیا۔ ابومسلم نے خلفائے بنی اُمیہ کا تمام محروسہ ملک تہ و بالا کر ڈالا۔ ہزاروں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا۔ خلقت بہت گھبرا گئی۔ سب جمع ہو کر امام انام حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے التجا کی۔ آنجناب نے اُنکی حالت زار پر رحم فرما کر توجہ کی۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ اب دُعا کا تیر کارگر نہیں ہوتا۔ تو مجبور ہو کر اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اور بندگانِ خدا کو اس ہلاکت سے بچایا۔ تھوڑی ہی مدّت میں ابوجعفر دوانیق مصغر باللہ جو خلفائے بنی عباس سے تھا۔ اور ابومسلم اُن کی طرف سے خلفائے بنی امیہ سے جنگ کر رہا تھا۔ آخر انہیں نکال کر خلافت آلِ عباس کے سپرد کی۔ اس کے اور ابومسلم کے مابین عداوت ہو گئی۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے:۔ کہ بنی عباسؓ کے پہلے خلیفہ ابوالعباسؓ سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر دوانیق کو اپنا ولیعہد بنایا جب یہ خبر خراسان میں ابومسلم نے سُنی۔ تو سخت ناراض ہوا۔ کیونکہ اُسے امید تھی۔ کہ یہ کام میرے سپرد ہو گا۔ جب ابوجعفر دوانیق خلیفہ بنا۔ تو اسے ابومسلم کی دشمنی کا خیال تو تھا ہی۔ اس نے یہ سوچا کہ کہیں یہ دشمنی فساد کا موجب نہ ہو۔ اس واسطے ابومسلم کو فریب دیکر خراسان سے منگا دارالامارۃ عباسیہ میں قتل کر ڈالا۔ انہیں دنوں ابوجعفر دوانیق کے اشارے سے حضرت امام جعفر صادق رضؓ کو بھی زہر دیا گیا۔ انہیں دنوں یمن میں سخت بارش ہوئی۔ جس سے حج کا قافلہ چند ایک گاؤں اور کھیتی باڑی سب غرق ہو گئی۔ اسی سال ملک فارس میں سو من وزنی چیز لوہے کے مشابہ آسمان پر سے گری۔ جب اس کے اوزار بنانے چاہے۔ تو نہ بنا سکے۔ کیونکہ کوٹتے وقت داؤں کی طرح بکھر جاتی تھی۔ یہ مثال میں نے اس واسطے بیان کی ہے:۔ کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اس قسم کی علامتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص علوم اور کمالات جو صحابہ میں تھے۔ اور کچھ تھوڑے سے تابعین اور تبع تابعین میں بھی تھے۔ اور ان کمالات کے مظہر و خاتم حضرت امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہ تھے۔ جب آنجناب کے وصال کے دن قریب آئے تو لامحالہ وہ علامات بھی ظہور میں آئیں۔ جو ایسے موقعوں پر آیا کرتی ہیں۔ یہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہیں جو اولیاء میں ظاہر ہوئے۔ کیونکہ اس بارے میں حدیث نبوی ہے "خیرا لقرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم"

اگرچہ وہ کمالات بارہ اماموں اور ستہ باقیہ میں بطریق وراثت موجود تھے اور ان کا ظہور بھی ہوا۔ لیکن کسی اور کو نہیں ملے۔ اور بارہ امام اور ستہ باقیہ بھی امام جعفر صادق رض کی طرح نہ تھے۔ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں دنوں دارفانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کے بعد کوئی شخص علم ظاہری و باطنی میں آپ جیسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا طریق یہ ہے۔ کہ ہر ہزار سال بعد ذات بحت کے متعلقہ کمالاتِ الٰہی ظہور میں آتے ہیں۔ لیکن وہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہوتے ہیں جو ہزار سال کے عرصہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ صفات کے متعلق ہوتے ہیں اور یہ ذات بحت کے۔ جو شیونات، اعتبارات اور صفات سے مبرا ہوتے ہیں۔ صفات و اسماء وغیرہ سبھی قیود ہیں۔ جس طرح زمانہ قدیم میں ہر ہزار سال بعد پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوتا تھا اور نئی شریعت کو رواج دیتا تھا۔ وہ ان کمالات کی وجہ سے ہزار سال پہلے اور ہزار سال آئندہ کے نبیوں سے فضل ہوتا تھا۔ جیسا کہ اہل حق کا عقیدہ ہے۔ کہ انبیائے اولوالعزم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ وہ کمالات سو سال تک خلقت میں رہتے ہیں۔ پھر چھپ جاتے ہیں۔ صرف اُن کی مثال رہ جاتی ہے۔ جس سے لوگ مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا طریق کے موافق ہزار سال بعد اُن کمالات کا ظہور ہونا چاہئے تھا۔ تاکہ اس دین کو تقویت ہو۔ جیسا کہ ہوا۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے آخری حصہ کی تعریف میں فرمایا ہے۔ حدیث مثل امتی کمثل المطر لایدری اولھا خیر ام اٰخرھا "میری اُمت کی مثال بارش کی سی ہے۔ نہیں معلوم اس کا اول اچھا ہے یا آخر۔ نیز فرمایا ہے " الامتی اولھا خیر و اٰخرھا خیر فی وسطھا کدر" میری امت کا پہلا اور پچھلا حصہ اچھا ہے۔ اور بیچ کا مکدر" آنحضرت صلعم نے جو علمائے اُمت کو انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہت دی ہے۔ وہ علمائے کامل مشائخ ہیں۔ جو ہزار سال بعد وجود میں آئے جو حضرت عیسٰے اور حضرت موسٰے علیہما السلام

کے مدِ مقابل ہیں۔ جو ہزار سال بعد صاحب شریعت ہوئے۔ یہ حالات اس کتاب کے پہلے حصے میں مفصل لکھدئے ہیں۔ وہاں سے دیکھ لینے چاہئیں۔ یہاں پر تفصیل وار بیان کرنیکی گنجائش نہیں۔ کتاب کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت میں بھی نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ القصہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص الخاص کمالات جو نبوت اور محبوبیت ذاتی کے متعلق تھے۔ اور ان کمالات کے علاوہ ہیں۔ جو اس ہزار سال کے اندر اولیاء اللہ میں ظاہر ہوئے۔ حضرت مجددؒ الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت ظہور میں آئے۔ حقتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں ان کمالات کا صاحب اور نبی اولوالعزم کا قائم مقام بنایا۔ بعد ازاں انکی اولاد کو بھی ان کمالات سے سرافراز فرمایا۔ جو قیوم اربع کہلاتے ہیں۔ یعنی قیوم اول خود حضرت مجدد الف ثانی۔ دوسرے حضرت عروۃ الوثقےٰؓ۔ تیسرے حجۃ اللہؓ۔ چوتھے سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہؓ اور ان چاروں کے فرزند۔ ان تمام کمالات کے مظہر اتم اور خاتم اکمل حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت کے وصال کے سال میں یہ علامات ظاہر ہوئیں۔ جو اس نعمت عظمےٰ کے اٹھا لینے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس واسطے حق تعالےٰ نے الہام میں حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا۔ "انت اٰخر شیخ مشھور فی ھذہ الامۃ" یعنی حضرت خلیفۃ اللہ کے بعد کسی شخص کو ایسا قرب الٰہی نصیب نہیں ہوگا۔ اور سوائے قیوم ثلاثہ کے اَور کوئی پہلے بھی ایسا نہیں ہوا ؎

روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش ؎ صوفئے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہا باید کہ تا یک گروں گرداں یک شبے ؎ عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن
ماہہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل ؎ شاہدے را خانہ گردد یا شہیدے را کفن
سالہا باید کہ تا یک کودکے از فضل طبع ؎ عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن
عمرہا باید کہ تا یک بندۂ صاحب کمال ؎ بایزیدےؒ در خراساں یا اویسؓ اندر قرن
قرنہا باید کہ تا یک سنگ دانہ ز آفتاب ؎ لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

بعد ازیں ہرگز نزاید زیر چرخ سبز فام
قطب چوں خواجہ زبیرؒ و ہمچو حساں در سخن

ذکر دربیان

بعض کرامات و خوارق عادات حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضے اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ اللہ کی شان اس سے اعلےٰ وارفع ہے۔ کہ کرامات سے آنجناب کی تعریف کی جائے۔ لیکن چونکہ مؤرخوں کا طریقہ ہے۔ کہ انبیاء اور اولیاء کے حالات میں معجزوں اور کرامتوں کا بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنحضرت کے بعض خوارق لکھتا ہوں۔ اگرچہ یہ کتاب آنحضرت کی کرامات سے پُر ہے۔ لیکن پھر بھی تاریخ کے طور پر چند صریحی کرامات کے بارے میں لکھتا ہوں۔ دراصل تو کرامت یہی ہے۔ کہ مرید صادق میں القائے نسبت کرے۔ اور اسے ایک مقام سے دُوسرے مقام پر پہنچائے۔ سو اس قسم کی ہزارہا کرامات آنحضرت سے ظاہر ہوئیں دوسرے جو کونیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن ولایت پر موقوف نہیں۔ بلکہ ریاضت پر مبنی ہیں۔ یہ بات یونان کے حکما۔ اور ہند کے برہمنوں کو بھی حاصل ہے۔ سو یہ بھی آنحضرت کو اپنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال تابعداری کے سبب کہ نبوت کا خاصہ ظہور معجزہ ہے۔ یہ طریق سنت آنحضرت سے ظہور میں آئیں۔ گو یہ بیشمار ہیں لیکن ان میں سے چند ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی جاتی ہیں۔ صبح شام ہزارہا کرامات آنحضرت سے ظہور میں آتی تھیں۔ آنجناب کی ہر عادت خرقِ عادت تھی۔ ؎

دنفتش ہمہ صرف در عبادت ہر عادت اوست خرقِ عادت

کرامت آنحضرت کے خاص مرید شاہ مقیم نام نے مجھ (موکف کتاب) سے بیان کیا۔ کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ کہ مجھے حضرت خلیفۃ اللہ کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا۔ کہ میں بہترا بیت اللہ کے طواف سے دِل کو تسلی دیتا۔ لیکن مطمئن نہ ہوتا۔ عین اضطراب کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ طواف میں میرے ساتھ ہیں۔ میں نے آنحضرت کی قدمبوسی کرنی چاہی۔ جب قریب پہنچا۔ تو نظر سے غائب ہو گئے۔ جب پھر میں اپنی جگہ پر گیا۔ تو پھر طواف کر رہے تھے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ

Marfat.com

جب میں آنحضرت کے قریب ہوتا تو نظر سے غائب ہو جاتے۔ اور جب ہٹ آتا۔ تو دکھائی دینے لگتے۔ بہت لوگوں نے آنحضرت کو حرمین الشریفین میں دیکھا ہے جن کا بیان درج کرنا طوالت کلام کا باعث ہے ❊

کرامت۔ ایک شخص آنحضرت کی زیارت کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوا۔ راستے میں شیر سے دوچار ہوا۔ اس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اس وقت آنجناب نے وہاں حاضر ہو کر پتھر اُٹھا اُس شیر پر پھینکا۔ جس سے وہ لومڑی کی طرح بھاگ اُٹھا۔ آنحضرت بھی نظر سے غائب ہو گئے۔ اس شخص نے صحیح و سلامت حاضر خدمت ہو کر اس کرامت کو بیان کیا ❊

کرامت۔ آنحضرت کے ایک مقبول اخون محمد موسےٰ نے مجھ (مولف رح) سے بیان کیا۔ کہ جب آنحضرت پہلی مرتبہ شاہجہان آباد تشریف لیگئے تھے۔ تو ایک عورت آنحضرت کے واسطے پان لایا کرتی تھی۔ ایک روز آنجناب کی نگاہ اس کے ہاتھ پر پڑی جس پر سفید داغ تھے۔ اُنکی کیفیت آنحضرت نے پوچھی تو اُس نے ایک بزرگ کا نام لیا جس کے معتقد عام اہل ہند ہیں۔ عرض کیا کہ یہ اس کے تصرف سے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کیا تم چاہتی ہو کہ میں دعا کروں تاکہ یہ داغ دُور ہو جائیں۔ اُس نے متعجب ہو کر کہا چاہتی ہوں۔ آنحضرت نے اس مرض کے دفعیہ کے لئے دعا کی۔ ابھی دُعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ اُس کے ہاتھ پر سے سفید داغ نابود ہو گئے ❊

کرامت۔ ایک سپاہی نے جو آنحضرت کا مرید بھی تھا۔ مجھ (مولف رح) سے بیان کیا۔ کہ جب امام الملک مغلوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور لوگ اُس کے مال و اسباب اور خزانے کو لوٹ رہے تھے۔ میں بھی اُس وقت اُس کے خزانے پر موجود تھا۔ میں نے بھی کچھ روپیہ لینے کے لئے سامنے پڑے ہوئے بدرے پر ہاتھ مارا۔ ہاتھ مارتے ہی کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ نے ظاہر ہو کر سخت ناراضگی سے مجھے دھپڑ مارا۔ جس سے میری عقل چکرا گئی۔ اور فرمایا فلاں! ہماری مجلس کو بھول گیا۔ اب حرام کا مال لیتا ہے۔ دیر بعد جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے اس فعل سے نادم ہو کر توبہ کی۔ اور پھر عمر بھر حرام مال کی طرف نگاہ نہ کی ❊

Marfat.com

کرامت۔ حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مُرید محمد عادل اکبر آبادی فرماتے ہیں کہ شاہجہان آباد جاتے ہوئے مجھے لٹیرے ملے۔ ایک نے مجھ پر کمند پھینکنی چاہی۔ مَیں نے گھبرا کر آنحضرت سے التجا کی۔ آنحضرت نے ظاہر ہو کر انہیں ڈانٹا۔ وہ آنحضرت کو دیکھتے ہی بندروں کی طرح بھاگ گئے۔

کرامت۔ حضرت سلطان الاولیا۔ ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے عرس کے دن آپ کے مزار فائض الانوار پر جا کر فاتحہ پڑھتے اور مٹھائی تقسیم کرتے۔ ایک روز حسبِ عادت آنجناب تشریف لے گئے۔ واپس آتے وقت آنحضرت کی سواری اپنے ایک سپاہی مرید کے گھر کے پاس سے گزری جو غایت درجے کا مفلس تھا۔ آنحضرت کے مخلصوں اور مُریدوں کی رسم تھی۔ کہ جب آنحضرت کی سواری جب اُن کے دروازے کے پاس سے گذرتی۔ تو حسبِ حیثیت نیاز و تحفہ پیش کرتے۔ جب اس شخص نے سواری دیکھی۔ تو گھبرا کر کچھ موجودہ اسباب بیچا۔ اور کچھ قرض لیکر میوے اور حلوے پیش کئے۔ جب آنحضرت کو اس کے افلاس کی اطلاع ہوئی۔ تو کشائشِ رزق کے لئے دُعا کی۔ اور اِس بارے میں توجہ کی۔ بعد ازاں اسے خوشخبری دی کہ عنقریب ہی تم صاحبِ ثروت و ریاست ظاہری ہو گے۔ ابھی ایک ہفتہ نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ صمصام الدولہ عارض سپاہ نے اسے بلا کر اپنے انعام و اکرام سے مخصوص کیا۔ اور ہزار سوار کا سردار بنایا۔ اور کچھ علاقہ اس کے اخراجات کے لئے مقرر کیا۔ ایک مہینے کے اندر وہ بہت دولتمند ہو گیا۔ اور بادشاہ کے امراء میں شمار ہونے لگا۔ ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے عرس کے روز آنحضرت کی مع تمام خلفاء و مریدین ضیافت کیا کرتا۔ اور نیاز و تحفہ پیش کیا کرتا۔ اسی طرح کی کرامت ایک اور شخص کے حق میں آنحضرت سے ظہور میں آئی۔ لیکن چونکہ بعینہٖ اُس کے مشابہ ہے اس واسطے درج نہیں کی گئی۔ اسی سپاہی نے یہ بیان کیا۔ کہ میں عید کے دن بادشاہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ اچانک بادشاہ کی سواری میں ایک مست ہاتھی نے شورش کی۔ بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا۔ بعد ازاں میرا رُخ کیا۔ میرا گھوڑا جو بدکا تو میں گھوڑے پر سے ہاتھی کے پاؤں میں گر پڑا۔ چونکہ زمین پتھریلی تھی۔ میرا پاؤں پتھر پر لگنے سے ٹوٹ گیا۔ ہاتھی نے اپنا پاؤں اُٹھا مجھے

Marfat.com

رونما نا چاہا۔ اس وقت کوئی شخص مجھے اس مصیبت سے بچانے والا نہ تھا۔ سب جان کے خوف سے چھوڑ کر بھاگ اُٹھے۔ میں نے حیران ہو کر آنحضرت کو یاد کیا۔ اور اس بلا سے بچنے کے لئے مدد کی درخواست کی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت میرے سرہانے کھڑے عصا سے ہاتھی کو مارتے ہیں۔ عصا کے لگتے ہی وہ ہاتھی غلّے کی طرح بھاگ گیا۔ پھر میرے زخم پر دستِ شفقت پھیرا۔ تو اُسی وقت زخم اچھا ہو گیا۔ میں اس مصیبت سے آنحضرت کی توجہ کے طفیل بچا۔

کبیر شاعر جو آنحضرت کا مرید تھا۔ نہایت مفلس و قلاش تھا۔ اکثر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مدحیہ قصائد۔ غزلیں مخمس وغیرہ پڑھا کرتا تھا چنانچہ حسب ذیل دو مخمس اسی کے ہیں ؎

اگرچہ ہستم احراری عزیزی — محب قادری آفاق سیری
نہ از بندیم من نہ از نصیری — ولے از جان و دل ہستم زبیری
زبیریم زبیریم زبیری

زبیر آں آفتاب شرع دین است — بجائے مصطفٰے او جانشین است
بصدر قرب رب العالمین است — غلام درگہش را ورد این است
زبیریم زبیریم زبیری

یقیں کاں قطب الاقطاب زمانہ — بعصرِ خویشش قیوم زمانہ
بود رونق دِہ ایں کارخانہ — بجان و دل ہمیں دارم نشانہ
زبیریم زبیریم زبیری

بفضلت ساز ما را دستگیری — یقین دانم کہ پیرے دستگیری
جواں بختم بکن در عین پیری — نگہ دارم زبیری و ظہیری
زبیریم زبیریم زبیری

غلام حضرت خواجہ زبیرم — بعشقش مائلم فارغ زغیرم
بصاحب رازہا در ذکر خیرم — زعبد القادر احرار و عزیزم
زبیریم زبیریم زبیری

۲؎ تا کہ منم زندہ دریں کہنہ دیر — بندۂ احرار غلام عزیز

کلب ابوالقادر آفاق سیر برہمہ جن و بشر و وحش و طیر
پیر کبیر است محمدؐ زبیر
ہمچو محبّ‌ؒ د بود او رہنما ثانی معصوم بہ نشو و نماء
بعد شہ خواجہ جیو باصفا بر سر سجّادہ دین مقتدا
پیر کبیر است محمدؐ زبیر
ہست بہ شرع نبوی مستقیم اُمّت مخصوص نبی کریم
ہر کہ بد و دست زدہ از ترس و بیم یافت نجات از شر دیو رجیم
پیر کبیر است محمدؐ زبیر
مجمع گنجینۂ اسرار اوست مطلع سرچشمۂ انوار اوست
شب ہمہ شب ذاکر و بیدار اوست عارف کامل شہ دیندار اوست
پیر کبیر است محمدؐ زبیر
زاں شہ دیگر کنم ذکر خیر آنکہ بحق مائل و فارغ ز غیر
ہست یقین کامل آفاق سیر دست مرا گیر نمانم بغیر
پیر کبیر است محمدؐ زبیر

ایک اور قصیدہ کہا ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

تا بفرق ظلِ اقبال شہ دیں پرور است کہنہ دستارِ مرا بہتر ز چتر و افسر است

اسی قصیدہ میں اپنے احوال کا اظہار بھی کیا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

یا زبیر بادشاہِ دو جہاں دستم بگیر رحم بر حالم بفرما ز انکہ حالم ابتر است
کارِ دینم ناتمام و کارِ دنیا ہم خراب عمر در افلاس بگذشتن ز مردن بہتر است

ایک روز آنحضرت نہایت خوش وقت تھے۔ از راہ لطف و کرم کبیر کو فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ کہ بادشاہ کی گرز برداری کی ریاست۔ گرز برداری میں چند ایک سردار ہوتے ہیں۔ کہ ایک ایک باری باری ہفتے میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ آنحضرت نے اُس کے حق میں دُعا کی۔ بادشاہ نے دوسرے دن ہی اسے بلا کر گرز برداروں کا ایک سردار بنا دیا۔ اور عالم بیگ خاں کا خطاب بخشا۔ لوگوں نے اسے ملامت کی۔ کہ تو نے

Marfat.com

ایسی ادنٰی درخواست کیوں کی +

کرامت - برلاس قبیلے کا ایک مغل ہر وقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتا تھا - صبح شام کسی وقت بھی جدا نہ ہوتا - ایک روز آنحضرت نے فرمایا - کہ تو نے ہماری بہت خدمت کی ہے - جو تمہارا مدعا ہو بیان کرو - اس نے عرض کیا میں ایک گھوڑا چاہتا ہوں - پھر آنحضرت نے فرمایا - کہ اس سے بھی کوئی اچھی چیز مانگ - پھر بھی اس نے عرض کیا کہ گھوڑا - تین مرتبہ یہی سوال جواب ہوئے - آخر آنحضرت نے فرمایا - میں کیا کروں خدا انہیں دیتا - پھر فاتحہ پڑھ کر اُس کے حق میں دعا کی - اور فرمایا - کہ اللہ تعالےٰ تمہیں گھوڑا بھی دیگا اور ظاہری دولت بھی - دوسرے دن قبیلہ برلاس کے سردار نے اس کو بُلا کر معہ ساز و سامان گھوڑا دیا - اور بادشاہ کے مُلازموں میں شامل کر لیا - تھوڑی مُدت میں صاحب جمعیت و ثروت ہو گیا +

کرامت - خواجہ سراؤں کا ایک لڑکا آنحضرت کا مرید تھا - اور آنحضرت بھی اُس پر بدرجہ غایت مہربان تھے - ایک روز محل کے اندر تشریف لے گئے اس وقت وہ لڑکا بھی آنجناب کے ساتھ تھا - آنحضرت نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا - کہ کیا تم چاہتے ہو - میں دُعا کروں تاکہ حقتعالےٰ تمہیں سلطنت کا ایک رُکن بنا دے یا آخرت کی سرداری عطا کرے - اُس نے عرض کیا - جو شخص جناب کا مُرید ہے - اُسے آخرت کی سرداری تو ضرور ملیگی - میں اُمید کرتا ہوں - کہ جناب دُنیا کی سرداری بھی مجھے عنایت فرمائینگے - آنحضرت نے مُسکرا کر اس کے حق میں دُعا کی - ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا کہ وزیر ہند کا ملازم بن گیا - پھر وزیر نے اسے اپنا مقرب بنا لیا - حتیٰ کہ وزارت کا تمام انتظام اُس کے اختیار میں ہو گیا - تمام مغل سردار اس کے محتاج ہو گئے +

کرامت - میرے بڑے بھائی حقائق و معارف آگاہ شیخ محمد احسن کے ہاں بڑی آرزوؤں کے بعد لڑکا پیدا ہوا - میرے والد ماجد نے اس کا نام غلام زبیر تجویز کیا - تین دن نہ گذرنے پائے - کہ اس بچے کی حالت ابتر ہو گئی - اور قریب المرگ ہو گیا - ہمارے گھر میں بڑی گھبراہٹ ہوئی - میں نے آنحضرت سے دعائے شفا کی درخواست کی - آنجناب کی عادت یہ تھی - کہ جب کوئی شخص آکر خواستگار ہوتا -

Marfat.com

تو اگر کام ہونے والا ہوتا۔ تو فرماتے کہ خیر ہے۔ خاطر جمع رکھو۔ یہ کام بفضل خدا انجام ہو گا۔ لوگوں کو یقین ہو جاتا کہ یہ کام ضرور ہو جائیگا۔ اور اگر وہ کام ہونے والا نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ یہ کام کر دے۔ لوگ سمجھ جاتے کہ یہ کام ہونے والا نہیں۔ جب میں نے دعائے شفا کے لئے عرض کیا۔ تو فرمایا کہ خدا قادر ہے۔ کہ شفا دے۔ اسی وقت مجھے یقین ہو گیا۔ کہ لڑکا مر جائیگا۔ جب میں گھر آیا تو دیکھا کہ واقعی لڑکا مرا ہوا ہے۔ مجھے بہت غم ہوا۔ جب آنحضرت نے میرا غم دیکھا۔ تو کمال عنایت سے فرمایا۔ کہ غم نہ کرو میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالےٰ تمہیں نعم البدل عطا فرمائے ایک گھڑی بعد مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ تمہارے بھائی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا میں اس خوشخبری سے خوش ہوا۔ واقعی آنحضرت کے فرمان کے مطابق دس ماہ بعد میرے بھائی کے ہاں ایک لڑکا ہوا جس کا نام پھر غلام زبیر رکھا۔ حق تعالےٰ اسے حضرت خلیفۃ اللہ کی طفیل سے ظاہری اور باطنی کمالات سے بہرہ مند کرے۔ آمین یارب العالمین ٭

کرامت۔ خواجہ مودود چشتی کی اولاد میں سے سیدی کریم الدین نام جو اس فقیر (مؤلف کتاب ہٰذا) کے یار تھے اور علم معقول و منقول میں خاص قابلیت رکھتے تھے عین جوانی میں مرض تپ دق سے بیمار ہوئے۔ اسی اثناء میں میں حضرت خلیفۃ اللہ کی آستاں بوسی کے لئے روانہ ہوا۔ اور کریم الدین کو معہ یاروں کے اپنے مکان پر چھوڑ گیا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو کریم الدین کی شفاء کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ اس مرض سے نہ بچیگا۔ نہ کریم الدین ہمارا یہ خیال نہ تھا۔ کہ وہ اس مرض سے ہلاک ہو جائیگا۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ بلکہ ان دنوں بیماری میں بہت کچھ تخفیف ہو چکی تھی۔ اور رو بصحت تھا۔ شائد قدرے قلیل باقی رہ گئی ہو۔ تمام حکماء اس کی شفاء پر متفق تھے۔ جب میں پھر اپنے مکان پر گیا۔ تو اسے چنگا بھلا چاق چوبند پایا۔ ایک مہینے تک خاصہ تندرست رہا۔ بعد ازاں اس نے وہاں سے جانا چاہا۔ میں نے اسے بہتیرا روکا۔ لیکن باز نہ آیا۔ آخر مجبور ہو کر رخصت کیا۔ جہاں وہ گیا وہاں پھر مرض عود کر آیا۔ اور تھوڑی مدت بعد مر گیا۔ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا تھا سچ نکلا ٭

Marfat.com

کرامت۔ ایک دفعہ میں نے اپنے مخصوص یار نور محمدؒ کے ہاتھ اپنی عرضی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں ارسال کی۔ راستے میں لٹیروں نے اُسے آگھیرا اس نے گھبرا کر حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف توجہ کی۔ اِتنے میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ بائیں طرف سے ایک غیبی لشکر نمودار ہوا ہے۔ اُس کے ظاہر ہوتے ہی قزاق بھاگ گئے۔ بعدازاں وہ لشکر بھی غائب ہوگیا۔

کرامت۔ ایک عزیز کا بیان ہے۔ کہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور آنحضرت قہوہ پی رہے تھے۔ اور بعض کو ازراہِ عنایت پس خوردہ عطاء فرما رہے تھے۔ میں اگرچہ مجلس کے عمدہ آدمیوں میں سے نہ تھا۔ لیکن بے اختیار میرے دل میں آیا۔ کہ کیا اچھا ہو مجھے بھی پس خوردہ عنایت فرمائیں۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے دستِ مبارک میں کا جام مجھے عنایت فرمایا۔

کرامت۔ آنحضرت کا ایک خاص اور صاحبدل مرید لکھتا ہے۔ کہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر تھا۔ کہ ایک سوداگر بہت سا زر و مال بطور نذر لایا۔ لوگوں نے چاروں طرف سے اُس کی تحسین و آفرین کی۔ اتنے میں میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس قدر قدرت دے تو میں اس سے دس گنا نذر دوں۔ چونکہ مجھے ایک پیسہ دینے کی بھی توفیق نہ تھی۔ اس واسطے مجھے بڑی حسرت ہوئی۔ اُسی وقت آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے تمہاری نیاز کو قبول کرلیا ہے۔ تمہارا نیاز یہی تمہاری حسرت ہے۔ تمہاری نیت کے موافق تمہیں اجر ملیگا۔ آنحضرت کے اس فرمانے سے میں پھولا نہ سمایا۔ جتنی پہلے حسرت تھی۔ اتنی ہی مجھے خوشی ہوئی۔

کرامت۔ ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں ندی کنارے نماز کے لئے اُترے۔ نماز سے فارغ ہوکر نزولِ بے کیف باخیر و برکت ہوا۔ جو معاملات اس وقت ہوئے۔ اُنکے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سُنے۔ ہر ایک اپنی حالت کے موافق ان کمالات سے بہرہ مند ہوا۔ میں جو اپنی طرف سے باغ کی سیر کے وقت تحف و ہدایا لایا کرتا تھا۔ ان میں دیر ہوگئی۔ میں لینے لگا۔ کہ اتنے میں خاص کمالات کا ظہور ہوا۔ جب

Marfat.com

میں تحفے اور ہدیے لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو وہ وقت گذر چکا تھا میں نے بہت افسوس کیا اور ایک گوشے میں جاکر نہایت عاجزی سے جناب الٰہی میں عرض کرنے لگا۔ کہ اے پروردگار! مجھے بھی ان کمالات سے بہرہ مند کرنا کیونکہ حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے اِن کمالات کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ دیر تک میں عاجزی کرتا رہا۔ بعدازاں حقتعالےٰ نے اپنے فضل اور حضرت خلیفۃ اللہ کے طفیل میری دُعا کو قبول کیا۔ اور ان کمالات کے حصول کا شافی الہام ہوا۔ جب میں پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے بھی مجھے سرافراز فرمایا۔ کہ حقتعالےٰ نے تمہاری عاجزی قبول کر لی ہے۔ اور جو تمہارا مدعا تھا حاصل ہو گیا ہے +

کرامت ۔ رات دن میں آنحضرت کے پان کھانے کے چند ایک وقت مقرر تھے۔ پس خوردہ ہزاروں آدمیوں کو عنایت فرمایا کرتے تھے۔ عرس کے دن تو دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ ہزاروں آدمی جمع ہوتے۔ تو ہر ایک کو پس خوردہ مِل جاتا۔ بلکہ بعض دو دو دفعہ لیتے۔ طرفہ یہ کہ جو مریض یا دردمند وہ پس خوردہ کھاتا شفا پاتا۔ "سور المومن شفاء" "مومن کا پس خوردہ شفا ہے" یہاں صادق آتا تھا +

کرامت ۔ لیلۃ القدر کو حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ میں حقتعالےٰ کی تجلیات خاص اور عنایات بے نہایت کا عجیب ظہور آنحضرت کے طفیل لوگوں پر ہوتا۔ اس رات میں وہ خاص وقت جبکہ پورے طور پر رحمت الٰہی شامل حال ہوتی ہے۔ فرشتے اُترتے ہیں۔ اور دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت سُلطان الاولیاء کی توجہ سے لوگوں کو حاصل ہوتا۔ اس واسطے خلقت ہر طرف سے ٹڈی دل کی طرح اس رات آنحضرت کی خدمت میں اس نعمت غیر مترقبہ کو حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتی۔ خانقاہ میں اس قدر ہجوم ہو جاتا کہ نماز کے واسطے کھڑے ہونے کو جگہ نہ ملتی۔ نماز تراویح کے وقت ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدے کرتے تھے۔ ایک عزیز بیان کرتا ہے کہ شب مذکورہ کو لوگ حسب عادت آنحضرت کی خدمت میں آئے ہوئے تھے۔ جو شخص آنحضرت کا مقرب تھا۔ آپ اُس کی نسبت پوچھتے کہ فلاں شخص آیا ہے۔ وہ آداب بجا لاکر آنحضرت کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا۔ مجھ میں اس مجلس کی لیاقت نہ تھی کہ آنحضرت مجھے

Marfat.com

یاد فرماتے۔ لیکن بے اختیار میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ مجھے بھی آنحضرت بلائیں
اتنے میں آنحضرت نے میرا نام لیکر پوچھا کہ فلاں شخص بھی آیا ہے۔ میں آداب بجالا کر اٹھا۔ اور
نہایت ہی خوش ہوا +

کرامت۔ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے سنا ہوا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ
کی خدمت میں امراء اور بادشاہ خواص باختہ ہو جاتے ہیں۔ اور بادشاہوں سے بھی بڑھ کر تعظیم
کرتے ہیں۔ جو شخص آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے بے اختیار تعظیم کرتا ہے۔ میں اس
بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ میں اس ارادے سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ میں
اوروں کی طرح تعظیم نہیں کروں گا۔ لیکن جب آنحضرت کا جمال مبارک دیکھا۔ تو بے اختیار
ہو کر معمول سے زیادہ تعظیم بجالایا۔ بعد ازاں مجھے یقین ہو گیا۔ کہ یہ بات تائید الہٰی کے
سبب سے ہے۔ میں نے اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور بہت سے لوگ اسی ارادے سے
آئے۔ لیکن پھر اس خیال سے تائب ہوئے۔ ان کا بیان کرنا موجب طوالت
کلام ہے +

کرامت۔ سالکوں کے سینے کے ساتھ اپنا سر لگا کر توجہ دینا حضرت
خلیفۃ اللہ کا طریقہ ہے۔ اس سے پہلے طریقہ احمدیہ و معصومیہ میں یہ رواج نہ تھا۔ بلکہ
زانو بزانو بیٹھا کر القائے نسبت کیا کرتے تھے۔ ایک روز اس بارے میں میرے قبلہ گاہ
نے وجہ دریافت کرنی چاہی۔ تو بیان کرنے سے پہلے ہی آنحضرت نے بنور باطنی معلوم
کر کے فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بعثت سے پہلے اولیاء گذشتہ
میں توجہ دینے کا طریقہ نہ تھا۔ کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد کا
قرب تھا۔ ہر شخص میں اسقدر قابلیت تھی کہ صرف شیخ کی مجلس سے ہی فیض حاصل کر لیا کرتا
تھا۔ جب جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کو ہزار سال کا عرصہ
ہو گیا۔ تو لوگوں کی استعدادیں گم ہو گئیں۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
نے بذریعہ کشف طریق توجہ معلوم کر کے اسے رواج دیا۔ نیز جو کمالات حضرت مجدد الف ثانی رض
کو حاصل ہیں۔ وہ شیخ کی توجہ بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے طریقہ احمدیہ میں توجہ کی رسم
جاری ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رض کے زمانہ سے لیکر اب تک بھی بہت عرصہ
گذر چکا ہے۔ اس واسطے لوگوں کی استعداد اور بھی کمزور ہو گئی ہے۔ چونکہ آنحضرت

Marfat.com

امام وقت تھے - اور طبیب مرض کے مطابق علاج کرتا ہے - اس واسطے اس قسم کی توجہ جو مطلوب کے ملنے کی سب سے قریب کی راہ ہے تجویز فرمائی ؎

کرامت - حضرت خلیفۃ اللہ کے دو خاص مرید صوفی براتی اور میر مرزا نام آپس میں نہایت مخلص تھے - میر مرزا صوفی براتی کو یار عزیز کہا کرتے تھے - چونکہ صوفی براتی خانقاہ کے مدارالمہام تھے - اور میر مرزا باغ کی سیر کے خواہشمند تھے اکثر صوفی براتی کو بھی سیر باغ کی ترغیب دیا کرتے تھے - اس کی غرض یہ تھی - کہ اکثر آنحضرت دن رات میر مرزا کی زبانی فرمایا کرتے تھے - کہ یار عزیز ایسا کرنا چاہیے یا ہم نے ایسا کیا ہے یا ہم ایسا کرینگے یا فلاں مقام پر جائینگے - یا وہاں سے آئے ہیں علیٰ ہذاالقیاس اسی قسم کے سینکڑوں کلمات ہر روز فرماتے - ان باتوں کا حصل یہ تھا کہ بعض آدمی جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے - اور ان کے دل میں گناہوں کا خیال ہوتا تھا - یا کسی جگہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے - یا کسی گناہ کے مرتکب ہو کر آتے تھے - یا کسی ایسی جگہ جانا چاہتے تھے - جہاں گناہ کے مرتکب ہوتے ہوں - سو آنحضرت ان کلمات کے ذریعہ ان لوگوں کو متنبہ کرنا چاہتے تھے - جن گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے - یا مرتکب ہونا چاہتے تھے - یا جس مقام سے آتے یا جس مقام پر جانا چاہتے - آنحضرت اشارتاً بتا دیتے - لوگ اپنے افعال و خیالات سے آگاہ ہو کر باز آجاتے کیونکہ انہیں یقین ہو جاتا - کہ آنحضرت ہمارے افعال و خطرات سے آگاہ ہو جاتے ہیں - پھر عمر بھر کے لئے اس فعل سے باز آجاتے - بلکہ اس کا خیال تک دل میں نہ لاتے تھے - اگر اتفاقاً خیال آبھی جاتا - تو اس سے فوراً توبہ کرتے تھے - اس قسم کے خوارق آنحضرت کی ستائش میں داخل نہیں - جو کچھ قابل تعریف ہے وہ معارف و اسرار ہیں - جو سب سے بڑھیا خوارق ہوتے ہیں - جو حقتعالےٰ اپنے خاص بندوں کو عنایت فرماتا ہے - جس طرح جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن شریف ہے - جو علوم و معارف اسرار الٰہی ہے - حضرات سرہند کا سب سے بڑا خوارق اپنے پیغمبر کے کمال اتباع سے ان کا کلام ہے - واقعی جو علوم و معارف حضرت مجدد ثانی رضہ نے بیان فرمائے ہیں - ان کا عشر عشیر بھی کسی اور گذشتہ ولی نے بھی بیان نہیں کیا - واقعی ان کا کلام حقیقت قرآن کے اسرار ہیں - جو اس بات کی پوری دلیل ہے - کہ ان کا

Marfat.com

کلام عین شریعت کے مطابق ہے۔ اور شریعت عین قرآن ہے۔ اس کے برخلاف ہر دوسرے اولیاء کا کلام مخالف شرع ہے چنانچہ وحدت وجود کے قائل ہیں۔ اور سماع جو چاروں مذہبوں میں حرام ہے۔ اسے حلال سمجھ کر وصل الی اللہ کہتے ہیں۔ مصرع

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

بلکہ حکمائے فلسفی کے علوم سے نسبت تامہ رکھتے ہیں ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　　　این رہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است

جب میں نے کشف الحقائق مقامات قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ تو بہت بہت پسند کر کے فرمایا۔ کہ یہ علوم و معارف ہزار ہا کرامتوں سے بہتر ہیں۔ اور اس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس سے پہلے کسی ولی اللہ نے ان علوم و معارف کو جو اسرار مقطعات قرآنی ہیں۔ بیان نہیں کیا۔ واقعی یہ علوم و معارف آنحضرت کے ہیں۔ جو بذریعہ باطنی توجہ اس مسکین کو القا فرمائے۔ اور انہیں میں نے لکھدیا ؎

نیاوردم از خانہ چیزے نخست　　　　تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

اب آنحضرت کے بعض مکاشفات لکھے جاتے ہیں :-

ذکر در بیان

بعضے مکاشفات حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ مراقبہ میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ نہایت اعلیٰ درجہ کی خلعت پہنے ہوئے ہیں۔ جس پر سونے کے پانی سے اسم اللہ ذاتی لکھا ہوا ہے۔ جب آنحضرت نے یہ مکاشفہ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیان کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا۔ کہ یہ خلعت منصب قیومیت ہے جو میرے بعد تمہیں نصیب ہوگا +

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ نے مکاشفہ میں دیکھا کہ تمام جہان عرش سے فرش تک میرے وجود سے پُر ہے۔ جب حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ

Marfat.com

بیان کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ منصب قیومیت کی علامت ہے ۔

مکاشفہ حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے۔ کہ شروع حال میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ محبوبیت الٰہی اس طرح مجھ پر غالب آئی۔ کہ میں اپنا عاشق ہو گیا۔ جب میں نے حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ بیان کیا۔ تو فرمایا کہ یہ محبوبیت ذاتی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ پھر آنحضرت صلعم کے کمال اتباع سے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت عروۃ الوثقٰے کو پہنچا۔ یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی یعنی ضمیر بدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ چنانچہ تمام اولیاء میں سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اس نعمت عظمے سے مشرف فرمایا۔ ان کا بدن مبارک سوائے پاؤں کے تلووں کے طینت پیغمبر کے ضمیر سے بنا ہوا تھا۔ آنحضرت کے بعد حضرت عروۃ الوثقٰے کو بھی یہی شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ ان کا جسم مبارک اسی ضمیر سے ہے حق تعالٰے نے اپنے کمال فضل سے وہی نعمت عظمے تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ اس کا شکر یہ بجا لاؤ۔ یہ فضل الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالٰے صاحب فضل عظیم ہے ۔

مکاشفہ۔ ایک روز کسی تقریب سے حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے آنحضرت کی کشف کی بابت پوچھا۔ آنحضرت نے عرض کیا۔ کہ تمام ولایات کی کشف مفصل طور پر مجھے حاصل ہے۔ سالکوں کی بابت بھی مجھے معلوم ہے۔ کہ فلاں شخص ولایت کا چوتھا حصہ طے کر چکا ہے۔ فلاں نصف اور فلاں تین چوتھائی۔ جب حضرت حجۃ اللہ نے سنا۔ تو فرمایا۔ کہ اس قسم کی کشف کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رہ اور حضرت عروۃ الوثقٰے کو حاصل تھی۔ اگرچہ تمہارے باپ کی کشف بھی بہت تھی۔ لیکن نہ اس قدر جتنی تم کہتے ہو ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

مکاشفہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ثنائے قلب کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ کہ اسم ذات کے بعد عارف کے قلب پر ایسا نور غالب آتا ہے۔ کہ اگر اسے نوح علیہ السلام کی عمر بھی دی جائے اور بتکلف دل میں کوئی خطرہ لانا چاہے تو بھی نہیں آئیگا۔ یہ ہمارا پہلا قدم ہے۔ بہت سے اس مقام پر پہنچے۔ لیکن یہ حالت

Marfat.com

نہیں پائی گئی۔ یہ بات بعض نے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بیان کی۔ آنحضرت نے اس امر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضہ نے لکھا ہے۔ فی الواقعہ ایسا ہی ہے۔ کہ دِل میں سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی خیال نہیں آتا۔ خطرہ دِل سے نکل دوسرے لطائف میں سرایت کر جاتا ہے۔ لیکن صاحبِ معاملہ کی سمجھ میں نہیں آتا۔ تاوقتیکہ اِن لطائف کو فنائے اتم حاصل نہ ہو۔ وہ ماسوی اللہ کے پھندے سے نہیں نکلتا +

مکاشفہ۔ ایک رات عشا کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ اس دعا کے وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ آیا فرشتوں کو بھی لطائف خمسہ حاصل ہیں یا نہیں۔ اتنے میں جو فرشتے آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا۔ اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ ہمیں لطائف کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہمارے اجسام بھی لطائف کی طرح ہیں۔ جہاں ہمارا مقام ہے وہیں ہم ہیں۔ چونکہ ان کے اجسام کثیف تھے۔ اس واسطے اپنے مقام پر ترقی نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ حقتعالےٰ نے یہ لطائف انسان میں رکھے۔ تاکہ اپنے مقام سے ترقی کر سکیں۔ اس امر میں ہم انسان سے افضل ہیں۔ کیونکہ ہمارے اجسام عین ہمارے مقامات میں ہیں۔ لیکن انسان میں یہ لیاقت نہیں۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ کہ بعض انسان اپنے مقام سے بہت بلند جاتے ہیں۔ ملائک نے عرض کیا۔ کہ یہ فضیلت انسان کو ہی حاصل ہے۔ کیونکہ ہم صرف اپنے ہی مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔ آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ "وما منا الا لہ مقام معلوم" ہم میں سے ہر ایک کا مقام معلوم ہے +

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ مَیں نے فرشتوں سے پوچھا۔ کہ حقتعالیٰ نے انسان کو کھانا، پینا، مجامعت اور لباس فاخرہ جیسی نعمتیں دنیا اور جنت میں انسان کو عطا فرمائیں۔ تم ان لذتوں سے محروم ہو۔ اُنہوں نے کہا۔ آپ قیوم عالم ہیں۔ تمام اشیاء کے حقائق آپ پر منکشف ہیں۔ بعض اسماء کے خواص کی بابت سوال کیا۔ کہ اُن کے پڑھنے سے مذکورہ لذتیں قاری کو حاصل ہوتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہاں اسماء کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ ان کے

Marfat.com

پڑھنے سے خاص خاص لذت حاصل ہوئی فرشتوں نے عرض کیا۔ کہ حقتعالےٰ نے ہمیں وہ اسماء سکھائے ہیں۔ جب ہمیں خواہش ہوتی ہے۔ تو پڑھ کر لذت حاصل کر لیتے ہیں پھر آنحضرت نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ اگر وہ اسماء انسان بھی پڑھے تو مذکورہ لذتیں حاصل کر سکتا ہے۔ اور ہرگز کھانے پینے، جماع اور لباس کا محتاج نہیں ہوتا یعنی ان اسماء کے پڑھنے سے جس قسم کے کھانے کا دل میں خیال کرے اس کی لذت آجاتی ہے۔ اور جس لباس کی نیت کرے۔ وہی پہنے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور لوگ بھی دیکھتے ہیں۔

مکاشفہ۔ ایک روز میں (مؤلف) نے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رح کے کلام سے علم اور کلام دونو کی صفت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے کونسی افضل ہے۔ آخر آنحضرت نے اس امر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ کلام کی صفت افضل ہے۔ کیونکہ جناب الٰہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام کارخانہ الٰہی کلام پر موقوف ہے۔ کتاب "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں یہ مقدمہ مفصل لکھا ہوا ہے۔ اگر کسی کو دیکھنے کا شوق ہو تو اس کتاب میں دیکھے۔

مکاشفہ۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے ۲۹ ماہ رمضان کو فرمایا کہ آج رات بہت سے فرشتے آسمان سے اترے۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ شاید لیلۃ القدر ہے۔ حالانکہ یہ رات گذر چکی تھی۔ اس کے نزول کا سبب میں نے پوچھا۔ تو فرشتوں نے کہا۔ کہ ہم امر الٰہی کے بموجب آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حق تعالےٰ فرشتوں میں فخریہ فرماتا ہے۔ کہ دیکھو محمد زبیر جیسے بھی میرے بندے ہیں۔ جو شخص پورے اعتقاد سے محمد زبیر کی زیارت کریگا۔ میں اس کے تمام گناہ بخش دوں گا۔

مکاشفہ۔ ایک روز کسی تقریب سے آنحضرت نے شیخ بدیع الدین کے حق میں فاتحہ کے بعد فرمایا۔ کہ شیخ بدیع الدین صاحب کا جذبہ قوی ہے۔

Marfat.com

ذکر در بیان

عبادات و عادات شب و روز و سال و بیان شمائل و لباس
حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ

حضرت پیر دستگیر قیوم زماں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کا عمل تمام عبادات اور عادات میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت سنیہ کے موافق تھا۔ متقی اس درجہ کے تھے۔ کہ آیہ کریمہ ' وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی ' آنجناب کے حق میں صادق آتی تھی۔ چنانچہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ ایک شخص لاہور سے بہت سا روپیہ آپ کی خدمت میں بطور نذر لایا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ اس مال کا مالک مرگیا ہے۔ شاید اُس کے بچے ابھی بالغ ہوتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اس کے مالک نے مرضِ موت سے پہلے یہ روپیہ جناب کی خاطر الگ کر دیا تھا۔ اُس کی بیوی نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اور عرض کر بھیجا ہے۔ کہ اگر آنحضرت کو اس کے لینے میں تامل ہو۔ تو عرض کر دینا۔ کہ میں نے اپنے مال سے یہ روپیہ بھیجا ہے۔ اور اُس کے بچے بھی بالغ ہو گئے ہیں۔ اور یہ نیاز برضا و رغبت اُنہوں نے بھیجی ہے۔ اس شخص نے بہتیری منت و سماجت کی۔ لیکن بے فائدہ۔ وہ نیاز کا روپیہ آنجناب نے واپس کر دیا۔ اس قسم کے ہزارہا واقعات پیش آئے۔ جنہیں اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء سب سے بڑے۔ عالم۔ متقی۔ سخی۔ بہادر۔ صالح۔ عابد۔ زاہد۔ خلیق۔ عارف۔ فاضل۔ شریف۔ اور اعلیٰ تھے۔ آپ کا وقت اس طرح تقسیم ہوا تھا۔ کہ پہر رات رہے بلکہ اس سے بھی کم لیکر خانقاہ سے اُٹھتے۔ اور کمال ہی احتیاط سے قبلہ رُخ ہو کر تازہ وضو کرتے۔ لیکن پاؤں دھوتے وقت قطب کی طرف مُنہ کرتے۔ الاسلام حق والکفر باطل، کہہ کر وضو شروع کرتے۔ بعد ازاں کتب احادیث میں جن ادعیہ ماثورہ کا ذکر ہے معہ کلمہ شہادت، ہر عضو کے دھوتے وقت پڑھتے تھے۔ ہر عضو میں تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے۔ اور ہر وضو کے وقت

مسواک کرتے تھے۔ اکثر آنحضرت کے وضو کا مستعمل پانی لوگ بطور تبرک پیا کرتے جس سے انہیں شفا حاصل ہوتی تھی۔ وضو کے بعد چشم مبارک آسمان کی طرف کر کے دعا پڑھتے تھے۔ تہجد کے وقت نماز سے پہلے سورہ آل عمر کے آخر سے چند آئیں اور "یتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلہ" پڑھتے۔ بعد از اں نہایت خضوع و خشوع سے نماز ادا کرتے۔ نماز پڑھتے وقت آنحضرت کا چہرہ مبارک اس طرح چمکا کرتا کہ تاریک رات میں آنحضرت کے چہرہ مبارک سے سورج کی طرح کرنیں نکلتیں۔ قیام۔ قعدہ۔ رکوع اور سجود کے وقت بلا کیف تجلیات کا ظہور اس قدر ہوتا۔ کہ اس کا اثر لوگوں تک بھی پہنچتا۔ اور نماز میں سورہ یٰسٓ کو بار بار پڑھ کر قرأت کو لمبا کرتے۔ نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ پھر بعض نیک عورتوں کو جو سلوک باطن حاصل کیا کرتی تھیں توجہ دیتے۔ صبح کے قریب بطریق سُنت تھوڑی دیر کے لیے سو جاتے۔ تاکہ تہجد بین النومین ہو۔ جب صبح ہوتی۔ تو جلدی اٹھ کر حنفی مذہب کے موافق نماز ادا کرتے۔ اور سُنت اور فرض کے درمیان تین مرتبہ ہلکی آواز سے "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" پڑھتے یہ کلمہ سارے دن میں پانسو مرتبہ پڑھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کلمہ کی ترقی ضلال اور اصول کے مابین تک ہے۔ اور ظاہری جمعیت پر بھی یہ کلمہ از بس مؤثر ہے نماز فریضہ کی امامت پانچوں وقت بنفس نفیس کیا کرتے۔ کیونکہ یہ سُنت نبوی ہے نماز کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار۔ تین مرتبہ تکبیر اور ایک مرتبہ "اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام" پڑھا کرتے فجر کی نماز اور مغرب کی سُنتوں کے بعد مذکورہ بالا کلمات پڑھ کر دس مرتبہ "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدك الخیر انك علی کل شیء قدیر" پڑھتے۔ اور اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید یاروں کو بھی کرتے۔ صبح کی نماز کے بعد مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ جب آفتاب اچھی طرح نکل آتا۔ تو اشراق کے وقت نماز اشراق بارہ رکعت چھ سلام سے ادا کرتے۔ جب کبھی مراقبہ دیر تک کرتے تو اشراق اور ضحیٰ کو ملا لیتے۔ اس واسطے آنحضرت دونوں نمازوں کو اکٹھا ہی ادا کر لیتے۔ اس

Marfat.com

نماز میں بھی بار بار یٰسین پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھ کر بعض یاروں کو بھی اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید کرتے۔ خود آنحضرت پانچہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور ہزار بار درود دن رات میں پڑھا کرتے تھے۔ جب دوپہر ہوتی تو خواب قیلولہ کرتے۔ دو تین گھڑی بعد اُٹھ کر نماز زوال یٰسین بار بار پڑھ کر ادا کرتے۔ بعد ازاں یاروں کو توجہ دیتے۔ اس وقت توجہ لینے والے چالیس کے قریب ہُوا کرتے تھے توجہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کا ختم اور ختم خواجگاں معہ اصحاب بیٹھکر پڑھتے۔ بعد ازاں سجدہ میں جا کر تیسرا حصہ دن رہے نماز ظہر ادا کرتے۔ پھر خلوتخانہ میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ یار بھی وہاں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے۔ آنحضرت تکیہ لگا کر بیٹھتے۔ اور خواجہ عبد الرحمٰن ورق گردانی کرتے تھے۔ قرآن شریف اور مقطعات قرآنی کے اسرار اور علوم و معارف اس طرح ظہور کرتے تھے۔ کہ اگر اجنبی بھی اس وقت آتا۔ تو دیکھ لیتا۔ کہ یہ مجلس دُنیاوی مجلس سے بالکل مناسبت نہیں رکھتی۔ جو امور آخرت کے متعلق ہیں۔ وہ اس وقت آنحضرت پر جلوہ گر ہوتے تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی تلاوت حضرت عروۃ الوثقٰے رضؓ کی مقرر کردہ منازل پر تھی منزل اول کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس منزل دوم۔ سورۂ انعام۔ منزل سوم لنصف واعلموا وقالت الیہود وعزیز ابن اللّٰہ ، منزل چہارم۔ سورۂ ابراہیم۔ منزل پنجم۔ سورہ انبیاء۔ منزل ششم۔ سورۂ قصص۔ منزل ہفتم۔ سورہ صافات۔ منزل ہشتم۔ سورۂ محمدؐ۔ منزل نہم۔ سورۂ ملک۔ منزل دہم ختم قرآن۔ تلاوت کے بعد ایک گھڑی بیٹھ کر حقائق و سعادت کا تذکرہ ہوتا۔ آخری عمر میں تلاوت کے بعد خلوت کرتے۔ اور لوگوں کو وہاں سے رخصت کر دیتے۔ صرف ایک دو آدمی حاضر خدمت رہتے۔ جب دن کا ساتواں حصہ باقی رہتا۔ تو محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور اہل و عیال سمیت کھانا کھا کر جلدی ہی نماز عصر کے لئے آتے۔ آنحضرت صرف اسی کھانا کھاتے وقت اہل و عیال کے حالات کی احوال پُرسی کرتے۔ آنجناب بہت کم کھایا پیا کرتے تھے کیونکہ دن رات میں صرف ایک دفعہ اور وہ بھی کوئی اڑھائی چھٹانک کے قریب بلکہ بعض وقت آدھ پاؤ۔ اکثر آنحضرت روٹی۔ چاول اور گوشت گوسفند سے رغبت

کھایا کرتے تھے۔ دستر خوان پر ترش چیزیں مثلاً چٹنی، اچار وغیرہ بھی موجود ہوتیں۔ اور خواہش سے تناول فرماتے۔ بلکہ ترشی بغیر کھانا ہی نہ کھاتے میٹھی چیزیں بھی بڑی خواہش سے کھاتے تھے۔ چنانچہ نفیس تر حلوے آپ کی نیاز مقرر تھا۔ اگر کوئی تر حلوے لاتا بہت خوش ہوتے۔ اور اس کے حق میں دعائے خیر کرتے۔ عصر کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار کرتے اور یاروں کو بھی پڑھنے کی تاکید کرتے۔ استغفار کے بعد اکثر اوقات خاموش رہتے۔ یار بھی اس وقت حلقہ باندھے باطن کی طرف متوجہ ہوتے۔ جب دربار عام ہوتا۔ تو تمام وضیع و شریف حاضر خدمت ہوتے۔ آنجناب وعظ و نصیحت کیا کرتے اور امرا و سلاطین کی پروانہ کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی۔ تو مغرب کی نماز ادا کرنے ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے۔ پچیس مرتبہ صبح شام "استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی لا یموت واتوب الیہ رب اغفر لی" پڑھتے۔ اور اصحاب کو بھی یہی پڑھنے کی تاکید کرتے اور استغفار کے خواص بیان فرماتے تھے۔ کہ جو شخص اسے پڑھتا ہے اس کے گھر اور شہر پر کوئی آفت نہیں آتی صبح شام تین مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام پر درود بھیجے اور فرماتے جو شخص حضرت آدم ؑ پر درود بھیجتا ہے۔ حق تعالےٰ اسے بہشت میں جگہ دے گا۔ دعاؤں سے فارغ ہو کر چھ رکعت نماز اوابین پڑھتے جس میں سورہ واقعہ بار بار پڑھتے تھے۔ علاوہ سورہ واقعہ کے اور سورتیں بھی اس نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں جن اصحاب کی باری ہوتی انہیں توجہ دیتے تھے۔ اتنے میں آدھی رات کا وقت ہو جاتا تھا۔ پھر تازہ وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ کہ چار سنتیں آپ نے قضا کی ہوں۔ وتر اور عشا کے مابین چار رکعت نماز قیام اللیل ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں شافعی مذہب پر عمل کرتے تھے۔ یعنی سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ۔ دوسری میں سورہ حم دخان، تیسری رکعت میں سورہ ملک اور چوتھی میں سورہ قیامت پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ یہ سورۃ قبر اور قیامت کے عذاب کے لئے بہت مفید ہے۔ وتروں میں قنوت شافعی اور قنوت حنفی کو ملایا کرتے

Marfat.com

تھے۔ وتر کے بعد سبحان الملک القدوس پڑھتے تھے۔ اور چار رکعت دو سلام سے بیٹھ کر بھی پڑھتے تھے۔ بعد ازاں دیر تک دعا میں مستغرق رہتے۔ اس وقت لوگ اپنی اپنی اُمیدیں اور آرزوئیں عرض کرتے تھے۔ دُعا سے فارغ ہو کر بعض اوقات فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اس وقت اپنے خدا کے پاس ہوتا ہوں۔ لوگ مجھے آکر تکلیف دیتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوا کرتے تھے۔ دُعا سے فارغ ہو کر پان کھاتے اور پس خوردہ لوگوں کو عنایت فرماتے۔ بعد ازاں پھر اصحاب کو بلا کر توجہ دیتے تھے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ اللہ ارشاد میں مشغول تھے۔ اس طرح کوئی بھی شیخ سُننے میں نہیں آیا۔ آخری مرض میں جبکہ بالکل قوت نہ تھی۔ اور تمام حکماء نے کہدیا تھا۔ کہ اگر چند روز کے لئے توجہ موقوف کر دیں۔ تو اس مرض میں ضرور تخفیف ہو جائے گی۔ لیکن آنحضرت نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اور ارشاد بدستور قائم رکھا۔ اسی واسطے آنحضرت کے خلفا جنید بایزیدؒ ثانی تھے۔ توجہ دینے کے بعد سر مبارک تکیہ پر رکھ کر دبواتے تھے۔ تاکہ تکان دُور ہو جائے۔ پھر جلدی اُٹھ کر تازہ وضو کر کے خلوت میں جا کر نماز تہجد ادا کرتے۔ اس سے پہلے سُنت عشاء مسجد میں ادا کرتے باقی کی نماز اور توجہ خلوت میں ادا کرتے اور آخری عمر میں جبکہ ضُعف غالب آیا۔ تو مسجد سے خلوتخانے میں آدمی کے سہارے آتے تھے۔ اگر اس وقت میں (مصنفؒ) حاضر ہوتا تو یہ سعادت مجھے نصیب ہوتی۔ ساری رات آنحضرت بیدار رہتے۔ دن رات میں صرف گھڑی دو گھڑی سوتے۔ آٹھ پہر میں صرف ایک بار کھانا کھاتے۔ آٹھ پہر میں کوئی وقت عبادت سے خالی نہ تھا۔ آنحضرت کی عادات وعبادات انسانی اور ملکی طاقت سے باہر تھیں ؎

ملک را اگرچہ عصمت پارسائی است ۔۔۔ ازیشاں کردہ کسب پارسائی است

جمعہ کے روز تلاوت قرآن کی بجائے تین سورتیں (سورہ کہف۔ آل عمران۔ ہود) پڑھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ سورۂ آل عمران کے سُننے کے لئے بہت سے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ جمعہ اور دو نو عیدوں کی نمازیں خانقاہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد تھوڑی دیر خلوت میں رہ کر سرہندی باغ یا

Marfat.com

محسن خاں کے باغ کی سیر کو جایا کرتے تھے۔ خواجہ محمد احرار کی وفات کے بعد باغ کی سیر بھی ترک کردی۔ ماہ رمضان میں دوسرے دنوں کی نسبت دوچند تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور تراویح میں دو مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے۔ ہر تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے اور آہستہ آواز سے تسبیح پڑھتے تھے قیام اللیل والی سورتوں میں سے کوئی سی سورۃ ہر تراویح میں پڑھتے تھے۔ تیسرا حصہ رات گئے تراویح میں مشغول ہوتے تھے۔ چھٹا حصہ رات رہے فارغ ہوتے۔ اس مہینے میں انوار اور تجلیات کا عجب ظہور ہوتا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس مہینے میں رحمت الٰہی بارش کی طرح برستی ہے۔ اور فرشتے اس خانقاہ سے لیکر آسمان تک صف بستہ رہتے ہیں۔ لیلۃ القدر میں انوار الٰہی اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور تمام فرشتے آسمان سے زمین پر اتر آتے ہیں۔ ہر مہینے میں ایک دو دفعہ بہت خلقت کے ساتھ باغ میں تشریف لیجاتے اور لوگوں کو طرح طرح کے میوے حلوے تقسیم کرتے۔ دن رات وہیں ہنسی خوشی میں مشغول رہتے۔ بعض اوقات دو دن اور دو راتیں گذر جاتیں۔ چونکہ آنحضرت باغ میں لوگوں پر عنایت کیا کرتے تھے۔ اس واسطے باغ سیر کی خبر سُن کر ہر شخص تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں لاتا۔ بتیس سال آنحضرت شاہجہان آباد میں رہے۔ لیکن سوائے باغ کی سیر کے اور کہیں نہ گئے۔ یاں آنجناب کا مخصوص یار شریف نیکخاں آپ کو دو دفعہ بڑی منت و سماجت سے شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر اپنے مقبوضہ محل میں لے گیا۔ جو شاہجہاں نے بنوایا تھا۔ اور نہایت سیر و تماشا کا مقام تھا۔ کئی مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمۃ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے عرض کیا۔ کہ ایک دفعہ ہماری قبر پر شہر کے باہر تشریف لائیں۔ آنحضرت نے جانے کا ارادہ بھی کیا۔ لیکن اتفاق نہ ہوا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے عرس کے روز تشریف لیجاتے اور فاتحہ پڑھ کر شیرینی تقسیم کرتے آنحضرت سال میں چار عرس خود کیا کرتے تھے۔ تین حضرت مجدد الف ثانی و حضرت عروۃ الوثقیٰ رضہ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہم کے اور چوتھا اپنے والد ماجد حضرت ابو العلیٰ رح کا۔ ان عرسوں میں حافظ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور آنحضرت رضہ

Marfat.com

معیاروں کے مراقبہ کرتے تھے۔ بعد ازاں عمدہ عمدہ مٹھائیاں۔ قہوہ۔ لونگ۔ دارچینی۔ اور مصری ملا کر فاتحہ پڑھتے۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عرس کے روز مٹھائی منگا کر فاتحہ پڑھتے تھے۔ آپ کسی کے ہاں تشریف نہیں لیجاتے تھے چند مرتبہ بڑے بڑے امرا نے دعوتیں کیں۔ اور منت وسماجت بھی کی۔ لیکن آپ نے قبول نہ کی۔ اسی وجہ سے روشن الدولہ آپ سے منحرف ہوگیا۔ اور مصیبت میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا۔ جیسا کہ اٹھائیسویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اپنے مخلص مریدوں کی دعوت خواہ وہ ادنے درجہ ہی کے ہوتے قبول کر لیتے بلکہ کبھی کبھی انکی ماتم پرسی کے لئے جاتے۔ اور اپنے خاندان یا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی اولاد کے گھروں میں تشریف لیجاتے۔ اور اُن کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کیا کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کے بڑے آدمیوں کی عزت کرتے۔ چنانچہ انھیں اپنے برابر بٹھاتے۔ ویسے اپنی ساری قوم کی عزت کرتے تھے۔ مجلس میں سب سے اُونچی جگہ انہیں دیتے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضہ کی اولاد کو تمام جہان سے افضل جانتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ اور حضرت حجۃ اللہ کو صاحب طینت واصالت محمدی اور قیومیت کے باعث تمام خلقت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے بلاواسطہ فرزندوں کو سوائے صحابہ وتابعین باقی تمام گذشتہ وآئندہ اولیاء سے افضل سمجھتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ کے فرزندوں میں سے حضرت حجۃ اللہ کے سوا تمام فرزندوں سے حضرت مروج الشریعت کو اچھا سمجھتے تھے۔ اور صاحب طینت واصالت محمدی خیال کرتے تھے۔ سوائے حضرت مروج الشریعت اور حضرات قیوم اربعہ کے کسی کو صاحب طینت واصالت ومقطعات قرآنی نہیں جانتے تھے۔ حضرت خازن الرحمت کو اولیائے اُمت میں سے مستثنےٰ سمجھتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کو بلحاظ بزرگی کے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ کے فرزندوں کے برابر سمجھتے تھے۔ اصحاب۔ تابعین۔ تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین کو اولیاء سے افضل جانتے تھے۔ اصحاب کے محاربات کی تاویل کیا کرتے تھے۔ یزید کو لعنت کرنے میں آپ کو تامل تھا۔ اولیائے اُمت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ ارباب صحو کو ارباب سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ اور ارباب عشرت

Marfat.com

کو اربابِ عزلت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقےؒ کے فرزندوں کو حضرت کے لفظ سے یاد فرماتے۔ ماہِ محرم میں تین دن یعنی نویں دسویں اور گیارھویں تاریخوں کو روزہ رکھتے۔ اور سنتیں جو روز عاشورہ کو کی جاتی تھیں کرتے لیکن عاشورہ کی نماز نفل باجماعت ادا نہ کرتے تھے۔ سوائے تراویح کے اور کوئی نفلی نماز باجماعت ادا نہ کرتے بلکہ ایسا کرنے سے روکتے تھے۔ ماہ ذوالحجہ کی ساتویں آٹھویں اور نانویں تاریخ کو روزہ رکھتے۔ دعائے عرفہ پڑھتے اس روز صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھا کرتے تھے۔ ماہ شعبان کی چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھتے۔ نماز فریضہ کے بعد فاتحہ و دُعا نہ پڑھتے مگر فجر اور عصر کے وقت۔ جس میں کراہت کا شبہ ہوتا وہ عمل نہ کرتے۔ عموماً دو نو مذہبوں شافعی اور حنفی کو ملا کر اُن پر عمل کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کو مجتہدوں سے افضل جانتے تھے۔ محی الدین عربی کی تعریف کیا کرتے تھے اُس کے مخالف شرع کلام کو خطائے کشفی کہا کرتے تھے۔ اِس بارے میں اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں۔ کہ آنجناب خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت غوث الاعظم رضے اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ تم نے بھائی بہاؤالدین میں ہم سے کونسی زیادتی دیکھی ہے جو انہیں ہم سے افضل جانتے ہو۔ میرے والد بزرگوار نے حضرت خلیفۃ اللہ کی رائے بیان کی۔ کہ آئندہ میں تفضیل نہ دوں گا۔ آنحضرت اِن دونوں بزرگوں کو سوائے حضرات سرہند۔ صحابہ اور تابعین کے تمام اولیائے اُمت سے افضل جانتے تھے ؎

ذکر در بیان

حلیہ مُبارک حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اب آنحضرت کا حلیہ مبارک بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ سالوں کے لئے اپنے شیخ کی صورت کو ذہن میں رکھ کر اس کا دیکھنا واجب ہے۔ یہ سالک رہبر ہوتا ہے آنحضرت تمام قد اور پُر اندام تھے۔ قد مُبارک نہ بہت بلند نہ بہت پست بلکہ متوسط تھا۔ جس کی شان میں وخیر الامور اوسطھا، وارد ہے۔ آنجناب کی جسامت

Marfat.com

بھی اوسط درجہ کی تھی۔ سر مبارک گول۔ پیشانی چوڑی اور فراخ۔ سجدے کا نور جبین مبین پر نقش بنائے ہوئے تھا۔ (سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود) جناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھا ؎

جبینش از سجودش گشتہ پُر نور	چو در مصحف نمایاں آیتے نور

ابرو کشادہ تھے۔ نرگس آنکھیں بڑی بڑی اور سفیدی چشم سُرخی مائل تھی۔ جس طرف نگاہ کرتے تھے۔ لوگ بے اختیار ہو جاتے تھے۔ ان میں طاقت نہ رہتی۔ کہ آنجناب کی آنکھوں کی طرف دیکھ سکیں۔ آنجناب کے دیکھنے سے اُن پر ایک کیفیت سی آجاتی ؎

بہر دیدن جہانے مست و مدہوش	بہر کشور ز فیضش جوش در جوش

ناک بلند۔ رُخسارے آفتاب کی طرح درخشاں۔ لب بہت باریک۔ اگرچہ آخری عمر میں دندانِ مبارک گر گئے تھے۔ چنانچہ ایک دانت اب تک میرے (مؤلف کتاب) پاس بھی ہے۔ لیکن کوئی معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ گفتگو کے وقت سختی سے کلام نہ کرتے تھے۔ جیسا کہ بے دانتوں والے کرتے ہیں۔ ڈاڑھی سیاہ و سفید تھی خط اس قسم کا تھا۔ کہ ایک بال بھی لائن میں سے آگے رُخسارے پر نہ تھا۔ ڈاڑھی نہ زیادہ لمبی تھی نہ زیادہ گھنی۔ سر کے بال سال میں تین مرتبہ منڈواتے تھے۔ خواہ حجامت بنواتے یا خط خواہ ناخن لواتے سب کچھ سوموار کے دن ہوا کرتا تھا۔ جب منڈاتے تھے۔ تو اس روز گرد و نواح کے لوگ بال لینے کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اور اُنہیں بڑی دقت سے ایک بال ہاتھ آیا کرتا تھا۔ ہر فصل میں فصد کرایا کرتے تھے موچھیں برابر کر دیا کرتے تھے۔ ہاتھ بہت نازک تھے۔ انگلیوں پر لمبی اور نرم پوست تھی۔ پاؤں لمبے اور چوڑے تھے۔ اور ایڑی معشوقوں کے رُخساروں کی طرح چمکیلی تھی۔ آنحضرت کے تمام بدن پر سوائے مقررہ مقامات کے اور کہیں بال نہ تھے صرف جناب کے سینہ بے کینہ پر بموجب سنت بہت تھوڑے سے بال تھے اور کہیں نہ تھے۔ آنحضرت کا رنگ سُرخ و سپید یعنی ملیح و صبیح تھا۔ جناب کا تمام بدن مبارک ہتھیلی کی طرح بالوں سے صاف تھا کبھی دیکھا نہ گیا۔ کہ آنحضرت کے بدن مبارک پر گرد و غبار یا میل کا نشان ہو۔ غرضیکہ آنحضرت کی خو بیج حسن اور خود خصلت انبیاء کے مشابہ تھی۔ جو شخص آنحضرت کو دیکھتا بے اختیار بول اُٹھتا۔ کہ

Marfat.com

یہ خلیفۃ اللہ اور نائب مناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ؎

بدین وملت از دانش رواج ورونق دیگر بید موسئے بدم عیسئے بخوبی ماہِ کنعانی

آنحضرت کا لباس مبارک ہند کے طور پر پیراہن، خرقہ قمیص اور فرغل، فرجی آپ نے کبھی زیب تن نہ فرمایا۔ دستار وعمامہ ولائیتوں کی طرح باندھتے تھے۔ شلوار پہنا کرتے تھے۔ جاڑے کے موسم میں روئی دار قبا وغیرہ پہنا کرتے۔ روئی دار رضائی کا استعمال کرتے۔ شال آپ کبھی سر پر نہ اوڑھتے۔ رات کے وقت کبھی کبھی طوسی شال تہ کر کے کندھوں پر ڈال کر سینئے مبارک پر گرہ لگا لیتے یا مراقبہ کے وقت چہرہ مبارک پر ڈال لیتے تھے۔ گرمی کے موسم میں بہت باریک چادر ہوا کرتی تھی۔ جس سے چہرہ مبارک کو ڈھانکا کرتے تھے۔ آنحضرت کا لباس بیش قیمت ہوا کرتا تھا۔ لیکن سنہری روپہری نہیں۔ جمعہ اور دونو عیدوں کے دن غسل کر کے لباس تبدیل کرتے تھے۔ سواری کے وقت کبھی کبھی شلوار کے اندر چھوٹا نہ بند یا لنگوٹ ہوتا۔ پاپوش مبارک بانانی نہایت پرتکلف ہوا کرتی۔ اکثر کاڑھا ہوا رومال یا عمامہ سر پر رکھتے تھے۔ آنجناب کی مسند پر سوئی کا کام کیا ہوا ہوتا تھا نیچے توشک اور اُس پر تکیہ۔ مصلےٰ جدا تھا۔ جاڑے میں جو مصلےٰ ہوتا۔ احتیاطاً اُس پر رومال ڈال لیا کرتے تھے۔ آنحضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا۔ کہ تمام یار خلفاء اور فرزند ڈرتے، کانپتے، بُت بنے رہتے تھے۔ دم نہیں مار سکتے تھے۔ خواہ اعلےٰ یا ادنےٰ جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اُس کی یہی کیفیت ہوتی۔ جیسا کہ گیارھویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ آنحضرت غرباء اور فقراء کی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ ہر روز اُن کے حالات پوچھا کرتے۔ اُن پر مہربانی کیا کرتے تھے۔ اور ان سے اس طرح ہمکلام ہوتے کہ انہیں یقین ہو جاتا کہ ہمیں سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ ایک روز ایک دیہاتی پٹھان دُور دراز فاصلہ سے آنحضرت کی زیارت کے لئے آیا۔ اور مجلس مبارک میں داخل ہوا۔ جب مجلس کا جاہ وجلال دیکھا۔ تو حیران ہو کر ڈرتا، کانپتا دور کھڑا ہو گیا۔ اس کی مجال نہ تھی۔ کہ آگے بڑھ کر مجلس میں شامل ہو۔ اس کا لباس بھی پھٹا پرانا اور میلا تھا۔ جب آنحضرت نے دیکھا کہ وہ ڈرتا ہے۔ تو از راہِ لطف وکرم اسے بلایا۔ اور اپنے خاص

Marfat.com

کپڑے اسے عنایت فرمائے۔ روز بروز اس اس پر زیادہ شفقت کرتے۔ حتیٰ کہ تمام لوگ اس کا حسد کرنے لگے۔ آنحضرت اکثر اوقات غربا اور فقرا کو اپنے پاس بلا کر انکے حالات پوچھا کرتے تھے۔ اور کبھی ان کا کھانا منگا کر اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔ اور پھر کچھ دیکر رخصت کرتے۔ لیکن دولتمندوں کی ذری پرواہ نہ کرتے ۔

ذکر در بیان

خصائص حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء کہ ممتاز اند از ابنائے جنس خود

آنحضرت کے خصائص بے شمار ہیں۔ لیکن یہاں پر صرف چند ایک مشہور لکھے جاتے ہیں :-

خاصہ:- آنحضرت کو حقتعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمیر طینت سے پیدا کیا۔ اور اصالت محمدی سے مشرف فرمایا ۔

خاصہ۔ آنحضرت قیوم مخلوقات اور خلیفہ پروردگار ہوئے ۔

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے خلت ابراہیمی آنحضرت کو عطا فرمائی ۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو محبوبیت ذاتی جو خاصہ نبوت ہے۔ بطریق تبعیت عنایت فرمائی ۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسے علیہ السلام کی طرح آنحضرت سے بھی کلام بیواسطہ کیا ۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے ۔

خاصہ۔ حقتعالےٰ نے آنحضرت کی دُنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا ۔

خاصہ۔ حقتعالیٰ نے آنحضرت پر تینوں ولائیتوں صغرٰے کبرٰے اور علیا کے تمام کمالات اور مقامات اور کمالات نبوت کے تمام حقائق جن سے مراد حقیقت کعبہ حقیقت صلوٰۃ اور حقیقت قرآن ہیں مفصل منکشف فرمائے ۔

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کے مرید کو آنجناب کے طفیل سے ان

مقامات ولایت اور حقائق کمالات نبوت سے مشرف فرمایا ؛

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حضرت مجدد الف ثانی رض کے بعد دوسری صدی کا مجدد بنایا ؛

خاصہ۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا تمام کمالات صرف قیوم اربعہ سے مخصوص ہیں۔ اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئے۔ ان تمام کمالات کے بانی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رض ہیں۔ اور ان علوم، معارف اور کمالات کے خاتم حضرت خلیفۃ اللہ ہیں ؛

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو قطبیت۔ قیومیت محبوبیت ذاتی اور ولایت محمدی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ نیز آنحضرت امام اور خلیفہ تھے ؛

خاصہ۔ حقتعالیٰ نے آنحضرت کو فردیت کا منصب عنایت کیا ؛

خاصہ۔ آنحضرت کے مُرید بھی صاحب منصب تھے۔ چنانچہ شیخ محمد عابد سلطان پور کے قطب تھے۔ اور صوفی مرزا جانی کو ابدالی رتبہ حاصل تھا۔ علیٰ ہذا القیاس بعض اور بھی صاحب مرتبہ و منصب تھے ؛

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بالغ ہونے سے پیشتر ہی ان علوم و معارف سے مشرف فرمایا ؛

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ نے آنحضرت کو اپنے سامنے مسندِ ارشاد پر اپنے برابر بٹھا کر لوگوں کو توجہ دلائی۔ آنحضرت نے بہتیرا پاس ادب توجہ دینے میں تامل کیا۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ نے نہایت تاکید سے اپنے سامنے بٹھا کر لوگوں کو ایک طرف سے خود توجہ دی۔ اور دوسری طرف سے آنحضرت سے دلوائی۔ اسی طرح حلقہ ختم کیا کرتے تھے۔ اس قسم کا سلوک کسی پیر نے اپنے مرید سے نہیں کیا ؛

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے تمام یاروں اور خلیفوں کو آنحضرت کے سپرد کیا ؛

خاصہ۔ اس طریقہ علیہ کے بڑے بڑے آدمی مثلاً حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد صدیق اور حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا اور حاجی فضل اللہ اور شیخ محمد شافی الحال اور بزرگ آنحضرت کی قطبیت اور

قیومیت کے معتقد ہوئے۔ بلکہ غیر طریق کے مشائخ نے بھی آنحضرت کی قطبیت کو تسلیم کیا۔

خاصہ۔ آنحضرت نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال پیروی سے اپنے یاروں کی قبولیت اور مغفرت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ مثلاً اصحاب جبل اصحاب سباط۔ اصحاب ارم۔ اصحاب مطر اور عشرہ مبشرہ۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اصحاب بدر۔ اصحاب تبعیت۔ رضوان اور عشرہ مبشرہ کی قبولیت و مغفرت کی خوشخبری دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں کو صحابہ کے کمالات سے مشرف فرمایا۔

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ کی زندگی میں آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہو گیا۔ کہ قریباً سات لاکھ آدمی مرید ہوئے۔ اور تین چار ہزار خلفاء بھی ہو گئے تھے۔ ہر ایک خلیفہ کے ہزاروں مرید تھے۔ آنحضرت کا سلسلہ مریدی عین حیات میں پانچ درجے تک پہنچ چکا تھا۔

خاصہ۔ بیس سال کی عمر میں تمام کمالات انبیاء بطریق وراثت اور کمالات اولیا بطریق ریاست حقتعالیٰ نے آنحضرت کو عنایت فرمائے۔

خاصہ۔ چند مرتبہ سلطان وقت نے حاضر خدمت ہونے کی درخواست کی۔ جو قبول نہ ہوئی۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو سلطان الاولیاء کا خطاب دیا۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ الہام خبر دی کہ تم اس امت کے آخری مشہور شیخ ہو۔ تمہارے بعد کوئی کامل اور وارث اتم شیخ نہیں ہوگا۔

خاصہ۔ مہدی موعود حضرت خلیفۃ اللہ کے طریقہ سنیہ میں مبعوث ہونگے۔

خاصہ۔ قیامت کے دن پلصراط پر سے آدمیوں کو آسانی سے گذارنے کی خدمت آنحضرت کے سپرد ہوئی۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے ایک مرید پر آنحضرت کے طفیل سے مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔

Marfat.com

خاصہ - آنحضرت اسم اعظم کے عالم تھے ⁎

خاصہ - آنحضرت بعض ان اسماء کے عالم تھے۔ جن کے پڑھنے سے دنیاوی لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ مثلاً کھانا۔ پینا۔ صحبت کرنا۔ اور لباس وغیرہ ⁎

خاصہ - نماز کے وقت آنحضرت کا وصال ہوا۔ صبح کی نماز ادا کر کے نماز اشراق کے انتظار میں مراقبہ کر رہے تھے۔ کہ معشوق حقیقی سے جا ملے۔ یہ بھی انبیاء کا طریقہ ہے۔ کہ ان کا آخری قول و فعل نماز ہوتا ہے ⁎

ذکر در بیان

واقعاتیکہ دلالت بر انتقال آنحضرت میکنند

اول وہ واقعات بیان کرتا ہوں۔ جو میں (مؤلف) نے دیکھے ہیں :-

واقعہ - جب آنحضرت نے مجھے (مؤلف) چھتیسویں سال قیومیت میں تاکید مزید سے رخصت فرمایا۔ تو مجھے مشرقی علاقے میں گئے ہوئے ابھی دو تین مہینے نہ گذرے تھے۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص نے مجھے تنبیہ کی۔ کہ شاہجہان آباد سے جلدی خبر منگاؤ۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا کیسی خبر؟ اس نے کہا۔ قطب وقت جو تیرے پیر ہیں۔ عنقریب ہی شاہجہان آباد اُن کے وجود سے خالی ہو جائے گا۔ میں پریشان اور بے اختیار ہو کر آہ و زاری کرنے لگا حتیٰ کہ روتا چلاتا جاگ پڑا۔ لوگ جو اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ میں ایسا گھبرایا ہوا تھا۔ کہ بات نہیں کر سکتا تھا ⁎

واقعہ - جن دنوں میں نے اپنے بعض یاروں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا ان کے آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ وہ آ کر کہتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کا فاتحہ پڑھو۔ میں یہ سُنکر جاگ پڑا۔ اور بہت گھبرایا۔ انہوں نے آ کر ایسے حالات بیان کئے۔ جو آنحضرت کے انتقال پر دلالت کرتے تھے ⁎

واقعہ - ایک روز میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت کی خانقاہ میں لوگ روتے چلاتے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ خلیفۃ اللہ فوت ہو گئے ہیں۔ میں گھبرا کر محل کے اندر گیا۔ اور آنحضرت کی والدہ ماجدہ سے پوچھا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کہاں ہیں؟

Marfat.com

اُنہوں نے روتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہ اس جہان سے سفر کر گئے ہیں۔ میں یہ وحشت ناک خواب دیکھ کر جاگ پڑا۔ اس وقت آنحضرت کا یار محمد اعظم میرے پاس بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ آجکل میں شاہجہان آباد سے کوئی خبر آئی ہے۔ اس نے جب میرے چہرے پر گھبراہٹ کی علامتیں دیکھیں۔ تو کہا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم نے کوئی ہولناک خواب دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا یہ خواب پریشان ہیں ؛

واقعہ۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں آنحضرت کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ جب حویلی میں پہنچا۔ تو صحن میں ایک قبر دیکھی۔ جس کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ حضرت خلیفۃ اللہ کی قبر ہے۔ بعینہٖ وہ قبر جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی ؛

واقعہ۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرات سرہند کے روضوں میں اس طریق کے اکثر مشائخ ہزارہا آدمیوں سمیت رو رہے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ ہمارے سردار قطب وقت فوت ہو گئے ہیں ؛

واقعہ۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے بڑے بھائی شیخ محمد محسن آ کر کہتے ہیں۔ کہ سلطان الاولیاء قیوم جہان کا وصال ہو گیا ہے۔ انہیں دنوں انہوں نے آکر آنحضرت کی بیماری کا حال سنایا ؛

واقعہ۔ جب پے در پے یہ ہولناک خواب دیکھے۔ تو میں نے اس بھید کے کشف ہونے کے لئے توجہ کی۔ کہ آیا یہ خواب سچے ہیں یا محض خیالات ہی ہیں۔ حلقہ فجر میں بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے تمام یار روتے ہوئے نعش اُٹھائے جا رہے ہیں۔ میں یہ بات دیکھ کر گھبرایا اور حاضر خدمت ہونے کے لئے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا ؛

واقعہ۔ جب میں شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ تو مجھے آنحضرت کے وصال کا ایسا یقین ہو گیا۔ کہ خیال کرنے لگا شائد آنحضرت کی زیارت بھی نصیب ہو یا نہ ہو۔ اس واسطے میں بہت ہی گھبرایا ہوا تھا۔ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں نے جا کر آنحضرت کی زیارت کی ہے۔ اور صوفی مرجانی مرزا بھی بیٹھے ہیں۔ آنحضرت قرآن شریف

کی تلاوت کر رہے ہیں۔ لیکن بہت ہی کمزور ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنے آخری مرض میں فرماتے تھے۔ بعد ازاں آنحضرت کو ظاہری آنکھوں سے اس طرح دیکھا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ جب میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت تلاوت میں مشغول تھے۔ اور صوفی مرزا جانی بھی انہیں دنوں لاہور سے آئے تھے۔ اور آنحضرت بہت ہی کمزور ہو گئے تھے۔ اور مرض کی شکایت کرتے تھے۔ جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائے گا ❖

واقعہ۔ میرے (مولف رح) ایک یار نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عالیشان سنہری روپہری جواہرات سے جڑاؤ ایک عمارت تیار کی گئی ہے۔ اور ہر طرح سے اسے سجایا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ مکان شیخ محمد زبیر خلیفۃ اللہ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جو عنقریب ہی یہاں آنیوالے ہیں ❖

واقعہ۔ میرے (مولف رح) ایک یار نے بیان کیا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے۔ اور نعش مبارک کو سرہند لیجا رہے ہیں۔ اتنے میں پھر آنحضرت زندہ ہو گئے ہیں۔ اس زندگی سے مراد قوتِ باطنی ہے ❖

واقعہ۔ آنحضرت کے مخصوص یار عبد اللہ بگیمان عید فطر کے روز آنحضرت کے سامنے کھڑا ہوا رو رہا تھا۔ میں نے سبب پوچھا تو کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میرا قرآن شریف جل گیا ہے۔ سو ہمارا قرآن حضرت خلیفۃ اللہ ہیں۔ اس واسطے میں روتا ہوں ❖

واقعہ۔ آنحضرت کی خانقاہ میں کا ایک یار بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عظیم الشان درخت جس کی شاخوں کا سایہ تمام جہان پر ہے۔ یکبارگی ہلکر زمین پر آگرا ہو

واقعہ حضرت اکابر اولیاء خواجہ محمد صادق کے فرزند فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک گر گیا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ اس کی تعبیر کیا ہو۔ انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال ہو گیا۔ تمام حضرات سرہند نے متفق ہو کر کہا۔ کہ اس خواب کی تعبیر یہی ہے ❖

واقعہ۔ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک عزیز نے

Marfat.com

خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ زمین پر لوٹتے ہیں۔ اس واقعہ کی تعبیر بھی حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال تھا۔ اس قسم کے ہزارہا خواب لوگوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالتِ کلام ہے۔ اس واسطے مختصر طور پر چند ایک لکھے گئے ہیں ۔

ذکر در بیان

مرض وفات حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ و رسیدن مؤلف ایں کتاب بخدمت سراسر سعادت رضی اللہ عنہٗ

نادر شاہ کے ہند سے چلے جانے کے بعد ایک مہینہ یا کچھ زیادہ صحیح المزاج رہے۔ اس عرصے میں دو تین مرتبہ سواری کی۔ چند ایک مقامات پر ماتم پرسی کے لئے گئے۔ اور دو دفعہ باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ القصہ پیر کے روز ماہ جمادی الاولیٰ کو آنحضرت کو تپ ہو گیا۔ آنحضرت دائم المریض تھے۔ اور اکثر خلل معدہ کے لئے جلاب وغیرہ لیا کرتے۔ اور اور علاج کیا کرتے جن سے کچھ افاقہ ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن اس مرض سے دو سال پہلے جب مرض غالب آتا تو جو دوا کرتے مفید نہ پڑتی۔ بلکہ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ آنحضرت اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے سینے میں بلا ہے۔ دیکھئے اس کا انجام کیا ہو۔ جب یہ تپ ہو گیا۔ تو فرمایا۔ ہم اسی تکلیف کے منتظر تھے۔ لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس مرض کو گذشتہ مرضوں کا سا خیال نہ کرنا۔ اس سے جانبر ہونا محال ہے۔ دن بدن کمزوری بڑھتی گئی۔ چند روز بعد آنحضرت کے ہاتھ پاؤں پر ورم ہو گئی۔ اور سینہ زیادہ درد کرنے لگا۔ کھانسی کا بھی غلبہ ہو گیا۔ کھانستے وقت مُنہ سے خون آتا۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر گھبرائے۔ اور تمام اطبا جمع ہو کر طرح طرح کے علاج کرنے لگے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آنحضرت بہتیرا فرماتے کہ حقتعالےٰ نے ان دواؤں سے اثر دُور کر دیا ہے۔ ان سے شفا نہ ہو گی۔ لیکن چونکہ لوگ منت و سماجت کرتے تھے۔ اس واسطے ان کی خاطر دوا استعمال کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ یارو! ہمیں تکلیف نہ دو۔ تمہیں نہیں معلوم کہ یہ دوا مضرت کا موجب ہے۔ چونکہ آنحضرت نے بذریعہ کشف معلوم کر لیا تھا۔ کہ یہ مرض موت ہے۔ اس کا علاج نہیں ہو سکیگا۔ اس واسطے بالکل پرہیز نہ کرتے تھے۔ لیکن کمزوری اور ضعف کے سبب

Marfat.com

غلبہ مرض بکثرت تھا۔ مگر پھر بھی درود وظائف اور عبادات میں کسی قسم کا فتور نہ آیا۔ خانقاہ میں رات کو بیٹھتے، لوگوں کو توجہ دیتے۔ غرضیکہ جو کام صحت کے دنوں میں کرتے تھے بدستور کرتے رہے۔ اس میں سرمو فرق نہ آیا۔ حکماء نے ورم کے لئے عرقِ بید مشک اور عرق سونف دیا۔ جس سے ورم کو آرام ہوا۔ لیکن دوسری تکلیف دوگنی ہو گئی۔ اتنے میں ماہ رمضان آپہنچا۔ حسب دستور تراویح و مراقبہ کراتے رہے۔ چونکہ میں نے اس سے پہلے وحشتناک خواب دیکھے تھے۔ اس لئے گھبرا گیا۔ اور جب گھبراہٹ سے مجبور ہو گیا۔ تو اپنے ایک آدمی کو ایک عرضی اور سو روپیہ نقد دیکر آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ اس مرض میں جب میری عرضی پہنچی۔ تو آنحضرت پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور مہربانی کر کے میرے آدمی کو ٹھیرا لیا۔ کہ فرصت کے وقت اس کا جواب لکھیں دینگے۔ چونکہ قدیمی دستور تھا۔ کہ میری عرضی کا جواب اپنے دستِ خاص سے لکھا کرتے تھے۔ اس دفعہ بھی گو آنحضرت سخت مرض میں مبتلاء اور قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ بعض یاروں نے عرض کیا۔ کہ آنجناب اس وقت بہت کمزور ہیں۔ اور مرض کا بھی غلبہ ہے۔ اگر منشی کو حکم ہو۔ تو محمد احسان کی عرضی کا جواب لکھدے۔ آنحضرت نے ازراہِ عنایت فرمایا۔ کہ اگر ہمارے ہاتھ کا لکھا ہوا نہ گیا۔ تو وہ کیونکر زندہ رہیگا۔ کیونکہ آنحضرت کو میری بےاختیاری معلوم تھی۔ بعد ازاں قلمدان منگا کر اپنے ہاتھ سے میری عرضی کا جواب لکھ بھیجا۔ اور میرے آدمی کو سخت تاکید کی۔ کہ بیماری کا ذکر نہ کرنا۔ کیونکہ موجودہ حالت سُن کر وہ ننگے پاؤں اُٹھ دوڑیگا۔ اس آدمی نے آنحضرت کے فرمان کے مُطابق مجھے آنحضرت کے مرض کی کیفیت نہ بتلائی۔ صرف اتنا کہا کہ آنحضرت کی طبیعت قدرے علیل ہے۔ لیکن کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ آنحضرت کا اسی مرض میں وصال ہو جائیگا۔ میری عرضی کا جواب جو آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے حسب ذیل ہے:۔

مکتوب حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ کہ در آخر مرض وفات بایں فقیر مؤلف ایں کتاب محمد احسان نوشتہ اندو مشرف شدن ایں مسکین بآستان بوسی عتبہ علیہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ - برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شیخ محمد احسان - اس درویش ناتوان کی طرف سے سلام مسنون ہو - بہت مشتاق جان کر اپنی ظاہری و باطنی ترقی کی دعائیں تصور فرما دیں - آجکل ضعف غالب ہے - اکثر تمہاری طرف طبیعت متوجہ رہتی ہے - ہر عشاء اور تہجد کے وقت اپنے باطن کو تمہارے باطن کی طرف متوجہ کرتا ہوں - آپ کا مکتوب مرغوب عین انتظاری کے وقت ملا - اس کے مطالعہ سے نہایت خوش وقت ہوا - جو آپ نے لکھا تھا - کہ محبوبیت ذاتی کمال انفعالی اور حضرت ذات و مقطعات قرآنی سے بہرہ حاصل تھا - نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رض کے خصائص جن سے آنحضرت ممتاز ہیں اپنے آپ میں پاتا ہوں - اور ان مقامات کو معلوم کرتا ہوں - امید ہے کہ اِن باتوں کی تصحیح کر کے لکھینگے - بھائی صاحب ! مدت سے میں اِن معاملات کو آپ کے باطن میں پاتا تھا - سو اللہ تعالٰی کا شکر ہے - کہ آپ پر بھی پورے طور پر ظاہر ہو گئے ہیں - اور قوت سے فعل کی صورت میں آ گئے ہیں - اِس نعمت عظمٰی کا شکر بجا لائیں - اور فوق کی طرف متوجہ ہوں - خود پسندی کو دخل نہ دیں - اور اپنے بزرگوں کے طریقہ کے سخت پابند رہیں - مبلغ ایک سو روپیہ جو آپ نے بھیجا - پہنچ گیا - اللہ تعالٰی قبول فرمائے - اپنے تمام یارانِ طریقت کو ہمارا سلام پہنچائیں - اور علی محمد خاں کو بھی - والسلام علی من اتبع الھدٰی - اور فقیر زادوں کی طرف سے مشفقانہ سلام مطالعہ فرمائیں " یہ آنحضرت کی آخری نوشت ہے - اس کے بعد قلم کو ہاتھ نہیں لگایا - میں نے (مصنف رح) اس کے مطالعہ کے بعد بے اختیار سیر کے بہانے شاہجہان آباد کی راہ لی - اور دو دن ماہِ رمضان رہے آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوا - دیکھا کہ آنحضرت بہت ہی لاغر ہو گئے ہیں - اور فرماتے ہیں - کہ اب میری عمر ختم ہونے کے قریب ہے صرف چند روز اور مہمان ہوں - اچھا ہوا جو تم آ گئے - میں بھی تمہارا انتظار کر رہا تھا - یہ باتیں سُنکر میں اور بھی بے قرار ہو گیا - آنحضرت نے فرمایا - کیوں اتنے بے قرار ہوتے ہو - سُنت نبوی یہی ہے - جب تک میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا - بہت گھبرایا ہوا تھا - جب میں شہر میں داخل ہوا - تو گھبراہٹ پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی - کہ دیکھئے اب کیا سُننے میں آئے - جو شخص خانقاہ کی طرف

Marfat.com

سے آتا۔ میں اس سے آنحضرت کا حال پوچھتا۔ اتنے میں ایک شخص مجھے ملا۔ میں نے آنحضرت کا اسم مبارک لیکر حال پوچھا۔ تو اُس کی زبان سے اچانک قدس سرہٗ کا لفظ نکل گیا۔ میں بہت پریشان ہوا۔ اس نے پھر میری تسلی کے لئے کہا۔ کہ یہ لفظ سہواً میری زبان سے نکل گیا ہے۔ میں ابھی آنحضرت کی خدمت سے آرہا ہوں۔ اتنے میں ایک اور شخص خانقاہ کی طرف سے آیا۔ میں نے آنحضرت کا حال پوچھا۔ اس نے خیریت ظاہر کرکے کہا۔ جلدی جاؤ۔ تمہارا انتظار ہے۔ بعد ازاں میں سر کے بل آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن آنحضرت کے فرمانے سے گھبراہٹ اور بھی زیادہ ہوگئی۔ ماہِ رمضان میں عصر کے وقت آنحضرت کے روبرو حدیث کا درس ہوا کرتا تھا۔ ماہِ رمضان کے آخری دن جب حدیث کی کتابیں درس کے لئے لائی گئیں۔ تو میں نے مشکوٰۃ شریف لیکر روزے کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں نکالیں۔ لیکن میں انہیں پڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ جبرئیل عم ماہِ رمضان کے آخیر میں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کی تعلیم اور وصیت کے لئے حاضر ہوئے۔ اور تحقیق ایمان اور قیامت وغیرہ کرکے چلے گئے۔ آنحضرت نے بھی سنت نبویؐ کے مطابق انہیں احادیث کے پڑھنے کے لئے فرمایا۔ جو مشکوٰۃ شریف کے پہلے باب میں لکھی ہوئی ہیں۔ اس وقت مجھے آنحضرت کے وصال کا پورا یقین ہوگیا۔ ماہ رمضان میں جناب کا طریقہ یہ تھا۔ کہ مغرب کی نماز کے بعد شام کے وظیفے پڑھ کر مسجد کے دوسرے دروازے کی راہ جو بازار کی طرف ہے بازار میں تشریف فرما کر غربا و مساکین کے حالات پوچھا کرتے بعد ازاں محل میں تشریف فرما ہو کر کھانا تناول فرماتے۔ پھر نماز تراویح کے لئے تشریف لاتے۔ اور عام دنوں میں یہ عادت تھی۔ کہ چھوٹے دروازے کی راہ جو محل کے قریب ہے رات کے آخری حصہ میں خلوتخانہ میں تشریف لے جاتے۔ اس ماہ رمضان کے آخیر میں جب اس دروازہ سے نکلے۔ تو فرمایا کہ یہ ہمارا آخری عبور ہے۔ اُمید نہیں کہ ہم پھر اس دروازے سے گذریں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ انشاء اللہ آئندہ سال بھی ایسا ہی ہوگا۔ فرمایا سال تو درکنار اگر ایک مہینہ بھی پورہ زندہ رہیں تو غنیمت سمجھنا۔ بعد ازاں عید کے روز فرمایا۔ کہ یہ ہماری آخری دنیاوی عید ہے۔ آنحضرت ہر روز لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے۔ اور نیک اعمال کی ہدایت کیا کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی

Marfat.com

فرمایا کرتے۔ کہ اب دنیا سے کوچ کے دن نزدیک ہیں۔ انہیں دنوں آنحضرت کے خلیفہ اعظم شیخ محمد عابد کی وفات کی خبر آئی۔ تو افسوس کر کے فرمایا۔ کہ محمد عابد تم نے بہت جلدی کی اچھا آجکل میں ہم بھی آیا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی ایسا دن نہ گذرتا تھا۔ کہ اپنی رحلت کی خبر نہ دیتے تھے۔ ایک روز آنحضرت کی ہمشیرہ نے عرض کیا۔ کہ جب برادر زادہ محمد احرار بیمار ہوا اور میں نے صحت کی خوشخبری کے لئے عرض کیا تھا۔ تو جناب خاموش رہے۔ آخر وہ اس دنیا سے سفر کر گیا۔ پھر بڑی بہن کا بھی یہی حال ہوا۔ پھر محمد احرار کی ہمشیرہ کے بارے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اب جو آپ کی صحت کی خوشخبری کے لئے آپ سے عرض کیا ہے۔ تو پھر بھی آپ خاموش رہے۔ اس سے مجھے تو کچھ شک سا ہو گیا ہے۔ فرمایا۔ میرا آزار بھی محمد احرار وغیرہ سا ہے۔ جو حال تم نے ان کا دیکھا ہے وہی میرا دیکھ لینا۔ پھر اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا۔ کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں۔ صبر رکھنا۔ کسی قسم کا واویلا نہ کرنا۔ ایک شخص مطلوب نامی آنجناب کا منظور نظر تھا۔ اُسے فرمایا کہ آجکل ہم دُنیا سے جانے والے ہیں۔ ہمارے بعد تجھے کوئی نہیں پوچھیگا۔ جب شوال کا مہینہ آدھا گذر گیا۔ میں ہر سال آنحضرت کی سالگرہ پر ۵۔ ذیقعدہ کو بڑی خوشی منایا کرتا۔ عمدہ عمدہ کھانے تقسیم کیا کرتا۔ فاخرہ لباس پہنا کرتا اور آنحضرت کے واسطے بیش قیمت کپڑے اور تحفے لایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس سال بھی ایک زعفرانی شال خریدی۔ چونکہ اس کا رنگ ڈھنگ میرے دل کو بھایا۔ اس واسطے خیال آیا۔ کہ یہ اس سال آنحضرت کی خدمت میں لیے چلوں تاکہ آنحضرت اپنی سالگرہ کے موقع پر اسی کو زیب تن فرمائیں۔ جب میں آنحضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اسے اپنی سالگرہ کے دن زیب تن فرمانا۔ تو فرمایا۔ سالگرہ تک شاید ہی ہم زندہ رہیں۔ اور اغلب ہے کہ یہ ہمارے کام نہیں آئیگی۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ اس کا جامہ بنوا کر خود پہنو۔ میں نے پھر منت و سماجت کر کے عرض کیا۔ کہ قبول فرمائیگا جناب نے قبول فرمایا۔ میں نے آداب قیومیت بجا لا کر عرض کیا۔ کہ یہ سب سے اعلےٰ آرزو ہے۔ کہ دُنیا میں جو شے سب سے افضل اور اعلےٰ ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ اللہ کے خادموں کے کام آئے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ تم ہماری محبت و اخلاص میں ایسے بے اختیار ہو کہ کوئی نہ ہو گا۔ اور اس معاملہ میں کوئی بھی تمہاری برابری نہیں کر سکتا۔ میں نے پھر عرض کیا ؎

Marfat.com

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم چندیں سگانِ کوئے تو یک کترینم

آنحضرت نے عید فطر کے بعد تین مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ چنانچہ تیسرا ختم ۲۲ شوال بروز جمعرات اختتام کو پہنچا۔ اسی روز سے سالکوں کو توجہ دینا بھی ترک کیا۔ آخری حلقہ میں سترہ آدمیوں کو توجہ دی۔ میں (مؤلف کتاب) بھی اس حلقہ میں داخل تھا۔ بلکہ میں ہی آخری شخص ہوں۔ جسے آنحضرت نے القائے نسبت خاص فرمایا۔ اس کے بعد یاروں کو فرمایا۔ کہ معلوم نہیں کہ پھر ہم یاروں کو توجہ دے سکیں۔ لوگ یہ سنکر زار زار روئے۔ پھر عصر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ اور عصر سے رات کے آخری حصے تک ۲۹ شوال کو حسبِ عادت مسجد میں رہے۔ اُس رات آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ مسجد میں ہماری آخری رات ہے۔ عصر، مغرب اور عشا کی یہ آخری نمازیں ہیں۔ جو مسجد میں ادا کیں۔ صبح جمعہ کے روز آنحضرت پر غشی طاری ہوئی۔ بڑی مشکل سے نماز جمعہ کے لئے آنحضرت تشریف لائے۔ باوجود اس قدر تکلیف کے جمعہ کی نماز قضا نہ کی۔ نماز جمعہ ادا کر کے خلوت میں تشریف لے گئے۔ جہاں سے پھر نکلنے کی طاقت نہ رہی۔ اس کے پانچویں دن آنحضرت کا وصال ہوگیا +

ذکر در بیان

ارتحال آں قبلہ کمال حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء

ازیں دار بے مقدار بقرب وجوار پروردگار

اس غم کی داستان کا بیان احاطہ بیان سے باہر ہے۔ اس پرغصہ قصہ کی شرح تقریر سے زیادہ۔ اس قصہ ناملنیہ کا ذکر بیان نہیں ہوسکتا۔ اس حکایت پر شکایت کی شرح نہیں ہوسکتی۔ نہ قلم کو لکھنے کی طاقت۔ نہ ہاتھ کو ہلنے کی سکت۔ نہ زبان کو بیان کرنے کی ہمت۔ نہ کان کو سننے کی تاب ؎

چو آید ایں حکایت بر زبانم زدرد وغم شود آتش جہانم

دگر خواہم کہ در تحریر آرم بسوزد کاغذ و طرفہ قلم ہم

باز اینچہ رستخیز عظیم است کز زمیں بے نفخ صور خاستہ تا عرش عظم است

باز ایں صباح تیرہ امید از کجا گرد کار جہان وخلق جہاں جملہ درہم است

گویا طلوع میکند از مغرب آفتاب کاشوب قد تمام از آب عالم است
جن و ملک بر آدمیاں نوحہ میکنند گویا عزائے اشرف اولادِ آدم است
در بارگاہِ قدس کہ جائے ملال نیست سرہائے قدسیاں ہمہ بر زانوئے غم است

جمعہ کے روز ۲۹ رشوال کو اشراق کی نماز کے بعد آنحضرت پر غشی طاری ہوئی لیکن قوتِ باطنی کے سبب اپنے آپ کو نہ چھوڑ کر بڑے وقار سے حجرہ خاص میں تشریف لے گئے۔ اور بستر مبارک پر تکیہ لگایا۔ یہ حال دیکھ کر لوگ چلا اُٹھے۔ آنحضرت دن کے دو تہائی حصّے تک غشی کی حالت میں رہے۔ جب جمعہ کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذاں دی۔ تو اذاں سُنتے ہی آنحضرت کو افاقہ ہوا۔ اور عادت قدیمہ کے بموجب از سرِ نو وضو کر کے کسی کی مدد بغیر مسجد میں تشریف لائے۔ اس روز کسی کو گمان نہ تھا۔ کہ آنحضرت جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لا ئینگے۔ جمعہ کی نماز کے بعد لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے امید نہیں کہ اگلے جمعہ تک زندہ رہیں۔ پھر خلوتخانہ میں تشریف لیگئے۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی نمازیں خلوتخانہ ہی میں ادا کیں۔ مسجد اور اہل مسجد حضرت خلیفۃ اللہ کے فراق سے رونے لگے۔ اس رات خانقاہ ایسی وحشت ناک تھی۔ کہ جو شخص مسجد میں آتا تھا۔ اُس پر وحشت کا غلبہ ہوتا تھا۔ آدھی رات گذری تھی۔ کہ حضرت کی والدہ ماجدہ آنحضرت کے دیکھنے کے لئے لوگوں کو دُور کرا کے تشریف لائیں۔ اور تمام عالم نسا آنحضرت کے دیدار سے مشرف ہُوا۔ بعد ازاں پانچ دن آنحضرت زندہ رہے۔ پھر کسی عورت کو پاس نہ آنے دیا۔ صبح منگل کے روز شوال کی آخری تاریخ فجر کی نماز کے بعد ہچکیاں شروع ہو گئیں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اب تو ہچکیاں بھی شروع ہو گئیں۔ سب نے عرض کیا۔ کہ خدا نہ کرے آخری وقت ہو۔ آنحضرت نے فرمایا تین چار دن میں دیکھ لوگے۔ اِن دنوں اکثر سرہند کو یاد کر کے فرمایا کرتے تھے۔ کہ سرہند جانے کو جی چاہتا ہے۔ اتوار کے روز آنحضرت پر ضعف کا اس قدر غلبہ طاری ہو گیا۔ کہ بغیر تکیہ بیٹھنا دشوار تھا۔ پیر کے روز ناطاقتی بکثرت ہو گئی۔ چنانچہ فرض کھڑے ہو کر ادا کئے۔ اور باقی بیٹھکر۔ تمام ارکان سلطنت معہ وزیران دنوں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہُوا کرتے تھے۔ خاصکر آج پیر کے دن تو صبح سے لیکر عشا تک خانقاہ میں بیٹھے روتے رہے۔ آخر آنحضرت نے

Marfat.com

اعتماد الدولہ وزیر ہند کو چند عمدہ نصیحتیں کر کے رخصت کیا۔ اور دوسروں کو بھی جانے کی اجازت دی۔ بادشاہ وقت ہر روز آنحضرت کی خبر پوچھتا رہتا۔ صبح شام خیر و عافیت پوچھنے کے لئے آدمی بھیجا کرتا تھا۔ چند بار آنحضرت سے بیمار پرسی کے لئے اجازت مانگی۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا۔ تمام اہل شہر اپنے گھروں میں بے قرار تھے۔ ہر روز صبح شام خانقاہ کے گرد روتے دھوتے اس طرح پھرتے تھے۔ جس طرح شمع کے گرد پروانے پھرتے ہیں۔ آنحضرت نے اپنے داماد شیخ محمد تقی کو پیر کے روز فرمایا۔ کہ اب زندگی کی امید بالکل منقطع ہو چکی ہے۔ بلکہ معلوم نہیں۔ کہ کل تک بھی زندگی ہو یا نہ ہو منگل کے روز اس قدر کمزوری ہوئی۔ کہ اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی۔ بلکہ نشستگاہ سے حجرے تک بھی تشریف نہیں لیجا سکتے تھے۔ لیکن ہچکیوں میں قدرے تخفیف ہوئی لوگوں کو خوشی ہوئی۔ کہ باقی مرض کو بھی آرام ہو جائیگا۔ اس حالت میں بھی لوگوں نے علاج شروع رکھا۔ آنحضرت نے باوجود اس قدر تکالیف کے ورد وظائف میں ناغہ نہ کیا تہجد، اشراق، وغیرہ بدستور ادا کرتے رہے۔ جب ضعف غالب آتا۔ تو آنحضرت سر مبارک جھکا لیتے۔ ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا۔ کہ آنحضرت غشی میں ہیں۔ لیکن اس وقت بھی تسبیح ہاتھ میں ہوتی۔ اور حسب عادت ہاتھ اور لب حرکت کرتے رہتے۔ پھر بقیہ بدھ کے روز نماز اوابین سے فارغ ہو کر سانس میں سُرعت آگئی۔ لیکن نہایت وقار و تمکین سے بیٹھے نوافل و وظائف پڑھتے رہے۔ سانس میں اس قدر سُرعت آگئی۔ کہ بمشکل تمام کلام کرتے۔ آدھی رات کے وقت عشا کی نماز باجماعت نہایت خشوع و خضوع سے ادا کی۔ بعد ازاں انگڑائیاں شروع ہوئیں۔ چنانچہ اکثر دست مبارک مجھ پر پھینکتے اور اپنی پیشانی میری پیشانی پر رکھتے۔ آنجناب کا سارہ بوجھ مجھ ذرہ بے مقدار پر پڑتا۔ امید ہے کہ اس سے بیشمار نعمتیں مجھے نصیب ہونگی۔ غش بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ گھڑی گھڑی پانی پیتے تھے۔ پیاس زائل نہ ہوتی تھی۔ میں نے پوچھا کہ اب مزاج مبارک کیسا ہے فرمایا۔ الحمد للہ۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو لوگ اپنی کشف سے میری صحت کی خوشخبری دیتے تھے۔ اب ان کی کشفوں کا کیا ہو گیا ہے۔ دیکھو اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ میں بہتیرا کہتا تھا۔ کہ یہ مرض زائل نہ ہوگا۔ لیکن کوئی نہیں مانتا تھا۔ جن دنوں آنحضرت بیمار تھے۔ اکثر اہل کشف اپنی کشف کے ذریعہ کہا کرتے تھے۔ کہ

Marfat.com

آنحضرت کا یہ مرض زائل ہو جائیگا۔ اور سوگند کھاتے تھے۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر مسجد میں آ کر تازہ وضو کیا۔ اتنے میں صوفی مرزا جانی نے مجھ سے آنحضرت کا حال پوچھا۔ میں نے کہا۔ اب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے۔ آؤ جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو۔ اس نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ ہم دونو ملکر آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ اتنے میں آنحضرت احتیاطاً آخری وقت تقضائے حاجت کے لئے تازہ وضو کے واسطے اُٹھے۔ صوفی صاحب نے کہا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کا مزاج مبارک درست ہے۔ کہ خود اُٹھکر وضو کے لئے گئے ہیں۔ میں نے کہا یہ آخری وضو ہے۔ آنحضرت نے تہجد کی نماز ادا کر کے سحر کے وظائف پڑھے اور صبح کی نماز کا انتظار کرنے لگے۔ میں آنحضرت کے سامنے بیٹھ کر جناب کے دستِ مبارک کو مَل رہا تھا۔ اتنے میں مجھے فرمایا۔ کہ اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو۔ جب میں متوجہ ہوا۔ تو ارکانِ طریقت و شریعت بیان فرمائے۔ اور توجہ عنایت کی۔ اس وقت آنحضرت کی پیشانی میری پیشانی سے ملی ہوئی تھی۔ توجہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر ارکان اسلام کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ اور انگشت شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور طریقت کے قواعد نہایت توضیح سے بیان فرمائے۔ اور فرمایا کہ مذہب اور طریقت کی ضروریات میں سے حضرت مجدد الف ثانی رض کی تجدید اور قیوم اربعہ کی قیومیت بھی ہے۔ بعد ازاں بعض شخص جو مرید ہونے کے ارادہ سے حاضر خدمت ہوئے تھے۔ ابھی شرف سعادت سے مشرف نہ ہوئے تھے۔ کہ انہیں غائبانہ مرید کیا۔ ان کے ارادے کی کسی کو خبر نہ تھی۔ اور نہ ہی انہوں نے خود ظاہر کیا تھا۔ آنحضرت رض نے بنور باطن ان کے ارادے سے واقف ہو کر اُن کے حق میں مہربانی فرمائی۔ بعد ازاں کئی مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا۔ اس رات اس قدر فرشتے اور ارواح طیبہ انبیاء و اولیاء آسمان سے اُترے۔ کہ عوام الناس اس معاملے کو سمجھنے لگے۔ کیونکہ گھڑی بہ گھڑی آسمان سے اس قدر تند جھونکے آتے تھے۔ کہ مشعلیں، شمعیں اور چراغ بجھ بجھ جاتے تھے۔ زمین میں زلزلہ آتا تھا۔ اور ہوا کے جھونکے اس قدر خوشبودار تھے کہ جہان کا دماغ معطر ہو رہا تھا۔ جب لوگ ہوا دیکھنے کو باہر نکلتے تو کہیں ایک

پتہ بھی ہلتا دکھائی نہ دیتا۔ گھڑی بعد پھر ویسا ہی جھونکا آتا۔ جب صبح ہوئی۔ تو
آنحضرت نماز کے لئے تیار ہوئے۔ اتنے میں میں نے اُٹھ کر عرض کیا۔ کہ ہمارے
طریقے کے بارے میں جناب کیا فرماتے ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم پہلے
بھی کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن خواجہ عبدالرحمٰن نے جسے کچھ اور بھی خیال تھا
کہا۔ کہ کیسی باتیں پوچھتے ہو۔ خفتگان نے آنحضرت کو سلامت رکھے۔ صوفی محمد رحیم
نے بھی اس سے متفق ہو کر یہی کہا۔ بعض میری تائید میں ہوئے۔ جب آواز اونچی ہوئی
تو آنحضرت لوگوں سے روگرداں ہو کر نماز میں مشغول ہوئے۔ یہ معاملہ ہو بہو قصہ قرطاس
کے مشابہ ہے۔ یہ سُنّت بھی آنحضرت سے قضا نہ ہوئی۔ بعد ازاں آنحضرت نے
دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا۔ پھر دُعا کہ کر یا رسول اللہ کہتے ہی دونو ہاتھ سر پر رکھے۔
اتنے میں نزول بے کیف ظاہر ہوا۔ آنحضرت سربسجود ہوئے۔ اس وقت پھر ایک
شخص نے صوفی مرزا جانی کے اشارے سے طریقہ کے لئے عرض کیا۔ خواجہ عبدالرحمٰن
نے اس مرتبہ بھی روکا۔ آنحضرت نے سجدہ سے سر اُٹھا تھوڑی دیر مراقبہ کر کے پوچھا
کہ سورج نکل آیا ہے یا نہیں۔ لوگوں نے نفی میں جواب دیا۔ آنحضرت نے پردہ
اُٹھا دینے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے شمال کے رُخ کا پردہ اُٹھایا۔ آنحضرت نے
آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کہ میں اشراق کی نماز ادا کروں
یہ کہہ کر بستر پر تکیہ کر کے پاؤں کو خود بخود دراز کیا۔ آنحضرت کا سر مُبارک مجھ فقیر
کے گھٹنے پر تھا۔ میں اپنا سر آنحضرت کے سر کے پاس چومنے کے لئے لے گیا تھا۔
کیونکہ حضرت صدیق اکبر نے بھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے
بعد آنحضرت رضہ کو بوسہ دیا۔ اس وقت آنجناب نے میری طرف تین مرتبہ نگاہ ترحم
سے دیکھا۔ اتنے میں صوفی مرزا جانی نے ہاتھ مَلکر کہا۔ ہائے پیر دستگیر۔ حضرت
سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ تین تکبیر کہہ کر مسکراتے ہوئے
فردوسِ اعلیٰ میں جا لیٹے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

دریغا چہ شد شاہ اسلام را چہ کردی خداوند ایام را

میں آنحضرت کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر زمین پر گر پڑا۔ ایک گھڑی بعد
مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ عبدالقادر آئے۔ اور خواجہ عبدالرحمان سے جو ہر روز

Marfat.com

ایام مرض میں ازروئے کشف آنحضرت کی شفا کی خبر دیا کرتا تھا۔ اور اس بارے میں قسمیں کھایا کرتا تھا۔ پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے۔ اُس نے نہایت کمینہ پن سے کہا کہ خاطر جمع رکھو۔ آنحضرت غش کی حالت میں ہیں۔ مخدوم زادہ نے دو تین مرتبہ قبلہ عالم کہہ کر پکارا۔ جب ٹھیک معلوم ہو گیا۔ کہ جہاں آنحضرت کے وجودِ مبارک کے نور سے بالکل تاریک ہو گیا ہے

فلک نیلی لباس از ماتم او　　زمیں ہم خاک بر سر از غم او

تو مخدوم زادہ صاحب زمین پر لوٹنے لگے۔ آخر لوگ انہیں اٹھا کر مکان میں لے گئے۔ مخدوم زادہ کلاں خواجہ محمد عزیز نے یہ خبر سُنکر دستار کو زمین پر دے مارا۔ اور دوسرے خلفاء اور مرید بھی مرغ نیم لبسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ میں نے اس وقت تک کسی کی موت بچشم خود ملاحظہ نہیں کی تھی۔ صرف آنحضرت کا وصال ہوتے دیکھا۔ مجھے اس سے پہلے یہ یقین نہ تھا۔ کہ میں آنحضرت کے بعد زندہ رہوں گا۔ مجھے پورا یقین تھا۔ کہ جب آنحضرت رحلت فرمائینگے۔ اسی وقت میرے جسم سے بھی روح نکل جائے گی۔ لیکن میں نے بہتیری کوشش کی۔ کہ کسی طرح مر جاؤں۔ مگر موت میسر نہ ہوئی۔ چنانچہ ان دنوں بارہا میں نے اپنے سر کو دیوار پتھر، درخت اور زمین پر پٹکا۔ کہ کسی طرح ٹوٹ کر ہلاک ہو جاؤں۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ میں ان دنوں محض دیوانہ ہو گیا تھا۔ اور اسی جنون کا بقیہ آج تک چلا آتا ہے ے

بنیم چو گردہ سوگ وارے　　گریاں شدہ بر سر مزارے
من نیز زدم در آں میانہ　　گیریم سر از پئے بہانہ
کہ از دائے چوں کنم وائے　　نے دل بخود نہ صبر بر جائے
اللہ اللہ چہ چارہ سازم　　با بخت سیاہ چہ حیلہ سازم
من لذتِ زندگی ندانم　　مرگ دگر است ہزار جانم
اے کاش کہ مادرم نزادے　　ور زادے بہ شیر زہر دادے
طوفاں بلاست آبجویم　　حسرت زدہ برق بر سبویم
تا از رگِ دل گرہ کشادم　　جیحونِ بلا بہ موج دادم

آشفتہ بدرد دل خروشاں — در کاسہ سر دماغ جوشاں
میگشت طبیباں بآتشیں دل — برخاک چو مرغ نیم بسمل
چوں از دم سرد مہرگانی — شد باغ فسردہ زندگانی
گشتند بروز تیرہ بختاں — مجنوں و برہنہ سر درختاں
گلزار شدہ از گل فشردہ — غمخانہ صد چراغ مردہ
برداز تنگ و تاریک اشارت — صد قافلہ چمن بغاوت
در باغ شکستہ از سمن آب — چوں کرد خسوف روے مہتاب
دوران بمزاج ناتواناں — پیران بہار خاں گراناں
ہر لالہ و باد خاک سنجے — ہر گل بدماغ غنچہ رنجے
زو عہد خزاں نفس بدستاں — نیلوفر زار شد گلستاں
بگرفت بلوح گل ز سردی — شنگرف نگار لاجوردی
نرگس ز نظارہ دیدہ بربست — از جلوہ سرو گل نظر بست
گلہاے نمود در جوانی — چوں نرگس گل بناتوانی
نہ برگ درخت ماند ہر سو — چوں برہمن برہنہ برجوے
از غم دل مرغ گشت انگار — بر سینہ غنچہ ناخن خار
با ایں ہمہ خوں کہ در رگ اوست — گل را یرقاں دو دیدہ در پوست
از برگ نماند غیر خارے — واز سبزہ نماند جز غبارے
گردید چمن بہ بلبلاں تنگ — بشکست ز روے بوستاں رنگ
گل شد چو دماغ خشک بیتاب — مے شد چو مزاج سینہ بے تاب
بازار گل و بہار بشکست — ہنگامہ روزگار بشکست
ہم افسر لالہ واژگوں شد — ہم رایت نارون نگوں شد
ہر برگ بخوں خویش تیغے — ہر گل بحیات خود دریغے
مے آئینہ دار روے ساقی — وز عیش نماند ہیچ باقی
چوں رفت ز عالم آں یگانہ — آبستن فتنہ شد زمانہ
بس زہر ستبر در گلو شد — کیں روز بشام غم فرو شد

Marfat.com

از ماتمِ او جہاں بجوشید — صد فتنہ زماں زماں بجوشید
بگرفت فلک ستارہ بازی — بنشست جہاں بہ سوگواری
آشوبِ قیامت از جہاں خاست — شیون ز زمین و زماں خاست
غم سوخت دروں یگاں یگاں را — ماتم کدہ شد جہاں جہاں را
از مرغ فغاں سرو برخاست — وز غنچہ گرد بر خاست
ہم باد برابر آستین زد — ہم آب کلاہ بر زمین زد
برخاست ز باد ز مہر برے — عناب بجلوہ از تبرے
برخاست خزاں بہ ترکتازی — افتادِ چمن بہ خاکبازی

حضرت خلیفۃ اللہ کے اس جانکاہ واقعہ کے سننے سے تمام وضیع و شریف چھوٹے بڑے اور بادشاہ و رعایا غرضیکہ تمام خیر الناس و شر الناس سر پیٹتے۔ روتے، چلاتے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد آجمع ہوئے۔ اس روز ایسا حشر و نشر برپا ہوا۔ کہ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا ؎

فغاں افتاد در عالم ز ہر سو — کہ ختم اولیاء از اولیا رفت
چرا صبح قیامت بر نیاید — کزیں ظلمت کدہ شمع ہدا رفت

دوپہر کے قریب آنحضرت کو آنجناب کے حجرۂ خاص میں غسل دیا گیا۔ آنحضرت کے غسل میں محمد روشن۔ امام تراویح۔ حافظ معمور۔ حافظ سعد اللہ۔ اور مولوی عبدالحکیم کے بیٹے مولوی احمد شریک تھے۔ جو سب کے سب آنحضرت کے مخصوص مرید تھے۔ جو غسل کے وقت پانی ڈالتے۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ اگرچہ آنحضرت کو سات مہینے سے غسل کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ پھر بھی بدن مبارک پر میل نہ تھا۔ غسل کے وقت کسی کی نگاہ جناب کے ستر پر نہ پڑی۔ لباس اُتارنے سے پہلے ناف سے زانو تک تہ بند باندھ لیا گیا۔ غسل کے وقت خود بخود پہلو بدلے جاتے تھے۔ آنحضرت کے کفن میں لفافہ۔ چادر اور قمیص تھے قمیص کندھوں پر سے پھٹی ہوئی تھی۔ عمامہ حضراتِ سرہند کی رسم نہیں۔ غسل کے بعد بادشاہ اور تمام اہل شہر نے درخواست کی۔ کہ آنحضرت کو دہلی ہی میں دفن کیا جائے اور یہیں ایک عالیشان روضہ بنایا جائے۔ چنانچہ دو تین نہایت ہی نفیس باغ اس

امر کے لئے تجویز کئے۔ لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت کی مرضی سرہند کی ہے۔ بعض نے اصرار کیا۔ کہ یہیں مدفون ہونے چاہئیں۔ لیکن آخر یہی قرار پایا کہ سرہند پہنچانے چاہئیں۔ سبزی فروشوں کے میدان میں جو نہایت وسیع ہے۔ آنحضرت کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آنحضرت کے خلیفہ محمد روشن نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے۔ کہ کہیں کھڑے ہونے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ جنازے پر پرندوں کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ آسمان اچھی طرح نظر نہ آتا تھا۔ اس روز آفتاب بالکل نہیں چمکتا تھا۔ صرف ایک سفید سی ٹکیا معلوم ہوتی تھی۔ جیسا کہ گرہن یا بادل کے وقت ہوتا ہے۔ حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا۔ اور سورج گرہن کا دن بھی نہ تھا۔ تمام خلقت پر مصیبت آئی ہوئی تھی۔ تمام چھوٹے بڑے اس طرح نظر آتے تھے۔ کہ کوئی ان کا سب سے عزیز رشتہ دار فوت ہو گیا ہے۔ بلکہ مخالف مذہب مثلاً شیعہ وغیرہ بھی شریک غم تھے۔ اور ننگے سر اور ننگے پاؤں نعش مبارک کے ساتھ جا رہے تھے۔ کافروں وغیرہ نے بھی دکانیں اور کاروبار بند کر دئے۔ اور نعش کے ساتھ سر پیٹتے جاتے تھے۔ دار الخلافہ کی تمام دکانیں بند تھیں خرید و فروخت بالکل نہ ہوتی تھی۔ لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ ہمشیرہ۔ اہل بیت۔ اور دختر نیک اختر نے بالکل واویلا نہ کیا۔ اور نہ ہی کوئی خلاف کام ان سے ظہور میں آیا آنحضرت کے وصال کو ابھی ایک گھڑی نہ گذری تھی۔ کہ آنحضرت کے داماد شیخ محمد تقی آئے۔ یہیں واویلا کرتا انکی طرف بڑھا۔ تو آپ نے حسب ذیل شعر موافق حال پڑھا ؎

صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو صحابہ نے صبر کیا۔ تم بھی صحابہ کی طرح صبر کرو۔ میں نے اس روز بہت ہی واویلا کیا تھا۔ اور یہی ورد زبان تھا۔ "الصبر ملیح لا علیک یا خلیفۃ اللہ والجزع قبیح لا علیک یا خلیفۃ اللہ" "صبر عمدہ شے ہے لیکن یا خلیفۃ اللہ آپ پر نہیں اور رونا چلانا برا ہے لیکن آپ کی (وفات) پر نہیں"۔ حضرت خازن الرحمت کے پوتے شیخ خلیل الرحمن کے فرزند شیخ نور القدس نے فرمایا۔ کہ آج ارشاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے ؎

در ارشاد بستہ شد ہدایت ، چو از راہِ حقیقت راہ نمارفت

بعد ازاں نعش مبارک کو اس مسجد میں رکھا گیا۔ جو شہر کے کنارے پر ہے۔ اور جہاں آنحضرت باغ کی سیر سے آکر ٹھیرا کرتے تھے۔ رات بھی نعش مبارک وہیں رہی۔ صبح ۵۔ ذیقعد جمعرات کے روز نعش لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مسجد کے قریب ایک باغ اور ایک کاروانسرائے ہے۔ کسی نے اِن تینوں کی عمدہ تاریخ کہی ہے۔ سرائے گلشن سبز۔ مسجد قبلہ گہاں۔ جس وقت آنحضرت تشریف لایا کرتے تھے۔ یہیں ٹھیرا کرتے تھے۔ یہ تاریخ عموماً بار بار کہا کرتے تھے۔ واقعی بر موقع ہوئی۔ کہ پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک یہیں رہی۔ تمام اہل شہر کیا امیر کیا غریب سب آنحضرت کی نعش کے پاس تمام رات جاگتے رہے۔ اور گریہ و زاری کرتے رہے۔ ان کے شیون و شین سے زمین و زمان کانپ اُٹھے۔ اور کثرتِ غم سے کروبی فرشتے بھی تسبیح و تہلیل بھول گئے ؎

چوں بانگِ موت آں شہ سلطاں ویں رسید ، جوشش زمیں بذروۂ عرشِ بریں رسید

نزدیک شد کہ خانۂ ایماں شود خراب ، از بس شکستہا کہ بار کان دیں رسید

یکبار جامہ در غم گردوں بہ نیل زد ، چوں ایں خبر بہ عیسئے گردوں نشیں رسید

پُر شد فلک زغلغلہ چوں نوبت خروش ، از انبیاء بحضرت روح الامین رسید

آنحضرت کا وصال ۲۸ ذیقعدہ بدھ کے روز مطابق ۱۶ ار دلو ہوا۔ آنحضرت کا وصال و تولد ایک ہی روز ہوا۔ یہ بھی سنتِ نبوی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ جناب کا سن شریف اُنسٹھ سال تھا۔ مدت قیومیت اڑتیس سال تھی۔ تجدید ثانیہ کا عرصہ اکیس سال تھا۔ آنحضرت کا وصال ۱۱۵۲ھ ہجری کو ہوا۔ جیسا کہ حسب ذیل تواریخ سے معلوم ہوتا ہے۔

ذکر در بیان

تواریخ وصال حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رہنمائے امت سید الرسل بود۔ آں وارث سید الرسل بود۔ آں خاتم الاولیاء بود۔ او تاج خلق بود۔ اے افسوس قطب الاقطاب رفت۔ ہئے ہئے قطب الاقطاب از یں جہان رحلت نمود۔ وائے وائے تمام جہاں بے سرشد فیض معصوم بودہ۔ آں جانشین

مجدد الف ثانی بود۔ وائے وائے پیر مرید پرور مُرد۔ وے احمد نقشبند ثانی مرد۔ او شیخ کامل مکمل بود۔ آہ آہ از عالم محمد زبیر رفت۔ او شیخ اکبر بود۔ آہ آہ قطب الاقطاب واصل جنت شد ؂

مندرجہ بالا تاریخیں حضرت صبغۃ اللہ کے دہتے حضرت عروۃ الوثقٰی کے فرزند شیخ نیاز احمد نے کہی ہیں ؂

مظہر حد۔ ناہ ظاہر۔ فیاض رسا مظہر آمد۔ مظہر ادب۔ وارث محمد الرسول اللہ احد بود۔ قیوم اقطاب رحلت نمود۔ عمر فیو منا سین سنہ نور احمدی قوی رفت۔ اللہ صبح مجدد دتاریک شد۔ بجد احمدی فورئے نور رفت۔ ذہاب ودود ظاہر بود ہائے ہائے۔ ظاہر ہائے ہائے۔ باقی وائے تاج طریقت بود۔ وائے وائے قیوم صراط مستقیم۔ وائے قطب زمان معصوم رفت۔ آہ خواجہ محمد زبیر قطب الاولیاء بودند۔ خواجہ محمد زبیر کریم اوّل بود۔ کریم الاولیا خواجہ محمد زبیر قطب دین مجدد۔ خواجہ محمد زبیر امام رضوان بود یہ تاریخیں حضرت مجدد الف ثانی کے چھوٹے بیٹے شیخ محمد یحیےٰ کے پوتے شیخ محمدی نے کہی ہیں ؂

'امام اعظم ہند' یہ تاریخ امور شاعر مرزا گرامی نے کہی ہے ؂

قیوم زمان شصت سالہ بود ہائے پیرہن خواجہ زبیر ہائے۔ پیر مکمل خواجہ زبیر زبیر قیوم صدیق ثانی بود۔ بچہارم ذیقعدہ بود۔ وائے فیاض مرد۔ ارتحل اے انفراد القوم وائے۔ غیر محققین۔ اے دل نور ظالم رفت۔ العجب قطب المدار رفتہ۔ عجب مبنی الاوتاد رفتہ۔ تاج الابدال رفت۔ وائے وائے قطب العالمین خواجہ زبیر ابد الابرار رفت۔ حفاکہ سراج الاولیا رفت۔ وہ چہ حجۃ الہادی رفت۔ وائے کہ چہ عالم دوربین سوت۔ ہے ہے افسوس کہ قیوم جہاں رفت۔ وائے وائے وہ چہ معجزہ رسول برفت۔ ہے ہے وائے وائے چہ فقیرے رفتہ۔ وائے وائے ہائے چہ رونق دین رفت۔ وائے وائے چہ شوق ریز رفت۔ ہائے وائے چہ آیت ریز رفت۔ ہائے وائے گوہر راز رفت۔ امام مغل ہائے ہائے۔ چہ حجت ایزد رفت۔ وائے وائے خدا شناس کامل بود۔ ہے ہے عزیز خدا شناس بود ہے ہے فرزند مجوب مجدد الف ثانی بود۔ وائے وائے عجب جانشین خواجہا بود۔ وائے وائے نوبادہ بوستان اصالت بود۔

وائے وائے لوح محفوظ بودہ۔ ہائے ہائے پاک ضمیر بودہ۔ وائے وائے چہ معدن المعرفت بودہ۔ فیض الباری بودہ۔ آں آیت رحمت بود۔ آں اعظم الاولیاء بود۔ یکے از علمار اسخین بود۔ بسا ثابت القدم بود۔ آہ چہ شیخ العالم بودہ۔ عجب جانشین خواجہا بود۔ افسوس کہ آں خلق محمدی بود۔ ہائے وائے امام اعظم بودہ قیوم الربانی۔ گلدستہ حقانی بودہ ہائے وائے مقتدائے وقت بودہ۔ ہائے وائے حیف مشائخ پناہ بود۔ ہائے ہائے وائے شیخ الاسلام بود۔ ہائے ہائے چہ ہمگی خلت بود۔ ہائے ہائے حقا کہ معشوق بے ہمتا بود۔ ہائے وائے باغ جناں بود۔ ہائے وائے چہ اکسیر معرفت بود۔ ہائے ہائے چہ ابر باراں رحمت بود۔ وائے حیف کہ دے حافظ بود۔ ہائے وائے باغ جناں بود۔ چہ وارث المرسلین بود۔ ہے ہے نائب مناب رسول رحمت ایزد بود۔ ہائے وائے حیف چہ سالار اولیار فت ہائے وائے افسوس کردہ کامل بکمل رفت۔ آہ چہ حیات رفت۔ ہائے وائے احباب پرور رفت۔ ہے ہے بس عیش رفت۔ چہ ولی مقتدائے آں وقت بود۔ ہے ہے محبوب انعام بخش۔ ہے ہے خوش روئے فضل رحم بود۔ چہ فضل الرب حبیب الودود خفت۔ حبیب الہادی خفت۔ خواجگی نقشبند وائے قطب عالمین خواجہ زبیر عمران شکست۔ وائے صد غم قطب۔ وائے مات مرشد زماننا۔ وائے حیف ماتا مرشد نا۔ او حافظ قیوم بود۔ یہ تواریخ حضرت صبغۃ اللہ فرزند حضرت عروۃ الوثقی کے دُہتے شیخ محمد امام نے کہی ہیں ؂

ذکر در بیان

توجہ نعش مبارک حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء از دار الخلافہ شاہجہان آباد بدار الارشاد سرہند و بیان واقعاتیکہ بعد دفن آنحضرت روئے نمودہ اند۔ تعمیر روضۂ منورۂ آنحضرت

پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک اس مسجد میں رکھی گئی۔ جو شہر کے کنارہ پر ہے۔ دوسرے ۵ ذیقعدہ کو جمعرات کے روز دار الارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ آنحضرت کے اکثر مریدان کرام و خلفائے عظام اور شاہجہان آباد کے

ہزارہا آدمی نعش مبارک کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وزیر نے بھی بہت سے سوار پیادے ساتھ کئے۔ آنحضرت کے حسب ذیل خلفا نعش کے ساتھ تھے۔ خواجہ ضیاء اللہ مشہور بہ حسن لبین، صوفی محمد رحیم، شاہ مقیم۔ صوفی عوض باقی۔ صوفی حفظ اللہ۔ عبد الحکیم۔ کشمیری وغیرہ ہیں بھی ان شاہبازان طریقت کی جوتیاں اٹھانے کے واسطے ساتھ تھا۔ اکثر مخدومزادوں کی تسلی کے واسطے شاہجہان آباد ہی میں رہے۔ راستے میں جس گاؤں یا شہر سے نعش کا عبور ہوتا۔ گویا وہاں از سر نو ماتم ہوتا تھا۔ گرد و نواح کے دیہات و قصبات کے لوگ بھی روتے چلاتے نعش کے ساتھ جاتے تھے۔ تمام جنگل و صحرا لوگوں کی آہ وزاری کے سبب میدان قیامت کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ زمین و آسمان میں بڑی بھاری ہلچل مچی ہوئی تھی ؎

در شاہراہ چوں رہ آں کارواں فتاد　　شور نشور آں ہمہ را در گماں فتاد

ہم بانگ نوحہ غلغلہ در شش جہت فگند　　ہم گریہ برملائک ہفت آسمان فتاد

نعش مبارک اس قدر جلدی جارہی تھی۔ کہ اٹھانے والوں کو اس کا بوجھ ہی معلوم نہ ہوتا تھا۔ نہیں معلوم کون نعش کو اٹھائے جاتا تھا۔ گویا نعش ان لوگوں کو کھینچے لئے جارہی تھی۔ وہ نعش تلے دوڑے جارہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہمیں معلوم نہیں ہمارے کندھوں پر سے کون نعش کو کھینچتا ہے۔ یہ بات میں (مؤلف رح) نے بھی کئی دفعہ دیکھی۔ راستے میں نعش پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے تھا۔ اور شبنم کی طرح ترشح بھی ہوتا جاتا تھا۔ جب ہم منزل پر پہنچے۔ تو بڑے زور کی بارش ہوئی وصال سے دفن تک جو نو دن کا عرصہ گذرا۔ اس میں آسمان ابر آلود ہی رہا ؎

بے تابوت آں قطب زمانہ　　چو رعد نعرہ زن احباب در جوش

بنات النعش شد امروز ہیہات　　ہماں مجمع کہ پروین دیدش دوش

برسم ماتم از ساز ناہید　　فلک از ابر کردہ پنبہ در گوش

جب ہم سرہند کے قریب پہنچے۔ تو تمام حضرات سرہند روتے ہوئے استقبال کے لئے آئے۔ اور شہر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف چیختے چلاتے نعش مبارک کے پاس آئے۔ پہلے نعش کو پارسا باغ میں ٹھہرایا گیا۔ بعد ازاں شہر میں لائی گئی۔ شیخ محمد نعمان حق رسا جو حضرات سرہند کے اس وقت سردار

Marfat.com

تھے۔ گریباں چاک پگڑی پھینک زمین پر لوٹ رہے تھے۔ بڑے بھائی شاہ محمد رسا بھی اسی طرح جزع و فزع میں مشغول تھے۔ تمام مشائخ سعادت سمجھ کر نعش مبارک کو اپنے سر پر اٹھا شہر میں لائے۔ اس پر فخر کرتے تھے کہ ہم نے قیوم زمان کی نعش مبارک اٹھائی ہے۔ شیخ محمد نعمان حق رسا ننگے پاؤں نعش کا اہتمام کر رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ سرہند میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ماتم پر بھی ایسا رونا، چیخنا، چلانا نہیں ہوا تھا۔ آنحضرت کی نعش مبارک شیخ سعد الدین کی حویلی میں جسے آنحضرت نے شیخ سعد الدین کے فرزند سے چار ہزار روپیہ دیکر خرید کیا تھا دفن کی گئی۔ میں نے شاہ محمد رسا شیخ محمد نعمان حق رسا اور آنحضرت کے فرزندوں اور بھتیجوں نے نعش مبارک کو لحد میں رکھا۔ آنحضرت کے وصال کو نو دن گزر چکے تھے۔ لیکن میت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ۱۲ ذیقعدہ بروز جمعرات نعش مبارک مدفون ہوئی ؎

کاش آں زماں سرادقِ گردوں نگوں شدے | ایں خرگہے بلند فلک بے ستوں شدے
کاش آں زماں برائے از کوہ تا بکوہ | سیل سیاہ گرد روئے زمیں قیرگوں شدے
کاش آں زماں کہ ایں حرکت کرد آسمان | سیماب وار روئے زمیں بے سکوں شدے
کاش آں زماں کہ پیکر او زیر خاک شد | جانِ جہانیاں ہمہ از تن بروں شدے

جب آنحضرت کو دفن کر چکے تو ان زلزلۃ الساعۃ لشئ عظیم، کے موافق ایک زلزلہ آیا۔ کہ اس جیسا پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اور نہ کسی مورخ نے ایسے زلزلے کی خبر دی ہے۔ اس قسم کا زلزلہ آیا۔ کہ درخت جڑھوں سے اکھڑ گئے۔ اور اکثر عمارتیں بنیاد سے اکھڑ گئیں۔ بعض جگہ زمین پھٹ گئی۔ اور وہاں سے پانی نکلنے لگا۔ اذا زلزلت الارض زلزالہا و اخرجت الارض اثقالہا، کا سماں آنکھوں میں بندھ گیا ؎

گفتی تمام زلزلہ شد خاک مطمئن | گفتی فتاد از حرکت چرخ بے قرار
عرش آنچناں بلرزہ در آمد و کرسی | کافتاد در گماں کہ قیامت شد آشکار
موج بجنبش آمد و برخاست کوہ کوہ | ابرے بہارش آمد و بگریست زار زار
آں خیمہ کہ گیسوئے حورش طناب بود | شد سرنگوں ز بادِ مخالف حباب وار

متواتر سات روز تک زلزلہ رہا۔ ہر روز زمین کے کنارے ہل جاتے تھے۔ لیکن پہلے دن ایسا زلزلہ آیا۔ کہ اگر اسے قیامت کا زلزلہ کہیں تو بجا ہے۔ میں (مؤلف رح) آنحضرت کے وصال کے بعد ایک مہینہ آنحضرت کے مزار پر رہا۔ بعد ازاں آنجناب کے عرس اول کی سعادت حاصل کر کے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ شیخ محمد نعمان حق رسا اور شیخ نیاز احمد نے کہا۔ کہ آئندہ یہ عرس کو بھی ترک کر دیگا۔ تو بھی ان سب کا ثواب اس حدیث کے بموجب "ومن سن سنتہ حسنتہ فلہ اجر من عمل بہا" جو کوئی نیک طریقے کی بنیاد رکھتا ہے۔ جو شخص اس طریقے پر عمل کرتا ہے۔ اس کا ثواب بھی بانی کو ملتا ہے" تجھے ملیگا۔ انہیں دنوں آنحضرت کی قبر پر ایک عالیشان روضہ پتھر اور گچ کا بنایا گیا۔ جو رنگا رنگ کے نقش و نگار سے آراستہ تھا۔ اور جس میں چین اور فرنگ کی گلکاری ہوئی ہوئی تھی۔ قبہ مبارک کی اونچائی تیس ہاتھ ہے۔ اندر سے کچھ زیادہ چھ گز۔ گنبد کے گرد چار برج۔ ہر برج میں دو حجرے ہیں۔ روضہ منورہ کے تین دروازے ہیں۔ ایک جنوب کی طرف دو مشرق اور مغرب کی طرف۔ شمال کی طرف ایک جالی دار کھڑکی۔ روضہ مبارک کے گرداگرد پانچ ہاتھ سے کچھ زیادہ چوڑا اور ڈیڑھ ہاتھ اونچا چبوترہ ہے۔ یہ آنحضرت کا روضہ منورہ ۱۱۵۳ ہجری میں شروع بھی ہوا اور تیار بھی۔ جیسا کہ حسب ذیل تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے ؛

ذکر و بیان

تواریخ روضہ مبارک حضرت خلیفۃ اللہ

روضہ عالم روضہ اعلم روضہ قطب الریاض۔ ریاض القطب۔ روضہ ہادئے اقطاب مقبرہ شریفہ از امام ہادی مقبرہ شریفہ قطب۔ روضہ مجدد اکمل۔ گو روضہ مجدد دین ؛

ایسی عالیشان عمارت دو ماہ کے عرصے میں تیار ہوئی۔ یہ آنحضرت کا تصرف ہے۔ کہ اس قلیل عرصہ میں آنحضرت کا روضہ منورہ تیار ہو گیا۔ ویسے ایسی عمارت کو تیار ہونے کے لئے کئی سال درکار ہیں۔ کابل کا ایک مغل آنحضرت کی بیماری کی خبر سن کر

بیمار پرسی کے لئے روانہ ہوا۔ جب سرہند سے گذر شاہجہان آباد کے قریب پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ جنگل میں آنحضرت سفید لباس پہنے ابلق گھوڑے پر سوار بڑی سرعت سے سرہند کی طرف جا رہے ہیں۔ جب اُس نے آنحضرت کو اکیلے دیکھا تو حیران سا رہ گیا۔ کہ اکیلے اس جنگل میں کیونکر آنکلے۔ کیونکہ کبھی اکیلے روانہ نہ ہوئے تھے۔ آخر اس نے بے اختیار ہو کر اپنا چہرہ آنحضرت کے قدموں پر ملا۔ آنحضرت نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رخصت فرمایا۔ جب وہ تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکا۔ تو دور سے ایک قافلے کو دیکھا۔ نزدیک آنے پر معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی نعش مبارک لئے آرہے ہیں۔ اُس نے لوگوں کو کہا۔ یہ عجب معاملہ ہے۔ میں نے ابھی آنحضرت کو دیکھا ہے کہ قافلے کے آگے آگے جا رہے ہیں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا۔ کہ آنحضرت کو کس حالت میں دیکھا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ سفید لباس میں ابلق گھوڑے پر سوار جا رہے ہیں۔ سارے حیران رہ گئے۔ اور آنحضرت پر اعتقاد زیادہ ہو گیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد خانقاہ کی مسجد کا فرش مخدوم زادوں نے از سر نو درست کیا۔ جہاں آنحضرت وضو کیا کرتے تھے۔ وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنایا۔ حضرت قیوم زمان کا ایک تصرف یہ ہے۔ کہ موسم گرما میں جبکہ سخت دھوپ ہوتی کہ پتھر پر روٹی پک سکے۔ لیکن ایسی سخت گرمی میں اس چبوترے پر گرمی کا ذرا اثر نہیں ہوتا۔ چبوترے کے نیچے پاؤں نہیں رکھ سکتے ؎

برزمینے کہ نشانِ کف پائے تو بود　　سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

ذکر دربیان

احوال اولاد امجاد حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ اللہ کی اولاد کی تعداد چھ ہے۔ چار لڑکے اور دو لڑکیاں لڑکوں میں سے سب سے بڑے شیخ محمد عزیز سلمہ اللہ تعالےٰ ہیں۔ آپ ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے دوسرے سال میں بیان ہو چکا ہے آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ جب آپ آنحضرت کی زندگی میں بیمار ہوا کرتے تھے

توآنحضرت سارا سارا دن حضرت مجدد الف ثانی رضؓ اور خواجگان کا ختم پڑھا کرتے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے سلوک باطنی ولایت تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تم پر خاص الخاص نظرِ عنایت رکھتے ہیں۔ لیکن آپ پر جذبہ غالب ہے۔ عموماً مغلوب الاحوال رہتے ہیں۔ اس واسطے لوگوں سے انس بہت کم کرتے ہیں۔ گوشہ نشینی کو میل جول پر ترجیح دیتے ہیں۔ خلق۔ حلم۔ تواضع اور نیستی جیساکہ اہل اللہ کا طریقہ ہے۔ آپ میں پورے طور پر پائی جاتی تھیں۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند شیخ محمد کریم بخش ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جد بزرگوار کے کمالات کا وارث بنائے۔ آمین رب العالمین،

شیخ عبدالقادر۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے دوسرے فرزند مکارم اخلاق وکثرت فضائل میں سب سے بے نظیر ہیں۔ آپ ۲۹ رمضان ۱۱۲۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ جیساکہ قیومیت کے ساتویں سال میں لکھا گیا ہے۔ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت شیخ الجن والانس عبدالقادر جیلانی رضؓ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا تھا۔ کہ اس سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو اپنے وقت میں ممتاز ہوگا۔ اس کا نام عبدالقادر رکھنا۔ آنحضرت نے آپ کی پیدائش کے بعد آپ کا اسم مبارک حسب الارشاد عبدالقادر رکھا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد خانقاہ کے خلیفہ آپ ہی بنائے گئے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح شام حلقہ مراقبہ ذکر۔ شغل میں مشغول رہتے۔ پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد میں آتے ہیں جماعت کثیر کے ساتھ نہایت خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کے حالات پوچھتے۔ پھر خلوت میں چلے جاتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد چاشت تک خانقاہ میں مراقبہ کرتے اور پھر اشراق کی نماز ادا کر کے محل میں تشریف لیجاتے ہیں۔ عصر سے لیکر رات کے تیسرے حصے تک خانقاہ میں اوراد و نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں دائرہ ظلال سے اصول تک اور اصول سے شیونات و اعتبارات ذاتیہ تک ترقی کی۔ اور دلالت سے مدلول تک پہنچے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں۔ خلق۔ وقار۔

Marfat.com

تمکین اور خصوصاً استغنا اس قسم کا ہے جیسا آنحضرت کا تھا۔ آپ میں عجز وانکسار بکثرت ہے۔ لیکن دولتمندوں کی تعظیم نہیں کرتے۔ اور ان کی دعوت قبول نہیں کرتے۔ اپنے مخلصوں کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کے لئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ اپنے والد ماجد کے قدم بقدم ہیں۔ اور آج سلسلہ طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ نقشبندیہ زبیریہ کے چراغ ہیں ؎

از و روشن چراغ نقشبندی — از و سرسبز باغ نقشبندی

حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ دودمان قیومیت کے برگزیدہ اور خاندان قطبیت کے خلاصہ کے وجود مسعود سے روشن ہے۔ جہان کے نہ حل ہونیوالی مشکلات آپ کی توجہ شریف سے حل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالے آپ کو حضرت خلیفۃ اللہ کے تمام مریدوں اور خلفاء کے سر پر بحق نون وصاد سلامت رکھے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں شامل ہیں۔

شیخ عبدالقدیر و شیخ عبدالمقتدر۔ یہ دونو فرزند حضرت خلیفۃ اللہ کی زندگی میں تین یا اس سے کچھ زیادہ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔

عبدالقدوس اور عبدالقیوم۔ یہ دو نواب موجود ہیں۔ دونو ہی آنحضرتؒ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے ہر دو کو معمر۔ صالح اور اپنے جد بزرگوار کا قائم مقام کرے۔ فرزند کلاں مخدوم زادہ شیخ محمد عزیز یعنی شیخ محمد کریم بخش اور فرزند مخدوم زادہ شیخ عبدالقادر دو نو آنحضرت کے وصال کے ایک سال بعد چند روز کے بعد دیگرے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حدیقہ قیومیت کے ان نونہالوں کو درجہ تکمیل تک پہنچائے۔ لڑکیاں ابھی چھوٹی ہیں۔ شیخ عبدالقادر حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند حضرت مروج الشریعت کے پوتے شاہ محمد زبیر کی لڑکی سے منسوب ہیں۔

خواجہ محمد احرار ثانی نور اللہ مرقدہٗ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ سنہ ۱۱۳۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ جیساکہ قیومیت کے ستر ویں سال میں بیان ہو چکا ہے۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کو تمام فرزندوں سے عزیز تھے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ اتم توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اور عمدہ اشارات وبشارات

جن سے اولیا ممتاز ہوتے ہیں۔ آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ آنحضرت کی زندگی ہی میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آنحضرت کو آپ کی وفات کا سخت قلق ہوا۔ اغلب ہے کہ اس قسم کا غم آنحضرت کو ساری عمر میں کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ چنانچہ آنجناب نے آپ کی وفات کے بعد باغ کی سیر جو ہر جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔ ترک کر دی۔ اور چند روز سالکوں کو توجہ دینا بھی ملتوی کر دیا۔ آنحضرت کے اوقات میں پورا تغیر و تبدل ہو گیا۔ اور اس غم سے آنحضرت لاغر بھی ہو گئے۔ اور دن بدن ضعف غالب آتا گیا۔ حتیٰ کہ آنحضرت مرض سل میں مبتلا ہو گئے۔ اور اسی مرض سے اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ خواجہ محمد احرار کا وصال ۱۰۴۶ہجری میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ جو حضرت عروۃ الوثقٰے کے روضہ منورہ میں دفن کی گئی۔ چنانچہ یہ معاملہ قیومیت کے دوسرے سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔

شیخ محمد معصوم مغفور۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ شیر خوارگی ہی میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ اگر اس فرزند کی عمر نے وفا کی۔ تو ایک بڑا ولی ہوگا۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی بیٹیاں روئیں۔ فاطمہ زمانی۔ بدر النساء جو ۱۰۱۲ھ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ آپ پر نہایت متوجہ تھے۔ اور آپ سے بدرجہ غایت محبت کرتے تھے جو تحفہ آنحضرت کی خدمت میں آتا سب آپ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ دن میں ایک دفعہ ضرور بالضرور بنفس نفیس دیکھنے جایا کرتے تھے بلکہ اس آخری مرض میں بھی جبکہ ضعف بدرجۂ کمال ہو گیا۔ جانے میں کبھی ناغہ نہ کیا۔ آنحضرت آپ کی باطنی صفائی کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں سلوکِ باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا تھا۔ دُنیا سے بالکل قطع تعلق کر کے دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔

آنحضرت کی دوسری بیٹی کا اسم مبارک سراج النساء جہاں ہے۔ آپ آنحضرت کی زندگی میں چودہ سال کی عمر میں اس جہانِ ناپائدار سے رخصت ہوئیں

آنحضرت نے آپ کی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں ۰

مذکورہ بالا اولاد کے علاوہ حضرت خلیفۃ اللہ کی اور اولاد بھی ہے لیکن وہ شیرخوارگی کی حالت میں اس دار فانی سے رخصت ہوئی۔ چونکہ ان کے نام بھول گیا ہوں۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کے اہل بیت تین تھے۔ ایک مخدومزادہ کلاں شیخ محمد عزیز اللہ شیخ عبدالقادر کی والدہ۔ دوسرے خواجہ محمد احرار ثانی۔ فاطمہ زمانی اور رقیہ ثانی کی والدہ۔ تیسرے مخدومزادہ کلاں کی والدہ۔ شیخ محمد کی والدہ ۰ آنحضرت کی زندگی ہی میں چل بسیں جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ خواجہ محمد احرار کی والدہ ابھی زندہ ہیں ۰

ذکر در بیان

خلفائے عظام و یاران مبشرین کرام حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ

جب میں نے اس کتاب کو تالیف کرنا چاہا۔ تو اس خیال کو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ اور کتاب کی تالیف کی درخواست کی۔ آنحضرت نے استخارہ کے بعد اذن دیا۔ اور نہایت تاکید سے فرمایا۔ جو کچھ سچ سچ ہو گا وہی لکھنا سرِ مو مبالغہ نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ مجھے جناب کے خلفاء کا حال مفصل معلوم نہیں۔ فرمایا جس وقت ہم یاروں کو توجہ دیتے ہیں۔ تم پاس رہا کرو۔ میں حسب الحکم توجہ کے وقت حاضر رہتا۔ جب آنحضرت لوگوں کو توجہ دیتے تو مجھے پاس بٹھا لیتے جس کو کسی ابتدائی متوسط یا انتہائی حالات کی خوشخبری عنایت کرتے مجھے سنا لیتے۔ جو یار دوسرے علاقوں میں تھے۔ ان کے حالات خود بیان فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بلا کم و کاست یہی حالات لکھدینا۔ کسی کی آشنائی کا خیال نہ کرنا۔ حضرت مجدد الف ثانی رض کے فرزندوں میں سے جو اشخاص میرے مریدوں میں داخل ہیں۔ ان کے حالات پہلے لکھنا۔ کیونکہ وہ باقی تمام جہان سے اشرف ہیں میں (مؤلف رح) نے بارہا کتاب شروع کرنی چاہی۔ لیکن بعض رکاوٹوں کے سبب شروع

Marfat.com

ذکر سکا۔ آنحضرت کے آخری سال جلوس قیومیت میں شروع کی۔ پھر میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جناب کے یاروں اور خلفا کے حالات کس طرح لکھوں۔ فرمایا اب تمہیں ان کے حالات معلوم ہیں۔ سو اپنے علم کے موافق لکھدو۔ اب جو کچھ مجھے معلوم ہے لکھے دیتا ہوں۔ آنحضرت کی زندگی میں اس کتاب کی چند ایک جزویں تیار ہوئی تھیں۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہوگیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد دو سال تک بسبب غم و الم میں بدحواس رہا۔ جب غم کو ذرا تخفیف ہوئی۔ تو پھر اس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔

فہرست خلفا و مریدانِ خاص حضرت خلیفۃ اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

میر محمد نعمان حق رسا معصومی۔ شیخ محمد محسن معصومی۔ شیخ محمد احمدی۔ شیخ وجیہ الدین احمدی۔ شیخ عبدالحی احمدی۔ شیخ محمد امام معصومی۔ شیخ فدا احمد۔ شیخ محمد عابد سلطان پوری۔ صوفی فرمان کابلی۔ شیخ عبدالرحیم لاہوری۔ صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری۔ شیخ محمد یمین لاہوری۔ شیخ گل محمد لاہوری۔ صوفی کامل کابلی۔ شیخ عادل سامانی۔ صوفی فرہاد پشاوری۔ صوفی عوض باقی کابلی۔ صوفی ابو تراب برلاس خوشابی۔ خواجہ ضیاء اللہ کشمیری۔ صوفی فرہاد پشاوری۔ خواجہ نور اللہ کابلی۔ خواجہ محمد امین کابلی۔ صوفی محمد روشن۔ صوفی نور محمد نیلہ پوش۔ شیخ علی اصغر سیالکوٹی۔ شیخ محمد صدیق سیالکوٹی۔ خواجہ محمد ناصر نقشبندی۔ خواجہ عبدالرحمان۔ خواجہ محمد میر یعقوبی مرادآبادی۔ شیخ احمد کاتب سیالکوٹی میر سعداللہ ننگرہاری۔ حاجی شکراللہ کابلی۔ داراب کابلی۔ صوفی فیروز ملتانی۔ خواجہ عباد اللہ خواجہ فیض اللہ کابلی۔ شیخ سعدالدین پشاوری۔ اخوان موسے۔ شیخ ابوتراب پشاوری شیخ محمد دمشقی۔ خواجہ اسداللہ بخاری۔ خواجہ عزیزاللہ بدخشی۔ صوفی لعل سجانی۔ حاجی سعادت اللہ۔ صوفی فیض بخش رہتاسی۔ شیخ محمد افضل ہولوی۔ صوفی محمد رہتاسی۔ خواجہ فقیر سجانی۔ شیخ ولی محمد بہاری۔ صوفی محمد اشرف شمس آبادی۔ حافظ جمال محمد شاہ آبادی۔ شیخ محمد عادل اکبرآبادی۔ شیخ محمد عارف بنگالی۔ شیخ محمد فضل بنگالی صوفی ابوالحسن بلخی۔ صوفی قندہاری۔ شاہ مقیم بدخشی۔ صوفی دوزی بدخشی۔ خواجہ عبدالرحمن کولابی۔ غلام محی الدین افغان۔ صوفی نواب افغان ٭

Marfat.com

ذکر در بیان

احوال یاران مبشران حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

صوفی میرزا۔ صوفی فقیر احمد۔ صوفی حفیظ اللہ۔ صوفی شیخ علی۔ صوفی محمد اعظم سیالکوٹی۔ صوفی عبدالرحیم سیالکوٹی۔ غلام احمد سلطانپوری۔ صوفی بخشندہ۔ عزیز قلی خاں۔ صوفی عبداللہ۔ خوشابائی۔ صوفی صدیق۔ صوفی گاہی۔ خواجہ عبدالمنان۔ صوفی صفدر۔ شاہ اندرانی۔ صوفی محمد شریف عرب۔ صوفی یار محمد کفش فروش۔ صوفی عبدالحکیم کشمیری۔ صوفی محمد صادق۔ صوفی محمد عاقل۔ مولوی احمد قصوری۔ حافظ سعداللہ لاہوری۔ مولوی مرزا عبدالرحیم کابلی۔ صوفی محمد عظیم۔ ملا عبداللہ افغان۔ ملا مخدوم۔ میر ہزار کابلی۔ صوفی غلام محمد سرہندی۔ خواجہ عبداللہ کابلی۔ اخون سلطان افغان۔ محمد کبیر شاعر کابلی۔ حاجی جمال اندرابی۔ حاجی جمال آنحضرت کا دودھ بھائی۔ عبدالرحمن سمرقندی۔ حاجی قلندر بدخشی۔ خواجہ عبداللہ۔ ملا شمس الدین کاشغری۔ حافظ سیف اللہ افغانی۔ دوست محمد افغان۔ اور محمد سالم کابلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء اور یاروں کے حالات لکھنا خارج از تحریر ہے صرف ان کے نام ہی لکھے جائیں تو کئی ضخیم رجسٹر درکار ہیں۔ آنحضرت کے صاحب حال یاروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی صورت کا بھی آشنا نہیں ہوں۔ اور نہ ان کے نام کی بھی خبر ہے بعض ایسے ہیں۔ کہ نام سن رکھے ہیں۔ لیکن شکل نہیں دیکھی۔ جن کا نام اور شکل ہردو یاد نہیں ان کے حالات نہیں لکھے گئے۔

سید محمد نعمان حق رسا احمدی معصومی سرہندی۔ حسب ذیل طور پر چار واسطہ سے آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتے ہیں۔ میر محمد نعمان حق رسا بن خواجہ محمد پارسا بن حضرت عبیداللہ مروج الشریعت بن حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقے بن حضرت مجدد الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ والد ماجد کے وصال کے بعد حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے چلے گئے۔ وہاں حکم ہوا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے فیض اخذ کرو۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی سنا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب الاقطابی کا

Marfat.com

منصب حاصل ہے۔ اس واسطے جب سفر حج سے واپس آئے۔ تو آنحضرت کے مرید ہوئے آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور تجلئے صفات، تجلی ذات، زوال عین۔ اور ولایت و کمالات نبوت کے انتہائی مقامات کی عمدہ عمدہ خوشخبریاں عنایت فرمائیں تھیں۔ جیسا کہ آنحضرت کے حسب ذیل مکتوب سے معلوم ہوتا ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ علی کل حال۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی اس درویش کی طرف سے سلام عافیت انجام قبول فرمائیں۔ اپنا مشتاق دیدار سمجھ کر دعائے ترقی دارین میں مشغول سمجھیں۔ برادر مہربان کا مکتوب مرغوب عین انتظار میں پہنچا۔ اور حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ پہلے جو کمالات وجود سے عدم کو پہنچے تھے۔ میں پھر انہیں اصل کی طرف لوٹتا ہوا پاتا تھا۔ اب علام عدم سے ملحق ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ حالت بہت اچھی ہے۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضہ اس حالت کو تجلیٔ ذات سے موسوم فرماتے ہیں۔ میں بھی قریب قریب آپ کی یہی حالت پاتا ہوں۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالائیں۔ اور ترقی کا خیال کریں۔ آپ کی لیاقت اور قابلیت اس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے علمی سے عملی صورت میں لائے۔ میں ہر رات آپ کی ظاہری و باطنی ترقیات کے واسطے دعا کرتا رہتا ہوں۔ نورچشمی یحییٰ بیگم بمعہ والدہ سلام کہتی ہیں۔ ہر رات دعا کے وقت مجھے بھی یاد فرمایا کریں۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شاہ محمد سیا کو سلام۔ ہمشیرہ بی بی رقیہ بانو کا سلام۔ میاں محمد احسان مشتاقانہ سلام عرض کرتے ہیں۔ جب آپ کے ہاں فرزند پیدا ہو۔ آپ میرے بھانجے کی دایہ یعنی جو میاں محمد عزیز کی دایہ ہے مقرر کریں"۔ آپ کے کچھ حالات اور آپ کا مرید ہونا قیومیت کے تینتیسویں سال میں بیان ہو چکا ہے +

شیخ محمد محسن احمدی معصومی سرہندی - آپ کا سلسلہ حسب ذیل ترتیب سے پانچ واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمد محسن بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ آپ بچپن ہی سے حضرت خلیفۃ اللہ کے منظور نظر تھے۔ آنجناب آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خصوصاً آخری عمر

Marfat.com

میں آنحضرت کے مخالف آپ ہی تھے۔ اور اکثر حضرت خلیفۃ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے جو انس محمد محسن سے ہے کسی اور سے نہیں۔ حضرت قیوم زمان نے آپ کو عمدہ بشارات جو حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے خصائص سے ہیں۔ عنایت فرمائیں۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند اور ورع و تقوٰے میں بے نظیر ہیں۔ امرمعروف اور نہی منکر آپ کا پسندیدہ طریقہ ہے۔ دن رات میں کوئی ایسا وقت نہیں جو عبادت وطاعت سے خالی ہو۔ حضرات سرہند کے طریقے کے پورے پورے پابند ہیں۔ آج حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں بلکہ تمام طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ میں شیخ محمد محسن بے نظیر ہیں۔

شیخ محمدی احمدی سرہندی۔ آپ کا سلسلہ حسب ذیل طور پر چار واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمدی بن شیخ حسن علی مشہور بہ شاعر چراغ بن شیخ ضیاء الدین یوسف بن حضرت شیخ محمد یحیٰے معروف بہ شاہ جیون بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ شیخ محمدی نے پہلے اپنے جد بزرگوار شیخ ضیاء الدین یوسف سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ اُنکے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے آپ پر مہربانی کر کے طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں اور تھوڑی مُدت میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے ظاہری علم بھی پایۂ تحصیل تک حاصل کیا تھا۔ علم کلام اور علم تصوف میں بھی بے نظیر تھے۔ آجکل تصوف میں ایک کتاب "مواہب احمدیہ" تصنیف فرمائی ہے۔ جو میں نے بھی دیکھی ہے۔ واقعی اس میں عجیب وغریب علوم بیان فرمائے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا کہ ان کا بیان کنندہ ابنائے جنس سے ممتاز ہے۔

شیخ وجیہ الدین احمدی سرہندی۔ آپ کا سلسلہ نسب حسب ذیل طور سے چار واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ وجیہ الدین محمد درویش بن شیخ زین العابدین المشہور بہ شیخ فقیر اللہ بن حضرت شیخ محمد یحیٰی بن حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے جد بزرگوار کے بھائی شیخ ضیاء الدین یوسف سے حاصل کیا۔ ایک روز اثنائے سلوک میں حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے مزار فائض الانوار پر بیٹھے تھے۔ کہ آنحضرت نے آپ پر ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ قطب وقت شیخ محمد زبیر کی خدمت میں جاؤ۔ اور انہیں سے توجہ باطنی کے لئے درخواست کرو۔ آپ نے

آنحضرت کے ارشاد کے مطابق حضرت قیومیت مآب قیوم زمان کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنحضرت کو شیخ ضیاء الدین یوسف کی خاطر توجہ دینے میں تامل تھا۔ میں کسی تقریب سے سرہند جا رہا تھا۔ مجھے فرمایا۔ کہ تم جب سرہند جاؤ۔ تو شیخ ضیاء الدین یوسف سے پوچھنا کہ شیخ وجیہ الدین کو مرید کروں یا نہ۔ جب اجازت ملی۔ تو آنحضرت نے آپ کو مرید کیا۔ آپ بھی صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں ولایت صغریٰ کبریٰ اور علیا اور کمالات نبوت وغیرہ کی بشارات فرمائیں۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ ورع۔ تقویٰ۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا شعار ہے۔

شیخ عبدالحی احمدی سرہندی۔ آپ تین واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانیؓ کی اولاد دینیہ سے ہیں۔ شیخ عبدالحی بن شیخ عبداللطیف بن دختر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ آپ مع فرزندوں کے حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے بڑے فرزند کو خلافت بھی عنایت فرمائی۔ آپ صلاح۔ ورع اور تقویٰ سے آراستہ اور شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے۔

شیخ محمد امام احمدی سرہندی۔ آپ شیخ عبدالحی کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ کی والدہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت صبغۃ اللہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ شروع ہی سے آپ پر مہربان تھے۔ آنحضرت نے ظلال اور اصول کی بشارات عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرما کر کابل کی طرف روانہ کیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب و غریب حالت پیدا کی۔ واقعی شیخ محمد امام صاحب جذبہ قوی تھے۔ آنحضرت بھی فرمایا کرتے تھے کہ شیخ امام صاحب جذبہ ہیں۔ آپ ورع۔ تقوےٰ۔ صلاح۔ علم۔ حلم۔ خلق۔ تواضع۔ فروتنی میں بے نظیر اور شریعت و طریقت پر کاربند تھے۔ ظاہری علم بھی تحصیل کے درجے تک حاصل کیا۔

شیخ فدا احمد احمدی سرہندی۔ آپ بھی شیخ عبدالحی کے فرزند ہیں۔ اپنے بڑے بھائی شیخ محمد امام کے ساتھ حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ چند مرتبہ بھائی کے ساتھ سرہند سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت کی باطنی توجہات کی سعادت

Marfat.com

حاصل کی۔ بلکہ آپ کے حق میں آنحضرت نے بعض بشارات بھی عنایت فرمائیں۔

شیخ محمد عابد سلطانپوری قدس سرہ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ اس کا عروج اکثر اولیاء سے اونچا واقع ہوا ہے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب عروج سے کرامات بکثرت ظہور میں آئیں۔ واقعی شیخصاحب سے کرامات بکثرت ظاہر ہوئیں۔ آنحضرت نے آپ کو طریقہ احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں۔ ولایت احمدی تو خاص طور پر فرمائی سرہند اور لاہور کے مابین علاقے کے قطب تھے۔ آپ اوصاف کریمہ و اخلاق حسنہ سے موصوف اور شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ امراء اور اغنیاء سے سخت متنفر تھے۔ چنانچہ لاہور کے حاکم نے کئی مرتبہ آپ کی زیارت کی خواہش کی لیکن آپ نے منظور نہ فرمائی۔ آخر وہ شکار کے بہانے آپ کی زیارت کے لئے سلطانپور آیا۔ براہ راست اس واسطے نہ آیا۔ کہ کہیں شیخصاحب سلطانپور نہ چھوڑ جائیں۔ جب آپ کی خانقاہ کے قریب پہنچا۔ تو آپ اس کی آمد کی اطلاع پاکر کہیں جا چھپے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ شیخصاحب کہاں ہیں۔ حاکم نے خانقاہ میں جاکر دیکھا کہ شیخصاحب موجود نہیں۔ خانقاہ والوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ آخر وہ دوپہر تک انتظار کرتا رہا۔ آپ کے یاروں اور شاہی ملازموں نے بہتیری دیکھ بھال کی لیکن آپ کا پتا نہ ملا۔ وہ ایک روز اور بھی حاکم وہاں رہا۔ لیکن جب دیکھا شیخصاحب بالکل متنفر ہیں۔ تو ناامید ہو کر لاہور واپس چلا گیا۔ شیخ صاحب آنحضرت کے وصال سے ایک ماہ پیشتر ۱۱۵۲ھ میں دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آنحضرت کو آپ کی وفات کا سخت افسوس ہوا۔ فرمایا۔ کہ محمد عابد تم نے جہان سے رخصت ہونے میں سبقت کی ہے۔ اچھا ہم بھی عنقریب آیا چاہتے ہیں۔ نیز آپ کے حق میں فرمایا کہ وہ ہمارے یاروں میں ممتاز اور مستثنےٰ تھا۔

صوفی محمد فرمان کابلی سلمہ ربہ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفاء سے ہیں آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے لیکر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت کابل دیکر رخصت کیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اس علاقے کے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ وہاں کے

Marfat.com

مشائخ اپنے مریدوں کے منحرف ہونے پر سانپ کی طرح پیچ وتاب کھاتے تھے۔ سب نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا۔ کہ کسی طرح صوفی صاحب کو شرمندہ کرنا چاہئے۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ تمام مشائخ وعلماء اور رؤسائے شہر کی دعوت کرنی چاہئے۔ اور اس میں صوفی صاحب کو بلا کر جو مصلحت وقت ہو ان سے پوچھنا چاہئے۔ دوسرے دن حسب قرارداد شہر کے تمام چھوٹے بڑے جمع کر کے صوفی صاحب کو بلایا۔ جب آپ آئے۔ تو آپ سے دشمنی کے طور پر پوچھا۔ کہ یہ کہاں کے درویش ہیں؟ کہ تم نے ہمارے مریدوں کو منحرف کر لیا ہے یہ بات طریقت میں حرام ہے۔ آپ نے ناراض ہو کر کہا۔ کہ تم نیکی سے کیوں روکتے ہو۔ انہیں خدا شناسی سے منع کرتے ہو۔ نہ تم میں اس قدر طاقت ہے کہ تم انہیں فائدہ پہنچا سکو۔ اور نہ کسی اور سے فائدہ اٹھانے دیتے ہو۔ انہوں نے پوچھا۔ تمہیں یہ کیونکر معلوم ہے۔ کہ ہم سے لوگوں کو باطنی فائدہ نہیں پہنچتا اور تم سے پہنچتا ہے صوفی صاحب نے فرمایا۔ آزما لو۔ وہ بھی اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ بعد ازاں کھانے کے تھال سر بمہر صوفی صاحب کے پاس لائے۔ اور پوچھا۔ کہ بتاؤ ان میں کس کس قسم کا کھانا ہے۔ آپ نے بلا کم وکاست تمام چیزیں بتلا دیں۔ تمام مشائخ وعلماء دیکھ کر حیران رہ گئے اور اپنے خیال سے توبہ کی۔ اسی مجلس میں اکثر آدمی آنحضرت کے مرید ہو گئے۔

ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ میرے پاس قوت تصرف کا بیان فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے تپ ہو گیا۔ صبح سے ظہر کی نماز تک بڑے شدت کا بخار رہا۔ اتنے میں صوفی محمد فرمان نے آ کر عرض کیا۔ کہ ہم جناب کو ایسی حالت میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ پس اس تپ کو اپنے پر لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر میرے پاس سے اٹھا اس کے جاتے ہی میرا تپ زائل ہو گیا۔ ایک گھڑی نہ گذری تھی۔ کہ لوگوں نے آ کر عرض کیا۔ کہ صوفی صاحب تپ محرقہ میں مبتلا ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ صوفی نے ہمارا تپ خود لیا ہے۔ یہ مناسب نہیں۔ کہ اسے تکلیف کی حالت میں چھوڑیں۔ بعد ازاں دعا کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے صوفی صاحب کو شفا عنایت فرمائی۔

ایک روز میرے والد ماجد نے فرمایا۔ کہ جن دنوں میں اپنے مرض کا علاج کرا رہا تھا۔ میرا اسباب سارا روپیہ بیماری پر صرف ہوا۔ انہیں دنوں صوفی صاحب نے آ کر عرض کیا۔ کہ جناب کو اس قدر تکلیف اور اس قدر روپیہ صرف کیا ہے۔ آپ کا یہ مرض زائل

Marfat.com

نہیں ہوگا۔ بہتر ہے جناب اس پر روپیہ صرف نہ کریں۔ لیکن اس وقت صوفی صاحب کی بات کسی نے نہ مانی۔ بعد ازاں بہیترے علاج کئے گئے۔ لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوا۔

صوفی صاحب دُنیا سے قطع تعلق کئے ہوئے تھے۔ سخت سے سخت مجاہدے اور ریاضتیں کرتے تھے۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا رنگ ڈھنگ گذشتہ اولیاء کی طرح تھا۔

شیخ عبدالرحیم لاہوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے لیکر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے حضرت حجۃ اللہ کے بعد آپ ہی کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ ورع و تقوے میں کامل اور حضرات سرہند کے طریقہ علیہ پر کاربند تھے۔ ۱۱۳۲ ہجری میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے صوفی مرزا جانی ابدال کو لاہور بھیجا۔

صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلیفہ اور منظور نظر ہیں۔ لڑکپن ہی سے آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر خاص طور پر مہربان تھے۔ اس طریقہ علیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائی تھیں اور خلافت دیکر لاہور روانہ کیا۔ آپ ہر سال ماہ رمضان میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ چند ماہ خانقاہ میں رہ کر پھر حسب الارشاد لاہور واپس چلے جاتے۔ بعض اوقات آئندہ ماہِ رمضان تک یعنی سال بھر ہی آنحضرت کی خدمت میں رہتے۔ آپ کو اس طریقہ کے خصائص یعنی مقامات بلند اور کمالاتِ ارجمند حاصل تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ اور ورع اور تقوے سے موصوف۔ اِن باتوں کے علاوہ آنحضرت نے ابدالی خدمت بھی آپ کے سپرد کر رکھی تھی۔

ایک روز مَیں نے بھی صوفی صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ سے بھی ویسی ہی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جو ابدالوں سے ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ اہل اللہ کے ہاں یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ ابدال کثیر الخوارق ہوا کرتے ہیں۔ صوفی صاحب انکسار سے ہی کام لیتے رہے۔ ہم یہی گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اتفاقاً صوفی صاحب کا ایک مخلص دور دراز کا سفر طے کر کے آنکلا۔ اور کہنے لگا۔ کہ فلاں جنگل میں مَیں

Marfat.com

شیر سے دو چار ہوا۔ مجھے وہ ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسی وقت صوفی صاحب کے باطن کی طرف توجہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ صوفی صاحب نے وہاں آکر شیر کو جھڑکا جو آپ کو دیکھتے ہی بھاگ گیا۔ اور میں اس بلا سے بال بال بچ گیا۔ جب اس نے صوفی صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا۔ تو میں (مؤلف رح) نے صوفی صاحب کو کہا۔ کہ آپ سے اس موقعہ پر دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک وہ جو اس شخص نے بیان کی ہے دوسرے یہ کہ میں آپ سے کرامات کے بارے میں پوچھتا تھا۔ سو میرے سوال کا جواب بھی مل گیا۔ صوفی مرزا جانی آنحضرت کے وصال کے وقت موجود تھے۔

صوفی گل محمد لاہوری۔ آپ خانقاہ کے قدیمی خدمتگذار ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کر کے لاہور بھیجا۔ آپ ورع۔ تقوے۔ حلم۔ خلق۔ تواضع اور انکسار سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند تھے۔ ۱۱۳۱ہجری میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے اُس کے بھائی شیخ محمد امین کو لاہور بھیجا۔

شیخ محمد امین لاہوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے اِنتہا تک آنحضرت کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کر کے لاہور بھیجا۔ آنحضرت آپ کی صفائے باطن۔ تندی و صحتِ کشف کی تعریف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک دفعہ شیخ محمد امین معتکف تھے۔ اس دن ماہِ رمضان کی اُنیتسویں ۲۹ تھی۔ لوگوں نے آپ سے بیان کیا۔ کہ نجومیوں کی رائے ہے کہ چاند کل دکھائی دیگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ماہِ رمضان تو گذشتہ رات رخصت ہو چکا ہے آج بالضرور چاند دکھائی دیگا۔ یہ خبر شہر میں مشہور ہو گئی۔ جب شام ہوئی۔ تو نجم جھوٹے نکلے۔ اور اولیاء اللہ کی کرامت ظاہر ہوئی۔ یعنی چاند نکل آیا۔

ایک دفعہ حاکم لاہور نے کسی تقریب سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستعفی ہونا چاہا۔ چنانچہ اس ارادے سے وہ شہر سے نکل تین کوس کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ بعض دنیاوی امور کے واسطے چند روز وہیں رہا۔ اتنے میں اہل شہر نے شیخصاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم اس عامل سے بہت خوش ہیں۔ ہم کسی اور

Marfat.com

حاکم کا آنا پسند نہیں کرتے - اس بارے میں آپ دعا کریں - کہ اللہ تعالیٰ اس حاکم کو یہیں رہنے دے - آپ نے اس بارے میں دعا کر کے فرمایا - کہ بذریعہ کشف ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ تمہارا حاکم آج رات شہر میں آجائیگا - اور مدت تک اس شہر پر حکمران رہیگا - عصر کا وقت تھا - کہ بادشاہی قاصد آیا - اس نے حاکم کو کہا - کہ بادشاہ کے پاس تمہارے جانے کی کچھ ضرورت نہیں - وہیں اس خدمت کو انجام دیتے رہو - شام کے وقت حاکم پھر لاہور آگیا - شیخ صاحب کشف و کرامت سے موصوف اور شریعت و طریقت کے پابند تھے ‎+

صوفی محمد کامل کابلی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں - پہلے آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے - بلکہ بعض بشارات بھی حاصل کی تھیں - لیکن ان دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی رہتے تھے - آنحضرت آپ پر بدرجہ کمال مہربان تھے - اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ صوفی ہمارا ہم پیر ہے - آنحضرت نے صوفی صاحب کو اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں - اور خلافت سے سرفراز فرمایا - لیکن صوفی صاحب تادم مرگ آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ سے جدا نہ ہوئے - صرف ایک دفعہ حسب الارشاد حج کے لئے گئے - آپ نہایت متواضع منکسر المزاج اور فروتن تھے - شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے - آپ آنحضرت کی زندگی میں ۱۱۳۲ہجری کو فوت ہوئے ‎+

صوفی محمد فرہاد پشاوری - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں - آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے لیکر انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا - اور اس طریقہ علیا کی تمام بشارات حاصل کر کے آنحضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے - آنحضرت صوفی صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے - حتیٰ کہ صوفی صاحب کو اپنا ضمنی فرمایا کرتے تھے - آپ نے آنحضرت کی خدمت پورے پینتیس ۳۵ سال کی ہے - دن رات خانقاہ میں موجود رہتے - چند مرتبہ لوگوں نے صوفی صاحب کو کہا کہ آپ لوگوں کے ارشاد کے واسطے باہر کیوں نہیں جاتے - تو آپ نے فرمایا - کہ میں آنحضرت کی مفارقت کی تاب نہیں لاسکتا - آپ ورع - تقوے سے موصوف اور اپنے پیروں کے طریقہ پر کاربند تھے ‎+

Marfat.com

شیخ محمد عادل سامانی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا اور آنحضرت نے آپ کو خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے زندگی کے تیس سال خانقاہ کی خدمت میں بسر کئے ۱۱۴۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ نہایت حلیم۔ فروتن اور شریعت وطریقت کے سخت پابند تھے۔

صوفی عوض باقی کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا۔ کہ عوض باقی اور مرزا جانی دونوں نے لڑکپن ہی سے سلوک حاصل کر لیا ہے۔ آنجناب نے خانقاہ کی بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں۔ صوفی صاحب اعلیٰ پایہ کے صاحب کشف اور اپنے پیروں کے طریقہ کے سخت پابند تھے۔

صوفی ابو تراب برلاس کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے کئی مرتبہ آپ کے حق میں فرمایا۔ کہ ابو تراب نے سلوک باطنی شروع سے لیکر آخیر تک ہماری خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے اس طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں۔ صوفی صاحب امیر کبیر بھی تھے۔ کیونکہ سلطان ہند کے امرا میں داخل تھے لیکن کئی مرتبہ آنحضرت سے عرض کر چکے۔ کہ میں اس امارت کو ترک کرنا چاہتا ہوں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تم نے اسے اپنے دل سے ترک کر دیا ہے۔ ہاتھ سے کیوں جانے دیتے ہو۔ آپ ورع۔ تقویٰ۔ تواضع۔ انکسار۔ شکستگی اور نیستی سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے پر سخت کاربند تھے۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آنحضرت نے اُنکے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ ہمارے خلفاء کے اول طبقہ میں داخل ہیں۔

خواجہ ضیاء اللہ کشمیری المشہور بہ احسن لعین۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل خلیفہ ہیں۔ آپ ورع۔ تقویٰ۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کے سخت

Marfat.com

پابند ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور ولایت صغرائے کبرائے علیا کمالات نبوت بلکہ حقائق ثلاثہ تک کی بشارات خواجہ صاحب کو عنایت فرما کر اپنی خلافت سے سرافراز فرمایا۔ بارہا خواجہ صاحب کی بابت فرمایا کرتے تھے۔ کہ خواجہ صاحب محبت و اعتقاد میں بے نظیر ہیں +

صوفی محمد برات خوشبانی کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں شروع سے آخیر تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ آنحضرت کے مقبول تھے۔ آنحضرت کی خانقاہ کے اخراجات آپ ہی کے متعلق تھے۔ آپ خانقاہ کے تمام یاروں کی خدمت کما حقہ کیا کرتے تھے۔ اور حتی المقدور اہل خانقاہ کی رضامندی کی کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کوئی بھی آپ سے ناخوش نہ تھا۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے +

صوفی محمد روشن۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ اکثر آنحضرت کے مخاطب تھے۔ خانقاہ کی متداولہ بشارات مثلاً تینوں ولائیتیں صغرائے، کبرائے، علیا۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ تمہاری طبیعت ملک مالوہ کے شہر سارنگپور کے لوگوں سے پوری مناسبت رکھتی ہے۔ بلکہ اس علاقے کا قطب بھی آپ ہی کو مقرر کیا۔ صوفی صاحب تقوٰے و ورع اور پیروئے سُنت مصطفویہ میں بے نظیر تھے۔ اور طریقہ احمدیہ معصومیہ کے سخت پابند تھے +

اخون محمد موسے۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ علم ظاہری کے بھی بڑے جید عالم تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں ابتدا سے انتہا تک حاصل کیا۔ اور خانقاہ کی مروجہ بشارات مثلاً ولایت سہ گانہ۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ ایک روز آنحضرت نے اخون صاحب کو فرمایا۔ کہ تمہارا باطن کابل کے علاقہ میں گندہاک کے لوگوں سے مناسبت تامہ رکھتا ہے۔ اغلب ہے کہ وہاں کی خدمت تمہارے سپرد ہو۔ اخون صاحب شریعت و طریقت پر ثابت قدم تھے +

مولوی اصغر علی سیالکوٹی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ

Marfat.com

ہیں۔ پہلے آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے یک واسطہ خلیفہ حافظ نور محمد کے مرید ہوئے جب حافظ صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ تو اُنہوں نے مولوی صاحب کو بھی آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت مولوی صاحب پر مہربان تھے۔ خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت کرکے خلافت سے مشرف فرمایا۔ مولوی صاحب ورع۔ تقویٰ۔ تواضع۔ نیستی۔ شکستگی۔ علم۔ حلم اور خلق سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر سخت کاربند تھے۔

ایک روز اتفاقاً مولوی صاحب سے ایسا فعل سرزد ہوا۔ جو از روئے شرع مکروہ تھا۔ مولوی صاحب اس فعل کے سرزد ہونے سے بہت گھبرائے اور کانپے۔ اور اپنا چہرہ سیاہ کرکے شہر میں ڈھونڈورا پٹا کر نادم و تائب ہوئے آنحضرت نے مولوی صاحب کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو شخص مُردہ کو زمین پر چلتے پھرتے دیکھنا چاہے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رض کو دیکھ لے۔ سو میرے یاروں میں مولوی اصغر علی ہیں۔ آپ علم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ بلکہ ایک جید عالم تھے۔ بہت سے لوگوں نے دونو علوم میں آپ سے فائدہ اُٹھایا اور اُٹھا رہے ہیں۔

خواجہ نور اللہ کابلی۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص و مقبول اور بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ آنحضرت کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند ہیں۔ آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ اور اکثر خواجہ کہکر مخاطب کیا کرتے تھے۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ میں خواجہ صاحب کو اپنے بھائی کی طرح جانتا ہوں۔ اور اس طریقہ کی بشارات مثلاً۔ ولایت صغرائے۔ کبرائے۔ علیا۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ آپ کو عنایت فرمائیں اور نیز خواجہ صاحب کے حق میں خوشخبری دی۔ کہ تم اسم باطنی سر سے پاؤں تک محض نور ہو گئے ہو۔ خواجہ صاحب شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

میر سعد اللہ ننگرہاری۔ کابل کے گرد و نواح میں ننگرہار ایک علاقہ ہے۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ اخون موسیٰ کے خلف الرشید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے اخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ

Marfat.com

کیا۔ بلکہ اکثروں نے خلافت بھی پائی ہے۔ بیر صاحب تقوے۔ ورع سے موصوف اور شریعت وطریقت کے سخت پابند ہیں۔

صوفی نور محمدؒ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک صاحب کمال خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت آپ کی صفائے باطن اور تیزی وتندئی کشف کی تعریف کیا کرتے تھے۔ نیز ولایات ثلاثہ (صغرے۔ کبرے۔ علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارات بھی عنایت فرمائیں صوفی صاحب اعلیٰ پایہ کے متقی پرہیزگار اور خدا پرست تھے۔ شریعت وطریقت کے سخت پابند تھے۔ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے۔ ۱۱۵۱ ہجری میں خانقاہ عالم پناہ میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی۔

صوفی ابو الحسن بلخی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی متداولہ بشارات سے بہشر ہوئے۔ اور آنحضرت نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ اعلیٰ درجے کے عابد و زاہد اور شریعت وطریقت کے پابند تھے۔

سکی قندری۔ ملک توران میں بخارا کے قریب قندر ایک شہر ہے۔ صوفی صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک کامل خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے انتہاء تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ شریعت اور اپنے حضرات سرہند کے طریقے پر پورے طور پر کاربند تھے۔ ۱۱۴۵ھ ہجری میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی۔

خواجہ عزیز اللہ بدخشی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک اول خلیفہ اور خلیل اللہ کے فرزند رشید ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی مروجہ بشارات حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے آنحضرت نے آپ کو انکے وطن مالوف بدخشاں کی طرف روانہ کیا۔ آپ کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی حتیٰ کہ وہاں کا بادشاہ آپ کے ساتھ پا پیادہ جاتا تھا۔ ایک روز بادشاہ نے کسی تقریب سے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ کے حالات دریافت کئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آج گذشتہ اولیاء جیسے ہزاروں

Marfat.com

حضرت سلطان الاولیاء کے یار ہیں۔ بادشاہ اس وقت خاموش رہا۔ اِس مجلس سے فارغ ہوکر اپنے ارکین سلطنت سے خواجہ صاحب کا گلہ کیا۔ کہ دیکھو خواجہ صاحب نے گذشتہ اولیاء کی کیسی اہانت کی ہے۔ خواجہ صاحب یہ سنکر سخت ناراض ہوئے اور بے اختیار آپ کی زبان سے نکل گیا۔ کہ اگر ہم اس معاملے میں سچے ہیں۔ تو حقتعالیٰ اس بادشاہ کو دنیا سے اُٹھالے۔ ابھی ایک گھڑی نہ گذری تھی۔ کہ بادشاہ کو درد قولنج ہوا۔ اور اسی رات اِس جہان سے گذر گیا۔ دوسرے دن ارکانِ سلطنت نے جمع ہوکر خواجہ صاحب سے معافی مانگی۔ اور تخت سلطنت کے لئے ایک اور شہزادہ تجویز کیا۔ موجودہ بادشاہ معہ ارکانِ سلطنت خواجہ صاحب کا مُرید ہوا۔ خواجہ صاحب اعلےٰ درجہ کے حلیم علیم خلیق اور متواضع تھے۔ شریعت وطریقت کے سخت پابند تھے۔

حاجی امان بدخشی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کرکے خانقاہ کی بشارات مثلاً ولایت صغرےٰ۔ کبرےٰ۔ علیا۔ کمالات نبوت وغیرہ حاصل کیں۔ اور آنحضرت نے آپ کو اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ حاجی صاحب حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے کے سخت پابند تھے۔

خواجہ محمد ناصر نقشبندی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ اور خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبند کی اولاد سے ہیں۔ آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات مثلاً ولایت سہ گانہ۔ کمالاتِ نبوت اور حقائقِ ثلاثہ حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگ آپ کے طفیل آنحضرت کے مرید ہوئے۔ اور سلوکِ باطنی حاصل کرکے بشارات سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب کو علم تصوف اور حقائق الٰہی میں یدِ بیضا حاصل تھا۔ بلکہ اس علم میں کئی ایک رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ واقعی کلام خوب ہے۔ آپ شریعت اور حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند ہیں۔

خواجہ عبدالرحمٰن مرادآبادی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔

Marfat.com

۲۳ تیئس سال آنحضرت کی خدمت کی۔ اور سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت جس وقت قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب ورق گردانی کیا کرتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پورے پابند تھے۔ لیکن آنحضرت کی وفات کے بعد خواجہ صاحب سے واہیات کلمات سننے میں آئے۔ چنانچہ انہوں نے منصب قطبیت کا دعوےٰ کیا۔ حالانکہ اس منصب اعلےٰ کی کوئی علامت آپ میں نہ پائی جاتی تھی۔ اور نہ ہی آنحضرت نے آپ کو بطریق اشارت فرمایا تھا۔ صرف آپ کی کشفی خطا تھی۔ دوسرے اس طریقہ میں یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ یہ منصب قطبیت حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی اولاد خصوصاً حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزندوں میں قیامت تک رہیگا۔ جیساکہ حضرت مجدد الف ثانی رحؒ کے فرزندوں کے بعد دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف کردہ "برکاتِ احمدیہ" کی پانچویں فصل میں لکھا گیا ہے۔ نیز خواجہ صاحب نے مخدوم زادوں کی گستاخی کر کے انہیں ناراض کر لیا۔ حالانکہ مخدوم زادوں کے اس قدر دینی و دنیاوی حقوق خواجہ صاحب پر تھے۔ آنحضرت کے وصال کے بعد خواجہ صاحب نے خانقاہ سے نکل ایک اور جگہ سکونت اختیار کی۔ اور مخدوم زادوں کی زیارت کرنا ترک کر دی ✤

خواجہ محمد امین کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع کے خلیفہ اور حضرت حجۃ اللہ کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند کلاں ہیں۔ جو کابل کے قدیمی بزرگزادہ تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں شروع سے اخیر تک حاصل کر کے خانقاہ کی مروجہ بشارات پائیں۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب سے کچھ لغزش ہوگئی۔ لیکن اس سے متنبہ ہو کر توبہ کی۔ جیساکہ آنحضرت کے بیسویں سال قیومیت کے حالات میں لکھا گیا ہے ✤

شیخ محمد دمشقی۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے خلیفہ شیخ محمد مراد شامی کے فرزند ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت شیخ مراد آنحضرت کی زیارت کے لیے آئے۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ کو دیکھا۔

Marfat.com

تو بہت معتقد ہو گئے۔ اپنے فرزند کو آنحضرت کا مرید بنایا جس نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آج شیخ محمد ملک شام میں سب سے بڑا شیخ شمار ہوتا ہے۔ اور اس سے وہاں کے بہت سے آدمیوں نے باطنی استفادہ کیا ہے وہاں کے تمام امرا اور بادشاہ اور سلطان رُوم اس کے مُرید ہیں۔ شیخ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ اشرفی ہے۔ حاجی سعادت اللہ جو آنحضرت کے خاص یار ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں شیخ محمدؐ سے ملا۔ اس نے بہت اخلاص اور خصوصیت ظاہر کی۔ اور کہا۔ کہ میں صبح شام اسی تمنا میں رہتا ہوں۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت حج کے لئے تشریف لائیں۔ وہ ہر سال اس ولایت کے تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ اور ورع۔ تقوائے سے موصوف اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر کاربند تھا +

خواجہ محمد میرو یہ یعقوبی۔ کابل کے مضافات میں یعقوب نام ایک گاؤں ہے۔ آپ وہاں کے رہنے والے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ خواجہ عبد الصمد کے پوتے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر کاربند تھے +

شیخ محمد سعید سیالکوٹی۔ آپ حافظ نور محمد کے پوتے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے +

خواجہ فیض اللہ اور خواجہ عباد اللہ کابلی۔ دونو حضرت حجت اللہ کے خلیفہ خواجہ خسرو کے فرزند ہیں۔ جب حضرت حجت اللہ کے حسب الامر حضرت خلیفۃ اللہ کابل میں تشریف لائے۔ تو باپ نے ان دونو کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مہربان ہو کر بعض بشارات عنایت کر کے خلافت سے مشرف فرمایا۔ آج وہ دونو بھائی اس ملک کے بڑے شیخ شمار کئے جاتے ہیں۔ اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر ثابت قدم ہیں +

صوفی لعل پنجابی کابلی۔ آپ حضرت حجت اللہ کے خلیفہ حاجی عبد الغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنی

Marfat.com

قوم کے مشہور شیخ ہیں۔ اور حضرات سرہند کے طریقے پر ثابت قدم ہیں +

خواجہ **شکر اللہ کابلی** ۔ آپ خواجہ نیاز کابلی کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پورے پابند ہیں +

خواجہ فقیر سبحانی کابلی ۔ آپ حاجی عبد الغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر ثابت قدم ہیں +

صوفی عبد الرحیم کابلی ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے صوفی صاحب پر بدرجہ کمال کرم فرمایا۔ حتیٰ کہ حوض کوثر کا ساقی ہونے کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں +

حاجی داراب کابلی ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ اور شریعت پر ثابت قدم ہیں +

صوفی فیروز ملتانی ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور ملتان بھیجے گئے۔ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند ہیں +

خواجہ عبد الرحمٰن کولابی ۔ ملک بدخشاں میں کولاب ایک شہر ہے آپ آنحضرت کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجہ تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور اس طریقہ کی علاوہ بشارات سے مبشر ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ سنتِ نبوی اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں +

صوفی روزی بدخشی ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی اور

Marfat.com

اس طریقہ علیہ کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آپ تقوےٰ و عبادت سے موصوف اور طریقہ احمدیہ معصومیہ پر ثابت قدم تھے +

شاہ محمد مقیم بدخشی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں +

شیخ سعد الدین پشاوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں آپ پہلے حافظ نور محمد کے مرید تھے۔ بعد ازاں آنحضرت کی خدمت میں آکر سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اُٹھایا۔ بلکہ بعضوں کو طریقہ کی اجازت بھی ملی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر نہایت ثابت قدم تھے +

شیخ ابو تراب پشاوری۔ آپ پہلے شیخ سعد الدین کے مُرید تھے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم تھے +

حاجی سعادت اللہ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ اور شریعت کے سخت پابند تھے +

صوفی گل محمد رہتاسی۔ لاہور اور کابل کے درمیان رہتاس ایک قلعہ ہے آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پر کاربند ہیں +

صوفی فیض بخش رہتاسی۔ آپ صوفی گل محمد کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پر ثابت قدم ہیں +

مولوی محمد افضل رہتاسی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ پہلے حضرت حجبت اللہ کے مُرید تھے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ ظاہری و باطنی علم

Marfat.com

کے جامع تھے۔ پرہیزگاری اور عبادت سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے پابند تھے ٭

شیخ ولی محمد بہاری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں ٭

شیخ محمد عادل اکبرآبادی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پابند ہیں ٭

شیخ محمد عارف بنگالی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں ٭

صوفی محمد اشرف شمس آبادی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے آپ کو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہیں قبولیت خلق نصیب ہوگی۔ خبردار! کہیں خودپسندی کو دخل نہ دینا۔ واقعی جب آپ شمس آباد میں آئے تو گردونواح کے لوگ بہت معتقد ہوئے۔ اور آپ سے استفادہ کرنے لگے۔ آپ وہاں کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ شریعت وطریقت کے سخت پابند ہیں ٭

صوفی احمد کاتب سیالکوٹی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں ٭

صوفی غلام محی الدین افغان۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے پر ثابت قدم ہیں ٭

صوفی محمد فضل بنگالی۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں ٭

Marfat.com

صوفی نواب افغان پشاوری - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ ایک مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر ثابت قدم تھے +

خواجہ اسد اللہ بخاری - آپ حضرت عروۃ الوثقٰی کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے فرزند ہیں۔ آپ بخارا سے محض آنحضرت کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ جیساکہ قیومیت کے تیسویں سال میں مذکور ہو چکا ہے۔ پھر آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے +

ذکر در بیان

اصحاب مبشرین حضرت خلیفۃ اللہ کہ بخلافت رسیدہ اند

صوفی میر مرزا - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب سے ہیں آنحضرت آپ پر مہربان تھے۔ دن رات کمال مہربانی سے آپ کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات مثلاً تینوں ولائتیں صغرٰے، کبرٰے اور علیا اور کمالات نبوت وغیرہ عنایت فرمائیں +

صوفی حفیظ اللہ - آپ بھی حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں۔ آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ آپ بھی دل و جان سے آنحضرت پر فدا تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروجہ بشارات یعنی ہرسہ ولایت۔ ولایت صغرٰے ولایت کبرٰے۔ ولایت علیا۔ کمالاتِ نبوت اور قبولیت وغیرہ عنایت فرمائی۔ آپ طریقہ احمدیہ معصومیہ کے بڑے سخت پابند تھے +

صوفی محمد شریف باجوری - آپ آنحضرت کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ہرسہ ولایات، کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارات عنایت فرمائیں +

صوفی ہند علی کابلی - آپ آنحضرت کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت

Marfat.com

نے آپ کو ہر سہ ولایات۔ کمالاتِ نبوت اور ہر سہ حقائق کی بشارات عنایت فرمائیں ٭

صوفی فقیر احمد کابلی۔ آپ شیخ ابو القاسم کابلی کے فرزند اور حضرت سلطان الاولیاء کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے۔ مرضِ اخیر میں جب آنحضرت بہ سبب ضعف مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔ تو صوفی صاحب کو امام مقرر فرمایا۔ اس طریقہ کی بعض بشارات بھی آپ کو عنایت فرمائیں ٭

صوفی شیخ علی۔ آنحضرت نے آپ کو کمالات نبوت کی بشارات عنایت فرمائیں ٭

صوفی عبداللہ خوشابی۔ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں۔ اس طریقہ کی بشارات سے مشرف ہوئے ٭

صوفی محمد اعظم سیالکوٹی۔ آپ پہلے حافظ نور محمد سیالکوٹی کے معتبر یار بلکہ خلیفہ تھے۔ بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مورد عنایت بنے۔ اور عمدہ بشارات مثلاً ہر سہ ولایات۔ اور کمالاتِ نبوت سے سرافراز ہوئے۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ کے سخت پابند تھے ٭

صوفی نفس کابلی۔ آپ بھی آنحضرت کے مبشرین سے ہیں ٭

صوفی عبد الرحیم سیالکوٹی۔ آپ حافظ نور محمد سیالکوٹی کے پوتے ہیں کچھ مدت آنحضرت کی خانقاہ عالم پناہ میں رہے۔ اور آنحضرت سے اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں ٭

حاجی جمال۔ آپ آنحضرت کے دودھ بھائی ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ولایت صغرٰے، ولایت کبرٰے بلکہ ولایت علیا کی بشارات سے مشرف فرمایا ٭

اخون سلطان افغان۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مبشرین سے ہیں ٭

صوفی غلام محمد سرہندی۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ حاجی کمال کے فرزند اور میرے (مؤلف رح) والد ماجد کے دودھ بھائی ہیں۔ میرے والد ماجد نے آپ کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ آپ اس طریقہ کی بشارات سے سرفراز ہوئے ٭

Marfat.com

صوفی غلام احمد سلطان پوری ۔ آپ آنحضرت کے خلیفہ شیخ محمد عابد سلطانپوری کے فرزند ہیں ۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا ۔ آپ عمدہ بشارات سے مشرف ہوئے ۔

صوفی بخشندہ عزیز قلیخان ۔ آپ آنحضرت کے ایک منظور نظر ہیں ۔ عمدہ بشارات ہرسہ ولایت اور کمالات نبوت سے سرافراز ہوئے ۔

صوفی محمد صدیق کابلی ۔ آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں ۔ آپ ولایت کبرےٰ تک کی بشارات سے مستعد ہوئے ہیں ۔

صوفی یار محمد کفش فروش ۔ آپ نے آنحضرت سے ہرسہ ولایت ۔ کمالات نبوت حقیقت کعبہ تک کی بشارات حاصل کیں ۔

صوفی عبد الحکیم کشمیری ۔ آپ نے مدت تک سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا ۔ اور ولایت کبرےٰ کی بشارت کا شرف حاصل کیا ۔

صوفی خواجہ عبد المنان ۔ آپ خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی اولاد سے ہیں ۔ آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت فرمائیں ۔

صوفی محمد صادق ۔ آپ مدت مدید تک آنحضرت کی خانقاہ میں رہے اور آنحضرت سے بشارات حاصل کیں ۔

صوفی محمد عاقل ۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خادم ہیں ۔ تینوں ولایتوں کی بشارت سے مشرف ہوئے ۔

صوفی مولوی احمد قصوری ۔ آپ مولوی عبد الحکیم قصوری کے فرزند ہیں ۔ آپ نے سلوک باطنی بہمہ شرائط حضرت خلیفۃ اللہ سے حاصل کیا ۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے ۔ آپ آنحضرت کے معتبر یار اور حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پکے پابند تھے ۔

حافظ سعد اللہ لاہوری ۔ آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں ۔

مرزا عبد الحکیم کابلی ۔ آپ علم ظاہری و باطنی ہردو کے عالم تھے ۔ آنحضرت نے آپ کو ہرسہ ولایت کی خوشخبری عنایت فرمائی ۔

صوفی محمد عظیم رح ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص یار ہیں ۔ آنحضرت

Marfat.com

نے آپ کو ہر سہ ولایت کی بشارات عنایت فرمائیں +

میر ہزار کابلی۔ آپ آنحضرت کے اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کے اعتقاد کی بڑی تعریف کی ہے۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص مبشر تھے +

صوفی امان اللہ۔ آپ آنحضرت کے خاص مبشر ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ولایت صغرے اور ولایت کبرے کی خوشخبری عنایت فرمائی +

مُلا عبد اللہ افغان۔ آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو ہر سہ ولایات کی بشارات عنایت فرمائیں +

مُلا مخدوم لاہوری۔ آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہیں +

محمد کبیر شاعر کابلی۔ آپ کے کچھ حالات آنحضرت کی کرامات کے باب میں لکھے گئے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے ہر سہ ولایات اور کمالاتِ نبوت کی بشارات سے سرافراز ہوئے +

حاجی جمال ابدالی۔ آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہیں +

صفدر شاہ سحری۔ آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات سے سرافراز فرمایا +

صوفی محمد سالم کابلی۔ آپ مدت مدید آنحضرت کی خانقاہ میں رہ کر تینوں ولایتوں کی بشارات کے سرافراز ہوئے +

حافظ صیف اللہ۔ آپ نے آنحضرت کی بہت خدمت کی ہے آنحضرت نے آپ کو تینوں ولائیتوں کی بشارات سے مخصوص فرمایا۔ اب آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے روضہ منورہ کے خادموں کے سردار ہیں +

دوست محمد افغان۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خادم تھے۔ آنجناب نے آپ کو اعلےٰ اور عمدہ بشارات سے سرافراز فرمایا +

حاجی بیانہ۔ ملا نور بدخشی۔ خواجہ عبد الرحمان سمرقندی۔ ملا شمس الدین کاشغری محمد ارشد حسینی سب آنحضرت کے مبشرین ہیں۔ آنحضرت کے بہت سے خلفاء اور مبشرین کے نام یاد نہیں رہے۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے گئے۔ غلیسیا کہ اس سے

Marfat.com

پہلے بھی عرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اگر اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی نہ کرتا۔ واقعی ہمارے پروردگار کے رسول حق پر مبعوث ہوئے ؛

ذکر در بیان

احوال مشائخ وعلماء وشعراء وسلاطین کہ ہمعصر حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء بودہ اند :-

حاجی محمد سعید لاہوری - آپ لاہور کے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے آپ شاہ میر لاہوری صاحب ذوق وشوق کے مرید تھے۔ بعدازاں انکے خلیفہ ملا شاہ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقٰی کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ اور نقشبندیہ خلافت پائی۔ آپ صاحب جذب قوی تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے پایۂ تحصیل تک حاصل کیا۔ لوگوں نے دونو علوم میں آپ سے استفادہ کیا۔ حاجی صاحب کے مرید اور شاگرد ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ جو شریعت و طریقت پر کاربند تھے ؛

شیخ محمد فاضل - آپ ظاہری و باطنی علوم کے عالم اور لاہور سے چار منزل پر بھاکہ کے رہنے والے تھے۔ آپ صاحب کرامت و استقامت تھے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ کے قصیدہ خمریہ کی شرح لکھی ہے۔ جو تسو جزو سے زیادہ ہے ؛

شاہ بھیکھ - آپ بھی آنحضرت کے ہمعصر تھے ؛

شیخ ابوالفتح سنوری - سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر شہر سنور ہے شیخ صاحب اہل نیستی وانکسار تھے۔ صفائی باطن میں مشہور تھے ؛

شیخ اشرف سلونی - آپ شیخ پیر محمد سلونی کے فرزند اور ہندوستان کے ایک مشہور شیخ ہیں۔ آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہے۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے آپ کی مجلس میں سماع ونغمہ بکثرت ہوا کرتا تھا۔ دعوت اسماء کا علم بھی آپ کو حاصل تھا۔ اور قبولیت کی وجہ بھی یہی تھی ؛

Marfat.com

شیخ حبیب اللہ قنوجی۔ آپ قنوج کے مشہور شیخ اور صاحب تصرف ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔

شیخ برکت اللہ۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ خدا طلبی میں سخت تکلیفیں اُٹھائیں۔ اذکار و اشغال میں مشغول و مصروف رہے۔ عجیب و غریب حالات حاصل کئے۔ بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اب آپ کے دو لڑکے آپ کے جانشین ہیں۔ ایک آل محمد جو باپ کا قائم مقام ہے۔ دوسرے شاہ محمد۔

شاہ کلیم اللہ۔ آپ شاہجہان آباد کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ صاحبِ احوالات بلند و مقامات ارجمند ہیں۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔

شاہ غلام محمد۔ آپ بھی شاہجہان آباد کے معتبر مشائخ سے ہیں۔ صاحبِ زہد و توکل تھے۔ تصوف اور سلوک میں راسخ قدم تھے۔

شیخ عبدالرسول انبالوی۔ آپ انبالہ کے مشہور شیخ ہیں۔ زہد و توکل سے موصوف تھے۔ آپ نے خدا طلبی میں ریاضتہائے شاقہ اٹھائیں۔ صفائی باطن میں مشہور تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔

شاہ کمال۔ آپ سید جمال کے فرزند اور شاہجہان آباد کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ صاحبِ وجد و شوق تھے۔ رقص و سماع بہت کیا کرتے تھے۔

شاہ اجالی بدایونی۔ آپ بدایوں کے مشائخ کبار سے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ صاحبِ ذوق و حال تھے۔ اور انکسار آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ بہت سے لوگ آپ کے منکر بھی تھے۔ وہ آپ کو دیوانہ کہتے تھے۔ بعض جو آپ کے مرید تھے۔ وہ آپ کو صاحب کمال جانتے تھے۔ لیکن آپ کے اوضاع و اطوار سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ تمام مشائخ اُمت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ آپ کے مُرید ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں روزہ ضرور رکھتے ہیں۔ اور کسی سے کلام نہیں کرتے۔ ساتھ ہی کہتے ہیں۔ کہ ان دنوں ہمیں خدا ظاہری آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے۔ بعد ازاں ساتویں روز عید کی طرح خوشی مناتے ہیں۔ ان دونوں دنوں کو جنگل میں ایک مقررہ جگہ جا کر اپنی عبادت کرتے ہیں۔

Marfat.com

ان کی عبادت کا یہ طریقہ ہے۔ کہ نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر چاروں طرف کھڑے ہو کر کچھ پڑھتے ہیں۔ ہر روز اوقات مقررہ پر اس قسم کی عبادت کرتے ہیں۔ سلام علیک کی بجائے "ابن خفشان" کہتے ہیں۔ جب آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ تو یہی لفظ پکارتے ہیں۔ وہ حسین خفشان کو پیغمبر اولو العزم صاحب شریعت مانتے ہیں۔ اس بات کو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ جو ان کا محرم راز ہوتا ہے۔ اسی سے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ محمد امین خاں نے یہ بات معلوم کر کے ظاہر کرنی چاہی۔ لیکن وہ انہیں دنوں فوت ہو گیا اب وہ اپنے میں اسے بطور معجزہ سمجھتے ہیں۔ ایک دفعہ میں (مؤلف کتاب) نے خفشان کے بیٹوں سے ملاقات کی۔ اور اس بات کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے محض انکار کیا۔ صرف استغفر اللہ کہا۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

شیخ جان محمد۔ آپ اعلیٰ درجہ کے زاہد و ریاضت کنندہ اور صاحب استقامت تھے۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ کی ملاقات کے لئے آئے۔ آپ کے جانے کے بعد کسی نے آنحضرت سے آپ کے حالات کی بابت پوچھا فرمایا کہ ریاضت کے باعث اسے باطنی صفائی حاصل ہے ۔

مولوی عبد الحکیم۔ آپ شاہجہان آباد کے ایک مشہور عالم باعمل ہیں۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ عبد اللہ کے مرید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے معتقد تھے۔ چنانچہ دو دو کوس پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ آنحضرت بھی آپ پر مہربان تھے۔ آپ کے پاس اہل علم حاضر رہتے۔ اکثر امرا آپ کے معتقد تھے۔ اور آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ امر معروف آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ چنانچہ بادشاہ پر بھی شرعی حد لگا دی۔ کہ کفار سے جزیہ لو۔ یہ قصہ قیومیت کے اٹھائیسویں سال میں مفصل بیان ہو چکا ہے ۔

مولوی نظام الدین۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ کئی ہزار آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا فائدہ اٹھایا۔ سینکڑوں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ زہد۔ عبادت اور ریاضت بکثرت کرتے ہیں۔ اور شیخ عبد الرزاق کے مرید ہیں۔ آپ صاحب استقامت و استغنا ہیں ۔

مولوی صفت اللہ۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ آپ نے

Marfat.com

حدیث کی سند مدینہ منورہ میں حاصل کی۔ آپ کی مجلس میں عموماً علم حدیث پڑھایا جاتا تھا۔ شریعت کے سخت پابند تھے۔ بالعموم رافضی امرا سے آپ کا میل جول تھا۔ لیکن ہر مجلس میں انہیں آپ زک ہی دیتے ٭

مولوی قطب الدین۔ آپ پورب کے بڑے مشہور عالم ہیں۔ کہتے ہیں۔ علم معقولات میں ہندوستان بھر کے علماء آپ سے لگا نہیں کھاتے۔ بہت سے آدمی آپ سے فارغ التحصیل ہوئے ٭

مولوی شیخ محمد۔ آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ظاہری علم میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں ٭

مولوی عبد الکریم۔ آپ دو واسطے سے مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کے شاگرد ہیں۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا استفادہ کیا ٭

مولوی ابو طالب۔ آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ساتھ ہی عالم باعمل بھی ہیں ٭

مولوی کمال الدین۔ بڑے جید عالم ہیں۔ ہزاروں آدمی آپ سے مستفید ہوئے ٭

حاجی یار بیگ۔ آپ لاہور کے بڑے مشہور عالم اور شریعت کے بڑے پابند ہیں۔ جب سلطان بہادر شاہ نے لاہور جاکر علماء کو اس بات کی تکلیف دی۔ کہ خطبہ میں حضرت علی کو وصی کہیں۔ اس وقت لاہور کے علماء کے سرگروہ حاجی یار بیگ ہی تھے۔ انہوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ٭

مولوی محمد مقیم۔ آپ علم ظاہری و باطنی دونوں کے عالم ہیں۔ ایک بزرگ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ عجز و نیستی آپ کا شعار ہے۔ آپ کی تصنیفات نہایت اعلےٰ پائے کی ہیں۔ چنانچہ مولانا روم کی پیروی کی ہے۔ شرح وقایہ پر کا حاشیہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔

حسب ذیل شعرا حضرات خلیفۃ اللہ کے ہمعصر تھے۔ محمد پناہ۔ قابل۔ نگہت۔ جعفر روحی۔ مرزا گرامی۔ مظہر۔ سامی۔ آفرین۔ رونق۔ گلشن۔ باجی۔ حزین وغیرہ وغیرہ۔ رومی کہتا ہے ؎

Marfat.com

گشت چشم تو بے فتنہ قامت باقی است نیست آرام بمردان کہ قیامت باقیست

قائل کہتا ہے ؎

بہ بزم دود بماند ز بعد کشتن شمع چو مار تیغ تو مردیم آہ ما باقیست

آفرین نے مضمون ناز کو خوب نبھایا ہے ؎

گل اندامے سراپا ناز آمد آمدے دارد بابہار رفتہ ما باز آمد آمدے دارد

سامی و آفرین نے میر کے قصہ کو چار باب میں لکھا ہے۔ قصیدہ کی رونق کو نظم میں لکھ کر دوبالا کر دیا ہے +

حسب ذیل بادشاہ حضرت سلطان الاولیاء کے ہمعصر تھے ہندوستان میں سات شخص آنحضرت کے عہد میں تختِ سلطنت پر بیٹھے۔ خاندانِ تیموریہ کے دس بادشاہ قیوم اربعہ کے عہد میں تخت نشین ہوئے۔ جلال الدین اکبر۔ حضرت قیوم اول رض کے وقت میں۔ جہانگیر۔ حضرت قیوم اول رض کے عہد میں۔ شاہجہان حضرت قیوم ثانی کے عہد مبارک میں۔ اور اورنگ زیب عالمگیر کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے اپنے دادا کے ساتھ حضرت قیوم اول کی زیارت کی۔ حضرت قیوم ثانی کے عہد میں تخت نشین ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ کا تمام عہد مبارک دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ نے میرے آخری سالوں میں قیومیت کے تخت پر جلوس فرمایا۔ باقی بادشاہ حضرت خلیفۃ اللہ کے عہد میں ہوئے۔ یعنی بہادر شاہ معز الدین۔ فرخ سیر۔ رفیع الدولہ۔ رفیع الدرجات اور محمد شاہ جو موجودہ بادشاہ ہے۔ ایران میں نادر شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہے۔ نادر شاہ سے پہلے قندھار کے چند خان ایران پر قابض تھے۔ جیسا کہ حضرت قیوم رابع کے چودھویں سال قیومیت کے حالات میں لکھا ہے۔ توران میں ابو الفیض حکمران ہے۔ بدخشاں کا بادشاہ میر یار بیگ خاں ہے۔ یہ تمام بادشاہ حضرت قیوم رابع کے مرید و معتقد ہیں۔ والسلام من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ وصل اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ؎

بحمد اللہ کہ بر زعم زمانہ بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ

طے کنم ایں نامہ را گر نیم چوں کلم حوصلہ خامہ نیست تا بہ رقم داشتن

تمت

اللہ والوں کی درد بھری کتابوں کا سلسلہ

اُردو ترجمہ ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ بےنظیر کتاب تصنیف حضرت خواجگانِ عثمان جالندھری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ کتاب تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا عشق و محبت سے گداز ہے۔ خداوندِ عالم سے رابطہ اور اتحاد پیدا کرنے کے خواہشمندوں کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کوئی مسئلہ تصوف و شریعت ایسا نہیں جس کا ذکر اس متبرک کتاب میں نہ آیا ہو۔ اس کتاب تحفۃ الارواح و ہدیۃ القلوب کے ۴ فصل ہیں۔ اور ہر ایک فصل ۴ باب پر منقسم ہے۔ لہٰذا ہم ان کو بجنسہٖ تفصیل ذیل میں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ تاکہ طالبانِ مولےٰ یہ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ یہ کتاب کس اعلےٰ پایہ کی ہے۔ اور کس کس قسم کے اعلےٰ مضامین پر مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کتاب میں بحث کی ہے اور وہ فہرستِ مضامین حسب ذیل ہے:۔ باب اول۔ فقیر کے بیان میں۔ باب دوم تسلیم کے بیان میں۔ باب سوم توکل کے بیان میں۔ باب چہارم۔ ذکر مولےٰ کے بیان میں فصل دوم۔ اس کے بھی ۴ باب ہیں۔ باب اول انتہائے سلوک میں۔ باب دوم۔ خصائل درویش میں۔ باب سوم۔ اہل اللہ کی یاضتوں اور خلق اللہ کو مہربانی کے طور پر نصیحت کرنے کا بیان۔ باب چہارم۔ بردباری اور خداوند تعالےٰ کی رضامندی کا بیان فصل سوم۔ اس میں بھی چار باب ہیں۔ باب اول۔ خاموشی اور گوشہ نشینی کے بیان میں۔ باب دوم۔ محبت اور عشق کے ذوق کا بیان۔ باب سوم۔ اشتیاق اور جوانمردی کے بیان میں۔ باب چہارم۔ خلقت پر تواضع اور مہربانی اور شب بیداری و سوز و محبت کے بیان میں فصل چہارم۔ اس کے بھی چار باب ہیں۔ باب اول تضرع میں۔ باب دوم عاشقوں کی جانبازی اور عشق و محبت پر تڑپنے اور عاشقوں کی بردباری میں۔ باب سوم۔ بزرگوں کی نصیحت و فکر و ذکر بہشت و دلجوئی و عیب پوشی میں۔ باب چہارم۔ عاشقانِ جانباز کا حال اور خاتمہ کتاب مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو دلچسپ بنانے میں بڑی محنت کی ہے اور ایسی پُراثر نظمیں موقع بموقع درج کی ہیں۔ جس سے اس کتاب کی مقبولیت عام ہوگئی ہے۔ ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب کو اگر کوئی صاحب بغور پڑھے۔ اور وہ خواہ کتنا ہی بُرا ہو فوراً راہ راست اختیار کرکے اپنے مولیٰ کا سچا تابعدار بندہ بنجاویگا۔ کتاب نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر خوش قلم طبع کیگئی ہے قیمت عہ ۱۲ار

اردو ترجمہ چہل مکتوب حضرت خواجہ عثمان جالندھری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

ان چالیس مکتوبات میں حضرت نے مسائل توحید کو جس خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ یاد الٰہی۔ کے متعلق جو پُر اثر نصائح لکھی گئی ہیں۔ وہ نہایت مؤثر اور بابرکت ہونے کے علاوہ مسائل تصوف کا آئینہ ہیں۔ اشعار حضرت نے ہر ایک موقع بموقع ایسے دلکش لکھے ہیں۔ کہ جن کے پڑھتے ہی ایک فوری وجد طاری ہو جاتا ہے۔ نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ لکھائی اور چھپائی اعلیٰ۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

زُبدۃ المقامات

یہ نادر اور بے مثل کتاب حضرت قطب الاقطاب ہادیٔ شیخ وشاب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وخواجہ جہاں شاہ والا مکان حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے حالات اور آپ کے خلفائے نامدار حضرت خواجگان کی اولاد پاک کے حالات سے پُر ہے۔ اس متبرک اور بابرکت کتاب میں دو مقصد اور اس کے متعلق کئی فصلیں ہیں مقصد اول میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ پاک مع حضرت کے ارشادات تجرد وتفرید آپ کی وفات اور حضرات خلفائے نامدار اور اولادِ پاک کے مفصل حالات درج ہیں مقصد دوم میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حالات مع جناب کے اخلاق عادات ارشادات مقالات واسمائے خلفائے نامدار مع حالات حضرت معصومین کے بہ تشریح درج ہیں نیز حضرت کے ابتدائی حالات اور حضرت کے جد امجد کے حالات اور طریقہ قادریہ کی نسبت کا ذکر بھی بوضاحت کیا گیا ہے۔ نیز حضرت کے بعض مکتوبات بھی درج ہیں۔ جو حضرت نے اپنے مرشد حضرت باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بغرض استفسارات بعض مقامات وحالات باطنیہ کے لکھے ہیں۔ یہ کتاب ایسی جامع ہے۔ کہ اس سے بہتر کوئی کتاب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے حالات میں نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب کا نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر نہایت عمدہ طبع کرایا ہے۔ قیمت دو روپے ... (عـه)

المشتہران: ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین تاجران کتب قومی کتب خانہ کے لیے چھپا منزل نقشبندیہ بازار کشمیری لاہور

Marfat.com

اردو ترجمہ کتاب زبدۃ المقامات

نادر و بیمثل کتاب حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ شیخ و شاب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ جہان شاہ والامکان حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خلفائے نامدار اور آپ کی اولاد پاک کے حالات پاک سے پُر ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت - - - - - - - عا

اردو ترجمہ کتاب رشحات فتوحات السالکین

اس کتاب میں حضرت خواجہ میر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ہیں طالبان مولا کی خاطر اردو ترجمہ کرایا گیا ہے قیمت ۶ر

اردو ترجمہ کتاب سلک سلوک

مصنفہ حضرت مولانا نخشبی رحمۃ اللہ علیہ اس میں ۱۵۰ سلک ہیں اور ہر ایک سلک نہایت دلکش پیرایہ میں لکھا ہے قیمت عہ

اردو ترجمہ کتاب انیس الطالبین

یہ کتاب خواجہ خواجگان حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند کے مقامات و ارشادات کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے قیمت عہ

اردو ترجمہ مقاصد السالکین

حضرت ضیاء اللہ نقشبندی کی قابل قدر تصنیف ہے مسائل شرعیہ کے ساتھ ساتھ تصوف کے باریک باریک نکات بیان فرمائے ہیں عہ

اردو ترجمہ کتاب مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ

حضرت خواجہ محمد امین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور نیز آپ کے صاحبزادگان والاتبار کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ ہر ایک مجددی نقشبندی کا فرض ہے کہ اس کتاب کو خرید کر مطالعہ کریں اس کتاب میں ۱۲ باب ہیں۔ قابل دید ہے۔ قیمت - - - - - - - ۱۲ر

اردو ترجمہ کتاب جواہر علویہ

مولانا شاہ رؤف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام بزرگان نقشبندیہ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ قیمت - - - - عہ ۱۲ر

اردو ترجمہ انیس الارواح

اس کتاب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ہیں مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۴ر

Marfat.com

اردو ترجمہ سہ دفتر

مکتوبات شریف

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

مع مفصل سوانح عمری

کون شخص ہے جو مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف نہ ہو۔ یہ وہ مجموعہ مکتوبات ہے۔ جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے پیر حضرت باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں اور نیز دیگر احباب کی طرف ارقام فرمائے تھے۔ اور جن کی تلاش اور جستجو میں مدت مدید اور عرصہ بعید سے طالبان مولے عموماً اور حلقہ بگوشان سرکار عالیہ نقشبندیہ خصوصاً اور حیران و سرگردان پھرتے تھے۔ چونکہ یہ گنجینہ اسرار معانی نہایت دقیق فارسی زبان میں ہر ادنے و اعلے کی فہمید سے باہر تھا۔ لہذا ہم خادمان فقرا نے بپاس خاطر ہر چہار سلاسل عالیہ اور حلقہ بگوشان خاندان عالیہ نقشبندیہ کیلئے بصرف زر کثیر اردو ترجمہ کرا کر نہایت خوشخط اعلے درجہ کے کاغذ پر طبع کرائے ہیں۔ جن کو خرید کر ہر ایک طالب مولے بیساختہ یہ شعر ورد کریگا ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم | بنامیزد عجب ارزاں خریدم

قیمت دفتر اول ۸؍ | قیمت دفتر دوم ۸؍ | قیمت دفتر سوم ۱۲؍

سوانحعمری مجدد علیہ الرحمۃ علیحدہ بھی ملسکتی ہے قیمت ۸؍

المشتہران

ملک فضل الدین چنن الدین تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

کوچہ ککے زئیاں — منزل نقشبندیہ — بازار کشمیری

لاہور

جس کتاب پر مشتہران کی مہر نہ ہوگی۔ مال مسروقہ ہے؟

Marfat.com